باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

اصلاحِ اخلاق
اور
حفاظتِ زبان



مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

اصلاحِ اخلاق

اور

حفاظتِ زبان

قرآن وسنت کی روشنی میں

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق کے فضائل وفوائد، بدخلقی وبداخلاقی کے عذابات ونقصانات

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق میں زبان کی اہمیت، زبان کے ذریعہ سے بداخلاقی وبدخلقی کی صورتیں، حفاظتِ زبان، اورآفاتِ زبان کی تفصیل وتشریح

آفاتِ زبان سے بچنے اور حفاظتِ زبان کے مسنون طریقے

قرآنی آیات، مستنداحادیث اور معتبر تشریح وتوضیح کا جامع ومفید مجموعہ وذخیرہ

تزکیہ واصلاح کے موضوع پرایک جامع، نافع وسہل کتاب

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

نام کتاب: اصلاحِ اخلاق اور حفاظتِ زبان

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ۔فروری 2013ء

صفحات: ۶۷۸

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔فون: 051-5507270
ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انار کلی، لاہور۔فون: 042-37353255
کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔فون: 051-5771798
دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-32631861
مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37228196
مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔فون: 0992-340112
ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4514929
ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35032020
مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔فون 048-3226559
مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔فون: 0321-5180613
ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔فون: 051-2254111
ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔فون: 061-4540513
مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔فون: 041-8715856
کتب خانہ شمسیہ، نزد اپری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔فون: 0333-7827929
مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35123130
تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔فون: 051-5774634
مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-34856701
مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔فون: 055-4212716
مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔فون: 041-2601919
اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔فون: 048-3712628
اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔فون: 051-4830451
مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37232536
الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5553248

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

ہمارے محترم ومعزز شیخ وبزرگ حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کے حکم واجازت سے ادارہ غفران راولپنڈی میں مدتِ دراز سے اصلاحی مجالس کا سلسلہ قائم تھا، جس کا ہفتہ وار وقت بروز اتوار عصر کی نماز کے بعد مقرر تھا۔

لیکن حضرت والا کی حیاتِ مبارکہ میں اسلام آباد میں حضرت کی اصلاحی مجالس کا سلسلہ بھی قائم تھا، جس سے علاقہ کے طالبین وسالکین کے استفادہ کی عمدہ صورت میسر تھی، اس لئے بندہ کو اپنے یہاں اصلاحی مجالس کی طرف زیادہ توجہ اور زیادہ اہمیت نہ ہوتی تھی۔

مورخہ ۵/صفر ۱۴۳۳ھ 31 دسمبر 2011ء کو جب حضرت والا نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ کا وصال وانتقال ہوا، تو علاقہ کے لوگوں کا ایک حلقہ حضرت والا کی اصلاحی مجالس میں شرکت کی سعادت سے محروم ہوگیا، اور بعض عوام بلکہ بعض اہلِ علم حضرات کی طرف سے بھی بندہ کی طرف اس بات کا اصرار بڑھ گیا کہ حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرت والا سے وابستہ اور حضرت والا کا مجاز ہونے کی حیثیت سے اب آپ کے اوپر بھاری ذمہ داری عائد ہوگئی ہے، لہٰذا حضرت والا رحمہ اللہ کی زندگی کے آخری معمول کے مطابق آپ کو اپنے یہاں ادارہ غفران میں صبح کے وقت اصلاحی مجلس کا ذرا اہمیت کے ساتھ اہتمام کرنا چاہئے۔

اگرچہ بندہ اپنے آپ کو اس چیز کا ہرگز اہل نہیں سمجھتا تھا کہ حضرت والا کی اصلاحی مجلس کا بدلِ کل فراہم کرسکے، لیکن ''مَالَایُدْرَکُ کُلُّهٗ لَایُتْرَکُ کُلُّهٗ'' (کہ جس چیز کو پوری طرح حاصل نہ کیا جاسکے، اسے پوری طرح چھوڑنا بھی نہیں چاہئے) کے قاعدہ کے پیشِ نظر، ادارہ غفران میں مورخہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ، بمطابق 25 / مارچ / 2012ء بروز اتوار سے صبح دس بجے ہفتہ وار اصلاحی مجلس کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

اور بندہ کی دیرینہ خواہش تھی کہ اخلاق، جو کہ بنیادی طور پر تصوف وتزکیۂ نفس کا موضوع بحث ہیں،

ان کی اہمیت وفضیلت اور توضیح وتشریح کو قرآن وسنت کے تناظر میں جمع وپیش کرنا چاہیئے، کیونکہ دین کے دوسرے شعبوں کی طرح اصلاحِ نفس وتزکیۂ نفس کا اصل منبع بھی قرآن وسنت ہی ہے، اور اس امت کے سب سے پہلے انسانی شیخ ومربی ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کی کامل اصلاح وتزکیہ کا خاص انتظام اللہ ربُّ العزت کی جانب سے کیا گیا، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی شہادت ''وَيُزَكِّيهِمْ '' کہ آپ انسانوں کا تزکیہ کرتے ہیں کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی کامل وجامع اصلاح فرمائی اور اصلاح کا ایسا نمونہ ونظام پیش فرمایا کہ جس کی نظیر اور مثال تا قیامت ملنا مشکل ہے۔

موجودہ دورہ میں تصوف وطریقت یا تزکیہ واصلاحِ نفس سے متعلق بہت سے مقامات پر راہِ اعتدال سے خروج اور افراط وتفریط دیکھنے میں آ رہی ہے، اور وسائل وذرائع کو مقاصد کا، اور مقاصد کو وسائل وذرائع کا، بلکہ کئی مباحات ومستحبات کو سنتوں وفرضوں کا اور مستحب لغیرہٖ وغیرہ کو مستحب لعینہٖ کا درجہ دیا جا رہا ہے، اور اس سے بڑھ کر متعدد بدعات ومنکرات کو تصوف وطریقت کے عنوان سے پیش کرنے کا سلسلہ جاری ہے، ایک طرف تو ان مسنون تعلیمات کی برکت سے اس قسم کی افراط وتفریط سے حفاظت اور اعتدال قائم رہتا ہے، اور دوسری طرف مسنون وغیر متنازع امور سے استفادہ میں ہر طرح کی خیر وعافیت اور سلامتی بلکہ سب کا اتفاق ہے، اور ہر خاص وعام کی اصلاح کے لئے انتہائی آسان وسہل راستہ بھی یہی ہے۔

اس لئے ادارہ غفران میں مذکورہ اصلاحی مجلس کے از سرِ نو اہتمام کے ساتھ قیام کے وقت ہی سے بندہ نے قرآن وسنت کی روشنی میں اس موضوع سے متعلق مضامین جمع کرنا شروع کر دیئے، جس کی ترتیب یہ رکھی گئی کہ بندہ ہر اتوار کے روز کی اصلاحی مجلس سے پہلے متعلقہ مضامین کا مواد قرآن وسنت سے مفسرین، محدثین اور فقہائے کرام کی توضیح وتشریح کی روشنی میں جمع کر لیتا تھا، اور کمپیوٹر سے کتابت کرا کر متعلقہ صفحات کا پرنٹ لے کر اتوار کی اس اصلاحی مجلس میں سنا دیا کرتا تھا، اور مناسب مواقع پر کچھ زبانی تشریح وتوضیح بھی کر دیا کرتا تھا، جس کا بندہ کو بطورِ خود ذاتی طور پر انتہائی فائدہ محسوس ہوا، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کا کلام ہر طرح کے سُقم وبطلان اور نفسانیت وغیرہ سے

پاک ہونے اور اخلاص وصدق پر مبنی ہونے کی وجہ سے دل ودماغ پر اثر انداز ہونے میں تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔ قرآن وسنت کی ان پاکیزہ تعلیمات کی برکت سے تزکیہ واصلاح سے متعلق بحمد اللہ تعالیٰ بہت سے ایسے عُقدے اور پیچیدہ مسائل بھی حل ہوئے، اور اس کا دل ودماغ پر ایسا اثر ہوا کہ آج تک کسی اور ذریعہ سے یہ مقصد حاصل نہ ہوسکا تھا، متعدد حاضرین وشرکائے مجلس اور احباب نے بھی ان مضامین کو بہت پسند فرمایا، اور مفید تر محسوس کیا۔

اور آج قرآن وسنت کی ان معجزانہ تعلیمات کی برکات وخیرات کا کھلی آنکھوں اس طرح مشاہدہ ہورہا ہے کہ چند ماہ کے عرصہ میں اب تک کی ہفتہ وار اصلاحی مجالس کے لئے تحریر شدہ موضوعات کا بڑا مفید ذخیرہ بحمد اللہ تعالیٰ جمع ہوگیا۔

ابھی حال ہی میں بندہ نے ان تمام تحریر شدہ مضامین کی از سرِ نو نظرِ ثانی، تحقیق اور تخریج کا اہتمام کیا، اور بہت سے مفید اضافات بھی کئے، اور طوالت سے بچنے کے لئے حواشی میں مذکور وجمع کردہ مفسرین، محدثین اور فقہائے کرام کی عبارات کو اکثر مقامات سے حذف کردیا، البتہ ان کے حوالہ جات کو باقی رکھا گیا، تاکہ اہلِ علم حضرات کو بوقتِ ضرورت رجوع کرنے میں سہولت رہے، اور اب تک کے اس پورے ذخیرہ کو ''اصلاحِ اخلاق اور حفاظتِ زبان'' کے عنوان سے شائع کرنے کی ترتیب بنائی، جو اس وقت آپ حضرات کے سامنے ہے، اور بندہ کے نزدیک بچپن سے لے کر اب تک کے سالہا سال کے تجربات، ریاضات ومجاہدات کے مقابلہ میں یہ کتاب مسنون تصوف وطریقت یا تزکیہ واصلاحِ نفس کا کافی حد تک جامع ذخیرہ ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوِش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے، اور بندہ وبندہ کے معاونین اور تمام مسلمانوں کی صلاح وفلاح اور نجات ومغفرت کا ذریعہ بنائے، اور امتِ مسلمہ کو مسنون اعمال کے احیاء اور ان پر متفق ومجتمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۹/ صفر المظفر / ۱۴۳۴ھ 12 / جنوری/ 2013ء بروز ہفتہ ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱)

حُسنِ اخلاق کی فضیلت واہمیت اور بد خُلقی کی مذمَّت

اسلام میں انسانوں اور خاص کر مسلمانوں کو اپنے اخلاق درست اور اچھے کرنے کی بہت اہمیت وتاکید بیان کی گئی اور انتہائی فضیلت بتلائی کی گئی ہے، اور برے اخلاق کی مذمت وبرائی اور سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں۔

اس لئے قرآن وسنت کی روشنی میں اخلاقِ حسنہ وحمیدہ (یعنی اچھے وپاکیزہ اخلاق) کی فضیلت واہمیت، اور اخلاقِ رذیلہ وسیئہ (یعنی برے اور گندے اخلاق) کی مذمت اور برائی کو ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش اور برے اخلاق سے اپنے آپ کو بچانے کا اہتمام کیا جاسکے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز

مخلوق میں اخلاقِ حمیدہ وحسنہ یعنی اچھے اور پاکیزہ اخلاق کا سب سے اونچا مقام ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے، جس کی صراحت اور وضاحت خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

نٓ. وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ. وَإِنَّ لَکَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ. وَإِنَّکَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورة القلم، رقم الآية ۱ تا ۴)

ترجمہ: نٓ، قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں، نہیں ہیں آپ

اپنے رب کے فضل سے مجنون، اور بلاشبہ آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، اور بلاشبہ آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر ہیں (سورہ قلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے سب سے بلند و عظیم مقام اور مرتبہ پر فائز ہیں۔

اور اسی وجہ سے امتِ محمدیہ کو آپ کے اخلاق کی اتباع و پیروی کا حکم ہے۔
(تفسیر ابن کثیر، سورة القلم، تحت رقم الآیة ۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کا عملی نمونہ

حضرت سعد بن ہشام بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَخْبِرِينِي بِخُلُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ "وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ"، قُلْتُ: فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَتَبَتَّلَ، قَالَتْ: لَا تَفْعَلْ، أَمَا تَقْرَأُ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَقَدْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وُلِدَ لَهُ (مسند احمد)[1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اُمُّ المؤمنین مجھے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق خبر دیجئے۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کا عملی نمونہ تھے، کیا تم نے اللہ عزوجل کا (سورہ قلم میں) یہ ارشاد نہیں پڑھا کہ؟

"وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ"

---

[1] رقم الحديث ۲۴۶۰۱، مؤسسة الرسالة، بيروت.
في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

''اور بلا شبہ آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر ہیں''

میں نے عرض کیا کہ میں نکاح سے الگ تھلگ رہنا چاہتا ہوں (یعنی میں نکاح نہیں کرنا چاہتا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کیجئے، کیا آپ (سورہ احزاب کی) یہ آیت نہیں پڑھتے کہ:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ''

''تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ کے اولاد بھی ہوئی (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی پورے قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی، اور آپ نے نکاح بھی کیا، اور آپ کے اولاد بھی ہوئی، لہٰذا نکاح کرنا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اسوہ ونمونہ میں داخل ہوا، اور قدرت ہوتے ہوئے نکاح نہ کرنا آپ کے اخلاق اور نمونہ سے خارج و باہر ہوا، اسی لئے حدیث میں نکاح کو سنت قرار دیا گیا ہے۔ [1]

حضرت یزید ابن بابنوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْنَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، كَيْفَ كَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ، ثُمَّ قَالَتْ: تَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ اِقْرَأْ (قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ) حَتّٰى بَلَغَ الْعَشْرَ، فَقَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] عن عائشة، قالت :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :النكاح من سنتي، فمن لم يعمل بسنتي فليس مني، وتزوجوا، فإني مكاثر بكم الأمم، ومن كان ذا طول فلينكح، ومن لم يجد فعليه بالصيام، فإن الصوم له وجاء (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۸۴۶، كتاب النكاح، باب ماجاء فى فضل النكاح)

[2] رقم الحديث ۳۴۸۱، كتاب التفسير، تفسير سورة المومنون.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.
و قال الذهبي فى التلخيص: صحيح.

ترجمہ: ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے امُّ المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے، پھر فرمایا کہ کیا آپ سورہ مومنون پڑھتے ہیں؟ آپ (سورہ مومنون کی) یہ (آیات) پڑھیے کہ "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ" یہاں تک کہ دس آیات پڑھیں، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اسی طرح تھے (حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی نشاندہی کرتے ہوئے سورہ مؤمنون کی جن آیات کا ذکر فرمایا وہ یہ ہیں کہ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ. وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ. وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ. وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ. اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ. فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ. وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ. وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ. الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

(سورة المومنون، رقم الآيات ١ الى ١١)

ترجمہ: کامیاب ہوگئے وہ مومنین جو اپنی نماز میں خشوع (ویکسوئی) اختیار کرنے والے ہیں، اور جو لغو (ولایعنی اور فضول باتوں اور چیزوں) سے اعراض (وکنارہ کشی اختیار) کرنے والے ہیں، اور جو زکاۃ دینے والے ہیں، اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، سوائے اپنی بیویوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے، تو یہ قابلِ ملامت نہیں ہیں، پھر جو کوئی اس (یعنی بیویوں اور اپنی مملوکہ باندیوں) کے علاوہ (کسی اور کے ساتھ شرمگاہوں کو استعمال کرنے) کی جستجو کرے گا تو یہی لوگ حد سے بڑھنے والے (اور گناہ گار) ہیں، اور جو کہ اپنی

امانتوں اور عہد معاہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ وارث ہیں، جو کہ جنۃُ الفردوس کے وارث ہوں گے جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے (سورہ مومنون)

سورہ مؤمنون کی ان آیات میں مذکور تمام اخلاق اور اچھی صفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل طریقہ پر موجود تھیں، جن میں لغو سے اعراض اور کنارہ کشی اختیار کرنا بھی داخل ہے۔

اور لغو، بے فائدہ کام یا کلام کو کہا جاتا ہے، اور جب کامیاب لوگ لغو سے بھی اعراض کرنے والے ہیں، تو وہ یقیناً گناہ والے کام اور کلام سے بدرجہ اولیٰ اعراض کرنے والے ہوں گے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَـأَلْـتُ عَـائِشَةَ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كَـانَ خُـلُـقُهُ الْقُرْآنَ، يَغْضَبُ لِغَضَبِهٖ، وَيَرْضٰى لِرِضَاهُ (المعجم الاوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ آپ کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے، قرآن کے غصے کی وجہ سے (یعنی جس چیز پر قرآن مجید میں غصہ کیا گیا ہو، اس پر) غصہ فرماتے تھے، اور قرآن کی رضا کے لئے (یعنی جس چیز پر قرآن مجید میں رضا کا اظہار کیا گیا ہو، اس پر) راضی ہوتے تھے (طبرانی، طحاوی)

اور ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی رضا اور اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے راضی اور ناراض ہونے کا ذکر ہے، دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ قرآن مجید اللہ ہی کا کلام ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۷۲، باب الالف، ج ۱ ص ۳۰، شرح مشکل الآثار، رقم الحدیث ۴۴۳۴.
قال الطبرانی: لایروی عن ابی الدرداء عن عائشة الا بهذا الاسناد، تفرد به: زید بن واقد.

[2] عن أبی الدرداء ، قال :سألت عائشة رضی الله عنها عن خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالت :كانت خلقه أن يرضى لرضى الله ويسخط لسخطه(مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۰۲)

اور مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق قرآن مجید اور اللہ کی رضا ومنشاء کے مطابق تھے، یہاں تک کہ آپ کا کسی شخص سے یا کسی چیز پر ناراض یا خوش ہونا بھی اللہ اور اس کے کلام کے مطابق تھا، اس سے ہٹ کر نہیں تھا۔

اسی وجہ سے قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت کے لئے عمدہ نمونہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الأحزاب، رقم الآية ٢١)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ (کی سیرت) میں عمدہ نمونہ ہے (سورہ احزاب)

گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی چلتی پھرتی تفسیر تھے، اور آپ کا قول وفعل قرآن مجید کی عملی تفسیر تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے

---

[1] رقم الحديث ٨٩٥٢؛ الأدب المفرد للبخاري، رقم الحديث ٢٨٠؛ مستدرك حاكم، رقم الحديث ٤٢٢١.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

وقال الذهبي: على شرط مسلم.

وقال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح. رواه البزار، إلا إنه قال " :لأتمم مكارم الأخلاق ." ورجاله كذلك غير محمد بن رزق الله الكلوذاني، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤١٨٨، باب في حسن خلقه وحيائه وحسن معاشرته)

وفي حاشية مسند احمد: صحيح، وهذا إسناد قوي.

مبعوث کیا(اور بھیجا) گیا ہے(مسند احمد)

بعض روایات میں صالح اخلاق کے بجائے مکارمِ اخلاق کے الفاظ ہیں، اور''مکارمِ اخلاق'' سے مراد اچھے اور عمدہ اخلاق کی بلندیاں اور کمالات ہیں۔ ل

اور مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آمد سے پہلے جو اخلاق کی کمی تھی، اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وآمد کے ذریعہ سے پورا کردیا گیا، اور آپ سے پہلے مختلف ومتفرق انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم میں جو بے شمار اچھے اخلاق موجود تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اُن سب کو جمع کرکے آپ کی بعثت کے ذریعہ سے اچھے اخلاق کی تکمیل فرمادی گئی۔

(والتفصيل فی: مرقاة المفاتيح، ج۸ص ۳۱۸۳، کتاب الاداب، باب الرفق والحياء وحسن الخلق)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے عمدہ وعالی

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اُٹھائی، آپ کو قریب سے دیکھا، اور آپ کے ساتھ رہن سہن اور برتاؤ کیا، وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے عالی، عمدہ اور اچھے وبلند اخلاق والے تھے۔

چنانچہ حضرت ابوعبداللہ جدلی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَهْلِهِ ؟ قَالَتْ: كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا ، وَلَا

ل عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق (مسند البزار، رقم الحديث ۸۹۴۹)

عن أبي هريرة ,رضي الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق "كذا روى ,عن الدراوردي (السنن الكبرىٰ للبيهقي، رقم الحديث ۲۰۷۸۲)

عن جابر بن عبد الله قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الله بعثني بتمام مكارم الأخلاق، وكمال محاسن الأفعال.لم يرو هذا الحديث عن يوسف بن محمد إلا عمر بن إبراهيم، تفرد به :صالح بن بشر "(المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۶۸۹۵)

مُتَفَحِّشًا ، وَلَا سَخَّابًا بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يُجْزِءُ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھروالوں میں کیسے اخلاق تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے، فاحش اور متفحِّش (یعنی کوئی فحش کلام یا کام کرنے والے اور فحش کلام یا کام کو پسند واختیار کرنے والے) اور بازاروں میں شور کرنے والے نہیں تھے، اور وہ برائی کا بدلہ اُس جیسی بُرائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف اور درگذر فرماتے تھے (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو لوگوں میں سب سے اچھا قرار دے کر آگے آپ کے اچھے اخلاق کی ایک جھلک بیان فرمائی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهٗ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں چہرے کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین اور اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہترین تھے، آپ کا قد مبارک نہ تو غیر معمولی لمبا تھا، اور نہ چھوٹا (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حسن وجمال اور باطنی حسن وجمال (یعنی حسنِ اخلاق) دونوں اعتبار سے سب انسانوں سے زیادہ اعلیٰ واحسن اور عظیم تھے۔

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۹۰؛ صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۴۴۳.
فی حاشية مسند احمد وابنِ حبان: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث ۳۵۴۹، كتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، دارطوق النجاة، بيروت ، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۶۲۱۲.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے (بخاری، مسلم)

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب انسانوں سے اچھے اور عمدہ تھے۔

حسنِ خلق بہترین عطیۂ الٰہی ہے

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، فَمَا خَیْرُ مَا أُعْطِیَ الْعَبْدُ؟ قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ

(صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۶۰۶۱، کتاب الطب) [2]

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بندے کو جو چیزیں (توفیقِ الٰہی سے) عطا کی گئی ہیں، ان میں سب سے بہتر عطیہ کون سی چیز ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے اخلاق (ابنِ حبان)

اس حدیث میں معلوم ہوا کہ عمدہ اور اچھے اخلاق عمدہ ترین و بہترین عطیۂ الٰہی ہے۔

سب سے بہتر و افضل لوگ، اچھے اخلاق والے ہیں

حضرت عبداللہ بن عَمر و رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَکَانَ یَقُوْلُ: إِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ أَحْسَنَکُمْ أَخْلَاقًا (بخاری) [3]

---

[1] رقم الحدیث ۶۲۰۳، کتاب الادب، باب الکنیة للصبی وقبل أن یولد للرجل؛ مسلم، رقم الحدیث ۲۳۱۰ "۵۵"، باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحسن الناس خلقا.

[2] قال ابن حبان: قال سفیان: ما علی وجه الأرض الیوم إسناد أجود من هذا.
وقال شعیب الأرنؤوط فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح.

[3] رقم الحدیث ۳۵۵۹، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحش اور متفحش (یعنی فحش وبدگوئی کرنے اور اس کو پسند کرنے والے) نہیں تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں، جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والے ہوں (بخاری)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

فَجَاءَ فَتًى مِّنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۶۲۳، كتاب الفتن والملاحم) [1]

ترجمہ: ایک انصاری نوجوان آیا، اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، اور بیٹھ گیا، پھر اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مؤمنین میں سب سے افضل شخص کونسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے افضل وبہتر ہو (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: خِيَارُكُمْ أَطْوَلُكُمْ أَعْمَارًا، وَأَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا (مسند احمد، رقم الحديث ۹۲۳۵) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے بہترین لوگ کون ہیں؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول بے شک (ضرور بتلایئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو تم میں لمبی عمروں والے اور اچھے اخلاق

---

[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: صحيح.

[2] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل محمد بن إسحاق.

والے ہوں (مسند احمد)

جب لمبی عمر کے ساتھ اچھے اخلاق کا استعمال ہوتا ہے، تو یقیناً نامۂ اعمال میں اسی اعتبار سے اضافہ بھی ہوتا ہے، اس لئے لمبی عمر اور اچھے اخلاق والوں کو سب سے بہترین لوگ قرار دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ يَقُوْلُ: خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، إِذَا فَقِهُوْا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۰۰۲۲) [۱]

ترجمہ: میں نے ابو القاسم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے سُنا کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں، جو اخلاق کے اعتبار سے زیادہ اچھے ہوں، جبکہ وہ (دین کو) سمجھیں (مسند احمد)

یعنی جن کے اخلاق اچھے ہوں، اور وہ دین کے احکام کو سمجھیں، وہ سب سے بہترین ہیں، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ دین کے احکام کو سمجھے بغیر اخلاق کا صحیح استعمال مشکل ہوتا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، وہ سب سے بہتر و افضل اور اچھے لوگ ہیں، خاص طور پر جب کہ دین کی سمجھ بوجھ رکھیں، اور لمبی عمر بھی پائیں۔
(التيسير بشرح الجامع الصغير، ج ۱ ص ۵۲۴، حرف الخاء)

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب، اچھے اخلاق والا ہے

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالُوْا فَأَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ أَحْسَنُهُمْ خَلْقًا (صحيح ابن حبان) [۲]

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح إسناد سابقه.

[۲] رقم الحديث ۴۸۶، كتاب البر والاحسان، باب حسن الخلق.
فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح، على شرط مسلم غير صحابيه أسامة بن شريك.

ترجمہ: لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کون شخص ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، وہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے۔

اچھے اخلاق والا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ محبوب ومقرب

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَجْلِسٍ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُوْلُهَا قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا (صحيح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتلادوں کہ تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میری مجلس کے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا؟ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بتلایئے، تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ونشست کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جن کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔

---

[1] رقم الحديث ۴۸۵، كتاب البر والاحسان، باب حسن الخلق.
في حاشية ابنِ حبان: إسناده حسن.

اخلاق کی بلندیاں جنت کے اعمال میں سے ہیں

جلیل القدر تابعی حضرت حمید طویل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَعُودُوْنَهُ فِيْ مَرَضٍ لَهُ، فَقَالَ: يَا جَارِيَةُ هَلُمِّيْ لِأَصْحَابِنَا وَلَوْ بُسْرًا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَكَارِمُ الْأَخْلَاقِ مِنْ أَعْمَالِ الْجَنَّةِ(المعجم الاوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ ان کی بیماری میں عیادت کے لئے تشریف لائے، تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لڑکی ہمارے ساتھیوں کے لئے کچھ (ضیافت کے لئے) لے کر آؤ، اگرچہ اُدھ پکی کھجور ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مکارمِ اخلاق (یعنی اخلاق کی بلندیاں اور قدریں) جنت کے اعمال میں سے ہیں (طبرانی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دوسرے کی بے تکلفانہ اکرام وضیافت کرنے کو بلند اخلاق میں شمار فرمایا، اور بلند اخلاق کو جنت کے اعمال میں سے ہونے کی حدیث ارشاد فرمائی۔

اور اخلاق کی بلندیاں یا بلند ترین اخلاق کیا ہیں، ان کا ذکر آگے آتا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۶۵۰۱، ج۶ص۳۱۳، باب المیم، واللفظ لہٗ، معجم ابن الأعرابی، رقم الحدیث ۶۴۹.
قال المنذری: رواه الطبرانی فی الأوسط بإسناد جید(الترغیب والترهیب، تحت رقم الحدیث ۳۹۱۸، کتاب البر والصلة وغیرهما)
وقال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وإسناده جید(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۶۲۳، باب ما جاء فی الضیافة)

[2] و (المكرمة) واحدة (المكارم) . و (المكرم) المكرمة عند الكسائی .وعند الفراء :هو جمع مكرمة .و (الأكرومة) من الكرم كالأعجوبة من العجب .و (التكرم) تكلف الكرم(مختار الصحاح، ج ۱، ص۲۶۸، باب الكاف، مادة ک ر م)

اللہ کو بلند اخلاق پسند اور برے اخلاق ناپسند ہیں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ، وَيُحِبُّ مَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل، کریم (یعنی انتہائی سخی اور کرم کا معاملہ فرمانے والے) ہیں، کرم (وانتہائی سخاوت وکرم کے معاملہ) کو پسند فرماتے ہیں، اور بلند (یعنی عالی شان) اخلاق کو پسند فرماتے ہیں، اور ردّی (یعنی گندے ورذیل) اخلاق کو مکروہ وناپسند فرماتے ہیں (طبرانی، بیہقی، حاکم)

اسی قسم کی حدیث حضرت طلحہ بن کریز کی سند سے مرسلاً بھی مروی ہے۔ [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بلند وعالی شان اخلاق محبوب وپسند ہیں، اور گندے ورذیل اخلاق ناپسند ہیں۔

---

[1] رقم الحدیث ۵۹۲۸، ج۶ص ۱۸۱؛ شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۷۶۴۶؛ مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۵۱؛ حلیة الاولیاء، لابی نعیم، ج۳، ص ۴۱۴.

قال الحوینی: قال أبو نعیم ":تفرَّد به عن أبی حازم، معمرٌ، وعن فضیل :أحمدُ بنُ یونس " . قُلْتُ: رضی الله عنک !فلم یتفرد به معمر عن أبی حازم، فتابعه أبو غسان المدنی، فرواه عن أبی حازم بسنده سواء .أخرجه الحاکم (۴۸۱)من طریق حجاج بن سلیمان بن القمری -ومات قبل ابن وهب -ثنا أبو غسان المدنی.قال الحاکم" :وحجاج بن قمری شیخٌ من أهل مصر، ثقةٌ مأمونٌ (تَنْبِیهُ الهَاجِدُ للحوینی، تحت رقم الحدیث ۱۵۴، ج۲ص۵۷،۵۸)

[2] عن طلحة بن کریز، قال :قال رسول الله صلى الله علیه وسلم :إن الله کریم یحب الکرم، ومعالی الأخلاق، ویکره سفسافها.

هذا حدیث مرسل.وسفساف الأمور :مداقها وملایمها، شبهت بما دق من سفساف التراب، وهو ما تهبی منه، وسفساف الدقیق :ما ارتفع من غباره عند النخل، وسفساف الشعر :ردیئه (شرح السنة للبغوی، رقم الحدیث ۳۵۰۳)

اور بلند ترین اخلاق کی وضاحت بعض احادیث میں یہ آئی ہے کہ قطع تعلقی و قطع رحمی کرنے والے سے تعلق جوڑنا اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور اچھا برتاؤ کرنا، اور محروم کرنے والے کو دینا، اور ظلم کرنے والے کو معاف کردینا، جس کا ذکر اس باب کے آخر میں آتا ہے۔

حسنِ اخلاق کا میزانِ عمل میں وزن

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَفْضَلَ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ، قَالَ: ابْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ أَثْقَلَ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۴۹۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میزانِ عمل میں سب سے افضل اور ابنِ بکیر راوی نے فرمایا کہ سب سے بھاری عمل حُسنِ خلق (یعنی اخلاق کا اچھا ہونا) ہوگا (مسند احمد)

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَثْقَلَ مَا وُضِعَ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ (صحيح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق کا ہونا) سب سے زیادہ بھاری ہوگا، اور بے شک اللہ، فاحش اور بدگو (وبدزبان) کو مبغوض (اور ناپسند) کرتا ہے (ابنِ حبان)

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث ۵۶۹۳، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستماع المكروه وسوء الظن والغضب والفحش، ذكر الزجر عن استعمال الفحش والبذاء للمرء في أسبابه.
في حاشية ابن حبان: حديث صحيح، رجاله ثقات.

اس طرح کی مزید احادیث آگے ''اچھے، بُرے اخلاق اور زبان کی حفاظت'' کے ذیل میں آتی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن میزانِ عمل میں سب سے افضل و بھاری وزن اچھے اخلاق کا ہوگا، اس لئے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے، اس کے نیک اعمال کا پلڑا بہت بھاری ہوگا۔

حسنِ خلق، عظیم درجات اور بدخلقی انتہائی تنزلی کا باعث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ عَظِيْمَ دَرَجَاتِ الْآخِرَةِ، وَشَرَفَ الْمَنَازِلِ، وَإِنَّهٗ لَضَعِيْفُ الْعِبَادَةِ، وَإِنَّهٗ لَيَبْلُغُ بِسُوْءِ خُلُقِهٖ أَسْفَلَ دَرْكٍ مِنْ جَهَنَّمَ وَهُوَ عَابِدٌ

(معرفة الصحابه لابی نعيم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے آخرت کے عظیم درجات اور بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے، حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے، اور بے شک بندہ اپنے بُرے اخلاق کی وجہ سے جہنّم کے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے، حالانکہ وہ عبادت گزار ہوتا ہے (ابونعیم، طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ اچھے اخلاق کی وجہ سے عبادت میں کمزور ہونے کے باوجود آخرت کے عظیم درجات اور بلند مقامات تک اور بُرے اخلاق کی وجہ سے عبادت میں مضبوط

---

[1] رقم الحديث ۷۷۵، ج ۱ ص ۲۳۶؛ طبقات المحدثين بأصبهان لأبی الشيخ الأصبهانی، رقم الحديث ۱۳۱۲؛ المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۵۴.

قال المنذری: رواه الطبرانی ورواته ثقات سوى شيخه المقدام بن داود وقد وثق (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۰۰۸)

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی عن شيخه المقدام بن داود وهو ضعيف، وقال ابن دقيق العيد فی الإمام :إنه وثق، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۶۹۲)

ہونے کے باوجود انتہائی نیچے درجہ تک گر جاتا ہے، اس قسم کا مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

حسنِ خلق، عظیم عبادت والے درجات کا باعث ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ لَیُبَلِّغُ الْعَبْدَ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو اس کے حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق) کی وجہ سے روزہ اور نماز کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے (حاکم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَکْمَلُ النَّاسِ إِیْمَانًا أَحْسَنُہُمْ خُلُقًا، وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَیُبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ (مسند ابی یعلیٰ) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل وہ ہے کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، اور بے شک

---

[1] رقم الحدیث ۲۰۰، ج ۱ ص ۱۲۸، کتاب الایمان؛ المعجم الاوسط، رقم الحدیث ۳۹۷۰.
قال الذھبی فی التلخیص: علی شرط مسلم.

[2] رقم الحدیث ۴۱۶۶، ج۷ ص ۱۸۴، مسند انس بن مالک؛ مسند بزار، رقم الحدیث ۷۴۴۵؛ شرح أصول اعتقاد أھل السنة والجماعة للالکائی، رقم الحدیث ۱۶۶۶؛ الکنیٰ والاسماء للدولابی، ج۳، ص ۹۷۸.
قال حسین سلیم أسد فی حاشیة ابی یعلیٰ: رجاله رجال الصحیح.
وقال الھیثمی: رواه البزار، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۹۵، باب منه فی کمال الایمان)
وقال الھیثمی فی موضع آخر: رواه ابویعلی، وفیه زکریا بن یحیی ابومالک الطائی، ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۲۶۷۳، باب ماجاء فی حسن الخلق)

حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق کا ہونا) روزہ اور نماز (والے عظیم اعمال) کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے (مسند ابی یعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدِّدَ لَيُدْرِكُ دَرَجَةَ الصَّوَّامِ الْقَوَّامِ بِآيَاتِ اللّٰهِ، بِحُسْنِ خُلُقِهِ، وَكَرَمِ ضَرِيْبَتِهِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۶۶۴۸) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک درست (وسیدھا) مسلمان اپنے حسنِ اخلاق (یعنی اچھے اخلاق) اور اپنی شرافت کی وجہ سے ان لوگوں کے درجے تک جا پہنچتا ہے جو (دن میں) روزہ دار اور (رات میں) اللہ تعالیٰ کی آیات کو قائم (وتلاوت اور قراءت) کرنے والے ہوتے ہیں (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سُنا کہ مؤمن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے رات بھر قیام کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے

---

[1] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وابن لهيعة -وهو عبد الله، وإن كان سيىء الحفظ -، رواه عنه عبد الله بن المبارك فی الرواية الآتية برقم(۷۰۵۲)وهو ممن سمع منه قديماً قبل أن يسوء حفظه .وباقی رجال الإسناد ثقات رجال الصحيح.

[2] رقم الحديث ۲۴۵۹۵؛ابو داؤد، رقم الحديث ۴۷۹۸؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۹۹)

قال الحاكم:هذا حديث على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه، وشاهده، صحيح على شرط مسلم.
وقال الذهبی فی التلخيص: على شرطهما.
وفی حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

کے درجات کو پالیتا ہے (مسند احمد، ابوداؤد، حاکم)

اس طرح کا مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے۔ [1]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق کی برکت سے انسان دن بھر روزے رکھنے اور رات بھر قیام وعبادت اور تلاوت وقراءت کرنے والے شخص کے درجات کو پالیتا ہے۔

حسنِ خلق والے کو جنت کے بلند مقام میں گھر کی ضمانت

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَإِنْ کَانَ مُحِقًّا، وَبِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّةِ

---

[1] عن أبی الدرداء قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: ما من شیء یوضع فی المیزان أثقل من حسن الخلق، وإن صاحب حسن الخلق لیبلغ به درجة صاحب الصوم والصلاة(ترمذی، رقم الحدیث ۲۰۰۳،باب ماجاء فی حسن الخلق)

قال الترمذی:هذا حدیث غریب من هذا الوجه.

حدثنا أبو کریب، قال: حدثنا قبیصة بن اللیث، قال: حدثنا مطرف، عن عطاء عن أم الدرداء، عن أبی الدرداء. حدثنا محمد بن بشار، قال: حدثنا محمد بن جعفر قال شعبة، عن القاسم بن أبی بزة، عن عطاء الکیخارانی عن أم الدرداء، عن أبی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم (ح) وحدثنا أبو کریب، قال: حدثنا یحیی بن أبی بکیر، قال: حدثنا، یعنی مطرف، عن عطاء الکیخارانی، عن عطاء بن نافع عن أم الدرداء عن أبی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم (ح) وحدثنا أحمد بن عبدة، قال: حدثنا ابن عیینة، عن عمرو، عن ابن أبی ملیکة عن یعلی بن مملک عن أم الدرداء، عن أبی الدرداء، رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم، قال: لا یوضع فی المیزان یوم القیامة شیئا أثقل من خلق حسن وزاد ابن عیینة فی حدیثه، وإن حسن الخلق لیبلغ بصاحبه درجة الصوم والصلاة.

وهذا الحدیث لا نعلمه یروی عن أبی الدرداء إلا من هذه الوجوه التی ذکرناها فأما مطرف، عن عطاء والقاسم، عن عطاء فهو عطاء الکیخارانی فأما حدیث عمرو بن دینار، عن ابن أبی ملیکة عن یعلی بن مملک فلا نعلم رواه إلا ابن عیینة وحده ویعلی روی عنه ابن أبی ملیکة حدیثا آخر والحدیث حسن الإسناد وعطاء بن نافع هو عطاء الکیخارانی مکی(مسند البزار، رقم الحدیث ۴۰۹۵ تا ۴۰۹۸)

لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ (سنن أبي داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت کے اطراف (یعنی جنت کے کناروں) میں ایک گھر کی اُس شخص کو ضمانت دیتا ہوں، جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے؛ اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں، جو جھوٹ کو چھوڑ دے، اگرچہ ہنسی مذاق میں ہو؛ اور اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند مقام پر ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں، جو اپنے اخلاق کو اچھا کرے (ابوداؤد)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے، جن کا ذکر آگے ''سچ اور جھوٹ'' کے بیان میں ''مزاح میں بھی جھوٹ نہ بولنا'' کے ضمن میں آتا ہے۔

اس سے حسنِ خلق اور اچھے اخلاق کی وجہ سے جنت میں بلند مقام کا حاصل ہونا معلوم ہوا۔

حُسنِ خُلق، عظیم نیکی

حضرت نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ (مسلم) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ نیکی اچھے اخلاق ہیں، اور گناہ وہ ہے، جو آپ کے سینے میں کھٹک پیدا کرے، اور آپ اس بات کو مکروہ

---

[1] رقم الحديث ۴۸۰۰، كتاب الادب، باب فى حسن الخلق.

[2] رقم الحديث ۲۵۵۳ ''۱۴'' كتاب البر والصلة والآداب، باب تفسير البر والاثم.

ونا پسند سمجھیں کہ لوگ اس پر مطلع (وآ گاہ) ہوں (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ حُسنِ خُلق یا اچھے اخلاق عظیم نیکی میں داخل ہیں، لہٰذا اچھے اخلاق کو نماز، روزہ جیسی عبادات کی طرح، عظیم نیکی کا کام سمجھ کر اختیار کرنا چاہئے۔

بدخُلق جنت سے محروم اور جہنَّم میں داخل ہوگا

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ قَالَ: وَالْجَوَّاظُ: اَلْغَلِیْظُ الْفَظُّ (سنن أبی داوٗد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جوّاظ (یعنی بدخُلق وبدلحاظ) اور مغرور ومتکبر شخص داخل نہیں ہوگا۔

راوی کہتے ہیں کہ ''جواظ'' وہ ہے جو انتہا درجہ کا بدخُلق اور بدلحاظ ہو (ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: عِنْدَ ذِکْرِ أَھْلِ النَّارِ کُلُّ جَعْظَرِیٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۶۵۸۰) [2]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنَّمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مغرور، بداخلاق وبدلحاظ، اِترانے اور تکبر کرنے والا (مال) جمع کر کے رکھنے والا اور (نیکی سے) روکنے والا جہنم میں ہوگا (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بداخلاق شخص جنت میں داخل نہ ہوگا، بلکہ جہنَّم میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بداخلاقی سے حفاظت فرمائیں۔

---

[1] رقم الحدیث ۴۸۰۱، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق.
[2] فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم.

حسنِ اخلاق کی وصیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، أَرَادَ سَفَرًا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ، قَالَ: اُعْبُدِ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ، قَالَ: إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ، قَالَ: اِسْتَقِمْ وَلْتُحَسِّنْ خُلُقَكَ

(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۱۷۹، کتاب الایمان)[1]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ وصیت فرما دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کی عبادت کیجئے، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیجئے۔

حضرت معاذ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ اور وصیت فرما دیجئے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ کوئی بُرائی (وگناہ) کریں، تو آپ (اُس کے بعد) اچھائی (ونیکی) کیجئے (تاکہ بُرائی کا بدلہ اچھائی سے ہوجائے)

انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ اور وصیت فرما دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ استقامت (یعنی دین کے کاموں پر جماؤ اور پابندی) اختیار کیجئے، اور اپنے اخلاق کو اچھا کیجئے (حاکم)

---

[1] قال الحاکم: هذا حديث حسن صحيح الإسناد من رواية البصريين ولم يخرجاه.
وقال الذهبي: صحيح الإسناد.
وقال الالبانی: قلت: ورجاله ثقات رجال مسلم غير سعيد بن أبي السميط، ذكره ابن حبان في "الثقات" "وروى عنه أسامة بن زيد أيضا، فالحديث حسن إن شاء الله تعالى (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، تحت رقم الحديث ۱۲۲۸)

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے اخلاق اچھے کرنا چاہیئے، کیونکہ اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت وتاکید فرمائی ہے۔

لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا حکم

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِتَّقِ اللّٰہِ حَیْثُمَا کُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ سے ڈرو، اور برائی کے بعد نیکی کرو، جو اس برائی کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق والا برتاؤ کرو (ترمذی)

اسی طرح کی حدیث حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ حسنِ اخلاق کا بڑا تعلق انسانوں کے ساتھ ہے، اور انسانوں کے ساتھ حسنِ اخلاق کو اختیار کرنے کا حکم ہے۔

اس لئے سب لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق والا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۸۷، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی معاشرۃ الناس.
قال الترمذی: وفی الباب عن أبی ھریرۃ: ھذا حدیث حسن صحیح حدثنا محمود بن غیلان قال: حدثنا أبو أحمد، وأبو نعیم، عن سفیان، عن حبیب، بھذا الإسناد نحوہ، قال محمود: وحدثنا وکیع، عن سفیان، عن حبیب بن أبی ثابت، عن میمون بن أبی شبیب، عن معاذ بن جبل، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، نحوہ، قال محمود: والصحیح حدیث أبی ذر.

[2] عن میمون بن أبی شبیب، عن معاذ، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ": یا معاذ، أتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا، وخالق الناس بخلق حسن "(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۹۸۸)
فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث حسن.

اور جن لوگوں سے زیادہ واسطہ اور تعلق پیش آتا ہو، مثلاً بیوی، بچے، اہلِ خانہ، رشتہ دار اور پڑوسی، اور ساتھی وغیرہ، اُن کے ساتھ حُسنِ خُلق کی زیادہ تاکید ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ، ج۸، ص ۳۱۷۸، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق. وج۵ص ۲۱۲۸، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء وما لکل واحدۃ من الحقوق، فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۱۱۵)

رشتہ داروں اور گھر والوں سے حسنِ اخلاق کا خصوصی حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِیْمَانًا، أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا، وَأَلْطَفَهُمْ بِأَهْلِهٖ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین میں ایمان میں سب سے کامل ومکمل وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق بہتر ہوں، اور وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ زیادہ نرمی کا برتاؤ کرنے والے ہوں (مسند احمد، ابن ابی شیبہ)

نرمی کا برتاؤ بھی اچھے اخلاق میں داخل ہے، جیسا کہ آگے نرمی کے بیان میں آتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَهْلِهٖ وَأَنَا خَیْرُکُمْ لِأَهْلِیْ وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْهُ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں، جو اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے بہتر (کردار واخلاق والے) ہوں، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب سے بہتر (اخلاق کا برتاؤ کرنے والا)

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۲۰۴، واللفظ لہٗ، مصنف ابنِ ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۵۸۲۸.
فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث صحیح لغیرہ.

[2] رقم الحدیث ۳۸۹۵، ابواب المناقب، باب فی فضل أزواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم.
قال الترمذی: ہذا حدیث حسن صحیح وروی ہذا عن ہشام بن عروۃ، عن أبیہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسلا.

ہوں، اور جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہوجائے تو تم اُس (کا بُرائی کے ساتھ تذکرہ کرنے) کو چھوڑ دو (ترمذی)

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: خِيَارُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ (المعجم الكبير للطبرانی) [۱]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں، جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر ہوں (طبرانی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي (سنن ابن ماجه) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں، جو اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے بہتر ہوں، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب سے بہتر (اخلاقی برتاؤ کرنے والا) ہوں (ابنِ ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ (سنن الترمذی) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں میں سب سے زیادہ کامل

---

[۱] رقم الحديث ۸۵۴، ج۲۲ص ۳۴۱، واللفظ لهٗ، مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۱۹۷۷.

قال الالبانی: قلت: وهذا إسناد جيد، وفی عمر هذا ضعف. وله شواهد كثيرة من حديث أبی هريرة وغيره، فانظره فيما تقدم (سلسلة الأحاديث الصحيحة تحت حديث رقم ۱۸۳۵)

[۲] رقم الحديث ۱۹۷۷، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء.

[۳] رقم الحديث ۱۱۶۲، ابواب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأة على زوجها.

قال الترمذی: وفی الباب عن عائشة، وابن عباس: حديث أبی هريرة هذا حديث حسن صحيح.

ایمان والے وہ لوگ ہیں؛ جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، اور تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۹۷۸، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے بہتر (اخلاق والے) ہوں (ابنِ ماجہ)

کئی احادیث میں رشتہ داروں کے ساتھ اور بالخصوص ان رشتہ داروں کے ساتھ جو کہ قطع تعلقی کریں، اچھا برتاؤ اور صلہ رحمی کرنے کو افضل ترین اخلاق میں شمار کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ أَخْلَاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ . تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيْ مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ أَلَا وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُمَدَّ فِيْ عُمُرِهٖ وَيُبْسَطَ فِيْ رِزْقِهٖ فَلْيَصِلْ ذَا رَحِمِهٖ (مستدرک حاکم)[1]

ترجمہ: اے عقبہ! کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے افضل ترین اخلاق نہ بتلادوں (وہ یہ ہیں کہ) جو (رشتہ دار) آپ سے قطع رحمی کرے (یعنی رشتہ داری نہ نبھائے، اور بُرا برتاؤ کرے) آپ اس سے صلہ رحمی کریں (یعنی اچھا برتاؤ کریں) اور جو آپ کو محروم کرے (کچھ نہ دے، اور آپ کی مدد نہ کرے) اس کو آپ عطا کریں (اور اس کی مدد کریں) اور جو آپ پر ظلم کرے، اس کو آپ معاف

[1] ج۴ص۱۷۸، رقم الحديث ۷۲۸۵، كتاب البر والصلة.

کریں، خبردار! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی کی جائے، اور اس کے رزق کو کشادہ کیا جائے، تو وہ اپنے رشتہ دار سے صلہ رحمی (اور اچھا برتاؤ) کرے (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

"لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَاقُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا" (بخاری) [1]

ترجمہ: وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، جو دوسرے (رشتہ دار کے اچھا برتاؤ کرنے کے) بدلے میں صلہ رحمی (اور اچھا برتاؤ) کرے، بلکہ صلہ رحمی (اور رشتہ داری کا صحیح حق اداء) کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ (دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے) قطع رحمی (اور بدسلوکی) کی جائے، تو یہ ان کے ساتھ صلہ رحمی (اور اچھا سلوک) کرے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور اچھے برتاؤ کے اصل فضائل وثمرات اور فوائد ومنافع اس طرح کی صلہ رحمی اور اچھے برتاؤ پر مرتب نہیں ہوتے، جو اس لئے کی جائے کہ دوسرا بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی اور اچھا برتاؤ کرتا ہے، کیونکہ اس میں عبادت کے بجائے دنیاوی عوض ومعاوضہ کی صورت پائی جاتی ہے۔

بلکہ صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے اصل عظیم الشان فضائل وثمرات اور فوائد ومنافع اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ اور صلہ رحمی کرے، اگرچہ دوسرا اس کے ساتھ قطع رحمی اور بُرا برتاؤ کیوں نہ کرے۔

گھر والوں میں بیوی بچے سب داخل ہیں، رشتہ داروں میں گھر والوں کا درجہ مقدم ہے، اس لئے ان کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا۔

اور اس کے بعد باقی رشتہ داروں کا درجہ ہے، اس لئے گھر والوں کے بعد رشتہ داروں کے

[1] رقم الحديث ۵۹۹۱، كتاب الادب، باب ليس الواصل بالمكافى.

ساتھ حسنِ اخلاق اور اچھا برتاؤ کرنے کی اہمیت ہے۔

رشتہ داروں، گھر والوں اور خاص کر بیویوں کے ساتھ کیونکہ انسان کا زیادہ واسطہ رہتا ہے، اور اس وجہ سے ان کی طرف سے خلافِ طبیعت اور ناگوار چیزیں اور باتیں زیادہ پیش آتی ہیں، اور عموماً بیوی بچوں پر تسلط وغلبہ اور بداخلاقی پر ردِ عمل نہ ہونے پر اطمینان اور ان کے ساتھ بے تکلفی بھی ہوتی ہے، اس لئے گھر والوں اور خاص کر بیویوں کے ساتھ انسان کے حقیقی حسنِ خلق اور اچھے اور بُرے اخلاق کا امتحان ہوتا ہے، اور جو اس میں پورا اترتا اور کامیاب شمار ہوتا ہے، تو وہ گویا کہ کامل حسنِ اخلاق والا انسان ہوتا ہے۔

پڑوسیوں اور ساتھیوں کے ساتھ حسنِ اخلاق

حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلٰى جَارِهٖ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اُسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اُسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی ضیافت (ومہمان نوازی) کرے، اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اُسے چاہئے کہ وہ یا تو خیر کی بات کہے، ورنہ خاموش رہے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۴۸ ''۷۷'' كتاب الايمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف، ولزوم الصمت إلا عن الخير وكون ذلک كله من الإيمان.

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ، وَيَزِيْدَانِ فِي الْأَعْمَارِ

(مسند احمد،رقم الحديث ۲۵۲۵۹) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ جس کونرمی کی نعمت عطا کردی گئی، تو اسے دنیا اور آخرت کا بہترین حصہ عطا کر دیا گیا، اور (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی (نیک سلوک وبہتر برتاؤ) اور اچھے اخلاق، اور اچھے پڑوسی، گھروں کو آباد کرتے ہیں، اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ اور اچھے اخلاق اور پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ ایسے اعمال ہیں کہ اُن کی وجہ سے گھروں اور علاقوں کی رونق وبرکت میں اضافہ ہوتا ہے، اور عمروں میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا زَالَ يُوْصِيْنِيْ جِبْرِيْلُ بِالْجَارِ، حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ (بخاری) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریلِ امین پڑوسی کے ساتھ (حسنِ خلق وحسنِ معاشرت کی) برابر وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ پڑوسی کو وارث ہی قرار دے دیں گے (بخاری)

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۳]

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[۲] رقم الحديث ۶۰۱۴، كتاب الادب، باب الوصاة بالجار.

[۳] عن ابن عمر رضی الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما زال جبريل يوصينى بالجار، حتى ظننت أنه سيورثه (بخاری،رقم الحديث ۶۰۱۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ، وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۹۴۴، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حق الجوار) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتھیوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے، جو اپنے ساتھی کے ساتھ بہتر (سلوک و برتاؤ کرنے والا) ہو، اور پڑوسیوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے، جو اپنے پڑوسی کے ساتھ بہتر (سلوک و برتاؤ کرنے والا) ہو (ترمذی)

ساتھی خواہ جماعت وکلاس کا ہو، یا دفتر و بازار کا، یا پھر سفر کا، سب ساتھی کے مفہوم میں داخل ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے ساتھی اور پڑوسی کے ساتھ بہتر اور اچھے اخلاق کو اختیار کرتا ہو، وہ اللہ کے نزدیک بہتر اور پسندیدہ انسان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: هِيَ فِي النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَإِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، وَصَلَاتِهَا، وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ الْأَقِطِ، وَلَا تُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا، قَالَ: هِيَ فِي الْجَنَّةِ (مسند أحمد) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کثرت سے

---

[1] قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب وأبو عبد الرحمن الحبلی اسمه عبد الله بن يزيد.

[2] رقم الحديث ۹۶۷۵، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۷۶۴.

فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

وفی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الصحيح.

نماز، روزہ اور صدقہ کرنے میں مشہور ہے لیکن وہ اپنی زبان (کی بدگوئی، بدکلامی، غیبت، چغلی وغیرہ) سے اپنے پڑوسیوں کو ایذاء پہنچاتی (اور ستاتی) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں عورت نماز، روزہ، اور صدقہ کی کمی میں مشہور ہے وہ صرف پنیر کے چند ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ایذاء نہیں پہنچاتی (اور نہیں ستاتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنتی ہے (مسند احمد، ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کے ساتھ زبان سے بُرا اور بداخلاقی وایذاء رسانی کا برتاؤ کرنا، نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ جیسے بابرکت اعمال کو انجام دیتے وقت بھی جہنّم اور عذاب کا باعث ہے، اور اس کے مقابلہ میں پڑوسی کو زبان سے ایذاء رسانی وبداخلاقی سے بچانا، نماز روزہ، اور صدقہ وغیرہ جیسے اعمال کی کمی کی صورت میں بھی خیر وبرکت اور جنت کی نعمت حاصل ہونے کا سبب ہے۔

خلاصہ یہ کہ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ اور بطورِ خاص گھر والوں، رشتہ داروں، اور ساتھیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھے اخلاق کی بہت زیادہ اہمیت وتاکید اور فضیلت ہے۔

حُسنِ اخلاق کی چند مسنون وماثور دعائیں

کئی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ اخلاق یعنی اچھے اخلاق کی اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنے اور بُرے اخلاق سے پناہ طلب کرنے کا ذکر آیا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی اصل اور حقیقی مُربّی اور تربیت کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

لہٰذا جس کے اخلاق کی اصلاح اللہ تعالیٰ فرمادیں، اس کے اخلاق کی اصلاح میں کیا مانع اور رُکاوٹ ہے، اس لئے ہمیں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اصلاحِ اخلاق کی ان

مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے۔

آگے اس سلسلہ میں چند مسنون عاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِيْ، فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِيْ، فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ .

اے اللہ! آپ نے میری پیدائش وخلقت کو اچھا کیا ہے، تو آپ میرے اخلاق کو بھی اچھا کر دیجئے (مسند احمد)

بعض روایات میں اس دعا کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا آئینہ دیکھنے کے وقت کیا کرتے تھے۔

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں رات میں اس دعاء کا کثرت سے پڑھنا مروی ہے۔

چنانچہ حضرت اُمِ درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

بَاتَ أَبُو الدَّرْدَاءِ اللَّيْلَةَ يُصَلِّيْ فَجَعَلَ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ أَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَأَحْسِنْ خُلُقِيْ، حَتّٰى أَصْبَحَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ مَا كَانَ دُعَاؤُكَ مُنْذُ اللَّيْلَةَ إِلَّا فِيْ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ: يَا أُمَّ الدَّرْدَاءِ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ يَحْسُنُ خُلُقُهُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ حُسْنُ خُلُقِهِ الْجَنَّةَ، وَيَسُوْءُ خُلُقُهُ حَتّٰى يُدْخِلَهُ سُوْءُ خُلُقِهِ النَّارَ، وَإِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُغْفَرُ لَهُ وَهُوَ نَائِمٌ

---

[1] رقم الحديث ۲۴۳۹۲، عن عائشة ورقم الحديث ۳۸۲۳، عن ابنِ مسعود.
فى حاشية مسند احمد تحت حديث عائشة: حديث صحيح رجاله ثقات رجال الشيخين.
وفى حاشية مسند احمد تحت حديث ابنِ مسعود: إسناده حسن.

قَالَ: قُلْتُ: وَكَيْفَ ذَاكَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ؟ قَالَ: يَقُومُ أَخُوهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَهَجَّدُ فَيَدْعُوُ اللَّهَ فَيَسْتَجِيبُ لَهُ وَيَدْعُوُ لِأَبِيهِ فَيَسْتَجِيبُ لَهُ (الزهد لاحمد بن حنبل) [1]

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ایک رات اس حال میں گزاری کہ آپ نماز پڑھتے رہے، اور روتے رہے، اور یہ دعا کرتے رہے کہ یا اللہ! آپ نے میری پیدائش وخلقت کو اچھا کیا ہے تو آپ میرے اخلاق کو بھی اچھا کر دیجئے! صبح ہونے تک یہی سلسلہ جاری رکھا۔

میں نے عرض کیا کہ اے ابودرداء آپ کی گزشتہ پوری رات کی دعا حُسنِ خلق (اور اچھے اخلاق) کے بارے میں ہی رہی (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو حضرت ابودرداء نے فرمایا کہ اے اُمِ درداء! مسلم بندہ اپنے اخلاق کو اچھا کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے حُسنِ اخلاق اُس کو جنت میں داخل کرا دیتے ہیں، اور بندہ اپنے اخلاق کو بُرا کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے بُرے اخلاق اس کو جہنم میں داخل کرا دیتے ہیں؛ اور مسلم بندہ کی سونے کی حالت میں مغفرت کر دی جاتی ہے۔

میں نے عرض کیا کہ اے ابودرداء! یہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس (سونے والے) کا بھائی رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھتا ہے، اور اس (سونے والے) کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہے، تو اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔ اور وہ اپنے والد کے لئے دعا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما لیتے ہیں (الزہد)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، تو یہ دعا کرتے تھے کہ:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي: فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ

---

[1] رقم الحديث ۷۵۳،زهد ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه ، الناشر: دارالكتب العلمية، بيروت.

الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ، وَنُسُكِيْ، وَمَحْيَايَ، وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّيْ، وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا، إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کرلیا ہے، جس نے آسمانوں کو اور زمین کو برحق پیدا کیا، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، میرا حج اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربُّ العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں مسلمین میں سے ہوں، اے اللہ! آپ بادشاہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ میرے رب ہیں، اور میں آپ کا بندہ ہوں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اور مجھے اپنے گناہ کا اعتراف ہے، تو آپ میرے سب گناہوں کی مغفرت فرمادیجئے، بے شک گناہوں کو آپ کے علاوہ کوئی معاف نہیں کرسکتا، اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دیجئے، اچھے اخلاق کی ہدایت صرف آپ ہی دے سکتے ہیں (مسلم)[1]

اس سے معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق کی ہدایت اللہ کے خاص فضل وتوفیق سے حاصل ہوتی ہے، اس لئے اپنے اخلاق کے درست ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنی چاہئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے کہ:

إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ

[1] رقم الحديث ٧٧١ "٢٠١" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَقِنِي سَيِّءَ الْأَعْمَالِ وَسَيِّءَ الْأَخْلَاقِ لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ.

ترجمہ: بے شک میری نماز اور میرا حج اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربُّ العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں مسلمین میں سے ہوں، اے اللہ! مجھے آپ اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت دیجئے، اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت صرف آپ ہی دے سکتے ہیں، اور مجھے برے اعمال اور برے اخلاق سے بچائیے، برے اعمال اور برے اخلاق سے صرف آپ ہی بچا سکتے ہیں (نسائی)

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ [۲]

جبکہ اس کے برعکس بعض احادیث سے فرض نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ [۳]

---

[۱] رقم الحديث ۸۹۶، كتاب الافتتاح، باب الدعاء بين التكبيرة والقراءة؛ مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۲۹۷۴.

[۲] عن محمد بن مسلمة، أن رسول صلى عليه وسلم كان إذا قام يصلي تطوعا قال :الله أكبر وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض حنيفا مسلما وما أنا من المشركين، إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك أمرت وأنا أول المسلمين، اللهم أنت الملك لا إله إلا أنت سبحانك وبحمدك ثم يقرأ(سنن النسائي، رقم الحديث ۸۹۸، نوع آخر من الذكر والدعاء بين التكبير والقراءة)

[۳] عن علي بن أبي طالب، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا قام إلى الصلاة المكتوبة رفع يديه حذو منكبيه، ويصنع ذلك إذا قضى قراءته وأراد أن يركع، ويصنعه إذا رفع رأسه من الركوع، ولا يرفع يديه في شيء من صلاته وهو قاعد، فإذا قام من سجدتين رفع يديه كذلك فكبر، ويقول حين يفتتح الصلاة بعد التكبير :وجهت وجهي للذي فطر السموات (ترمذي، رقم الحديث ۳۴۲۳)

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه ,أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا ابتدأ الصلاة المكتوبة ,قال :وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض حنيفا مسلما وما أنا من المشركين، إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين، لا شريك له وبذلك أمرت وأنا من المسلمين(سنن الدارقطني، رقم الحديث ۱۱۳۸)

اس لئے اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

بعض فقہائے کرام نفل نماز میں تو تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثناء کے ساتھ اس دعا کے مستحب ہونے کے قائل ہیں، لیکن فرض نماز میں مستحب ہونے کے قائل نہیں؛ البتہ اگر کوئی تکبیرِ تحریمہ سے پہلے دل کے استحضار کے لئے یہ دعا پڑھ لے، تو کوئی حرج نہیں۔

جبکہ بعض فقہائے کرام فرض اور غیر فرض ہر نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثناء کے ساتھ اس دعا کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

لیکن امام کو نماز ہلکی پڑھانے کا حکم ہے، اس لئے اگر امام ہو تو اس دعا کو تکبیرِ تحریمہ کے بعد نہیں پڑھنا چاہئے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب ما یقرأ بعد التکبیر)

تفصیل کے لئے ہماری دوسری کتاب ''نماز کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ وَالْأَھْوَاءِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے برے اخلاق اور برے اعمال اور شہوت پرستی سے پناہ چاہتا ہوں (ترمذی) [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ، وَسُوْءِ الْأَخْلَاقِ.

---

[1] رقم الحدیث ۳۵۹۱، ابواب الدعوات، باب دعاء ام سلمة، واللفظ لهٗ، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۹۶۰.

قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب وعم زیاد بن علاقة هو: قطبة بن مالک صاحب النبی صلی الله علیه وسلم.

و فی حاشیة ابنِ حبان: إسناده صحیح.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے شقاق (یعنی بُرے اختلاف) اور نفاق اور بُرے اخلاق سے پناہ چاہتا ہوں (ابوداؤد) [1]

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ، وَمِنْ سَیِّءِ الْاَخْلَاقِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعہ سے شقاق (یعنی حق کی مخالفت) اور نفاق اور بُرے اخلاق سے پناہ چاہتا ہوں (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۱۹۶۳۹، باب الدعاء)

شقاق درحقیقت عداوت اور حق کی مخالفت کو کہا جاتا ہے۔

(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۱۵۴۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سجدہ میں یہ دعا فرمارہے تھے کہ:

رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوَاھَا، زَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا، اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا.

ترجمہ: اے میرے رب! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرمائیے، اس کا تزکیہ (یعنی پاکی) فرمادیجئے، آپ نفس کا تزکیہ (یعنی پاکی) کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہیں، آپ اس کے ولی اور مولیٰ ہیں (مسند احمد) [2]

خلاصہ یہ کہ عملی جدوجہد کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس، اچھے اخلاق کے حصول، اور بُرے اخلاق سے نجات وحفاظت کی اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنی چاہئے، اور اگر مسنون دعاؤں یا ان میں سے کسی دعاء کو یاد کر کے اس کا توجہ واخلاص کے ساتھ اہتمام کیا کرے، تو یہ اور زیادہ بہتر ہے۔

---

[1] رقم الحدیث ۱۵۴۶، کتاب الصلاۃ، باب فی الاستعاذۃ؛ الدعاء للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۸۶.

[2] عن عائشة أنها فقدت النبی صلی الله علیه وسلم من مضجعه، فلمسته بیدها، فوقعت علیه وهو ساجد، وهو یقول " :رب أعط نفسی تقواها، زکها أنت خیر من زکاها، أنت ولیها ومولاها "(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۷۵۷)

فی حاشیة مسند احمد: رجاله ثقات رجال الشیخین غیر صالح بن سعید فقد روی عنه نافع ابن عمر الجمحی، وذکره ابن حبان فی "الثقات"

حُسنِ خُلق یا حسنِ اخلاق کی حقیقت

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حسنِ اخلاق جس کی شریعت میں بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت وتاکید بیان کی گئی ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

تو معلوم ہونا چاہئے کہ حسنِ خلق یا حسنِ اخلاق یا ہماری زبان میں اچھے اخلاق کی حقیقت دوسرے کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا ہے، کہ جس سے دوسرے کو ذہنی، جسمانی، مالی کسی بھی قسم کی تکلیف نہ پہنچے، بلکہ اس سے بڑھ کر دوسرے کو ذہنی، جسمانی ومالی یا ان میں سے کسی طرح کی خیر وبھلائی اور راحت حاصل ہو، اور ان میں سے اس کی کسی قسم کی تکلیف دُور ہو۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں دنیا وآخرت کے اعتبار سے بلند ترین اخلاق نہ بتلادوں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ضرور بتلایئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسے شخص سے جوڑ پیدا کرو جو آپ سے توڑ پیدا کرے، اور آپ اس کو عطا کرو (یعنی مالی تعاون کرو) جو آپ کو محروم کرے (اور آپ کا تعاون نہ کرے) اور جو آپ پر ظلم کرے، اس کو آپ معاف کردو (شعب الایمان)

اس قسم کی حدیث حضرت عائشہ اور حضرت انس بن مالک اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی

---

[1] رقم الحدیث ۷۷۲۵، ج۱۰ ص۴۱۳، فصل فی التجاوز والعفو وترک المکافأۃ.

سندوں سے بھی مروی ہے، اور بعض احادیث میں بلند ترین اخلاق کے بجائے افضل ترین اخلاق کا ذکر ہے۔ ؎

گزشتہ حدیث میں مکارمِ اخلاق کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس سے مراد اخلاق کی بلندیاں یا بلند ترین وافضل ترین اخلاق ہیں۔

(مختار الصحاح، ج ا،ص٢٦٨،باب الكاف، مادة ک ر م)

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ:

قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ سُرُوْرٌ تُدْخِلُهُ عَلٰى مُؤْمِنٍ، تَكْشِفُ عَنْهُ

؎ عن عقبة بن عامر، رضى الله عنه قال :لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فبدرته فأخذت بيده وبدرنى فأخذ بيدى فقال :يا عقبة، ألا أخبرک بأفضل أخلاق أهل الدنيا والآخرة .تصل من قطعک وتعطى من حرمک وتعفو عمن ظلمک ألا ومن أراد أن يمد فى عمره ويبسط فى رزقه فليصل ذا رحمه (مستدرک حاکم ، ج٤ص١٧٨، رقم الحديث ٧٢٨٥،كتاب البر والصلة)

عن عائشة، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :ألا أدلكم على كرائم الأخلاق فى الدنيا والآخرة؟ أن تصل من قطعک، وتعطى من حرمک، وتجاوز عمن ظلمک " (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٧٧٢٤)

حدثنا أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول إن من مكارم الأخلاق أن تعفو عمن ظلمک وتصل من قطعک وتعطى من حرمک(الكامل لابنِ عدى، ج٧ص٢٩، تحت ترجمة :عبد الحكم بن عبد الله القسملى بصرى، رقم الترجمة: ١٤٨٩)

عن الحارث، عن على قال :قال لى النبى صلى الله عليه وسلم :ألا أدلک على أكرم أخلاق الدنيا والآخرة؟ أن تصل من قطعک، وأن تعطى من حرمک، وأن تعفو عمن ظلمک (المعجم الاوسط، رقم الحديث ٥٥٦٧، واللفظ لهٗ؛ شعب الايمان، رقم الحديث ٧٧٢١؛ الآداب للبيهقى، رقم الحديث ١٣١)

قال البيهقى فى الآداب بعد نقل هٰذا الحديث: أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ، حدثنا أبو عبد الله محمد بن على الصنعانى بمكة ، حدثنا إسحاق بن إبراهيم ، أنبأنا عبد الرزاق ، عن معمر ، فذكره . وهذا بإرساله أصح والله أعلم.

وقال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه الحارث وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٣٦٩١، باب مكارم الأخلاق والعفو عمن ظلم)

كَـرْبًا، أَوْ تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، أَوْ تَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعًا، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخِي الْـمُسْـلِـمِ فِـيْ حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ شَهْرَيْنِ فِيْ مَسْجِدٍ، وَمَـنْ كَفَّ غَـضَبَـهٗ سَتَـرَ الـلّٰـهُ عَوْرَتَهٗ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهٗ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُّـمْضِيَهٗ أَمْضَاهُ، مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ رِضًى، وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فِيْ حَـاجَةٍ حَتّٰـى يُثْبِتَهَـا لَـهٗ ثَبَّـتَ الـلّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ، وَإِنَّ سُوْءَ الْـخُـلُقِ لَيُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ (قضاء الحوائج لابنِ ابی الدنیا) [1]

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہو، اور اللہ تعالیٰ کو اعمال میں سب سے زیادہ محبوب وہ خوشی ہے، جو آپ مومن کو پہنچائیں، جس سے آپ اس کی تکلیف کو دور کردیں، یا آپ اس کا قرض ادا کردیں، یا آپ (نقدی، غلہ کھانا وغیرہ فراہم کرکے) اس کی بھوک کو دور کردیں، اور میں اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کسی ضرورت (پوری کرنے) کے لئے چلوں، یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں مسجد میں دو مہینے کا اعتکاف کروں، اور جو شخص اپنے غصہ کو روکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو چھپاتے ہیں، اور جو شخص اپنے غصہ کو پیتا ہے، حالانکہ اگر وہ چاہے، تو اپنے غصہ پر عمل درآمد بھی کرسکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو رضا سے بھر دیتے ہیں، اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت (پوری کرنے) کے لئے چلتا ہے، یہاں

---

[1] رقم الحدیث ۳۶، ص۴۷، باب فی قضاء الحوائج، الناشر: مکتبۃ القرآن، القاھرۃ.
قلت: وھذا إسناد حسن، فإن بکر بن خنیس صدوق له أغلاط کما قال الحافظ. وعبد الله بن دینار ثقة من رجال الشیخین. فثبت الحدیث. والحمد لله تعالی (السلسلة الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۹۰۶)

تک کہ وہ اس ضرورت کو پورا کردیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے قدموں کو اس (قیامت کے) دن ثابت قدم رکھیں گے، جس دن لوگوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے، اور برے اخلاق عمل کو اس طرح سے خراب کردیتے ہیں، جس طرح سے کہ سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے (ابنِ ابی الدنیا)

اس حدیث سے مؤمن کو راحت پہنچانے، اس کی تکلیف دُور کرنے اور اس کی مدد واعانت کرنے اور معاف ودرگزر کرنے والے کا اللہ کا محبوب ترین بندہ ہونا معلوم ہوا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَسَعُهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ (مسند البزار) [1]

ترجمہ: بے شک تم (سب) لوگوں کے ساتھ اپنے مالوں کے ذریعہ سے اعانت (ومدد) کرنے کی وسعت نہیں رکھتے، لیکن خندہ پیشانی (وہنس مکھ چہرے) اور حسنِ خلق کی وسعت وقدرت تو تم میں سے ہر ایک رکھتا ہے (بزار)

یہ مضمون اور سندوں سے بھی مروی ہے، اور مجموعی طور پر یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے۔[2]

---

[1] رقم الحديث ۹۳۱۹، ج۱۶ ص ۱۹۳، مسند ابی حمزة انس بن مالک.

[2] حدثنا ابن إدريس ، عن عبد الله بن سعيد ، عن جده ، عن أبى هريرة ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لن تسعوا الناس بأموالكم فليسعهم منكم بسط وجه , وحسن خلق(مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۲۵۸۴۲،ما ذكر فى حسن الخلق وكراهية الفحش، واللفظ لهٗ، مسند البزار، رقم الحديث ۹۶۵۱، الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهانى،رقم الحديث ۱۲۰۸)

قال المنذرى:رواه أبو يعلى والبزار من طرق أحدها حسن جيد (الترغيب والترهيب، كتاب الادب، الترغيب فى الحياء وما جاء فى فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

وقال ابن حجر: حديث أبى هريرة سئل النبى صلى الله عليه وسلم عن أكثر ما يدخل الناس الجنة فقال تقوى الله وحسن الخلق وللبزار بسند حسن من حديث أبى هريرة رفعه إنكم لن تسعوا الناس بأموالكم ولكن يسعهم منكم بسط الوجه وحسن الخلق والأحاديث فى ذلک كثيرة(فتح البارى، ج۱۰ ص ۴۵۹، كتاب الادب،قوله باب حسن الخلق والسخاء)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرے کی مالی اعانت ومدد کی قدرت نہ ہوتو خندہ پیشانی اور دوسرے طریقوں سے حُسنِ اخلاق کواختیار کر کے بھی عظیم فضیلت حاصل کی جاسکتی ہے۔

حضرت ابو وھب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، أَنَّهُ وَصَفَ حُسْنَ الْخُلُقِ فَقَالَ: هُوَ بَسْطُ الْوَجْهِ، وَبَذْلُ الْمَعْرُوْفِ، وَكَفُّ الْأَذٰى (ترمذی) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے حسنِ خلق (یعنی حُسنِ اخلاق یااچھے اخلاق) کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خندہ پیشانی (سے پیش آنا) اور (دوسروں کے ساتھ) معروف وبھلائی کو اختیار کرنا، اور (دوسروں کو) تکلیف پہنچانے سے بچنا ہے (ترمذی)

حسنِ خلق یااچھے اخلاق کا یہی مفہوم حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے علاوہ، حضرت سفیان ثوری، حضرت سفیان بن عیینہ، اور حضرت فضیل بن عیاض رحمہم اللہ سے بھی مروی ہے۔ [2]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے ساتھ رواداری اور جوڑ قائم رکھنا، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور دوسروں کی مدد واعانت کرنا، جس میں خیرخواہی کی بات اور مالی معاونت وغیرہ سب داخل ہیں، اور درگزر کا معاملہ کرنا، اس طرح کی چیزیں، خوش اخلاقی میں داخل ہیں، اوراس کے برخلاف کرنا بداخلاقی میں داخل ہے۔

اب ہم حسنِ اخلاق کا مختصر لفظوں میں خلاصہ یہ کرسکتے ہیں کہ دوسروں کے ساتھ بُرے برتاؤ

[1] رقم الحديث ۲۰۰۵، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فى حسن الخلق.

[2] سمعت أبا نصر بن قتادة، يقول: سمعت أبا حامد أحمد بن على بن الحسن المقرء، يقول: سمعت أحمد بن شيبان الرملى، يقول: اجتمع سفيان الثورى، وسفيان بن عيينة، وفضيل بن عياض، وعبد الله بن المبارك، فقال بعضهم لبعض: أليس معنى حديث النبى صلى الله عليه وسلم " :إن حسن الخلق ليبلغ درجة الصائم القائم "، فاتفقوا على ثلاث: بسط الوجه، وكف الأذى، وبذل المعروف (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۷۷۰۸)

سے بچنا، اور اچھے برتاؤ اور حسنِ سلوک کو اختیار کرنا، جس میں قریب تر لوگوں اور رشتہ داروں کی زیادہ اہمیت ہے۔

اور دوسروں کے ساتھ بُرا برتاؤ کرنا اور ان کی ایذاء رسانی کا باعث بننا بدخلقی میں داخل ہے۔

لیکن اچھے اور بُرے اخلاق کا زبان کے ساتھ زیادہ اور گہرا تعلق ہے، کیونکہ ہر انسان کا زبان کے واسطہ سے دوسرے لوگوں سے زیادہ تعلق اور واسطہ پیش آتا ہے، اور زبان کے ذریعہ سے اکثر دوسرے کے ساتھ اچھے اور برے سلوک کا اظہار ہوتا ہے، اسی لئے اچھے اور بُرے اخلاق کو بیان کرتے وقت اکثر و بیشتر زبان کے بعض افعال کا ذکر کیا گیا ہے۔

اور قرآن وسنت میں بھی زبان اور اُس کے افعال وحرکات کو بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اس موقع پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن وسنت میں حُسنِ خُلق کی تاکید واہمیت اور عظیم فضائل بیان کیے گئے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں بدخُلقی کی مذمّت اور بُرائی اور سخت عذاب کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اور کئی احادیث میں اپنے اخلاق کو اچھا کرنے اور بُرے اخلاق سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ حکم اختیاری چیزوں کے بارے میں ہوا کرتا ہے۔

اس لئے راجح یہ ہے کہ اچھے اخلاق کا استعمال کرنا اور بُرے اخلاق سے بچنا انسان کے اختیار میں ہے، البتہ کچھ اچھی یا بُری صفات انسان کے اندر پیدائشی وفطری یا خاندانی ہوا کرتی ہیں، جن کا انکار نہیں۔

(۲)

اچھے اور بُرے اخلاق اور زبان کی حفاظت

قرآن وسنت کی تعلیمات وہدایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اور بُرے اخلاق کا زبان کے ساتھ گہرا اور وسیع تعلق ہے، بلکہ قلب یعنی دل کے ساتھ بھی زبان کا بڑا اہم تعلق ہے، ماہرین کے مطابق زبان کی جڑیں انسان کے دل کے ساتھ وابستہ ہیں، اسی لئے دل کی مخصوص تکلیف میں ہنگامی طور پر زبان کے نیچے رکھنے کے لئے ایک گولی ایجاد کی گئی ہے، جس کا اثر مسامات کے واسطہ سے انسان کے دل تک پہنچ جاتا ہے، پھر حسنِ اخلاق یا اصلاحِ اخلاق کی حقیقت یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ برا سلوک نہ کرے، بلکہ اچھا سلوک کرے، یعنی وہ صحیح معنیٰ میں انسان بن جائے، جسے دوسروں سے انسیت وہمدردی ہو، اور انسان کو دوسرے جانوروں سے جن چیزوں کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے، ان میں ایک بنیادی چیز ''نطق'' یعنی قوتِ گویائی ہے، جس کا تعلق زبان سے ہے۔

اس لئے اخلاق کی اصلاح کے طالب کو زیادہ توجہ اپنی زبان اور اس کی حرکات وسکنات پر دینی چاہئے، اس سے امید ہے کہ دل کی اصلاح بھی کافی حد تک ہوجائے گی، اسی وجہ سے بعض محدثین نے فرمایا کہ ''زبان دل کی ترجمان اور ظاہری اعضاء میں دل کی خلیفہ ونمائندہ ہے''۔ [۱]

---

[۱] قال الغزالی رضی الله تعالی عنه :المعنی فیه أن نطق اللسان یؤثر فی أعضاء الإنسان بالتوفیق والخذلان فاللسان أشد الأعضاء جماحا وطغیانا وأکثرها فسادا وعدوانا ویؤکد هذا المعنی قول مالک بن دینار رضی الله تعالی عنه إذا رأیت قساوة فی قلبک ووهنا فی بدنک وحرمانا فی رزقک فاعلم أنک تکلمت فیما لا یعنیک قال الطیبی :وهذا لا تناقض بینه وبین خبر إن فی الجسد لمضغة إذا صلحت صلح الجسد إلی آخره لأن اللسان ترجمان القلب وخلیفته فی ظاهر البدن فإذا أسند إلیه الأمر فهو مجاز فی الحکم کقولک سقی الطبیب المریض الدواء قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے پہلے زبان کی اہمیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن زبان کی گواہی

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(سورة النور، رقم الآية ۲۴)

ترجمہ: اس (قیامت) کے دن ان پراُن کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں، ان چیزوں کی گواہی دیں گے، جو یہ عمل کرتے تھے (سورہ نور)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن دوسرے اعضاء کے ساتھ ساتھ زبان اپنے اعمال کی گواہی دے گی۔

تقویٰ اور درست بات کا حکم

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (سورة النساء، رقم الآية ۹)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الميداني: المرء بأصغريه قلبه ولسانه أى تقوم معانيه بهما قال الشاعر:
لسان الفتى نصف فؤاده . . . فلم يبق إلا صورة اللحم والدم (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۴۵۴)

اور ایک حدیث میں کثرتِ کلام کو دل کی سختی کا سبب قرار دیا گیا ہے، جس سے زبان کا دل کے ساتھ گہرا تعلق اور زبان کا دل پر اثر انداز ہونا معلوم ہوتا ہے، مگر اس کی سند پر محدثین کا کلام ہے۔

عن عبد الله بن دينار، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تكثروا الكلام بغير ذكر الله فإن كثرة الكلام بغير ذكر الله قسوة للقلب، وإن أبعد الناس من الله القلب القاسي. حدثنا أبو بكر بن أبى النضر قال: حدثنى أبو النضر، عن إبراهيم بن عبد الله بن حاطب، عن عبد الله بن دينار، عن ابن عمر، عن النبى صلى الله عليه وسلم نحوه بمعناه، :هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث إبراهيم بن عبد الله بن حاطب (سنن الترمذى، رقم الحديث ۲۴۱۱، ابواب الزهد)

ترجمہ: پس لوگوں کو چاہئے کہ اللہ سے ڈریں، اور قولِ سدید (یعنی درست بات) کہیں (سورہ نساء)

قولِ سدید ایسی درست بات کو کہا جاتا ہے، جو ہر قسم کے سقم اور افراط وتفریط سے پاک ہو، اور عدل واستقامت پر مبنی ہو، جس میں سچ بولنا اور خیر کی بات کہنا وغیرہ سب داخل ہے۔
(تاج العروس، مادة س د د، باب الدال المهملة. تفسير القرطبي، سورة النساء، تحت رقم الآية ۹)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (سورة الاحزاب، رقم الآية ۷۰، و ۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور قولِ سدید (یعنی درست بات) کہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا، اور تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا (سورہ احزاب)

تقویٰ جو کہ اہم عبادت ہے، اُس کے بعد درست بات کہنے کا حکم دیا گیا، اور پھر اس کے بعد جو یہ فرمایا گیا کہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے گا، اور تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا، اس سے معلوم ہوا کہ درست بات کہنے سے اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں، اور گناہوں کو معاف فرماتے اور توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔
(ملاحظہ ہو: تفسير ابنِ كثير، سورة الاحزاب، تحت رقم الآية ۷۰، و ۷۱)

اللہ کی طرف سے ہر بات محفوظ کی جاتی ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (سورة القاف رقم الآية ۱۸)

ترجمہ: جو بات بھی کوئی بولتا ہے تو اس کے پاس مضبوط نگہبان (فرشتہ) ہوتا ہے (سورہ قاف)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ. كِرَامًا كَاتِبِيْنَ. يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (سورة الانفطار، رقم الآية ۱۰ الی ۱۲)

ترجمہ: اور تم پر نگرانی کرنے والے مکرم لکھنے والے (فرشتے) مقرر ہیں، جو تمہارے کاموں (اور باتوں) کو جانتے ہیں (سورہ انفطار)

اس میں تو شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامۂ اعمال میں فرشتے اچھے اور بُرے کلام اور قول کو محفوظ فرماتے ہیں، لیکن جو کلام اور قول ایسا ہو کہ جس میں نہ اچھائی ہو، نہ بُرائی، بلکہ فضول ہو، اس کے لکھے جانے نہ لکھے جانے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض لکھے جانے کے قائل ہیں، اور بعض نہ لکھے جانے کے قائل ہیں۔ [1]

مگر اس میں شک نہیں کہ جو وقت فضول کلام اور بات میں خرچ ہو، اس کے بجائے اس کو اچھے کلام میں خرچ کرنا چاہئے، اور احادیث میں فضول کو چھوڑنے کی بھی فضیلت اور خیر کا کلام کرنے یا پھر خاموش رہنے کا حکم آیا ہے۔

اس اعتبار سے راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ فضول ولایعنی کلام کی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف

---

[1] حدثنا يعلى بن عبيد ، قال :دخلنا على محمد بن سوقة ، فقال :أحدثكم بحديث لعله ينفعكم فإنه قد نفعني ، قال :قال لنا عطاء بن أبى رباح :يا ابن أخى ، إن من كان قبلكم كان يكره فضول الكلام ما عدا كتاب الله تعالى أن تقرأه ، أو أمرا بمعروف ، أو نهيا عن منكر ، وأن تنطق بحاجتك فى معيشتك التى لا بد لك منها ، أتنكرون أن (عليكم حافظين كراما كاتبين) وأن (عن اليمين وعن الشمال قعيد ما يلفظ من قول إلا لديه رقيب عتيد) أما يستحيي أحدكم لو نشر صحيفته التى أملى صدر نهاره وأكثر ما فيها ليس من أمر دينه ، ولا دنياه (مصنف ابن ابى شيبة،رقم الحديث ۳۶۶۱۸، كلام عكرمة)

عن عكرمة، عن ابن عباس رضى الله عنهما أنه سئل عن هذه الآية (ما يلفظ من قول إلا لديه رقيب عتيد)قال :فقال ابن عباس :إنما يكتب الخير والشر لا يكتب يا غلام أسرج الفرس، ويا غلام اسقنى الماء إنما يكتب الخير والشر هذا حديث صحيح على شرط البخارى ولم يخرجاه "(مستدرک حاكم،رقم الحديث ۳۷۳۰)

سے انتظام کیا جاتا ہے۔ [1]

البتہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم یا نیک اعمال کی برکت سے کسی کے نامۂ اعمال سے فضول ولایعنی کلام کوختم فرمادیں، تواس میں کوئی مانع ورُکاوٹ نہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتَابِ (سورة الرعد، رقم الآية ٣٩)

ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹادیتا ہے، اور جو چاہے باقی رکھتا ہے، اوراسی کے پاس اُمُّ الکتاب (یعنی لوحِ محفوظ) ہے (سورہ رعد)

فحش وبدگوئی، بدترین بدخلقی میں داخل ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الْفُحْشَ ، وَالتَّفَحُّشَ لَيْسَا مِنَ الْإِسْلَامِ، وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ إِسْلَامًا، أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٠٨٣١) [2]

ترجمہ: فحش اور تفحش (یعنی فحش وبدگوئی، اوراس کو پسند کرنا) اسلام میں سے نہیں ہیں، اورلوگوں میں اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے

---

[1] وقد اختلف العلماء هل يكتب الملك كل شيء من الكلام .وهو قول الحسن وقتادة، أو إنما يكتب ما فيه ثواب وعقاب كما هو قول ابن عباس رضى الله عنهما، فعلى قولين وظاهر الآية الأول لعموم قوله تبارك وتعالى :ما يلفظ من قول إلا لديه رقيب عتيد.

وقد قال الإمام أحمد حدثنا أبو معاوية، حدثنا محمد بن عمرو بن علقمة الليثى عن أبيه عن جده علقمة عن بلال بن الحارث المزنى رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الرجل ليتكلم بالكلمة من رضوان الله تعالى ما يظن أن تبلغ ما بلغت يكتب الله عز وجل له بها رضوانه إلى يوم يلقاه، وإن الرجل ليتكلم بالكلمة من سخط الله تعالى ما يظن أن تبلغ ما بلغت، يكتب الله تعالى عليه بها سخطه إلى يوم يلقاه قال :فكان علقمة يقول :كم من كلام قد منعنيه حديث بلال بن الحارث، ورواه الترمذى والنسائى وابن ماجه من حديث محمد بن عمرو به، وقال الترمذى :حسن صحيح وله شاهد فى الصحيح (تفسير ابن كثير، ج٧، ص ٣٧٢، تحت سوره ق، رقم الآية ١٨)

[2] فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد محتمل للتحسين.

اخلاق سب سے اچھے ہوں (مسند احمد)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ (سنن الترمذی) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عمل بھی قیامت کے دن مومن کی میزانِ عمل میں حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق) سے زیادہ بھاری نہیں ہوگا، اور بے شک اللہ، فاحش اور بدگو (وبدزبان) کو مبغوض (اور ناپسند) فرماتا ہے (ترمذی)

اچھے اخلاق کے مقابلہ میں فحش اور بدگوئی کو بیان کیا گیا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ فحش اور بدگوئی برے اخلاق میں بدترین خلق ہے، جس کا آگے مستقل بیان آتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوش اخلاقی اور بداخلاقی کا زبان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ ؎۲

حسنِ خلق اور لمبی خاموشی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ : يَا أَبَا ذَرٍّ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ، وَأَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ غَيْرِهِمَا؟ قَالَ : بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ،

؎۱ رقم الحديث ۲۰۰۲، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق.
قال الترمذی: وفی الباب عن عائشة، وأبی هريرة، وأنس، وأسامة بن شريک وهذا حديث حسن صحيح.

؎۲ وقال الطيبی :أوقع قوله :وإن الله يبغض الفاحش البذیء مقابلا لقوله :إن أثقل شیء يوضع فی الميزان دلالة على أن أخف ما يوضع فی الميزان هو سوء الخلق، وأن حسن الخلق أحب الأشياء عند الله والخلق السیء أبغضها لأن الفحش والبذاءة أسوأ شیء فی مساوء الأخلاق(مرقاة المفاتيح، ج۸، ص۳۱۷۷.باب الرفق والحياء وحسن الخلق)

وَطُوْلِ الصَّمْتِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ عَمَلاً أَحَبَّ إِلَی اللّٰہِ مِنْہُمَا (المعجم الأوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوذر سے ملاقات ہوئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! کیا میں تمہیں دو ایسی خصلتیں نہ بتلادوں؛ کہ جن کو اُٹھانا (اور اُن پر عمل کرنا) بہت ہلکا ہے، اور یہ دونوں دوسری خصلتوں کے مقابلہ میں میزانِ عمل میں زیادہ بھاری ہیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ضرور بتلایئے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اوپر حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق) اور لمبی خاموشی کو لازم کرلو، اور قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ ان دونوں خصلتوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی عمل محبوب نہیں (طبرانی، ابویعلی، بزار)

لمبی خاموشی کی وجہ سے انسان فحش، قبیح اور بُری باتوں سے محفوظ ہوجاتا ہے، اور فحش اور بُری باتیں بدخلقی (یعنی بُرے اخلاق) میں داخل ہیں، اور زبان کے ساتھ اچھے اور برے اخلاق کا گہرا تعلق ہے، اس لئے جو چیز زبان کی بدخلقی سے بچنے کا ذریعہ ہوگی، وہ یقیناً خوش خلقی (یعنی

---

[1] رقم الحدیث ۷۱۰۳؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۳۲۹۸؛ مسند بزار، رقم الحدیث ۷۰۰۱.

قال المنذری: رواہ ابن أبی الدنیا والطبرانی والبزار وأبو یعلی بإسناد جید رواتہ ثقات واللفظ لہ ورواہ أبو الشیخ ابن حبان فی کتاب الثواب بإسناد واہ عن أبی ذر ولفظہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أبا ذر ألا أدلک علی أفضل العبادۃ وأخفہا علی البدن وأثقلہا فی المیزان وأہونہا علی اللسان قلت بلی فداک أبی وأمی قال علیک بطول الصمت وحسن الخلق فإنک لست بعامل یا أبا ذر بمثلہما(الترغیب والترہیب،للمنذری، کتاب الأدب وغیرہ الترغیب فی الحیاء وما جاء فی فضلہ والترہیب)

وقال الہیثمی:رواہ ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط ، ورجال ابی یعلی ثقات(مجمع الزوائد ج۸ص ۲۲)

وقال البوصیری:ہذا إسناد رجالہ ثقات.رواہ ابن أبی الدنیا والطبرانی والبزار من ہذا الوجہ.(اتحاف الخیرۃ المہرۃ،باب الترغیب فی الخلق الحسن وفضلہ والترہیب من الخلق السیء وذمہ)

اچھے اخلاق) میں داخل ہوگی، اس لئے حسنِ خلق کے ساتھ لمبی خاموشی کا ذکر کیا گیا، جس کا تعلق زبان ہی کے ساتھ ہے۔

بدخلقی اور زبان درازی و چرب لسانی

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَسَاوِئُكُمْ أَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ، اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۷۳۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق اچھے ہوں، اور مجھے تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق برے ہوں، جو کہ بہت زیادہ بولنے والے، منہ پھٹ اور چرب لسان (اور کلام میں تکلف کرنے والے) ہوں (مسند احمد)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا

(مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۲۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تم میں شریر ترین لوگ نہ بتادوں، پھر فرمایا کہ جو لوگ خوب بولنے والے ہوں، اور چرب لسان (کلام

---

[1] في حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[2] في حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

میں تکلف کرنے والے) ہوں، اور کیا میں تمہیں تم میں خیر والے لوگ نہ بتادوں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے اخلاق تم سب میں بہتر ہوں (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور تم میں قیامت کے دن میری مجلس کے زیادہ قریب وہ ہوگا، جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہو، اور تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور قیامت کے دن میری مجلس سے سب سے زیادہ دُور بہت زیادہ بولنے والے، اور چرب لسان (کلام میں تکلف کرنے والے) اور تکبر کرنے والے ہوں گے (ترمذی)

ان احادیث سے اچھے اخلاق کی فضیلت اور برے اخلاق کی مذمت اور بُرائی معلوم ہوئی، اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے اور برے اخلاق کے اظہار کا زیادہ تعلق انسان کی زبان کے ساتھ ہے۔

اسی وجہ سے اچھے اخلاق کی فضیلت کے مقابلہ میں برے اخلاق کی مذمت وبُرائی کو بیان کرتے ہوئے زبان کی بداخلاقیوں کا ذکر کیا گیا، اور اس جامع انداز میں ذکر کیا گیا کہ اس میں زبان کی تمام بداخلاقیاں آ گئیں۔

---

[1] رقم الحديث ۲۰۱۸، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی معالی الاخلاق.

قال الترمذی: وفی الباب عن أبی هريرة وهذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وروى بعضهم هذا الحديث، عن المبارک بن فضالة، عن محمد بن المنكدر، عن جابر، عن النبی صلى الله عليه وسلم ولم يذكر فيه عن عبد ربه بن سعيد وهذا أصح والثرثار: هو الكثير الكلام، والمتشدق الذی يتطاول على الناس فی الكلام ويبذو عليهم.

چنانچہ چرب لسانی اور زیادہ بولنے کے نتیجہ میں زبان سے بے شمار بداخلاقیوں کا ارتکاب اور ظہور ہوتا ہے، جن کی تفصیل آگے مستقل ابواب کے ذیل میں آتی ہے۔

زبان کے ساتھ خوش بختی و بدبختی وابستہ ہے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيْمَنُ امْرِءٍ وَأَشْأَمُهُ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ قَالَ وَهْبٌ: يَعْنِي لِسَانَهُ (صحيح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی خوش بختی اور بدبختی اُس کے جبڑوں کے درمیان والی چیز میں ہے، حضرت وہب راوی کہتے ہیں کہ یعنی زبان میں ہے (ابنِ حبان، طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصوصیت کے ساتھ زبان کے ساتھ انسان کی خوش بختی اور بدبختی کا تعلق ہے، اگر زبان کی گناہوں سے حفاظت کرے، تو خوش بخت ہے، ورنہ بدبخت ہے۔

حُسنِ اخلاق اور دوسرے کو زبان و ہاتھ سے سلامتی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا

---

[1] رقم الحديث ۵۷۱۷، كتاب الحظر والاباحة، باب مايكره من الكلام ومالا يكره، ذكر الزجر عن أن يقول المرء بلسانه ما عليه دون الذى يكون له، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۹۸.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وقال الهيثمى: رواه الطبرانى، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۵۷، باب ما جاء فى الصمت وحفظ اللسان)

أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، اَلْمُوَطَّئُوْنَ أَكْنَافًا، اَلَّذِيْنَ يَأْلَفُوْنَ وَيُؤْلَفُوْنَ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ (المعجم الأوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مومنین میں کامل ایمان والے وہ ہیں کہ جن کے اخلاق اچھے ہوں، جو عاجزی (اور چھوٹا پَن) اختیار کرنے والے ہوں، جو دوسروں سے اُلفت (محبت اور اُنسیت) رکھنے والے ہوں، اور اُن سے دوسرے لوگ اُلفت (محبت اور اُنسیت) رکھتے ہوں، اور جو شخص دوسروں سے اُلفت (محبت اور اُنسیت) نہ رکھے، اور اُس سے دوسرے لوگ اُلفت (محبت اور اُنسیت) نہ رکھیں، تو وہ ہم میں سے نہیں (طبرانی)

اسی قسم کا مضمون حضرت ابوہریرہ، اور حضرت عبداللہ، اور حضرت جابر بن عبداللہ، اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۴۴۲۲، باب العين، واللفظ لهٗ، اخبارِ اصبهان، ج۲ ص۲۸، تحت ترجمة عبد الله بن سليمان بن الأشعث أبو بكر السجستانى.

وفى "المجمع (۸/ ۲۱)"رواه الطبرانى فى الأوسط والصغير وفيه يعقوب بن أبى عباد القلزمى ولم أعرفه ."

قلت :ثم عرفته وهو يعقوب بن إسحاق بن أبى عباد، نسب إلى جده .قال ابن أبى حاتم(۴/ ۲۰۳) محله الصدق، لا بأس به،ووثقه السمعانى، فثبت الإسناد والحمد لله . وقد جاء مجموع الحديث فى أحاديث متفرقة(سلسلة الاحاديث الضعيفة تحت رقم الحديث ۷۵۱)

[2] عن أبى عثمان النهدى، عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحبكم إلى أحسنكم أخلاقا، الموطئون أكنافا، الذين يألفون ويؤلفون، وأبغضكم إلى الله المشاءون بالنميمة، المفرقون بين الأحبة، الملتمسون للبرآء العنت(المعجم الأوسط للطبرانى،رقم الحديث ۷۶۹۷، واللفظ لهٗ، الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهانى،رقم الحديث ۲۴۴۱)

عن أبى وائل، عن عبد الله قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ألا أنبئكم بخياركم؟ ، قالوا :بلى، قال " :خياركم أحسنكم أخلاقا ـ أحسبه قال :الموطئون أكنافا"، وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن عبد الله إلا بهذا الإسناد(مسند البزار،رقم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ حدیث میں اچھے اخلاق کے ساتھ جن صفات کا ذکر کیا گیا، ان صفات کا بڑا حصہ زبان سے وابستہ ہے، کیونکہ زبان کے اچھے استعمال سے دوسروں کے ساتھ محبت، اُنسیت اور اُلفت کا اظہار ہوتا ہے، اور دوسرے لوگ بھی ایسے شخص سے محبت، اُنسیت اور اُلفت رکھتے ہیں، اور اس کے برعکس زبان کے برے استعمال سے دوسروں کو تکلیف وایذاء پہنچتی ہے، اور زبان کے ذریعہ سے محبت، اُنسیت اور اُلفت نہ ہونے کا اظہار ہوتا ہے، اور دوسرے لوگ بھی ایسے شخص سے محبت، اُنسیت اور اُلفت نہیں رکھتے، یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث کی رُو سے ایسا شخص کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے سلامت رہیں، اس کے اسلام یا ایسے مسلمان کو دوسروں سے افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ، وَيَدِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديث، رقم الحديث ۱۷۲۳)

عن ابن المنكدر، عن جابر بن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :ألا أخبركم بأكملكم إيمانا أحاسنكم أخلاقا، الموطئون أكنافا، الذين يألفون ويؤلفون(تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزي،رقم الحديث ۴۵۶)

عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم .قال :أحبكم إلى الله أحاسنكم أخلاقا الموطئون أكنافا، الذين يألفون ويؤلفون، وإن أبغضكم إلى الله المشاء ون بالنميمة المفرقون بين الإخوان الملتمسون لهم العثرات (تاريخ بغداد، ج ۱ ص ۳۹۹، تحت ترجمة محمد بن احمد ،ابوسعيد المطبخي الاصبهاني)

وحقيقته من التوطئة وهي التمهيد والتذليل، وفراش وطيء لا يؤذي جنب النائم، والأكناف الجوانب أراد الذين جوانبهم وطيئة يتمكن فيها من يصاحبهم ولا يتأذى .(رواه البيهقي في شعب الإيمان)(مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۳۰۱۹، كتاب الآداب، باب البيان والشعر)

[1] رقم الحديث ۱۱، كتاب الايمان، باب :أي الإسلام أفضل؟ مسلم، رقم الحديث ۴۲"۶۶"سنن النسائي، رقم الحديث ۴۹۹۹.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ أَفْضَلُ؟ قَالَ : مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا مسلمان افضل ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ [2]

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (مسلم) [3]

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مسلمانوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں (مسلم)

اور بعض روایات میں یہاں تک فرمادیا گیا کہ مسلمان تو بس وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۲۸، ابواب الایمان، باب ما جاء فی أن المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده.

قال الترمذی: هذا حدیث صحیح غریب من حدیث أبی موسی عن النبی صلی الله علیه وسلم.

[2] عن جابر، قال: قال رجل للنبی صلی الله علیه وسلم: أی الإسلام أفضل؟ قال ": أن یسلم المسلمون من لسانک، ویدک . "وحدثناه وکیع، عن الأعمش (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۹۹۵)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، وإسناده قوی.

[3] رقم الحدیث ۴۰ "۶۴" کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الإسلام، وأی أموره أفضل.

سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ [1]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ افضل اسلام اور بہترین مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں، جس سے معلوم ہوا کہ کامل و افضل اسلام اور بہترین و کامل مسلمان ہونے میں زبان کا بہت بڑا حصہ ہے۔

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت پر جنت کی ضمانت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے

---

[1] عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده(بخاری،رقم الحديث ١٠،باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)

عن ابن جريج، أنه سمع أبا الزبير، يقول :سمعت جابرا، يقول :سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول :المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده(مسلم،رقم الحديث ٤٠"٦٥"باب بيان تفاضل الإسلام، وأي أموره أفضل)

عن أبي هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم :هذا حديث حسن صحيح.

ويروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه سئل أي المسلمين أفضل؟ قال :من سلم المسلمون من لسانه ويده وفي الباب عن جابر، وأبي موسى، وعبد الله بن عمرو(ترمذی، رقم الحديث ٢٦٢٧)

عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :المسلم من سلم الناس من لسانه ويده، والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم "(مسند أحمد، رقم الحديث ٨٩٣١)

في حاشية مسند احمد:إسناده قوی .

[2] رقم الحديث ٦٤٧٤، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

درمیان والی چیز (یعنی زبان) کی اور اپنے دونوں پیروں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت (وذمہ داری) دیدے، تو میں اُس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری)

زبان اور شرم گاہ کی ضمانت سے مراد یہ ہے کہ زبان کو بُرے کلام اور بُرے وناجائز کھانے، پینے سے اور شرم گاہ کو زنا وغیرہ سے محفوظ رکھے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ نے اپنے جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) کے شَر سے اور اپنے پیروں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کے شَر سے بچالیا، تو وہ جنت میں داخل ہوگیا (ترمذی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ فُقْمَيْهِ وَفَرْجَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۹۵۵۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) کی حفاظت کی، اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (مسند احمد)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ فُقْمَيْهِ وَفَخِذَيْهِ

---

[1] رقم الحديث ۲۴۰۹، ابواب الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان.
قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب.

[2] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

دَخَلَ الْجَنَّةَ (المعجم الکبیر للطبرانی) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) کی حفاظت کی، اور اپنی رانوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی حفاظت کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَقُوْلُ: لَمَكَانُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ. يَعْنِي مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَحَفِظَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ (مسند ابی یعلیٰ) [۲]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو خطبہ دینے کی حالت میں سنا، آپ نے فرمایا کہ یقینی طور پر تمہارا مقام جنت میں ہے، اس شخص کے لئے کہ جس نے اپنے جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) کی حفاظت کی، اور اپنے پیروں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی حفاظت کی (ابو یعلیٰ)

زبان کی حفاظت سے مراد زبان کو گناہوں سے بچانا ہے، جس میں زبان سے قبیح اور بُرا کلام کرنا بھی داخل ہے، اور حرام کھانا بھی داخل ہے؛ اور شرم گاہ کی حفاظت سے مراد شرم گاہ کو زنا اور دوسرے گناہوں سے بچانا ہے۔

(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۸۶۳۸)

---

[۱] رقم الحدیث ۹۱۹، ج ۱ ص ۳۱۱، باب الالف.

قال المنذری: رواه الطبرانی بإسناد جيد الفقمان بسكون القاف هما اللحيان (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۳۶۴۶، كتاب الحدود وغيرها، الترغيب فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر)

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی، وإسناده جيد .وقد تقدم حديث أبی موسى فی هذا الباب (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۶۱، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان)

[۲] رقم الحديث ۴۶۸۵، ج۸ ص ۴۰، مسند عائشة؛ مساوئ الاخلاق للخرائطی، رقم الحديث ۴۷۹.

قال الهيثمی: رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۶۰، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان)

زبان اور شرمگاہ جہنم میں کثرت سے داخلہ کا سبب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ فَقَالَ تَقْوَى اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جنت میں زیادہ کس وجہ سے داخلہ ہوگا؟ تو فرمایا کہ اللہ سے تقویٰ اور حسنِ خلق کی وجہ سے۔

پھر سوال کیا گیا کہ لوگ جہنم میں زیادہ کس وجہ سے داخل ہوں گے؟ تو فرمایا کہ منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے (ترمذی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ مِنَ النَّاسِ النَّارَ الْأَجْوَفَانِ، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَمَا الْأَجْوَفَانِ؟ قَالَ : اَلْفَرْجُ وَالْفَمُ، قَالَ : أَتَدْرُوْنَ أَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ؟ تَقْوَى اللّٰہِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۶۹۶) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر لوگوں کو جہنم میں دو جوف (یعنی دو سوراخ والے اعضاء) داخل کریں گے، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دو جوف (یعنی دو سوراخ والے اعضاء) کیا ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرم گاہ اور منہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم

---

[1] رقم الحديث ۲۰۰۴، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق. قال الترمذی: هذا حديث صحيح غريب.

[2] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن.

جانتے ہو کہ اکثر کون سی چیز جنت میں داخل کرے گی؟ فرمایا کہ اللہ سے تقویٰ اختیار کرنا (اور ڈرنا) اور حُسنِ خُلق (یعنی اچھے اخلاق) (مسند احمد)

تقوے یعنی ڈرنے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، اور اچھے اخلاق کا مخلوق کے ساتھ، اس لئے دونوں چیزوں کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا، اچھے اخلاق کے جنت میں سب سے زیادہ داخلہ کا سبب ہونے کے مقابلہ میں منہ یا زبان اور شرمگاہ کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ زبان کے ساتھ بداخلاقی کا گہرا تعلق ہے، اور زبان کے واسطہ سے شرم گاہ کے ساتھ بھی، کیونکہ بہت سی شہوانی ونفسانی باتیں ابتداءً زبان سے ہی سرزَد ہوتی ہیں۔

(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۵، ص ۸۲، باب حسن الخلق. مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة الشتم)

شہوت کی بات زبان کا زنا ہے

اسی وجہ سے زبان سے شہوت کی بات کو زبان کا زنا قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لاَ مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے ابنِ آدم پر اس کے زنا کے حصہ کو لکھ دیا ہے، جس (کے خمیازہ) کو وہ (سچی توبہ نہ کرے تو) ہر حال میں پائے گا، پس آنکھ کا زنا (شہوت کے ساتھ ناجائز چیز کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا (شہوت پرستی کی بات کا) بولنا ہے، اور نفس کا زنا تمنا اور شہوت کرنا ہے، اور شرم گاہ

---

[1] رقم الحديث ۶۲۴۳، كتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج.

ان سب کی تصدیق کرتی ہے اور تکذیب کرتی ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ شرم گاہ کے علاوہ باقی چیزوں کا زنا تو اپنی اپنی شان کے مطابق ہے، کہ زبان شہوت کی بات کرسکتی ہے، اور نظر شہوت سے دیکھ سکتی ہے، اور بس، پھر اس کے بعد شرم گاہ ان سب کے زنا کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے، یا رَد کر دیتی ہے۔

(والتفصیل فی: ارشاد الساری، ج ۹، ص ۱۴۱، کتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج. فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۱۷۶۲)

زبان کا ایک کلمہ جنت یا جہنم کا سبب بن جاتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ، يَنْزِلُ بِهَا فِى النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (مسلم) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سُنا کہ بے شک بندہ ایسا کلمہ زبان سے بول دیتا ہے کہ جو اُس کو جہنّم میں اتنے نیچے گرا دیتا ہے کہ جتنی دوری مشرق اور مغرب کے درمیان ہوتی ہے (مسلم، بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ، لَا يُلْقِىْ لَهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ، لَا يُلْقِىْ لَهَا بَالًا، يَهْوِىْ بِهَا فِىْ جَهَنَّمَ (بخاری) [2]

ترجمہ: بے شک بندہ اللہ کی رضا والا کلمہ زبان سے بول دیتا ہے جس کی کوئی وقعت نہیں سمجھتا (مگر) اللہ اُس ایک کلمہ کی وجہ سے اُس کے درجات کو بلند فرما دیتا

---

[1] رقم الحدیث ۲۹۸۸ "۴۹" کتاب الزهد والرقائق، باب التکلم بالکلمة یهوی بها فی النار، بخاری، رقم الحدیث ۶۴۷۷.

[2] رقم الحدیث ۶۴۷۸، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

ہے، اور بے شک بندہ اللہ کی ناراضگی والا کلمہ زبان سے بول دیتا ہے، جس کی کوئی وقعت نہیں سمجھتا (مگر) اس ایک کلمہ کی وجہ سے وہ جہنّم میں گر جاتا ہے (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللّٰهِ، لَا يَرٰى بِهَا بَأْسًا، فَيَهْوِیْ بِهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی زبان سے اللہ کی ناراضگی والا ایسا کلمہ بول دیتا ہے، کہ اُس کا خیال بھی نہیں کرتا، مگر وہ اُس کی وجہ سے جہنّم کی آگ میں ستر سال کی مسافت پر (گہرائی میں) گر جاتا ہے (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

ان احادیث سے زبان کے ایک کلمہ یا جملہ کی قدر و اہمیت معلوم ہوئی، لہٰذا زبان سے ہر ہر کلمہ و جملہ سوچ سمجھ کر نکالنا چاہئے، اور پہلے تولو، پھر بولو، پر عمل کرنا چاہئے۔

ایک کلمہ کی وجہ سے تا قیامت اللہ کی رضا یا ناراضگی

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ فَيَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، فَيَكْتُبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا سَخَطَهٗ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ (سنن الترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۹۷۰، كتاب الفتن، باب كف اللسان فى الفتنة؛ مسند احمد، رقم الحديث ۷۲۱۵.
فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[2] رقم الحديث ۲۳۱۹، كتاب الزهد، باب فى قلة الكلام؛ سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۶۹.
قال الترمذی: وفى الباب عن أم حبيبة "هذا حديث حسن صحيح.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تم میں سے کوئی اللہ کی رضا والا ایسا کلمہ زبان سے بول دیتا ہے، جس کے بارے میں اس کا یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ اتنے (بلند اور بڑے) مقام تک پہنچ جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اُس کے لئے اُس کلمہ کی وجہ سے اپنے ساتھ ملاقات کے دن تک اپنی رضا کو لکھ دیتا ہے، اور تم میں سے کوئی اللہ کی ناراضگی والا ایسا کلمہ زبان سے بول دیتا ہے، جس کے بارے میں اس کا یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ اتنے (تنزلی والے) مقام تک پہنچ جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اس پر اپنے ساتھ ملاقات کے دن تک ناراضگی کو لکھ دیتا ہے (ترمذی، ابنِ ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک کلمہ تا قیامت اللہ کی ناراضگی یا رضامندی کے فیصلہ کا باعث بن جاتا ہے، لہٰذا زبان کا ہر ہر کلمہ بڑی قدر و منزلت کا حامل ہے۔

زبان کی کھیتیاں جہنم میں اوندھے منہ داخلہ کا سبب

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

ثُمَّ قَالَ : أَلَا أُخْبِرُکَ بِمِلَاکِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ؟ قُلْتُ : بَلٰی یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، فَأَخَذَ بِلِسَانِہٖ قَالَ : کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا، فَقُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ؟ فَقَالَ : ثَکِلَتْکَ أُمُّکَ یَا مُعَاذُ، وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ أَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِھِمْ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ان سب (بڑی

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۱۶، ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ.
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح.

بڑی عبادات) کی طرف سے کفایت کرنے والی چیز کی خبر نہ دیدوں؟ میں نے عرض کیا کہ بے شک اے اللہ کے نبی! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا، اور فرمایا کہ آپ اپنے اوپر اس کو روک کر رکھیں؛ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! کیا جو ہم کلام کرتے ہیں، اس کا ہم سے مؤاخذہ کیا جائے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! تمہاری والدہ تمہیں گُم کرے (یہ عرب کا مقولہ ہے، جو دوسرے کو تنبیہ کے طور پر بولا جاتا ہے) لوگوں کو اپنے چہروں کے بَل یا اپنی ناکوں کے بَل صرف اُن کی زبانوں کی کھیتیاں ہی گِرائیں گی (ترمذی)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِي النَّارِ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟ إِنَّكَ لَمْ تَزَلْ سَالِمًا مَا سَكَتَّ، فَإِذَا تَكَلَّمْتَ كُتِبَ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ

(المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: اور لوگوں کو اُن کی ناکوں کے بَل آگ میں اُن کی زبانوں کی کھیتیاں ہی گِرائیں گی، بے شک آپ جب تک خاموش رہیں گے، تو سلامت رہیں گے اور جب آپ کلام کریں گے، تو (اچھے کلام کی صورت میں) آپ کے لئے اجر و ثواب لکھا جائے گا یا (بُرے کلام کی صورت میں) آپ کے خلاف وبال لکھا جائے گا (طبرانی)

اسی قسم کی حدیث حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۳۷، ج۲۰ ص۷۳، باب الميم؛ مكارم الاخلاق للخرائطي، رقم الحديث ۵۲۵. قال الهيثمي: رواه الطبراني بإسنادين، ورجال أحدهما ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۵۶، باب ما جاء في الصمت وحفظ اللسان)

[2] عن أبي اليسر رضي الله عنه، أن رجلا قال: يا رسول الله، دلني على عمل يدخلني الجنة، قال: أمسك هذا -وأشار إلى لسانه- فأعادها عليه فقال: ثكلتك أمك، هل يكب الناس على مناخرهم في النار إلا حصائد ألسنتهم. قال أبو بكر: وهذا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

معلوم ہوا کہ زبان کی کھیتیاں جہنم میں اوندھے منہ یا ناک کے بَل گرانے کا باعث ہوں گی، اور کھیتیاں اس لئے کہا گیا کہ زبان گویا کہ کھیتی باڑی کی طرح ہے، دنیا میں زبان کو استعمال کر کے گویا کہ کھیتی کی جاتی ہے، جس کی اچھی یا بُری فصل آخرت میں تیار ہو کر سامنے آ جائے گی۔

زبان کو قابو میں رکھنا نجات وخوشخبری کا سبب

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ : اَمْلِکْ عَلَيْکَ لِسَانَکَ، وَلْيَسَعْکَ بَيْتُکَ، وَابْکِ عَلٰى خَطِيْئَتِکَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! نجات کس چیز میں ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھیں، اور آپ کا گھر آپ کو سموئے رکھے، اور آپ اپنی خطاء (وگناہ) پر روئیں (ترمذی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ : طُوْبٰى لِمَنْ مَلَکَ لِسَانَهٗ وَوَسِعَهٗ بَيْتُهٗ وَبَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهٖ (المعجم الصغير للطبرانى) [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الحديث لا نعلمه يروى عن أبي اليسر إلا من هذا الوجه، ولا نعلم رواه إلا عمرو بن مالک، عن فضيل بن سليمان ولم نسمع أحدا تابعه على هذا الحديث ولا رأيناه عند غيره بإسناد خلاف هذا الإسناد فنعلم أنه قد أوهم فيه، أو يكون المصيب، فلما لم نعلم له علة ذكرناه إذ كان إسناده حسنا ومتنه غريبا (مسند البزار، رقم الحديث ۲۳۰۲)

قال الهيثمي: رواه البزار وقال :إسناده حسن، ومتنه غريب (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۵۸، باب ما جاء في الصمت وحفظ اللسان)

[1] رقم الحديث ۲۴۰۶، ابواب الزهد، باب ما جاء فى حفظ اللسان.

قال الترمذى: هذا حديث حسن.

[2] رقم الحديث ۲۱۲، باب الالف، باب من اسمه ابراهيم؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ۲۳۴۰.

قال الهيثمي: رواه الطبراني فى الأوسط والصغير، وحسن إسناده (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۵۲، باب ما جاء فى الصمت وحفظ اللسان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس آدمی کے لئے (کامیابی اور انتہائی اجروانعام کی) خوشخبری ہو جس نے اپنی زبان کو قابو میں رکھا، اور اُس کے گھر نے اُس کو سموئے رکھا، اور وہ اپنی خطاؤں (وگناہوں) پر رویا (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ زبان کی حفاظت درحقیقت آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے، لہٰذا زبان کو قابو میں رکھنے اور زبان کے شرور اور فتنوں سے اپنے آپ کو بچانے میں نجات اور خوشخبری ہے۔

اور گھر کو سموئے رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے گھر میں رہیں، اور ضرورت اور مجبوری کے بغیر گھر سے نہ نکلیں، کیونکہ گھر میں رہنا بہت سے شرور اور فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے، خاص طور پر فتنوں کے زمانے میں گھر میں رہنے میں ہی عافیت ہے؛ اسی وجہ سے بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ زمانہ خاموشی اختیار کرنے اور گھروں میں رہنے اور اللہ کے دیے ہوئے رزق پر مَرتے دم تک قناعت کرنے کا زمانہ ہے۔

اور اپنی خطاء وگناہ پر رونے سے مراد ندامت اور شرمندگی کا اختیار کرنا ہے، خواہ ظاہر میں رونا نہ آئے (والتفصیل فی: مرقاۃ، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم)

صبح کے وقت تمام اعضاء کی زبان سے مؤدبانہ درخواست

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُولُ : اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ، فَإِنْ اِسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا وَإِنْ اَعْوَجَجْتَ اَعْوَجَجْنَا (سنن الترمذی) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۰۷، ابواب الزھد، باب ما جاء فی حفظ اللسان؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۹۰۸؛ مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۱۱۸۵.

فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ حسن.

وفی حاشیۃ مسند ابی یعلیٰ: إسنادہ صحیح.

ترجمہ: جب ابنِ آدم صبح کرتا ہے، تو تمام اعضاء زبان کے سامنے تذلّل اور تواضع (وعاجزی) اختیار کر کے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا، کیونکہ بس ہم تو آپ کے رحم وکرم پر ہیں، اگر آپ درست رہیں، تو ہم بھی درست رہیں گے، اور اگر آپ ٹیڑھی ہوگئیں، تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے

(ترمذی، مسند احمد، ابویعلیٰ)

مطلب یہ ہے کہ ہر روز صبح ہونے پر تمام اعضاء زبان سے درست رہنے اور ٹیڑھا نہ ہونے کی مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں، کیونکہ زبان کی وجہ سے دوسرے اعضاء اچھا اور بہتر کلام کرنے کی صورت میں سلامت رہتے ہیں، اور غلط کلام کرنے کی صورت میں مختلف طریقوں سے نقصان اور ضرر اُٹھاتے ہیں، چنانچہ زبان کی بے احتیاطی یا بُرے وغلط استعمال سے جسم کے کسی حصہ پر ضرب یا زخم لگ جاتا ہے، یا اس کی صلاحیت ضائع ہوجاتی ہے، اور وہ عضو مفلوج وتلف ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات قتل تک نوبت پہنچ جانے سے تمام اعضاء ہی کا کام تمام ہوجاتا ہے، جس کی آج کے معاشرہ میں بے شمار مثالیں اور نمونے ملتے ہیں۔

(والتفصیل فی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۴۵۴)

تمام اعضاء زبان کے فساد وبگاڑ پر شکایت کرتے ہیں

حضرت زید بن اسلم اپنے والد حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ اِطَّـلَـعَ عَـلٰى أَبِىْ بَكْرٍ وَهُوَ يَمُدُّ لِسَانَهُ، فَقَالَ: مَـا تَصْنَعُ يَا خَـلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: إِنَّ هٰـذَا أَوْرَدَنِىْ الْمَوَارِدَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْـسَ شَىْءٌ مِّنَ الْجَسَدِ، إِلَّا وَهُوَ يَشْكُوْ ذَرَبَ اللِّسَانِ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [1]

---

[1] رقم الحديث ۵، ج ۱ ص ۱۷، مسند ابی بكر الصديق رضی الله عنه .
قال الهيثمی: رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير موسى بن محمد بن حيان، وقد وثقه ابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (اس وقت) اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے، تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ یہ کیا کررہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس (زبان) نے مجھے بہت سی (ناپسندیدہ) چیزوں میں مبتلا کیا ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسم کی کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو زبان کے فساد (وبگاڑ) کی شکایت نہ کرتی ہو (ابویعلیٰ)

مطلب یہ ہے کہ جسم کے تمام اعضاء زبان کے فسادوبگاڑ کی شکایت کرتے ہیں، کیونکہ زبان کے فسادوبگاڑ کے نتیجہ میں ذہنی، قلبی، جسمانی، مالی ہرقسم کی ایذاء وتکلیف اُٹھانی پڑجاتی ہے، بعض اوقات لڑائی جھگڑے سے جسم کا کوئی حصہ، زخمی، یا مفلوج ومعذور اور بعض اوقات قتل وقتال کی نوبت آجاتی ہے، پورا جسم چھلنی ہوجاتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ زبان کے ساتھ جسم کے تمام اعضاء کی صلاح وفساد وابستہ ہے۔

سب سے زیادہ زبان کا خوف

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِيْ بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ: قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ، فَأَخَذَ بِلِسَانِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حبان (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٨١٧٥، باب ما جاء في الصمت وحفظ اللسان)
وقال الالباني: قلت :فالحديث صحيح الإسناد على شرط البخاری، فإن الدراوردی ثقة وإن كان من أفراد مسلم فقد تابعه الجماعة الذين ذكرهم ابن النقور، فالحديث عن زيد بن أسلم صحيح مشهور .وقد تابعه أيضا مالك، فأخرجه في "الموطأ (٢/٩٨٨/١٢) "عن زيد بن أسلم به دون الحديث المرفوع والحديث نقل السيوطی فی ("الجامع الكبير(٢/٥٢٧/٢) "مصورة المكتب) عن الحافظ ابن كثير أنه قال " :إسناده جيد (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشیء من فقهها وفوائدها، تحت رقم الحديث ٥٣٥)

نَفْسِهٖ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی بات بتادیجئے کہ میں اس کو مضبوطی سے اختیار کیے رکھوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہ کہو کہ میرا رب اللہ ہے اور اسی پر قائم رہو؛ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ میرے بارے میں سب سے زیادہ کس چیز سے ڈرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ لی، پھر فرمایا کہ اس (یعنی زبان) سے (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ جسم کے اعضاء میں سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز زبان اور اس کا کردار ہے، جس پر دنیا و آخرت کے اعتبار سے اچھے اور بُرے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔

بنی آدم کی اکثر خطائیں زبان سے وابستہ ہیں

حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهٗ اِرْتَقَى الصَّفَا فَأَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَقَالَ : يَا لِسَانُ، قُلْ خَيْرًا تَغْنَمْ، وَاسْكُتْ عَنْ شَرٍّ تَسْلَمْ، مِنْ قَبْلِ أَنْ تَنْدَمَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : أَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ آدَمَ فِيْ لِسَانِهٖ (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۴۱۰، ابواب الزهد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۴۱۷. الآحاد و المثانی لابن ابی عاصم، رقم الحديث ۱۶۰۶.
قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.
وفی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث ۱۰۴۴۶، ج۱۰ ص۱۹۷، باب العين.
قال المنذری: رواه الطبرانی ورواته رواة الصحيح وأبو الشيخ فی الثواب والبيهقی بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۳۵۱، كتاب الأدب وغيره، الترغيب فی الحياء وما جاء فی فضله والترهيب من الفحش والبذاء)
وقال الهيثمی: رواه الطبرانی، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۵۴، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صفا (پہاڑی) پر چڑھے، اور پھر انہوں نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا کہ اے زبان! اچھی بات کہہ جو تیرے لئے غنیمت (اور بہترائی کا باعث) ہے، اور شَر (کی بات) سے خاموشی اختیار کر، تو سلامت رہے گی؛ اس سے پہلے کہ تجھے (غلط بات بولنے کے بعد) شرمندہ ہونا پڑے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابنِ آدم کی اکثر خطائیں اُس کی زبان میں ہیں (طبرانی)

معلوم ہوا کہ انسان کی اکثر خطائیں اور گناہ اس کی زبان سے سرزد ہوتے ہیں، اس لئے زبان کو بڑی احتیاط کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر استعمال کرنا چاہیئے، ورنہ خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔

زبان کو قابو میں رکھنے اور خیر میں استعمال کرنے کی وصیت

حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْصِنِيْ . قَالَ: اُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَإِنْ شِئْتَ أَنْبَأْتُكَ بِمَا هُوَ أَمْلَكُ بِكَ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ قَالَ: هٰذَا وَأَتٰى بِيَدِهٖ إِلَى لِسَانِهٖ (الصمت لابن ابی الدنیا) [1]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!

[1] رقم الحديث ٢٢، ص١٥٦، باب حفظ اللسان وفضل الصمت، الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت.

قال المنذري: رواه ابن أبي الدنيا بإسناد جيد (الترغيب و الترهيب، تحت رقم الحديث ٤٣٤٨، ج٣، ص ٣٤١، كتاب الأدب وغيره الترغيب في الحياء وما جاء في فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی اس طرح (استحضار اور توجہ کے ساتھ) عبادت کیجئے، گویا کہ آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں، اور اپنے آپ کو (کسی بھی وقت موت آجانے کے خوف سے ہر وقت) مُردوں میں شمار کیجئے، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس چیز کی خبر دیتا ہوں، جو ان سب چیزوں سے زیادہ قابو میں رکھنے کی ہے، فرمایا کہ یہ، اور (یہ کہہ کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کو اپنی زبان کی طرف لائے (یعنی اپنے ہاتھ سے زبان کی طرف اشارہ فرمایا) (ابن ابی الدنیا)

حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَدِّثْنِيْ بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهٖ. قَالَ: اَمْلِكْ عَلَيْكَ هٰذَا، وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهٖ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی بات بتا دیجئے، جس کو میں مضبوطی سے پکڑے رکھوں، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے اوپر اس کو قابو رکھیں، اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ فرماتے وقت) اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا (طبرانی)

زبان کو قابو میں رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو شرّ و بُرائی اور فضولیات ولغویات میں استعمال نہ کیا جائے، اور اس سے بڑھ کر خیر والی بات میں استعمال کیا جائے۔

حضرت اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

---

[1] رقم الحديث ۳۳۴۹، ج۳ص ۲۶۰، باب الحاء، المعجم الاوسط، رقم الحديث ۱۹۱۵، الآحاد و المثانی، لابن ابی عاصم رقم الحديث ۷۲۵، الجامع لابن وهب، رقم الحديث ۲۹۷.

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه وجادة، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱٦۷، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان)

رواه الطبرانی بإسنادين وأحدهما جيد (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۴۸، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان)

قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْصِنِيْ، قَالَ: تَمْلِكُ يَدَكَ؟ قُلْتُ : فَمَاذَا أَمْلِكُ إِذَا لَمْ أَمْلِكْ يَدِيْ؟ قَالَ : تَمْلِكُ لِسَانَكَ؟ قَالَ : فَمَاذَا أَمْلِكُ إِذَا لَمْ أَمْلِكْ لِسَانِيْ؟ قَالَ: لَا تَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلٰى خَيْرٍ، وَلَا تَقُلْ بِلِسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوْفًا (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ پر قابو رکھیے؛ میں نے عرض کیا کہ اور کس چیز پر قابو رکھوں، جبکہ میں اپنے ہاتھ پر قابو نہ رکھ سکوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی زبان پر قابو رکھیے؛ میں نے عرض کیا کہ اور کس چیز پر قابو رکھوں، جبکہ میں اپنی زبان پر قابو نہ رکھ سکوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو صرف خیر و بھلائی کی طرف ہی پھیلائیے، اور اپنی زبان سے صرف اچھی بات ہی کہیے (طبرانی، معرفۃ الصحابہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر ہاتھ اور زبان کو روک کر نہ رکھ سکیں، اور استعمال کرنے کا ہی تقاضا ہو تو پھر ہاتھ اور زبان کو خیر میں استعمال کریں۔

ان احادیث سے زبان کو قابو میں رکھنے اور اس کو خیر میں استعمال کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔

زبان کی حفاظت، قیامت کے دن پردہ پوشی کا ذریعہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۸۱۸، ج ۱ ص ۲۸۱، باب الالف، معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ۹۱۳.
قال المنذری: رواه ابن أبی الدنيا والطبرانی بإسناد حسن والبيهقی (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۳۴۴، كتاب الأدب وغيره، الترغيب فی الحياء وما جاء فی فضله والترهيب من الفحش والبذاء)
وقال الهيثمی: رواه الطبرانی، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۵۵، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ، وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰـهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبِلَ عُذْرَهٗ (شعب الایمان للبیهقی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، تو اللہ تعالیٰ اُس کے عیب کی پردہ پوشی فرمائیں گے، اور جس نے اپنے غصہ کو روکا، تو اللہ قیامت کے دن اُس سے اپنے عذاب کو روکیں گے، اور جس نے اللہ عزوجل کی طرف (توبہ واستغفار کی شکل میں) اپنا عذر پیش کیا، تو اللہ عزوجل اُس کے عذر کو قبول فرمائیں گے (بیہقی)

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ کلام ہے، لیکن اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

جس کی وجہ سے یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے۔ [3]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان کی حفاظت کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسان کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں گے، لہٰذا زبان کی حفاظت، قیامت کے دن پردہ پوشی کا ذریعہ بنے گی۔

وسوسہ، زبان سے تلفظ یا عمل نہ کرنے تک معاف ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٧٩٥٨، فصل فی ترک الغضب وفی كظم الغيظ والعفو عند القدرة.

[2] عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من ملك لسانه ستر الله عورته،ومن ملك غضبه كف الله عنه عذابه، ومن اعتذر إلى الله فی الدنيا قبل الله معذرته "(شعب الایمان، رقم الحديث ٧٩٥٩)

[3] قال الالبانی: قلت :فالإسناد عندی حسن، ولاسيما إذا ضم إليه الطريق الأولى .والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٣٦٠)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِہٖ أَنْفُسَهَا، مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوْا، أَوْ يَعْمَلُوْا بِہٖ (مسلم)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے میری اُمت سے ان وسوسوں کو معاف کردیا ہے، جو اپنے آپ سے پیدا ہوتے ہیں، جب تک کہ زبان سے کلام نہ کریں، یا اُن پر عمل نہ کریں (مسلم)

اس طرح کی اور بھی احادیث مروی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بُرا وسوسہ انسان کے دل میں خود سے پیدا ہو، لیکن انسان اس کا زبان سے تلفظ نہ کرے، اور نہ ہی اس پر عمل کرے، اس وقت تک وہ معاف ہے، خواہ وہ وسوسہ کفر وشرک سے متعلق ہو، یا نبوت ورسالت سے، جس سے زبان کے تلفظ اور استعمال کی اہمیت معلوم ہوئی۔

مزید تفصیل کے لئے ہماری دوسری کتاب ''وساوس اور اُن کا علاج'' ملاحظہ فرمائیں۔

خیر کی بات ورنہ خاموشی، افضل ایمان ہے

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّہٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَفْضَلُ الْإِيْمَانِ أَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ، وَتُبْغِضَ فِي اللّٰہِ، وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ. قَالَ : وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَتَكْرَہُ لَهُمْ مَا تَكْرَہُ لِنَفْسِكَ، وَأَنْ تَقُوْلَ خَيْرًا أَوْ تَصْمُتَ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٢١٣٢)[2]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے بارے میں

---

[1] رقم الحديث ٢٠١ "١٢٧" كتاب الايمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب، إذا لم تستقر.

[2] في حاشية مسند أحمد: صحيح لغيره.

سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ کے لئے محبت رکھیں اور اللہ کے لئے بُغض رکھیں؛ اور آپ اپنی زبان کو ذکر کے عمل میں مشغول رکھیں؛ حضرت معاذ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کس طرح ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کہ آپ لوگوں کے لئے اُن چیزوں کو پسند کریں، جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہیں، اور لوگوں کے لئے اُن چیزوں کو ناپسند کریں، جو اپنی ذات کے لئے ناپسند کرتے ہیں؛ اور یہ کہ آپ خیر کی بات کریں، یا خاموشی اختیار کریں (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان سے خیر کی بات کرنا یا پھر خاموش رہنا افضل ایمان والے اعمال میں سے ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیات، اور احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اسلام میں زبان اور اس سے سرزد ہونے والے اعمال کی بڑی اہمیت ہے، اور زبان کے ساتھ اچھے اور بُرے اخلاق کا بڑا گہرا تعلق ہے۔

لہٰذا زبان کی حرکات وسکنات اور اس سے سرزَد ہونے والے اچھے اور بُرے اقوال کا علم حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

(۳)

زبان کے ساتھ قلم، تحریر و کتابت کی اہمیت و تعلق

زبانی کلام کے ساتھ ساتھ قلم اور تحریر و کتابت کی بھی شریعت اور معاشرت میں بڑی اہمیت ہے، بلکہ قلم، تحریر و کتابت درحقیقت زبان ہی کی ترجمان ہے۔

اکثر مفسرین کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلی آیات نازل ہوئیں، وہ سورہ علق کی ابتدائی آیات تھیں، جن میں یہ آیات بھی شامل تھیں کہ:

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ

(سورۃ العلق رقم الآیۃ ۳ تا ۵)

ترجمہ: پڑھیے اور آپ کا رب سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے تعلیم دی قلم کے ذریعہ سے، جس نے انسان کو اس چیز کی تعلیم دی، جس کا اسے علم نہیں تھا

(سورہ علق)

ان آیات سے علم کے ساتھ قلم کی اہمیت معلوم ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک موقع پر قلم اور اس سے لکھی جانے والی تحریر کی قسم اٹھائی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

نٓ. وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ (سورۃ القلم، رقم الآیۃ ۱، ۲)

ترجمہ: نٓ، اور قسم ہے قلم کی اور اُس کی جو کچھ وہ لکھتے ہیں (سورہ قلم)

جس سے قلم اور اس کی تحریر کی اہمیت معلوم ہوئی۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں آئندہ کے باہمی معاملات کو لکھ لینے کی تاکید بیان

فرمائی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْـًٔا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا. وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِہٖ. ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاَقْوَمُ لِلشَّھَادَۃِ وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْھَا. وَاَشْھِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَھِیْدٌ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌ بِکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ. وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۸۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کسی وقتِ مقرر تک آپس میں ادھار کا معاملہ کیا کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے، جیسا کہ اس کو اللہ نے سکھایا ہے، تو اسے چاہیے کہ لکھ دے اور وہ شخص بتلاتا جائے کہ جس پر قرض ہے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور اس میں کچھ کم کر کے نہ لکھائے، پھر اگر وہ شخص کہ جس پر قرض ہے کم عقل ہے یا کمزور ہے یا وہ املاء نہیں کرا سکتا تو اس کا ولی (ونمائندہ) ٹھیک طور پر

لکھوادے اور اپنے مَردوں میں سے دو گواہ بنالیا کرو، پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنالیا کرو) ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو، تا کہ اگر ان میں سے ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو انکار نہ کریں اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی معیاد تک لکھنے میں سستی نہ کیا کرو، یہ لکھ لینا اللہ کے نزدیک انصاف کو زیادہ قائم رکھنے والا ہے اور گواہی کو زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ قریب ہے، اس بات کے کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ تجارت حاضر (یعنی نقدا نقدی) ہو جس کا تم (اسی وقت دونوں طرف سے) لین دین کرلو (اور کسی پر کسی کا کوئی حق باقی نہ رہے) پھر تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اسے نہ لکھو اور جب آپس میں خرید و فروخت کرو تو گواہ بنالو، اور لکھنے والے اور گواہ بنانے والے کو (زور زبردستی وغیرہ کرکے) تکلیف نہ دی جائے اور اگر تم نے تکلیف دی تو تمہیں گناہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے (سورہ بقرہ)

مذکورہ آیات سے آئندہ کے معاہدات کو لکھ لینے کی اہمیت معلوم ہوئی، جس کے نتیجہ میں تحریر وکتابت کی اہمیت بھی معلوم ہوئی۔

اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهُ : اُكْتُبْ، فَجَرٰى بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۳۱۹، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ن) [۱]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سنا کہ اللہ نے

---

[۱] قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح غريب وفيه عن ابن عباس.

سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، پھر اسے حکم دیا کہ لکھو، تو اس نے اَبَدُ الآباد تک وقوع پذیر ہونے والی ہر چیز کو لکھ دیا (ترمذی)

اس حدیث سے بھی قلم اور تحریر کی اہمیت معلوم ہوئی۔

اس کے علاوہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے وقتاً فوقتاً صادر ہونے والے فیصلوں کو آسمان پر فرشتوں کو حوالہ کرنے کے لئے بھی لکھا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس اور ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْأَقْلَامِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر (یعنی معراج کی رات میں ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات وغیرہ کے بعد) مجھے اوپر ہموار مقام پر لے جایا گیا، جہاں میں نے قلموں کی سرسراہٹ (لکھنے کے وقت پیدا ہونے والی آواز) سنی (بخاری)

اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یہ ان قلموں کی آواز تھی، جن سے کائناتی امور سے متعلق قضاء وقدر کے فیصلے لوحِ محفوظ سے نقل وتحریر کر کے متعلقہ فرشتوں کو حوالہ کئے جاتے ہیں۔

(كذا في مرقاة المفاتيح ،ج۹ص ۳۷۷۰، كتاب الفضائل ، باب في المعراج)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو جس کے پاس وصیت

---

[1] رقم الحديث ۳۴۹، كتاب الصلاة، باب :كيف فرضت الصلاة في الإسراء ؟دارطوق النجاة، بيروت،مسلم ، باب الاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم .

[2] رقم الحديث ۲۷۳۸،كتاب الوصايا،باب الوصايا وقول النبي صلى الله عليه وسلم :وصية الرجل مكتوبة عنده.

کے قابل کوئی چیز ہو، یہ رَوا نہیں کہ وہ دوراتیں بھی اس حال میں گزارے کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو(بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَیِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ (طبقات المحدثين بأصبهان لأبي الشيخ الأصبهاني) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کو کتاب کے ذریعے سے قید کرو (اصبہانی، ابن شاہین)

اس طرح کی اور بھی احادیث وروایات ہیں۔ [2]

اس قسم کی احادیث وروایات سے تحریر وکتابت کی اہمیت اچھی طرح واضح ہوتی ہے، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مواقع پر تحریری طور پر دوسروں کو دین کی دعوت دی اور آج بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحریری دعوت نامے اور مکتوبات حدیث کی کتابوں اور تاریخ کے

---

[1] ج۴ص ۱۴۲،تحت ترجمة ابومسعود العسكرى، ناسخ الحديث ومنسوخه لابن شاهين، رقم الحديث ۶۲۲.

[2] ثمامة قال :قال لنا أنس رضى الله عنه :قيدوا العلم بالكتاب (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۷۰۰)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۶۸۱، باب كتابة العلم)

عن عطا عن عبد الله بن عمرو ، قال :قال رسول الله ، صلى الله عليه : قيدوا العلم ، قلت :يا رسول الله وما تقييده ؟ قال : الكتاب (تقييد العلم للخطيب البغدادى،ص ۶۹،باب ذكر ما روى عن النبى ,صلى الله عليه ,أنه قال " :قيدوا العلم بالكتابة)

عن عمرو بن شعيب ، عن أبيه ، عن جده ، قال :قال رسول الله ، صلى الله عليه : قيدوا العلم بالكتاب (ايضاً،ص ۶۹)

عن عمرو بن أبى سبرة ، قال :سمعت عمر بن الخطاب ، يقول :قيدوا العلم بالكتاب (ايضاً ،ص۸۷)

حبيب بن جرى ، قال :قال على :قيدوا العلم بالكتاب (ايضاً، ص ۸۹)

عن مجاهد ، عن ابن عباس ، قال :قيدوا العلم وتقييده كتابه (ايضا،ص ۹۲)

اوراق میں محفوظ ہیں۔

نیز آج بھی بہت سے معاملات و معاہدات تحریر و کتابت کے ذریعہ سے انجام دیے جاتے ہیں، اسی وجہ سے قلم کو دو زبانوں میں سے ایک زبان کہا جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات تحریر و کتابت کی اہمیت زبانی گفت وشنید سے زیادہ ہوتی ہے۔

اور یہ کہاوت تو مشہور ہے کہ ''علم ایک شکار کی طرح ہے، اور کتابت اس کے جال کی طرح ہے''، یعنی کتابت کے ذریعہ سے علم کو محفوظ و مقیّد کرلیا جاتا ہے۔ [1]

قُربِ قیامت میں قلم و کتابت کا شیوع اور موجودہ ذرائع ابلاغ

اور موجوہ دور میں تحریر و کتابت کی صورتیں جدید شکلوں میں بہت عام ہوگئی ہیں، جس کی احادیث میں بہت پہلے پیشین گوئی کردی گئی تھی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ، وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ، حَتّٰى تُعِينَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ، وَقَطْعَ الْأَرْحَامِ، وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ،

---

[1] القلم أحد اللسانين كما يقول الفقهاء فنزلت الكتابة منزلة اللفظ، وقد أمر النبى صلى الله عليه وسلم بتبليغ الرسالة وكان فى حق البعض بالقول وفى حق آخرين بالكتابة إلى ملوك الأطراف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۸، ص ۱۶۰ ،مادة:" صيغة" الكتابة)

القلم أحد اللسانين كما قال الفقهاء ، بل ربما تكون هى أقوى من الألفاظ، ولذلك حث الله تعالى المؤمنين على توثيق ديونهم بالكتابة حيث قال :(يا أيها الذين آمنوا إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمى فاكتبوه) إلى قوله سبحانه :(ذلكم أقسط عند الله وأقوم للشهادة وأدنى ألا ترتابوا إلا أن تكون تجارة حاضرة تديرونها بينكم فليس عليكم جناح ألا تكتبوها)(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۰، ص ۲۱۰ ،مادة: "عقد"، العقد بالكتابة أو الرسالة)

والعرب تقول الخط احدالسانين (وبعداسطر) وقال ابن المقفع اللسان مقصور على القريب الحاضر والقلم على الشاهد والغائب (آداب الدنيا والدين للماوردى شافعى،ص ۶۰ فصل فى التعلم)

ولذا قيل :العلم صيد، والكتابة قيد (مرقاة المفاتيح، ج ۱، ص ۱۲، مقدمة)

وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ، وَظُهُوْرَ الْقَلَمِ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: قیامت کے قریب خاص خاص لوگوں کو ہی سلام کیا جائے گا، اور تجارت بہت پھیل جائے گی، یہاں تک کہ عورت اپنے شوہر کی تجارت میں مدد کرے گی، اور (رشتہ داروں سے) قطع رحمی (وقطع تعلقی) ہوگی، اور جھوٹی گواہی عام ہو جائے گی، اور حق بات کی گواہی کو چھپانا عام ہو جائے گا، اور قلم عام ہو جائے گا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ قُربِ قیامت کے دور میں جہاں بہت سے فتنے رونما ہوں گے، اُن میں ایک فتنہ جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور حق بات کی گواہی کو چھپانے کا بھی ہوگا۔

اور قلم کے عام ہونے سے مراد یہ ہے کہ کتابت اور لکھائی کی بہت سی صورتیں عام ہو جائیں گی، جیسا کہ آج کل جدید الیکٹرانک آلات وذرائع ابلاغ کے ذریعہ (اور کمپیوٹر اور دوسرے ڈیجیٹل طریقوں سے یہاں تک کہ موبائل کے ذریعہ سے) لکھائی عام ہو چکی ہے۔

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، أَنْ يَّفِيْضَ الْمَالُ وَيَكْثُرَ، وَيَظْهَرَ الْقَلَمُ، وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو: فَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لِيَبِيْعُ الْبَيْعَ فَيَقُوْلُ: حَتّٰى أَسْتَأْمِرُ تَاجِرَ بَنِيْ فُلَانٍ، وَيَلْتَمِسُ فِي الْحَيِّ الْعَظِيْمِ الْكَاتِبَ، وَلَا يُوْجَدُ (مسند أحمد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مال بڑھ جائے گا، اور مال کی کثرت وبہتات ہو جائے گی، اور قلم عام ہو جائے گا، اور تجارت پھیل جائے گی۔

---

[1] رقم الحديث ٣٨٧٠، الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ١٠٨٩.
فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

[2] رقم الحديث ٧٨، ج٣٩ص ٥١٩، بقية حديث عمرو بن تغلب.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خرید وفروخت کرے گا، تو وہ کہے گا کہ ذرا میں فلاں قوم کے تاجر (یا تجارتی فرم وغیرہ) سے مشورہ کرلوں، اور وہ بڑے محلے (یونین کونسل، ٹاؤن شپ وغیرہ) میں کاتب کو تلاش کرے گا، اور کاتب نہیں مل سکے گا (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ یَّفْشُوَ الْمَالُ وَیَکْثُرَ، وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ، وَیَظْهَرَ الْعِلْمُ، وَیَبِیْعَ الرَّجُلُ الْبَیْعَ فَیَقُوْلَ : لَا حَتّٰی أَسْتَأْمِرَ تَاجِرَ بَنِیْ فُلَانٍ، وَیُلْتَمَسَ فِی الْحَیِّ الْعَظِیْمِ الْکَاتِبُ فَلَا یُوْجَدُ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب ہونے کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مال پھیل جائے گا، اور اس کی کثرت وبہتات ہوجائے گی، اور تجارت عام ہوجائے گی، اور علم پھیل جائے گا، اور آدمی کسی سودے کی خریداری کرنے لگے گا تو رُک جائے گا کہ پہلے فلاں قوم کے تاجر ودوکاندار سے مشورہ کرلوں، اور بہت بڑی قوم (وجماعت) میں کاتب ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا (نسائی)

مطلب یہ ہے کہ مال اور تجارت اور خرید وفروخت کا نظام ایک باقاعدہ علم وفن بن جائے گا، اقتصادیات ومعاشیات کا علم آج کے نظامِ اجتماعی اور ریاستی سسٹم میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، عام ہونے کے باوجود جہالت عام ہوگی، بڑے بڑے مال دار اور تاجر لوگ علم سے بے بہرہ اور کورے ہوں گے، اور حساب کتاب سے بھی واقف نہ ہوں گے، چنانچہ آج ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو علم سے کورے ہیں، اور اُن کے پاس مال ودولت کی فراوانی ہے، اور

[1] رقم الحدیث ۴۴۵۶، کتاب البیوع، باب التجارة.

دو حروف لکھنا نہیں جانتے، اور بے شک آج کل مشینی طریقوں پر حساب کتاب ہو جاتا ہے، مگر مشینوں کے بغیر حساب کتاب جاننے والوں کی آج بھی کمی ہے۔

جبکہ بعض چیزوں کے لئے لکھائی کمپیوٹر یا مشین ہی کی لکھی ہوئی معتبر ہوتی ہے، اس لئے پڑھے لکھے لوگ بھی بہت سی تحریرات کے لئے اشٹام فروشوں، اور منشیوں اور فارم بھرنے والے لوگوں کی تلاش میں گھومتے پھرتے ہیں۔ [1]

احادیث میں بیان کردہ مذکورہ پیش گوئیاں آج حرف بحرف صادق آ رہی ہیں، اور سچی ثابت ہو رہی ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور ذرائع ابلاغ اور میڈیا کا دور کہلاتا ہے، جس کو عربی میں "وَسَائِلُ الْاَعْلَام" کہا جاتا ہے۔

آج کے دور کے ذرائع ابلاغ اور میڈیا کی انواع واقسام کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ایک پرنٹ میڈیا (Print Media) یعنی تحریری ذرائع ابلاغ، دوسرے الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media) یعنی برقی ذرائع ابلاغ، جس کو عربی زبان میں "اَلْاِعْلَامُ الْاِلِکْتُرُوْنی" کہا جاتا ہے۔

تحریری ذرائع ابلاغ یا پرنٹ میڈیا سے مراد اخبارات، رسائل، جرائد، ڈائجسٹ، روزناموں، ہفت روزوں اور ماہناموں وغیرہ کی تحریر وکتابت اور قلم وکاغذ کا سلسلہ ہے، جس میں عام طور سے قلم وکاغذ وغیرہ کے واسطے سے تحریر کو قدیم وجدید طریقوں پر منقش ومحفوظ کیا جاتا ہے۔

اور الیکٹرانک میڈیا میں وہ سمعی وبصری (یعنی سُنے اور دیکھے جانے والے) ذرائع ابلاغ

---

[1] قال أبو عمر أما قوله فی هذا الحديث وفشو القلم فإنه أراد ظهور الكتاب و كثرة الكتاب روى المبارک بن فضالة عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يرفع العلم ويفيض المال ويظهر القلم ويكثر التجار قال الحسن لقد أتى علينا زمان إنما يقال تاجر بنى فلان و كاتب بنى فلان ما يكون فی الحی إلا التاجر الواحد والكاتب الواحد قال الحسن والله إن كان الرجل ليأتی الحی العظيم فما يجد به كاتبا (التمهيد لما فی الموطأ من المعانی والأسانيد للقرطبی، ۱۷، ص۲۹۷، ۲۹۸، باب العين، عبدالله بن ابی بكر ابن حزم، الحديث الخامس عشر)

شامل ہیں جو برقی آلات کے ذریعے لہروں کی شکل میں ہواؤں کے واسطہ سے سُنے و دیکھے جاتے ہیں، جس میں آج کل آڈیو، وڈیو، ہر قسم کے پروگرام شامل ہیں، جن کو ریڈیو، ٹی وی، نیٹ اور ڈیجیٹل مشینوں کے ذریعے سے بروئے کار لایا جاتا ہے۔

اور جو بات یا جو کلام زبان سے کرنا اچھا اور باعثِ اجر وثواب ہے، تحریر کے ذریعہ سے بھی باعثِ اجر وثواب ہے، اور جو زبان سے گناہ ہے، وہ تحریر کے ذریعہ سے بھی گناہ ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ زبان کا موضوع موجودہ دور کے ذرائع ابلاغ کو بھی شامل اور آج کے دور میں بڑا وسیع ہے۔

خلاصہ

اس باب کا خلاصہ یہ نکلا کہ اچھے اور بُرے اخلاق کی بڑی اہمیت ہے، اور ان پر انسان کی بڑی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہے، اور اچھے اور بُرے اخلاق کا اکثری اور گہرا تعلق زبان کے ساتھ وابستہ ہے، اور زبان دل کی ترجمان اور دوسرے ظاہری اعضاء کی خلیفہ ہے، اور تحریر وقلم زبان کا ترجمان ہے، اور آج کل کے جدید ذرائع ابلاغ دراصل زبان کے ترجمان کی مختلف شکلیں ہیں، جن سے خوش اخلاقی وبداخلاقی اور زبان کی درستگی وبگاڑ وابستہ ہے۔

اب آگے قرآن وسنت کی روشنی میں زبان کے ذریعہ سے سرزد یا زبان کے ساتھ وابستہ بڑے بڑے اعمال کی الگ الگ ابواب کے تحت تفصیل وتشریح ذکر کی جاتی ہے۔

(۴)

عمدہ وپاکیزہ گوئی اورحُسنِ کلام

زبان اوراس سے نکلنے والے الفاظ وکلمات کی اہمیت پہلے ذکر کی جاچکی ہے، اور یہ بھی کہ انسان کو چاہئے کہ یا تو خیر کی بات کہے، یا خاموش رہے، زبان کو استعمال کرنے کے لئے سب سے بڑی خیر کی بات یہ ہے کہ زبان سے پاکیزہ کلمہ اورحُسنِ کلام بولے۔

قرآن وسنت میں عمدہ وپاکیزہ گوئی اورحُسنِ کلام یاپاکیزہ کلام کی بڑی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔

حسنِ کلام وپاکیزہ کلام میں کلمۂ توحید سے لے کر تمام ذکرواذکار اور ایک انسان کا دوسرے انسان سے زبانی یاتحریری طور پر ایسا کلام کرنا سب داخل ہے کہ جس میں دوسرے کے دین یا دنیا کی خیروبھلائی، راحت رسانی وغیرہ موجود ہو، اوراس میں جھوٹ، غلط بیانی، غیبت، چغلی، دوسرے کی تحقیروتنقیص وغیرہ شامل نہ ہو۔

اوراگر کسی کلام میں اس طرح کی کوئی چیز شامل ہوتو ظاہر ہے وہ حسنِ کلام وپاکیزہ کلام کے بجائے قبیح وفحش کلام میں داخل ہے، جس کوفحش گوئی، بدگوئی، بدکلامی اور بدزبانی وغیرہ کہا جاتا ہے۔

(کذا فی: شرح النووی، کتاب السلام، باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر. حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ، باب کف اللسان فی الفتنۃ)

پہلے پاکیزہ کلام اورحسنِ کلام کی فضیلت واہمیت کو ذکر کیا جاتا ہے، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے مقابلے میں فحش گوئی اور بدگوئی وغیرہ کی مذمت وقباحت کو بیان کیا جائے گا۔

کلمۂ طیبہ اورکلمۂ خبیثہ کی مثال

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ. تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ. وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ. يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ (سورة ابراهيم، رقم الآيات ۲۴ الى ۲۷)

ترجمہ: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی کلمۂ طیبہ (یعنی پاکیزہ کلمہ) کی، کہ وہ ایسے پاکیزہ درخت کی طرح ہے کہ جس کی جڑ مضبوط (جمی ہوئی) ہو، اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوں، وہ درخت ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے، اپنے رب کے حکم سے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور کلمۂ خبیثہ (یعنی خبیث کلمہ) کی مثال خبیث درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اسے کچھ قرار (ٹھہراؤ) نہ ہو، اللہ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں مضبوط بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (سورہ مائدہ)

بہت سے مفسرین کے نزدیک اس آیت میں کلمۂ طیبہ سے مراد کلمۂ توحید ہے۔

اور اس کے مقابلے میں کلمۂ خبیثہ سے مراد کلمۂ کفر و شرک ہے۔

اور ایک حدیث میں پاکیزہ درخت، کھجور کے درخت کو، اور خبیث درخت، حنظل (یعنی اندرائن، جس کا پھل سخت کڑوا ہوتا ہے) کے درخت کو قرار دیا گیا ہے۔ [1]

---

[1] عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى بقناع جزء فقال: (مثلا كلمة طيبة كشجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها فى السماء تؤتى أكلها كل حين بإذن ربها) فقال: هى النخلة (ومثل كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الأرض ما لها من قرار) قال هى الحنظلة" (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۷۵)

فى حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

بہر حال مذکورہ آیات سے کلمۂ توحید سمیت پاکیزہ کلمہ کی اہمیت وقوت اوراس کے مقابلے میں کلمۂ کفروشرک سمیت خبیث کلمہ کی مذمّت اور برائی اوراس کی کمزوری معلوم ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زبان سے سرزد ہونے والے بعض کلمے پاکیزہ اور بعض خبیث ہوتے ہیں۔

پاکیزہ کلمات، اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا، إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (سورۃ الفاطر، رقم الآیۃ ۱۰)

ترجمہ: جوکوئی عزت چاہتا ہو، تو اللہ ہی کے لیے سب عزت ہے، اُسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلمے چڑھتے ہیں، اور عملِ صالح اُس کو بلند کرتا ہے (سورہ فاطر)

اس آیت میں پاکیزہ کلمات سے مراد کلمۂ توحید اور ذکر وتلاوت اور دعائیں وغیرہ ہیں، اور اللہ کی طرف چڑھنے سے مراد مقبول ہونا ہے، جس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پاکیزہ کلمات عظیم الشان قبولیت اور دنیا وآخرت میں عزت کا باعث ہیں۔

(التفسیر المظھری، سورۃ الفاطر، تحت رقم الآیۃ ۱۰. التفسیر لابنِ کثیر، سورۃ الفاطر، تحت رقم الآیۃ ۱۰)

حُسنِ کلام شیطان کے فساد سے حفاظت کا ذریعہ ہے

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَقُلْ لِعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ ۵۳)

ترجمہ: اور آپ میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ ایسی بات کیا کریں، جو کہ احسن (یعنی اچھی) ہو، بے شک شیطان اُن کے درمیان فساد ڈلواتا ہے، بے

شک شیطان انسان کا واضح دشمن ہے (سورہ اسراء)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی زبان سے احسن اور اچھی بات کہنے یعنی حُسنِ کلام کا حکم فرمایا ہے، کیونکہ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو شیطان اُن کے درمیان نزاع وفساد پیدا کردے گا، اور زبان کے سلسلہ کو دوسرے اعضاء کی طرف منتقل کردے گا، اور آپس میں جھگڑا اور قتل وقتال تک کی نوبت پیدا کرادے گا، کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، اس لئے وہ اپنی دشمنی میں کسر نہیں چھوڑتا۔

(تفسیر ابنِ کثیر، سورۃ الاسراء، تحت رقم الآیۃ ۵۳)

رب کی طرف عمدہ و پاکیزہ نصیحت سے بُلانے کا حکم

قرآن مجید میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ (سورۃ النحل، آیۃ ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کے راستے (یعنی دین اور اس کے احکام) کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت سے بلایئے اور لوگوں سے احسن (وعمدہ) طریقہ سے بحث کیجئے، بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ ہدایت یافتہ کو بھی خوب جانتا ہے (سورہ نحل)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین کی طرف عمدہ و پاکیزہ نصیحت سے بُلانے کا حکم فرمایا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ دین کی تبلیغ اور وعظ ونصیحت کے وقت بھی پاکیزہ و عمدہ گوئی یا حُسنِ کلام کو اختیار کرنا چاہئے۔

اور سختی، تشدُّد، بدکلامی وغیرہ سے بچنا چاہئے، خواہ کوئی انفرادی طور پر کسی کو دین کی بات پہنچارہا ہو، یا اجتماعی طور پر وعظ وبیان اور تبلیغ وتقریر وغیرہ کی شکل میں، اور خواہ زبانی یہ عمل کررہا ہو،

یا تحریری طور پر، اور خواہ براہِ راست خطاب کر رہا ہو، یا کسی اور جدید ذرائع ابلاغ کے واسطہ سے، ہر حال میں اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(تفسیر البحر المحیط، ج۶، ص ۶۱۲، وص ۶۱۳، سورۃ النحل، تحت رقم الآیۃ ۱۲۵)

بُرائی کا دفاع احسن طریقہ سے کرنے کا حکم

قرآن مجید میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ (سورۃ المؤمنون، رقم الآیۃ ۹۶)

ترجمہ: بُرائی کا دفاع اس طریقہ سے کیجئے جو احسن (واچھا) ہو (سورہ مؤمنون)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ .وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ. وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (سورۃ حٰمٓ السجدۃ، رقم الآیۃ ۳۴ الیٰ ۳۶)

ترجمہ: اور نیکی اور بُرائی برابر نہیں ہوتی (برائی کا) دفاع اس طریقہ سے کیجئے جو احسن (واچھا) ہو، پھر یکایک وہ شخص کہ آپ کے اور اس کے درمیان عداوت تھی، گویا کہ وہ مخلص دوست ہو جائے گا، اور یہ طریقہ اُنہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو صبر کرتے ہیں، اور یہ طریقہ بڑے نصیب والے ہی کو حاصل ہوتا ہے، اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے، تو آپ اللہ کے ذریعہ سے پناہ طلب کیجئے، بے شک وہ خوب سُننے، جاننے والا ہے (سورہ حم سجدہ)

مطلب یہ ہے کہ جس کی طرف سے کوئی بُرائی پہنچے، خواہ دشمن ہو یا اپنا، یہاں تک کہ کسی کی طرف سے کوئی ناگوار بات پیش آئے، یا غلط الزام وغیرہ لگایا جائے، تو اس کا دفاع یا جواب جو بھی ہو، خوب سوچ سمجھ کر احسن طریقہ سے دینا چاہیے، خواہ عام بول، چال اور گفتگو کا

سلسلہ ہو، یا کسی مذاکرہ، مباحثہ یا مناظرہ کا موقع ہو۔

(التفسیر المظھری، سورۃ حٰمٓ السجدۃ، تحت رقم الآیات ۳۴، ۳۵، ۳۶، روح المعانی، سورۃ المؤمنون، تحت رقم الآیۃ ۹۶)

اور دوسرے کی زیادتی کو معاف کر دینا اور بُری بات کا جواب اچھی بات سے دینا بھی احسن دفاع میں شامل ہے۔

قرآن مجید کے بعد افضلِ کلام

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْكَلَامِ بَعْدَ الْقُرْآنِ وَهُوَ مِنَ الْقُرْآنِ - أَرْبَعٌ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۰۲۲۳) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل کلام قرآن کے بعد چار چیزیں ہیں، اور وہ قرآن ہی سے (متعلق و ثابت) ہیں، آپ کو اس کا کوئی نقصان نہیں کہ ان چار میں سے جس سے چاہیں ابتداء کریں (یعنی جونسا کلمہ چاہیں پہلے پڑھیں) ایک تو "سبحان اللہ" دوسرے "الحمدللہ" تیسرے "لا الٰہ الا اللہ" چوتھے "اللہ اکبر" (مسنداحمد)

بعض دوسری سندوں سے بھی اس سے ملتی جلتی حدیث مروی ہے۔ [2]

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ قرآن مجید سب سے افضل کلام ہے، اور دوسری

---

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح إن کان ھلال بن یساف سمعہ من سمرۃ.

[2] عن أبی صالح، عن بعض أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال " :أفضل الکلام سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا إلہ إلا اللہ، واللہ أکبر " (مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۶۴۱۲)

فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الشیخین، وجھالۃ الصحابی لا تضر.

مذکورہ کلمات کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی، لہٰذا حسبِ توفیق مذکورہ کلمات کا وِرد کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا حَدَّثْنَاكُمْ بِحَدِيْثٍ أَتَيْنَاكُمْ بِتَصْدِيْقِ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَتَبَارَكَ اللّٰهُ، قَبَضَ عَلَيْهِنَّ مَلَكٌ فَضَمَّهُنَّ تَحْتَ جَنَاحِهٖ وَصَعِدَ بِهِنَّ لَا يَمُرُّ بِهِنَّ عَلٰى جَمْعٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا اسْتَغْفَرُوْا لِقَائِلِهِنَّ حَتّٰى يَجِيْءَ بِهِنَّ وَجْهَ الرَّحْمٰنِ، ثُمَّ تَلَا عَبْدُ اللّٰهِ (إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ) (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: ہم جب تمہارے سامنے کوئی بات بیان کریں، تو اس کی اللہ کی کتاب سے تصدیق بھی تمہارے سامنے لائیں گے، بندہ جب یہ کلمات کہتا ہے کہ:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَتَبَارَكَ اللّٰهُ

تو فرشتہ ان کلمات کو اپنے پروں کے درمیان محفوظ کر لیتا ہے، اور ان کو لے کر اوپر چڑھتا ہے، وہ جن فرشتوں کے پاس سے بھی ان کلمات کو لے کر گزرتا ہے تو وہ فرشتے ان کلمات کو کہنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ فرشتہ ان کلمات کو رحمٰن کے سامنے پیش کر دیتا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (اس بات کی تصدیق میں) سورہ فاطر کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (سورۃ الفاطر، رقم الآیۃ ۱۰)

یعنی اُسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلمے چڑھتے ہیں، اور عملِ صالح اُس کو بلند

---

[1] رقم الحدیث ۳۵۸۹، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الملائکۃ.
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه.
وقال الذهبی: صحیح.

کرتا ہے (حاکم)

ان احادیث و روایات سے مذکورہ اور ان جیسے کلماتِ ذکر کی فضیلت اور ان کا افضل کلام میں داخل ہونا معلوم ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پاکیزہ اور صالح کلمہ پسند تھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : لَا عَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ، قِيلَ وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ : كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۲۳۲۳) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو بیماری کا خود بخود (بغیر حکمِ الٰہی کے) لگنا (چھوت چھات) ہے، اور نہ بدشگونی و بدفالی کا کوئی وجود ہے، البتہ مجھے نیک فال پسند ہے، عرض کیا گیا کہ نیک فال کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''پاکیزہ کلمہ'' ہے (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: اَلْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ (مسلم) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدشگونی (وبدفالی) کی کوئی حیثیت نہیں ہے، البتہ فال میں بہترین نیک فال ہے، کسی نے

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] رقم الحديث ۲۲۲۳ "۱۱۰" كتاب السلام، باب الطيرة والفال ومايكون فيه من الشؤم، مسند احمد، رقم الحديث ۷۶۱۸.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! فال سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا کلمہ جو تم میں سے کوئی سنے (مسند احمد)

اسلام میں بدفالی اور بدشگونی کا تو کوئی وجود نہیں، مثلاً کسی سے کوئی خلافِ طبیعت بات سن کر بُرا فیصلہ ہونے کا گمان کرلینا، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پاکیزہ کلمہ اور اچھا لفظ سن کر اس سے نیک فال یعنی اچھا ہونے کا گمان قائم کرنا، پسند تھا، مثلاً مبارک کا لفظ سن کر اللہ تعالیٰ سے خیر و برکت کی توقع و گمان رکھنا پسند تھا۔

عمدہ گوئی وحُسنِ کلام، راستہ کے حقوق میں سے ہے

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا قُعُوْدًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ : مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ اِجْتَنِبُوْا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ، فَقُلْنَا إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَاسٍ قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ : اَمَّا لَا فَأَدُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ

(مسلم) [1]

ترجمہ: ہم گھروں کے باہر بیٹھے باتیں کررہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر ہمارے پاس کھڑے ہوگئے، اور فرمایا کہ تمہیں کیا ہوگیا کہ راستوں کے سِروں پر مجلسیں قائم کرتے ہو، تم راستوں کے سِروں پر مجلسیں قائم کرنے سے بچو، تو ہم نے عرض کیا کہ ہم کسی تکلیف دہی اور ضرر رسانی کے بغیر بیٹھتے ہیں، ہم تو مذاکرہ اور بات چیت کے لئے بیٹھ جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس سے نہیں رُکتے (اور راستوں پر بیٹھنے کو ضروری سمجھتے ہو) تو

---

[1] رقم الحديث ٢١٦١ "٢"، كتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام.

راستوں کا حق ادا کیا کرو، جو کہ نظر نیچی رکھنا، اور سلام کا جواب دینا، اور حسنِ کلام (یعنی اچھا کلام) کرنا ہے (مسلم)

اور ایک روایت میں راستہ کے حقوق میں نظر نیچی رکھنے اور سلام کا جواب دینے اور اچھا کلام کرنے کے ساتھ ساتھ بھٹکے ہوئے کو صحیح راستہ بتا دینے کا بھی ذکر ہے۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظریں نیچی رکھنے، اور سلام کا جواب دینے کے ساتھ، عمدہ گوئی و پاکیزہ گوئی یا حسنِ کلام راستوں کے حقوق میں سے ہے، اور گلی کوچوں، بازاروں وغیرہ میں ہر ایک سے (خواہ خریدار ہو، یا مسافر یا کوئی اور) حسنِ کلام اور بہتر و عمدہ گفتگو کرنی چاہئے۔

پاکیزہ و حسنِ کلام جنت و مغفرت کا سبب ہے

حضرت ابنِ ہانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أَبُوْشُرَيْحٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ يُوْجِبُ لِيَ الْجَنَّةَ قَالَ طِيْبُ الْكَلَامِ وَبَذْلُ السَّلَامِ وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ (صحيح ابن حبان) [2]

ترجمہ: حضرت ابو شریح (یعنی حضرت ہانی رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جو میرے لئے جنت واجب کر دے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکیزہ کلام کرنا، اور سلام کو عام کرنا، اور (لوگوں) کھانا کھلانا (یہ جنت واجب کرنے والے اعمال ہیں) (ابنِ حبان)

اور حضرت شریح اپنے والد ابو شریح (یا حضرت ہانی) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

---

[1] عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، عن أبيه، عن جده قال :كنا جلوسا على الأفنية فمر بنا النبي صلى الله عليه وسلم فقال :ما لكم والجلوس على الصعدات؟ فقلنا :يا رسول الله إنا جلسنا نتحدث نذكر الله قال :فأعطوا المجالس حقها قلنا :يا رسول الله وما حقها؟ قال :غض البصر ورد السلام وإهداء السبيل وحسن الكلام(المعجم الكبير للطبراني ، رقم الحديث ۴۷۲۵، ج۵ ص۱۰۲ ،باب الزاء)

[2] رقم الحديث ۵۰۴،كتاب البر والاحسان ،باب إفشاء السلام وإطعام الطعام.
في حاشية ابن حبان: إسناده جيد.

قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يُدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ قَالَ : إِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جو مجھے جنت میں داخل کرادے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغفرت واجب کرنے والی چیزوں میں سے سلام کو عام کرنا، اورحسنِ کلام (یعنی پاکیزہ و اچھا کلام) کرنا ہے (طبرانی،خرائطی،قضاعی)

اورحضرت ہانی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٤٦٩، ج٢٢ص ١٨٠، باب الهاء، مكارم الاخلاق للخرائطى، رقم الحديث ١٤٨، تاريخ اصبهان، ج ١، ص١٠٧، تحت الترجمة: إسماعيل بن خليفة القاضى الكوفى، مسند الشهاب للقضاعى، رقم الحديث ١٠٥٩.

قال الهيثمى:

رواه الطبرانى بإسنادين ورجال أحدهما ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٧٨٤٢، كتاب الاطعمة، باب إطعام الطعام)

و قال المنذرى:

رواه الطبرانى بإسنادين رواة أحدهما ثقات وابن أبى الدنيا فى كتاب الصمت والحاكم إلا أنهما قالا عليك بحسن الكلام وبذل الطعام وقال الحاكم صحيح ولا علة له رواه البزار من حديث أنس قال قال رجل للنبى صلى الله عليه وسلم علمنى عملا يدخلنى الجنة قال أطعم الطعام وأفش السلام وأطب الكلام وصل بالليل والناس نيام تدخل الجنة بسلام(الترغيب و الترهيب، ج٣، ص٢٨٤، كتاب الأدب وغيره الترغيب فى الحياء وما جاء فى فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

و قال الالبانى:

قلت :وهذا سند صحيح رجاله كلهم ثقات، وابن الأشجعى هو أبو عبيدة بن عبيد الله بن عبد الرحمن، روى عنه جماعة من الثقات وذكره ابن حبان فى "الثقات" وسماه عبادا، وقال الحافظ فى "التقريب" :"مقبول ."يعنى عند المتابعة، لكن رواية أحمد هنا عن كتاب أبيه وجادة جيدة فلا يوهن من الحديث أنه ناوله إياه ابنه أبو عبيدة، على أن القلب يميل إلى تقوية حديثه ما دام أنه قد روى عنه أولئك الثقات وفيهم الإمام أحمد بالإضافة إلى توثيق ابن حبان إياه(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٠٣٥)

أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيُّ شَيْءٍ يُوْجِبُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ الطَّعَامِ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۶۱، كتاب الايمان، واما حديث عمر)[1]

ترجمہ: جب ان کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سی چیز جنت کو واجب کرتی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے اوپر حُسنِ کلام (یعنی پاکیزہ اور اچھے کلام) کو اور (لوگوں کو) کھانا کھلانے کو لازم پکڑ لیجیے (یہ اعمال جنت واجب ہونے کا سبب ہیں) (حاکم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حُسنِ کلام، پاکیزہ کلام، اور اچھی گفتگو، مغفرت و جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

پاکیزہ کلام سے جنت میں عالیشان شیش محل

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَبُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ

---

[1] قال الحاكم: هذا حديث مستقيم وليس له علة ولم يخرجاه، والعلة عندهما فيه أن هانئ بن يزيد ليس له راو غير ابنه شريح، وقد قدمت الشرط في أول هذا الكتاب أن الصحابي المعروف إذا لم نجد له راويا غير تابعي واحد معروف احتججنا به، وصححنا حديثه إذ هو صحيح على شرطهما جميعا، فإن البخاري قد احتج بحديث قيس بن أبي حازم، عن مرداس الأسلمي، عن النبي صلى الله عليه وسلم يذهب الصالحون واحتج بحديث قيس، عن عدي بن عميرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم من استعملناه على عمل وليس لهما راو غير قيس بن أبي حازم، وكذلك مسلم قد احتج بأحاديث أبي مالك الأشجعي، عن أبيه وأحاديث مجزأة بن زاهر الأسلمي، عن أبيه فلزمهما جميعا على شرطهما الاحتجاج بحديث شريح، عن أبيه، فإن المقدام وأباه شريحا من أكابر التابعين، وقد كان هانئ بن يزيد وفد على رسول الله صلى الله عليه وسلم.

و قال الذهبي في التلخيص: صحيح وليس له علة.

اللّٰـهِ قَالَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک بالا خانہ ہے، جس کے باہر کا حصہ اندر کے حصے سے، اور اندر کا حصہ باہر کے حصے سے نظر آتا ہے (گویا کہ ایک عالیشان شیش محل ہے) یہ سن کر ایک دیہاتی آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کس کے لئے ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو (لوگوں کے ساتھ اچھی اور) پاکیزہ گفتگو کرے، اور (لوگوں کو) کھانا کھلائے، اور روزے رکھنے میں دوام (و پابندی) اختیار کرے، اور اللہ کے لئے رات کو اس وقت نماز پڑھے، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں (ترمذی)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

روزہ رکھنے میں دوام و پابندی اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ رمضان کے فرض اور اس کے علاوہ مسنون و مستحب روزے رکھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پاکیزہ گفتگو اور حسنِ کلام جنت کے عظیم شیش محل حاصل ہونے کا ذریعہ ہے (کذا فی :فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۲۳۱۴، حرف الهمزة)

پاکیزہ کلمہ جہنَّم سے بچاؤ کا ذریعہ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۱۹۸۴، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی قول المعروف، مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۳۸.

فی حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[2] عن عبد الله بن عمرو عن النبی -صلى الله عليه وسلم- قال " :إن فی الجنة غرفة يرى ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها..." ... غرفة يرى ظاهرها ... طاب الكلام وأطعم الطعام وبات قائما والناس نيام ."رواه أحمد والطبرانی فی الكبير وإسناده حسن، واللفظ له وفی رواية أحمد :فقال أبو موسى الأشعری (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۳۵۳۲، باب ثان فی صلاة الليل)

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ : اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جہنّم سے بچو، اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی ہو، پس جو شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ پائے، تو وہ پاکیزہ کلمہ کے ذریعہ سے اپنا بچاؤ کرے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ایک پاکیزہ کلمہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتا ہے، لہٰذا ہر ہر کلمہ اور جملہ بولتے وقت اس کامیابی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پاکیزہ کلمہ صدقہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ أَوْ قَالَ : إِلَى الْمَسْجِدِ -صَدَقَةٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۱۱۱) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکیزہ کلمہ صدقہ ہے، اور ہر وہ قدم جو نماز کی طرف، یا یہ فرمایا کہ مسجد کی طرف اٹھے، وہ صدقہ ہے (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پاکیزہ کلمہ صدقہ کے برابر اجر و ثواب رکھتا ہے۔

خوشی و ناراضگی میں حق بات کہنا نجات کا سبب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ، وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ، فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ: فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي

---

[1] رقم الحديث ۳۵۹۵، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام.

[2] في حاشيه مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسُّخْطِ، وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَقْرِ، وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ: فَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَشُحٌّ مُطَاعٌ، وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ، وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ (شعب الايمان للبيهقى) [1]

ترجمہ: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں، اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، پس تین چیزیں نجات دینے والی تو یہ ہیں، ایک خفیہ اور علانیہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا (یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت) اور دوسرے رضا (یعنی خوشی) اور ناراضگی (یعنی ناراضگی وغصہ) کی حالت میں حق (وانصاف والا) کلمہ زبان سے کہنا، اور تیسرے امیری اور غریبی کی حالت میں (خرچ کرنے میں) میانہ روی (اوراعتدال) اختیار کرنا اور ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں، ایک ایسی خواہش کہ جس کی پیروی کی جائے، اور دوسرے ایسا بخل (یعنی مال کی بے جا محبت) جس کی پیروی کی جائے، اور تیسرے آدمی کا اپنے آپ کو عجب (بڑائی اور تکبر) میں مبتلا کرنا، اور یہ (عجب وتکبر) ان سب میں زیادہ شدید (مہلک گناہ) ہے (بیہقی)

اس طرح کی حدیث کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٦٨٦٥، فصل فى الطبع على القلب او الرين.
قلت :فمثله يستشهد به .والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٨٠٢)

[2] عن أنس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :ثلاث مهلكات شح مطاع وهوى متبع وإعجاب المرء بنفسه، وثلاث منجيات خشية الله فى السر والعلانية، والقصد فى الغنى والفقر، وكلمة الحق فى الرضا والغضب "(شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ٧٣١)

عن أنس بن مالك، عن النبى صلى الله عليه وسلم :ثلاث مهلكات :شح مطاع، وهوى متبع، وإعجاب المرء بنفسه من الخيلاء ، وثلاث منجيات :العدل فى الرضا والغضب، والقصد فى الغنى والفاقة، ومخافة الله فى السر والعلانية(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٥٤٥٢)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ خواہ خوشی ورضاء کی حالت ہو، یا غصہ وناراضگی کی حالت، ہر حال میں حق گوئی کا اہتمام کرنا جہنم اور عذاب سے نجات والے کاموں میں سے ہے۔

خلاصہ یہ کہ زبان سے پاکیزہ وعمدہ گوئی، حسنِ کلام اور پاک وصاف اور اچھی گفتگو، بلکہ اس طرح کا ایک کلمہ ہی انسان کے لئے بڑی قدر وقیمت رکھتا ہے، اور اس پر بڑے بڑے اجر وانعامات کا وعدہ ہے، لہٰذا زبان کو ہمیشہ پاکیزہ، عمدہ اور اچھے کلام اور پاکیزہ گوئی کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ثلاث مهلكات، وثلاث منجيات، وثلاث كفارات، وثلاث درجات .فأما المهلكات :فشح مطاع، وهوى متبع، وإعجاب المرء بنفسه .وأما المنجيات :فالعدل فى الغضب، والرضى، والقصد فى الفقر، والغنى، وخشية الله فى السر، والعلانية .وأما الكفارات :فانتظار الصلاة بعد الصلاة، وإسباغ الوضوء فى السبرات، ونقل الأقدام إلى الجماعات .وأما الدرجات : فإطعام الطعام، وإفشاء السلام، وصلاة بالليل، والناس نيام(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۵۷۵۴)

رواه البزار واللفظ له والبيهقى وغيرهما وهو مروى عن جماعة من الصحابة وأسانيده وإن كان لا يسلم شىء منها من مقال فهو بمجموعها حسن إن شاء الله تعالى(الترغيب و الترهيب، ج ۱، ص ۱۷۴، كتاب الصلاة الترغيب فى الأذان وما جاء فى فضله)

وبالجملة فالحديث بمجموع هذه الطرق حسن على أقل الدرجات إن شاء الله تعالى، وبه جزم المنذرى (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۸۰۲)

(۵)

بدزبانی و بدکلامی یا فحش و بدگوئی

پاکیزہ کلام اور حسنِ کلام کے مقابلے میں فحش گوئی، بدگوئی اور بدزبانی و بدکلامی وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

فحش کے معنیٰ قبیح ترین چیز کے آتے ہیں، خواہ اس کا تعلق کلام سے ہو یا کام سے، جس کو انگریزی زبان میں Obsceneity کہا جاتا ہے۔ [۱]

---

[۱] قرآن مجید میں ان الفاظ کا مختلف پیراؤں میں مختلف فحش اقوال وافعال کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء (سورة البقرة، رقم الآية ۲۶۸)

قل إنما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن(سورة الاعراف، رقم الآية ۳۳)

وإذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها آباء نا(سورة الاعراف، رقم الآية ۲۸)

قل إن الله لا یأمر بالفحشاء (سورة الاعراف، رقم الآية ۲۸)

یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین(سورة الاحزاب،رقم الآية ۳۰)

إنکم لتأتون الفاحشة ما سبقکم بها من أحد من العالمین (سورة العنکبوت، رقم الآية ۲۸)

إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشة(سورة النور، رقم الآية ۱۹)

إنما حرم ربی الفواحش(سورة الأعراف،رقم الآية ۳۳)

إلا أن یأتین بفاحشة مبینة(سورة النساء،رقم الآية ۱۹)

واللاتی یأتین الفاحشة من نسائکم(سورةالنساء،رقم الآية ۱۵)

إن الله یأمر بالعدل والإحسان وإیتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (سورة النحل،رقم الآية ۹۰)

اتل ما أوحی إلیک من الکتاب وأقم الصلاة إن الصلاة تنهی عن الفحشاء والمنکر ولذکر الله أکبر والله یعلم ما تصنعون(سورة العنکبوت،رقم الآية ۴۵)

عن عامر، قال :جلس شتیر بن شکل ومسروق بن الأجدع فقال أحدهما لصاحبه : حدث بما سمعت من عبد الله وأصدقک أو أحدثک وصدقنی قال :سمعت عبد الله یقول " :إن أجمع آیة فی القرآن للخیر والشر فی سورة النحل :(إن الله یأمر بالعدل والإحسان وإیتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی، یعظکم لعلکم تذکرون)قال :صدقت(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۳۵۸)

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه

قال الذهبی: علی شرط البخاری ومسلم.

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ فحش ایسی چیز کو کہا جاتا ہے کہ جس سے طبیعتِ سلیمہ نفرت کرے، اوراس کو عقل سلیم ناقص قرار دے۔

(مفردات ألفاظ القرآن ،للراغب الأصفهاني، ج٢،ص ١٨٠. (التوقيف على مهمات التعاريف،لمحمد عبد الرؤوف المناوى، ج ١،ص ٥٥١،فصل الحاء .لسان العرب ،لابن منظور، ج٦،ص ٣٢٥)

لیکن ''فحش'' کا اکثر استعمال فحش کلام کے لئے ہوتا ہے،اوراحادیث میں فحش کلام کے لئے ''بذاء'' کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ [۱]

اس لئے بہت سی جگہ فاحش کا لفظ، فحش گوئی، بدگوئی، بدکلامی اور بدزبانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اور بدگوئی کاارتکاب عام طور سے وہ شخص کرتا ہے، جو بے حیاء و بے غیرت ہوتا ہے، جبکہ حیاء وغیرت کاایمان سے بڑا گہرااور مضبوط تعلق ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٢، ص ٥٣، وص ٥٤، مادة "فحش القول")

احادیث میں فحش گوئی سے منع کیا گیا ہے،اوراس کی مذمت اور برائی بیان کی گئی ہے،اوراس کے مقابلہ میں حیاء وغیرہ پر اُبھارا گیا ہے۔

جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

---

[۱] عن عبيد الله بن عبد الله، قال :رأيت أسامة بن زيد يصلي عند قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم، فخرج مروان بن الحكم، فقال :تصلي إلى قبره؟ فقال :إني أحبه، فقال له قولا قبيحا، ثم أدبر، فانصرف أسامة، فقال :يا مروان إنك آذيتني، وإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :إن الله يبغض الفاحش المتفحش، وإنك فاحش متفحش(ابن حبان ، رقم الحديث ٥٦٩٤)

فی حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، قال :رأيت أسامة بن زيد عند حجرة عائشة يدعو، فجاء مروان فأسمعه كلاما، فقال أسامة :إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :إن الله عز وجل يبغض الفاحش البذيء (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٤٠٥، ج ١ ص ١٦٦)

قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله ثقات(مجمع الزوائد،رقم الحديث ١٢٩٥٦ ،باب ما جاء في الفحش)

مذکورہ روایت میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مروان کے قولِ قبیح پر فاحش اور متفحش، اور بذیٔ کا حکم لگایا، جس سے معلوم ہوا کہ فحش اور بذاء قولِ قبیح کو کہا جاتا ہے۔

بدزبانی کا تعلق جفا اور نفاق سے اور جفا کا تعلق جہنم سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْحَیَاءُ مِنَ الْإِیْمَانِ، وَالْإِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء (وغیرت) ایمان سے تعلق رکھتی ہے، اور ایمان جنت سے تعلق رکھتا ہے، اور فحش گوئی (وبدزبانی) جفاء (یعنی بے وفائی اور طبیعت کی شدت اور دل کی سختی) سے تعلق رکھتی ہے، اور جفاء جہنم سے تعلق رکھتی ہے (ترمذی، ابن حبان، مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت ابوبکرہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

مذکورہ حدیث سے بدگوئی کا تعلق جفاء (یعنی بے وفائی، طبیعت کی شدت اور دل کی سختی) سے اور جفاء کا تعلق جہنم سے ہونا معلوم ہوا۔

---

[1] رقم الحدیث ۲۰۰۹، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الحیاء، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۰۹، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۰۵۱۲

قال الترمذی: وفی الباب عن ابن عمر، وأبی بکرۃ، وأبی أمامۃ، وعمران بن حصین ھذا حدیث حسن صحیح.

و فی حاشیۃ ابن حبان: "إسنادہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ رجال الشیخین غیر سلیمان بن داود، فمن رجال مسلم

و فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث صحیح، وھذا إسناد حسن.

[2] عن أبی بکرۃ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الحیاء من الإیمان، والإیمان فی الجنۃ، والبذاء من الجفاء، والجفاء فی النار (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۴۱۸۴)

عن عمران بن حصین قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الحیاء من الإیمان، والإیمان فی الجنۃ، والبذاء من الجفاء، والجفاء فی النار (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۰۹، ج۱۸ ص۱۷۸)

اور بعض احادیث سے بدگوئی کا نفاق سے تعلق ہونا معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْحَيَاءُ وَالْعَيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيْمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء اور کم گوئی ایمان کے شعبے ہیں، اور فحش گوئی اور زیادہ (یا تکلفانہ) باتیں کرنا نفاق کے شعبے ہیں (ترمذی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْحَيَاءَ، وَالْعَفَافَ، وَالْعَيَّ، عَيَّ اللِّسَانِ، لَا عَيَّ الْقَلْبِ وَالْفِقْهَ مِنَ الْإِيْمَانِ، وَهُنَّ مِمَّا يَزِدْنَ فِي الْآخِرَةِ، وَيَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا يَزِدْنَ فِي الْآخِرَةِ أَكْثَرُ، وَإِنَّ الْبَذَاءَ، وَالْجَفَاءَ، وَالشُّحَّ، مِنَ النِّفَاقِ، وَهُنَّ مِمَّا يَزِدْنَ فِي الدُّنْيَا، وَيُنْقِصْنَ فِي الْآخِرَةِ، وَمَا يَنْقُصْنَ فِي الْآخِرَةِ أَكْثَرُ (سنن الدارمی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء اور عفت (یعنی پاک دامنی)

---

[1] رقم الحديث ۲۰۲۷، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی العی.

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب إنما نعرفه من حديث أبی غسان محمد بن مطرف. والعی قلة الكلام، والبذاء: هو الفحش فی الكلام، والبيان: هو كثرة الكلام مثل هؤلاء الخطباء الذين يخطبون فيوسعون فی الكلام ويتفصحون فيه من مدح الناس فيما لا يرضی الله.

[2] رقم الحديث ۵۲۶، باب من رخص فی كتابة العلم.

فی حاشية سنن الدارمی: إسناده صحيح.

و قال الالبانی: قلت: هذا إسناد جيد، رجاله ثقات رجال البخاری؛ غير المثنی هذا، وثقه جمع منهم ابن حبان ۷/۵۰۳، وسقط ذكره فی "التهذيبين". وقال أبو حاتم": صالح الحديث". وقال الحافظ فی "التقريب": "ليس به بأس". ثم روی الدارمی بإسناده المذكور عن أبی أسامة: حدثنی سليمان بن المغيرة قال: قال أبو قلابة: خرج علينا عمر بن عبد العزيز لصلاة الظهر ومعه قرطاس، ثم خرج علينا لصلاة العصر وهو معه، فقلت له: يا أمير المؤمنين! ما هذا الكتاب؟ قال: حديث حدثنی به عون بن عبد الله؛ فأعجبنی؛ فكتبته؛ فإذا فيه هذا الحديث. قلت: وهذا إسناد صحيح علی شرط البخاری (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۳۸۱)

اور کم گوئی (یعنی زبان کی خاموشی) نہ کہ دل کا سکوت اور فقہ (یعنی گہری سمجھ اندرونی بصیرت نہ کہ ظاہری حکمت ودانائی) کا تعلق ایمان سے ہے، اور یہ چیزیں آخرت میں (ثواب ودرجات اور مراتب میں) بڑھنے والی (اور پھلنے پھولنے والی) ہیں، اور دنیا (کے ظاہری منافع) میں ناقص وکوتاہ ہیں، اور جو چیزیں آخرت میں (ثواب ودرجات وغیرہ میں) زیادتی وبڑھوتری والی ہوں، وہ زیادہ ہونی چاہئیں، اور بدگوئی اور جفاء اور بخل کا تعلق نفاق سے ہے، اور یہ ان چیزوں میں سے ہے جو دنیا (کے ظاہری مادی منافع) میں اضافہ (ترقی وبڑھوتری لانے) والی ہیں، اور آخرت میں (ثواب کو) کم کرنے (اور گھٹانے) والی ہیں، اور جو چیزیں آخرت میں (ثواب کو) کم کرنے والی ہیں (افسوس) وہ زیادہ ہیں (دارمی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدزبان اور فحش گو نہ تھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا، وَلاَ فَحَّاشًا، وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ: مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم گالی گلوچ کرنے والے، اور بدگوئی کرنے والے، اور لعنت کرنے والے نہ تھے، ہم میں سے کسی پر اگر کبھی ناراض ہوتے تو فرماتے کہ اس کو کیا ہوگیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو (بخاری)

پیشانی خاک آلود ہونے کا جملہ عرب میں کثرت سے استعمال ہوتا تھا، جس کے یہ معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرے، جس سے اس کی پیشانی زمین کے ساتھ لگ جائے، اور یہ معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں کہ وہ زمین پر پیشانی کے بل

---

[1] رقم الحدیث ۶۰۳۱، کتاب الادب، باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا.

گر جائے، اور اس کا تکبر ٹوٹ جائے، غرضیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کے وقت اس جملہ میں بھی اصلاح پیشِ نظر ہوتی تھی۔

(کذا فی: مرقاۃ المفاتیح، ج۹، ص ۳۷۱۴، کتاب الفضائل، باب فی أخلاقه وشمائله صلی الله علیه وسلم. ارشاد الساری، ج۹، ص ۳۱، باب حسن الخلق والسخاء وما یکره من البخل. فتح الباری، ج۱۰، ص ۴۵۳، قوله باب لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم فاحشا ولا متفاحشا)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا (بخاری) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گوئی و بدگوئی کرنے والے تھے، اور نہ فحش گوئی و بدگوئی کو پسند فرمانے والے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہترین لوگ وہ ہیں، جو تم میں اچھے اخلاق والے ہوں (بخاری)

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا (مسلم) [۲]

ترجمہ: ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ چھیڑا، اور فرمایا کہ آپ نہ تو فحش کلام کرنے والے تھے اور نہ فحش کلام کو پسند فرمانے والے تھے (مسلم)

اور حضرت ابوعبداللہ جدلی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

---

[۱] رقم الحدیث ۳۵۵۹، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم.
[۲] رقم الحدیث ۲۳۲۱ "۶۸" کتاب الفضائل، باب کثرة حیائه صلی الله علیه وسلم.

قَالَتْ: كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا ، وَلَا مُتَفَحِّشًا ، وَلَا سَخَّابًا بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يُجْزِءُ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر والوں میں کیسے اخلاق تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے، فحش کلام کرنے والے اور فحش کلام کو پسند کرنے والے یا بازاروں میں شور مچانے والے نہیں تھے، اور وہ برائی کا بدلہ اُس جیسی بُرائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف اور درگذر فرماتے تھے (مسند احمد، ابنِ حبان)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدگو و بدزبان نہیں تھے، اور نہ ہی اس کو پسند فرماتے تھے، لہٰذا ہمیں بھی آپ کی اتباع میں بدگو و بدزبان نہیں ہونا چاہئے، اور نہ ہی اس کو پسند کرنا چاہئے، اور ذرائع ابلاغ وغیرہ پر یا کسی دوسرے طریقہ سے ایسے پروگراموں کو دیکھنا بھی نہیں چاہئے۔

بدزبانی و بدکلامی مومن کی شان نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيْسَ بِاللَّعَّانِ، وَلَا الطَّعَّانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۳۹۴۸) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن لعن طعن کرنے والا اور فاحش و بدزبان نہیں ہوتا (مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۹۰؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۶۴۴۳.
في حاشية مسند احمد وابنِ حبان: إسناده صحيح.
[2] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

مطلب یہ ہے کہ لعن طعن اور فحش و بدگوئی اور بدزبانی مومن کی شان نہیں، اس سے ہر مومن کو دور رہنا اور بچنا چاہیے۔

بدزبانی اور اس کو پسند کرنا اسلام میں سے نہیں ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الْفُحْشَ، وَالتَّفَحُّشَ لَيْسَا مِنَ الْإِسْلَامِ، وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ إِسْلَامًا، أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۰۸۳۱) ؎۱

ترجمہ: فحش گوئی کرنا اور فحش گوئی کو پسند کرنا اسلام میں سے نہیں ہے، اور لوگوں میں اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ بدگوئی کرنا یا اس کو پسند کرنا اسلام سے تعلق نہیں رکھتا، اور جب اسلام سے تعلق نہیں رکھتا، تو ایک مسلمان کو اس کے قریب بھی نہ پھٹکنا چاہیے، اسی لئے اس سے پہلی حدیث میں فرمایا گیا کہ مومن بدگو و بدزبان نہیں ہوتا۔

بدزبانی و بدکلامی ہر چیز کو عیب دار بنا دیتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ الرِّفْقُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ (صحيح ابن حبان) ؎۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی جس چیز میں بھی آتی ہے، اُسے

؎۱ فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد محتمل للتحسين.

؎۲ رقم الحديث ۵۵۱، كتاب البر والاحسان، باب الرفق ذكر الأمر بلزوم الرفق فى الأشياء إذ دوامه عليه زينته فى الدنيا والآخرة.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح.

زینت والی (اور خوبصورت) بنادیتی ہے، اور فُحش و بدگوئی جس چیز میں بھی آجاتی ہے اُسے عیب دار (و بدصورت) بنادیتی ہے (ابنِ حبان)

اس طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کام یا کلام کیا جائے، تو اس میں فحش و بدگوئی کرنے سے وہ کام عیب دار بن جاتا ہے، اور اس میں برکت ونورانیت باقی نہیں رہتی۔

بدزبانی وبدکلامی کی ممانعت وقباحت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ: وَعَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَقَالَتْ: مَا سَمِعْتَ مَا قَالُوْا؟ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمِ الَّذِيْ قَالُوْا، قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ (مسلم) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودیوں میں سے کچھ آدمیوں نے آکر کہا کہ اَلسَّامُ عَلَيْكَ اے ابوالقاسم (یعنی اے محمد آپ پر موت وہلاکت ہو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ وَعَلَيْكُمْ (یعنی اور تم پر بھی) حضرت

---

[۱] حدثنى راشد بن سعد، قال :أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم طبق فيه فاكهة ,فأكل منه شيئا ,ثم دفعه إلى عائشة رضى الله عنها ,وعنده امرأة فهى تقسم عليها وعائشة لا تأكل طعامها ,فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كُلِىُ لاَ . . .فإن الحياء ما دخل فى شىء إلا زانه ,ولا دخل البذاء فى شىء إلا شانه(مسند الشاميين،للطبرانى،رقم الحديث ١٣٩٦)

[۲] رقم الحديث ٢١٦٥ "١١" كتاب السلام، باب النهى عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام و كيف يرد عليهم.

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے (یہودیوں کو) کہا کہ ’’عَلَیْکُمُ السَّامُ وَالذَّامُ ‘‘ (بلکہ تم پر موت اور ہلاکت ہو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تم بدگو و بدزبان نہ بنو، حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آپ نے نہیں سنا جو اِن یہودیوں نے کہا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے ان کی بات کو ان پر واپس نہیں کر دیا، میں نے کہا وَعَلَیْکُمْ (مسلم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ يَهُودَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا : اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ، وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ . قَالَ : مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ : أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ : أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ؟ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ، فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ، وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ (بخاری) [۱]

ترجمہ: کچھ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے یہ کہا کہ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (یعنی تم پر موت و ہلاکت ہو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (تم ہی پر موت و ہلاکت ہو اللہ تم پر لعنت کرے اور اپنا غضب نازل کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! ایسا نہ کرو، نرمی اختیار کرو، بدخلقی اور بدگوئی سے پرہیز کرو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ نے سنا نہیں جو اِن لوگوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے جواب دیا، میں نے ان پر وہی لوٹا دیا میری بات تو ان کے حق میں قبول ہو جائے گی، لیکن ان کی بات میرے حق میں قبول نہ ہو گی (بخاری)

---

[۱] رقم الحديث ۶۰۳۰، كتاب الادب، باب لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا.

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہودیوں نے بدگوئی اختیار کی تھی، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اتنے اچھے انداز میں دفاع کیا کہ بدگوئی سے بھی حفاظت ہوگئی، اور ان کی اس بات کا جواب بھی ہوگیا، اسی کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے۔ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اِسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اِئْذَنُوْا لَهٗ، بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ، أَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قُلْتَ الَّذِیْ قُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ؟ قَالَ : أَیْ عَائِشَةُ، إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ، اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ (بخاری) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت چاہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو، وہ قبیلہ کا برا بھائی ہے یا یہ فرمایا کہ قبیلہ کا برا بیٹا ہے، جب وہ اندر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نرمی سے گفتگو کی، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کے متعلق پہلے یہ (یعنی بُرا) فرمایا اور پھر (اس کے آنے کے بعد) اس سے نرمی کے ساتھ گفتگو کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ سب سے برا آدمی وہ ہے کہ لوگ اس کی بدگوئی سے بچنے کے لئے اس کو چھوڑ دیں (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ

---

[1] فی قولہٖ تعالیٰ: ادفع بالتی هی احسن السيئة.
جس کی تفصیل حسنِ کلام میں گزر چکی ہے۔

[2] رقم الحديث ۶۰۵۴، كتاب الادب، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد والريب.

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَلَّمَہُ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، لَمَّا اسْتَأْذَنَ قُلْتَ : بِئْسَ أَخُو الْعَشِیْرَۃِ فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطْتَ إِلَیْہِ، فَقَالَ: یَا عَائِشَۃُ، إِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ (أبوداوٗد) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی، آپ نے فرمایا کہ برے خاندان کا بھائی ہے پھر جب وہ اندر آ گیا تو آپ نے بشاشت سے اس کا استقبال کیا اور اس سے گفتگو فرمائی جب وہ نکل گیا تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جب اس نے آپ سے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ برے خاندان کا بھائی ہے اور جب وہ آپ کے پاس آ گیا تو آپ اس سے بشاشت سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ فحش گوئی (بدکلامی وبدزبانی کرنے والے) کو پسند نہیں فرماتا (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ فحش گو اور بدزبان کے ساتھ بھی بدزبانی وبدکلامی سے پیش نہیں آنا چاہئے، جیسا کہ آج کل گالی کے بدلہ میں گالی، بلکہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کو باعثِ فخر سمجھا جاتا ہے۔

بدزبانی وبدکلامی اللہ کو سخت ناپسند اور مبغوض ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ إِیَّاکُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَاحِشَ وَالْمُتَفَحِّشَ (ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو فحش گوئی وبدزبانی سے

---

[1] رقم الحدیث ۴۷۹۲، کتاب الادب، باب فی حسن العشرۃ.

[2] رقم الحدیث ۵۱۷۷، کتاب الغصب، ذکر الزجر عن الظلم والفحش والشح.
فی حاشیۃ ابنِ حبان: إسنادہ حسن.

بچاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش گوئی وبدزبانی کرنے اور فحش گوئی وبدزبانی کو پسند کرنے والے سے محبت نہیں فرماتا (ابنِ حبان)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۵۶۹) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو ظلم سے بچاؤ، کیونکہ ظلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن گھٹا ٹوپ اندھیروں (کے عذاب) کی شکل میں ظاہر ہوگا، اور اپنے آپ کو فحش گوئی وبدزبانی سے بچایئے، کیونکہ بلاشبہ اللہ فحش گوئی وبدزبانی کرنے اور فحش گوئی پسند کرنے کو پسند نہیں فرماتا (مسند احمد)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ

---

[۱] عن أسامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم إن الله عز وجل لا يحب الفاحش المتفحش (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۳۹۹، ج ۱ ص ۱۶۵)

عن جابر بن عبد الله قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الله لا يحب الفاحش المتفحش ، ولا الصياح في الأسواق (الأدب المفرد للبخاري، رقم الحديث ۳۱۰، باب ليس المومن بالطعان)

عن الحكم قال :سمعت عكرمة يقول :لا أدري أيهما جعل لصاحبه طعاما ، ابن عباس أو ابن عمه ، فبينا الجارية تعمل بين أيديهم ، إذ قال أحدهم لها :يا زانية ، فقال :مه، إن لم تحدك في الدنيا تحدك في الآخرة ، قال : أفرأيت إن كان كذاك ؟ قال :إن الله لا يحب الفاحش المتفحش .ابن عباس الذي قال :إن الله لا يحب الفاحش المتفحش(الأدب المفرد للبخاري، رقم الحديث ۳۳۱، باب العياب)

[۲] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

الْبَذِیْءَ (سنن الترمذی) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں کوئی چیز بھی اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی، اور بے شک اللہ فاحش اور بد گوئی کرنے والے کو مبغوض (اور سخت ناپسند) رکھتے ہیں (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ فحش گوئی وبدگوئی کرنا یا اس کو دوسرے کی طرف سے پسند کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو سخت مبغوض وناپسند ہے، جس سے ہر مؤمن کو بچنا چاہئے۔

جس کو بدزبان ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے وہ بدترین ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ شِرَارَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الَّذِیْ یُتَّقٰی مَخَافَۃَ فُحْشِہٖ (مصنف ابن ابی شیبۃ) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بدتر شخص وہ ہوگا، جس کی فحش گوئی کے خوف کی وجہ سے بچا جاتا ہو (ابن ابی شیبہ، بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایسا فحش گو اور بدزبان وبدکلام ہو کہ لوگ اس کی فحش گوئی کی وجہ سے اس سے دور بھاگتے اور کتراتے ہوں، تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے بھی دور ہوگا، اور بدترین لوگوں میں شمار ہوگا، اللہ حفاظت فرمائے۔

---

[۱] رقم الحدیث ۲۰۰۲، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حسن الخلق.
قال الترمذی: وفی الباب عن عائشۃ، وأبی ھریرۃ، وأنس، وأسامۃ بن شریک وھذا حدیث حسن صحیح.

[۲] رقم الحدیث ۲۵۸۳۴، کتاب الادب، باب ما ذکر فی حسن الخلق وکراھیۃ الفحش، و اللفظ لہٗ، بخاری، رقم الحدیث ۶۰۵۴.

بدزبانی اور اس کو پسند کرنا علاماتِ قیامت میں سے ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ والْمُتَفَحِّشَ .وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ والتَّفَحُّشُ، وسُوْءُ الْجِوَارِ، وقَطِيْعَةُ الْأَرْحَامِ، وحَتّٰى يُخَوَّنَ الْأَمِيْنُ، ويُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، إِنَّ أَسْلَمَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل، فحش گوئی و بدکلامی کرنے والے اور فحش گوئی کو پسند کرنے والے کو مبغوض (یعنی انتہائی ناپسند) رکھتا ہے، اور قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ فحش گوئی اور بدزبانی میں اس کو دلچسپی اور بُرے پڑوسی اور قطع رحمی عام نہ ہوجائے اور یہاں تک کہ امانت دار کو خائن قرار نہ دیا جائے، اور خائن کو امانت دار قرار نہ دیا جائے، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ مسلمانوں میں سب سے زیادہ اسلم (یعنی سلامتی اور اسلام والا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں (مسند احمد، طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّمَ :إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

---

[1] رقم الحديث ۱۴۵۰۷، ج۱۳ ص ۵۹۱، و اللفظ له ،مسند احمد، رقم الحديث ۶۸۷۲.
فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

اَلْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ وَقَطِيْعَةَ الْأَرْحَامِ وَائْتِمَانَ الْخَائِنِ، أَحسَبُهٗ قَالَ وَتَخْوِيْنَ الْأَمِيْنِ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا (مسند البزار، رقم الحديث ۷۵۱۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامات میں سے فحش اور تفحش (یعنی فحش گوئی و بدزبانی کرنا اور بدزبانی کو پسند کرنا) اور قطع رحمی اور خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن قرار دینا ہے (بزار)

آج قیامت کی ان علامات کا کثرت سے ظہور ہو رہا ہے، چنانچہ ذرائع ابلاغ پر اور دوسرے طریقوں سے فحش گوئی، بدگوئی، بدکلامی اور بدزبانی کرنا اور اس طرح کے پروگراموں کو پسند کرنا عام ہے، اللہ تعالیٰ اس سے نجات و حفاظت عطا فرمائے۔

حیادار صالح ہونے کی اور بدزبان برا ہونے کی نشانی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم قَالَ: اَلرِّفْقُ يُمْنٌ، وَالْخِرْقُ شُؤْمٌ، وَإِنَّ اللّٰه -عَزَّ وَجَلَّ- إِذَا أَرَادَ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ، وَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهٗ، وَإِنَّ الْخِرْقَ لَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهٗ، وَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ، وَإِنَّ الْإِيْمَانَ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ كَانَ الْحَيَاءُ رَجُلًا لَكَانَ رَجُلًا صَالِحاً وَإِنَّ الْفُحْشَ مِنَ الْفُجُوْرِ

---

[1] قال الالبانی: أخرجه البزار (ص۲۳۸ زوائده) من طريق شبيب بن بشر عن أنس بن مالك مرفوعا. قلت: وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات غير شبيب بن بشر وفيه كلام، والراجح أنه حسن الحديث. ولذلک قال فی "زوائد البزار": "حسن". وقال فی "مجمع الزوائد" (۳۲۷/۷): " رواه البزار، وفيه شبيب بن بشر وهو لين، ووثقه ابن حبان، وقال: يخطىء، وبقية رجاله رجال الصحيح." قلت: قد وثقه ابن معين أيضا، والراجح فيه ما ذكرنا آنفا. وللشطر الثانی من الحديث طريق أخرى عن أنس سقته فيما تقدم (۱۸۸۷) وشاهد آخر من حديث أبی هريرة ذكرته هناک. ولـه شاهد آخر من حديث عبد الله بن عمرو يأتی تحت الحديث (۲۲۵۳) فالحديث صحيح. (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۲۳۸)

وَإِنَّ الْفُجُوْرَ فِي النَّارِ، وَلَوْ كَانَ الْفُحْشُ رَجُلًا لَكَانَ رَجُلٌ سُوْءٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ فَاحِشًا (الترغيب و الترهيب للاصبهانى) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی خیر و برکت کا سبب ہے، اور شدت و سختی نحوست کا سبب ہے، اور اللہ عزّ وجلّ جب کسی گھر والوں کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، تو ان پر نرمی کو داخل فرما دیتا ہے، اور نرمی جب بھی کسی چیز میں داخل ہوتی ہے تو اس کو مزین وخوبصورت بنا دیتی ہے، اور سختی وشدت جب بھی کسی چیز میں داخل ہوتی ہے تو اس کو عیب دار بنا دیتی ہے، اور حیاء کا تعلق ایمان سے ہے، اور ایمان کا تعلق جنت سے ہے، اور اگر حیاء آدمی کی شکل میں ہوتی تو وہ نیک صالح آدمی کی صورت میں ہوتی، اور فحش گوئی (بدکلامی و بدزبانی) کا تعلق فجور (یعنی گناہوں) سے ہے، اور فجور کا تعلق جہنم سے ہے، اور اگر فحش گوئی (بدکلامی وبدزبانی) آدمی کی شکل میں ہوتی، تو وہ بُرے آدمی کی صورت میں ہوتی، اور بے شک اللہ نے مجھے فحش گو (بدکلام وبدزبان) نہیں بنایا (ترغیب وترھیب اصبہانی، بیہقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَائِشَةُ، لَوْ كَانَ الْحَيَاءُ رَجُلًا لَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا، وَلَوْ كَانَ الْبَذَاءُ رَجُلًا لَكَانَ رَجُلَ سُوْءٍ

(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۴۷۱۸) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر حیاء آدمی کی شکل میں ہوتی تو وہ نیک صالح آدمی شمار ہوتی، اور اگر فحش گوئی (بدکلامی وبدزبانی)

---

[1] رقم الحديث ۱۱۹۸، فضل فی ذم العجلة والخرق، الناشر: دار الحديث، القاهرة، الاسماء و الصفات للبيهقی، رقم الحديث ۳۲۲.

[2] قال المنذری: رواه الطبرانی فی الصغير والأوسط وأبو الشيخ أيضا وفی إسنادهما ابن لهيعة وبقية رواة الطبرانی محتج بهم فی الصحيح (الترغيب و الترهيب، ج۳، ص۲۶۸، كتاب الأدب وغيره الترغيب فی الحياء وما جاء فی فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

آدمی کی شکل میں ہوتی تو وہ بُرا آدمی شمار ہوتی (طبرانی)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَنْسَابَكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِسِبَابٍ عَلٰى أَحَدٍ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ وَلَدُ آدَمَ، طَفُّ الصَّاعِ لَمْ تَمْلَئُوْهُ، لَيْسَ لِأَحَدٍ عَلٰى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِالدِّيْنِ أَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، حَسْبُ الرَّجُلِ أَنْ يَّكُوْنَ فَاحِشًا بَذِيًّا، بَخِيلًا جَبَانًا (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۷۳۱۳) [2]

---

[1] عن عائشة، زوج النبی صلی الله علیه وسلم، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال لها :یا عائشة، لو کان الفحش رجلا کان رجل سوء ، ولو کان الحیاء رجلا لکان رجل صدق.

لم یرو هذا الحدیث عن أیوب بن موسی إلا عمرو بن الحارث، تفرد به :ابن وهب (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۳۱)

حدثنی طلحة بن عمرو ، أنه سمع عطاء بن أبی رباح ، یقول :قال رسول الله علیه السلام : یا عائشة ، لو کان الفحش رجلا لکان رجل سوء (الجامع لابن وهب، رقم الحدیث ۳۷۶)

عن عطاء، عن عائشة، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال لها :یا عائشة إن الفحش لو کان رجلا لکان رجل سوء(مسند ابو داود للطیالسی ، رقم الحدیث ۱۵۹۸)

قال الالبانی: یا عائشة إیاک والفحش إیاک والفحش، فإن الفحش لو کان رجلا لکان رجل سوء ."رواه العقیلی فی "الضعفاء (۲۵۹) "عن عبد الجبار بن الورد قال :سمعت ابن أبی ملیکة یقول : قالت عائشة :فذکره مرفوعا.وقال " :عبد الجبار قال البخاری :یخالف فی بعض حدیثه "، وقد روی هذا بغیر هذا الإسناد بأصلح من هذا وبألفاظ مختلفة فی معنی الفحش ."قلت :وقول البخاری هذا جرح لین لا ینهض عندی لاسقاط حدیث عبد الجبار هذا فقد وثقه أحمد وابن معین وأبو حاتم وأبو داود وغیرهم وقال ابن عدی " :لا بأس به یکتب حدیثه "، وقال السلمی عن الدارقطنی " :لین ." قلت :فمثله لا ینزل حدیثه عن رتبة الحسن وبقیة رجال الإسناد ثقات فالحدیث عندی ثابت حسن علی أقل الدرجات(سلسلة الأحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث۵۳۷)

[2] فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.

ترجمہ: تمہارے یہ نسب نامے (یعنی کسی کا نیچے نسب اور خاندان سے ہونا) کسی کے لئے عیب اور طعنہ کا باعث نہیں ہیں (لہٰذا تم کسی کو اس کے نسب کی وجہ سے بُرا بھلا مت کہو، کیونکہ) تم سب آدم کی اولاد ہو، اور ایک باپ کی طرف نسبت ہونے میں تم سب برابر ہو، جس طرح ایک صاع (مخصوص پیمانہ) دوسرے صاع کی طرح ہوتا ہے، جس کو تم نے نہ بھرا ہو، دین یا عملِ صالح کے علاوہ کسی وجہ سے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، آدمی کے (عیب کے) لئے یہی کافی ہے کہ وہ فحش گو (بدکلام و بدزبان) ہو، بخیل اور بزدل ہو (مسند احمد)

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بدگوئی یا بدکلامی اور بدزبانی سے حیادار اور غیرت مند انسان ہی بچتا ہے۔

حیاء اور غیرت کی کئی احادیث میں بڑی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے سَتَّر سے زیادہ شعبے ہیں، اور حیاء ایمان کا (ہی) ایک (اہم) شعبہ ہے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کسی انصاری صحابی کے پاس سے

---

[1] رقم الحديث ۹، كتاب الايمان، باب امور الايمان.

[2] رقم الحديث ۲۴، كتاب الايمان، باب الحياء من الايمان.

گزرے اور (ان کو دیکھا) کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہے تھے (کہ تم بہت زیادہ حیا نہ کیا کرو؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حیا ایمان میں سے ہے (بخاری)

مطلب یہ تھا کہ جب کوئی مومن ہوتا ہے، تو وہ حیاء دار بھی ہوتا ہے، اور آپ کا بھائی مومن ہے، تو اس کی حیاء درست اور ایمان کا تقاضا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ج۸ ص ۱۳۷۱، کتاب الاداب، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق. فتح الباری لابنِ حجر، ج ۱ ص ۷۴، کتاب الایمان)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَیَاءُ لا یَأْتِیْ إِلَّا بِخَیْرٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا صرف خیر (اور بھلائی) ہی لاتی ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ حیاء سے خیر اور بھلائی ہی حاصل ہوتی ہے، شر اور برائی حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا حیاء بڑے کام کی چیز ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۹۹۱۴) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء پوری خیر ہے (مسند احمد)

مطلب اس روایت کا بھی یہی ہے کہ حیاء میں خیر ہی خیر ہے، شر کا نام نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ

---

[1] رقم الحدیث ۶۱۱۷، کتاب الادب، باب الحیاء.

[2] فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ قوی.

اَلْإِسْلَامِ اَلْحَيَاءُ (ابن ماجه، رقم الحديث ۴۱۸۱، كتاب الزهد، باب الحياء)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دین کی ایک مخصوص خصلت وصفت ہوتی ہے اور اسلام کی خصوصی خصلت حیاء ہے (ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ حیاء دینِ اسلام کی خصوصی وامتیازی خصلت ہے، لہٰذا ہر مومن ومسلم میں یہ خصلت وامتیاز ظاہر ہونا چاہئے۔

بہرحال مذکورہ احادیث کی رو سے معلوم ہوا کہ حیاء دار ہونا صالح ہونے کی اور بدزبان ہونا بُرا ہونے کی نشانی ہے، اور حیاء، اسلام کی خاص وامتیازی خصلت ہے۔

فحش گوئی، سب سے زیادہ قابلِ ملامت بدخلقی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَلْأَمُ أَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ: اَلْفُحْشُ (مصنف ابن ابی شيبة) [۱]

ترجمہ: بدزبانی مومن کا سب سے زیادہ قابلِ ملامت اخلاق ہے (ابنِ ابی شیبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ فحش گوئی سب سے زیادہ قابلِ ملامت بداخلاقی میں داخل ہے۔

بدزبانی اور فحش گوئی کا وضو پر اثر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَنْ أَتَوَضَّأَ مِنَ الْكَلِمَةِ الْخَبِيْثَةِ، أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَتَوَضَّأَ مِنَ الطَّعَامِ

---

[۱] رقم الحديث ۲۵۸۳۵، كتاب الادب، باب ما ذكر في حسن الخلق وكراهية الفحش، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۵۶۱.

قال الهيثمي: رواه الطبراني بإسنادين رجال أحدهما رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۹۵۶، باب ما جاء في الفحش)

(ألام) فلان أَتَى بِمَا يلام عَلَيْهِ أَو صَار ذَا لائمة فَهُوَ مليم (المعجم الوسيط، ج۲، ص۸۴۷، باب اللام)

الطَّیِّبِ (مصنف عبدالرزاق) [1]

ترجمہ: میں (زبان سے) خبیث کلمہ کہہ کر وضو کروں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ میں طیّب (یعنی حلال و پاکیزہ) کھانا کھا کر وضو کروں

(عبدالرزاق، طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔ [2]

مطلب یہ ہے کہ خبیث اور گندہ کلمہ زبان سے کہنے سے منہ میں اس کا اثر آ جاتا ہے، اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے وضو کر لینا بہتر ہے۔

اس باب کا خلاصہ یہ نکلا کہ فحش گوئی یا بدگوئی اور بدکلامی یا بدزبانی، اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک بدخُلقی اور بد اخلاقی میں داخل ہونے کی وجہ سے ناپسندیدہ خصلت ہے، جس سے سب مسلمانوں کو بچنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور اس کے بجائے اچھا اور پاکیزہ کلام و گفتگو کرنی چاہئے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

---

[1] رقم الحديث ۴۶۹، كتاب الطهارة، باب الوضوء من الكلام، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۲۲۲، و رقم الحديث ۹۲۲۳.

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير، ورجاله موثقون (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۲۵۴، تحت رقم الحديث ۱۳۴۵، باب المضمضة من اللبن)

[2] عن ذكوان أن عائشة قالت يتوضأ أحدكم من الطعام الطيب ولا يتوضأ من الكلمة العوراء يقولها (مصف عبد الرزاق، رقم الحديث ۴۷۰)

عن ذكوان ، قال :قالت عائشة رضى الله عنها : يتوضأ أحدكم من الطعام الطيب ، ولا يتوضأ من الكلمة الخبيثة يقولها (الصمت لابن ابى الدنيا، رقم الحديث ۲۶۳)

(۶)

نرم کلام ودرگزر کی فضیلت اور سختی وتشدُّد کی مذمت

نرمی کو عربی زبان میں رفق کہا جاتا ہے، جس کے مقابلہ میں عربی میں عنف کا لفظ استعمال ہوتا ہے، اور عنف سختی، تشدُّد اور تُرشی کو کہا جاتا ہے۔

رفق اور نرمی کے اسلام میں عظیم فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں عنف یعنی سختی اور تشدد اور غصہ وغیظ وغضب کے نقصانات بتلائے گئے ہیں، اور غصہ وغیظ وغضب کا اظہار بھی عنف یعنی سختی وتشدد کی ایک صورت ہے۔

اور رِفق ونرمی کا تعلق قول سے بھی ہوتا ہے، اور فعل سے بھی ہوتا ہے۔

پس رِفق اپنے قول وفعل میں تشدد اور سختی کے ترک کرنے اور چھوڑنے کو کہا جاتا ہے۔

(کذا فی: فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ص ۴۴۹، قَوْلُهُ بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ. مرقاۃ، کتاب الآداب، باب الرفق والحیاء وحسن الخلق)

رِفق اور نرمی حُسنِ خُلق کی نشانی ہے، اور اس کے مقابلہ میں عنف وسختی، بدخُلقی اور غیظ وغضب کی نشانی ہے (کذا فی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۳۹۳)

نرمی کی ایک صورت درگزر اور معاف کرنا بھی ہے، جس کو عربی میں ''عفو'' اور ''صفح'' کہا جاتا ہے۔

''عفو'' اور ''صفح'' دونوں درگزر کرنے کے معنیٰ میں آتے ہیں، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ''عفو'' گناہ گار اور ظالم کی سزا کو معاف کرنے کے معنیٰ میں اور ''صفح'' ملامت اور تنبیہ کو معاف کرنے کے معنیٰ میں آتا ہے۔

''عفو'' اور ''صفح'' دونوں حلم اور نرمی کی صورتیں ہیں۔ [۱]

---

[۱] اور ''عفو'' اس وقت مستحب ہے، جبکہ معاف کرنے والا اپنا حق معاف کرے، جیسے کہ کسی کا مال لیا یا گالی دی، تو جس کا مال لیا، یا جس کو گالی دی، اس کا معاف کردینا مستحب ہے، اور اگر اس کا ضرر شرعی ہو یا دوسرے لوگوں تک متجاوز ہو، تو پھر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فرعون کے مقابلہ میں نرم بات کا حکم

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلاۃ والسلام کو جب فرعون کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجا، تو یہ نصیحت فرمائی کہ:

اِذۡهَبَا إِلٰى فِرۡعَوۡنَ إِنَّهٗ طَغٰى. فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ أَوۡ يَخۡشٰى

(سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۴۳، و ۴۴)

ترجمہ: تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ، بے شک وہ سرکشی اختیار کیے ہوئے ہے، پس تم دونوں اس کو نرم بات کہنا، شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرلے، یا ڈر جائے (سورہ طٰہٰ)

فرعون انتہائی سرکش اور ظالم وجابر شخص تھا، لیکن حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جب اس کی طرف تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا، تو نرم بات کہنے کا حکم فرمایا، اور اس کے بعد فرمایا کہ شاید وہ نصیحت حاصل کرلے، یا ڈر جائے، جس سے معلوم ہوا کہ مخاطب خواہ کتنا ہی سرکش کیوں نہ ہو، اس کو نصیحت اور تبلیغ کرنے کے وقت بھی نرم بات کرنے کا حکم ہے، اور نرم بات سے مخاطب کے لئے نصیحت حاصل کرنے اور اثر قبول کرنے کی زیادہ تاثیر پائی جاتی ہے۔

(تفسیر ابنِ کثیر، سورۃ طٰہٰ، تحت رقم الآیۃ ۴۳، و ۴۴)

نرمی باعثِ رحمت ہے

سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ وَلَوۡ كُنۡتَ فَظًّا غَلِيۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِكَ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ (سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ ۱۵۹)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

معافی درست نہیں، اور اسی وجہ سے بعض حقوق جیسے حدود کو معاف کرنے کا حاکم کو اختیار نہیں۔

(کذا فی: روح المعانی، سورۃ البقرۃ. فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۱۷۴۹)

ترجمہ: پس اللہ کی رحمت سے آپ، لوگوں کے لئے نرم ہو گئے ہیں، اور اگر آپ بدگو وسخت دل ہوتے، تو لوگ آپ کے اردگرد سے منتشر ہو جاتے، تو آپ لوگوں کو معاف کر دیا کریں، اور ان کے لئے استغفار کیا کریں (سورہ آل عمران)

اس سے معلوم ہوا کہ نرمی اللہ کی رحمت سے حاصل ہوتی ہے، اس لئے نرمی اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔

منہ پھُلانا، آواز کی پستی اور بُری آواز

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ. وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (سورة لقمان، رقم الآيات ۱۸، و ۱۹)

ترجمہ: اور لوگوں سے اپنے گال (یعنی کلّے) نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ (واِترا) کر نہ چلنا، بے شک اللہ کسی اِترانے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا، اور اپنی چال میں اعتدال (یعنی میانہ روی) اختیار کیجئے، اور اپنی آواز کو پست رکھیے، بے شک آوازوں میں سب سے مُنکَر (اور بُری) آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے (سورہ لقمان)

اس سے معلوم ہوا کہ ترش روئی اور منہ پھُلانا اچھی صفت نہیں، اور اس کے مقابلہ میں آواز کو پست رکھنا، جو کہ نرمی سے تعلق رکھتی ہے، پسندیدہ صفت ہے۔

غصہ کو پینے اور درگزر کرنے والے اللہ کو پسند ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ. اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ، اُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا. وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (سورة آل عمران، رقم الآيات ۱۳۳ تا ۱۳۶)

ترجمہ: اور جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین (جیسی) ہے، جو تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے، جو کہ خوش حالی اور تنگ دستی میں (اللہ کے لئے) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پینے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ اچھے کام کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی فحش کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے حق میں کوئی ظلم کر لیتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پھر (فوراً) اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے لگتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون ہے جو گناہوں کی مغفرت کرنے والا ہو، اور (یہ لوگ) دیدہ ودانستہ اپنے (گناہ کے) کام پر اصرار نہیں کرتے، یہی لوگ ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے ان کے لئے مغفرت کی جزاء ہے اور جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور (کیا ہی) اچھا اجر ہے (نیک) عمل کرنے والوں کے لئے (سورہ آلِ عمران)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ غصہ کو پینے اور درگزر کرنے والے نیک اور اللہ کے پسندیدہ لوگوں میں سے ہیں، اور ان کے لئے مغفرت و جنت کا بدلہ ہے۔

قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ ۱۳)

ترجمہ: پس آپ اُن لوگوں کو معاف کیجئے، اور درگزر کیجئے، بے شک اللہ نیک کام کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے (سورہ مائدہ)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ معاف اور درگزر کرنا نیک اور اللہ کے پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ کی طرف سے معاف ودرگزر کرنے کا حکم

سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ (سورۃ الأعراف، رقم الآیۃ ۱۹۹)

ترجمہ: معاف کرنے کو اختیار کرو اور نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو (سورہ اعراف)

اور سورہ حجر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (سورۃ الحجر، رقم الآیۃ ۸۵)

ترجمہ: تو آپ اچھے طریقہ سے درگزر کر دیجئے (سورہ حجر)

اور سورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (سورۃ الزخرف، رقم الآیۃ ۸۹)

ترجمہ: تو آپ ان سے درگزر کیجئے، اور کہہ دیجئے سلام، پس ان کو عنقریب علم ہو جائے گا (سورہ زخرف)

ان آیات سے معاف ودرگزر کرنے کا اللہ کی طرف سے حکم ہونا معلوم ہوا۔

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ (سورۃ النور، رقم الآیۃ ۲۲)

ترجمہ: اور لوگوں کو چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کردے، اور اللہ غفور ہے، رحیم ہے (سورہ نور)

اس آیت سے معاف اور درگزر کرنے کا حکم ہونے کے ساتھ ساتھ معاف کرنے کی یہ فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی بندہ کے ساتھ معافی ومغفرت کا معاملہ فرماتے ہیں۔

بدلہ لینا جائز اور معاف کرنا افضل ہے

سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ (سورۃ الشوریٰ رقم الآیۃ ۴۰)

ترجمہ: اور برائی کا بدلہ اسی طرح کی برائی سے (لینا جائز) ہے، پھر جو کوئی معاف کردے اور اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ پر ہے، بے شک اللہ ظالموں سے محبت نہیں رکھتا (سورہ شوریٰ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگرچہ برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی کے ساتھ لینا جائز ہے، مثلاً کسی نے ایک چپت مارا تو اس کو اسی طرح کا ایک چپت مارنا جائز ہے، لیکن معاف کردینا افضل ہے، کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس جیسا بدلہ لینے کی اجازت دے کر معاف کردینے پر اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

عفو ودرگزر کرنا، بلند وافضل ترین اخلاق میں سے ہے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَا عُقْبَةُ، أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ أَخْلَاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ . تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيْ مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ أَلَا وَمَنْ أَرَادَ أَنْ

يُمَدَّ فِيْ عُمُرِهٖ وَيُبْسَطَ فِيْ رِزْقِهٖ فَلْيَصِلْ ذَا رَحِمِهٖ (مستدرک حاکم) ؎۱

ترجمہ: اے عقبہ! کیا میں تمہارے دنیا وآخرت کے افضل ترین اخلاق نہ بتلادوں؟ جو (رشتہ دار) آپ سے قطع رحمی (یعنی بدسلوکی) کرے، آپ اس سے صلہ رحمی (اور بہتر سلوک) کریں، جو آپ کو محروم کرے (اور کچھ نہ دے) اس کو آپ عطا کریں، اور جو آپ پر ظلم کرے، اس کو آپ معاف کریں، خبردار! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی کی جائے، اور اس کا رزق کشادہ کیا جائے، تو وہ اپنے رشتہ دار سے صلہ رحمی (اور اچھا برتاؤ) کرے (حاکم)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَخْبِرْنِيْ بِفَوَاضِلِ الْأَعْمَالِ فَقَالَ: يَا عُقْبَةُ، صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ، وَأَعْرِضْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۳۳۴) ؎۲

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے افضل اعمال بتلادیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عقبہ جو (رشتہ دار) آپ سے قطع رحمی (اور بُرا سلوک) کرے، آپ اس سے صلہ رحمی (اور اچھا برتاؤ) کریں، اور جو آپ کو محروم کرے، آپ اس کو عطا کریں، اور جو آپ پر ظلم کرے، آپ اس سے اعراض (ودرگزر) کریں (مسند احمد)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ؎۳

؎۱ رقم الحديث ۷۲۸۵، كتاب البر والصلة.

؎۲ في حاشية مسند احمد: حديث حسن.

وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني وأحد اسنادى أحمد رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۶۸۹، باب مكارم الاخلاق والعفو عمن ظلم)

؎۳ عن عقبة بن عامر، قال: لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لى "يا عقبة بن عامر، صل من قطعك، وأعط من حرمك، واعف عمن ظلمك (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۴۵۲) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض احادیث میں ظلم کرنے والے سے درگزر کرنے کو بلند و افضل ترین اخلاق قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَقَالَ : كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (سنن الترمذی) [۲]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں خادم (وملازم) سے کتنی مرتبہ معاف کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں خادم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی حاشیة مسند احمد: إسناده حسن.

وقال الالبانی: قلت: و هذا إسناد صحیح، رجاله کلهم ثقات معروفون غیر فروة ابن مجاهد و قد ذکره ابن حبان فی "الثقات" و روی عنه جماعة و قال البخاری: کانوا لا یشکون أنه من الأبدال (السلسلة الصحیحة للالبانی، تحت رقم الحدیث ۸۹۱)

[۱] عن عقبة بن عامر، رضی الله عنه قال: لقیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فبدرته فأخذت بیده وبدرنی فأخذ بیدی فقال: یا عقبة، ألا أخبرک بأفضل أخلاق أهل الدنیا والآخرة. تصل من قطعک وتعطی من حرمک وتعفو عمن ظلمک ألا ومن أراد أن یمد فی عمره ویبسط فی رزقه فلیصل ذا رحمه (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۲۸۵، کتاب البر والصلة، عن عقبة بن عامر)

[۲] رقم الحدیث ۱۹۴۹، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی العفو عن الخادم.

قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب ورواه عبد الله بن وهب، عن أبی هانء الخولانی بهذا الإسناد نحوا من هذا، والعباس هو ابن جلید الحجری المصری حدثنا قتیبة قال: حدثنا عبد الله بن وهب، عن أبی هانء الخولانی بهذا الإسناد نحوه، وروی بعضهم هذا الحدیث، عن عبد الله بن وهب، بهذا الإسناد، وقال: عن عبد الله بن عمرو.

(وملازم) کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دن میں ستر مرتبہ (ترمذی)

ستر مرتبہ معاف کرنے سے مراد یا تو کثرت کو بیان کرنا ہے کہ جتنی مرتبہ بھی ہو، اتنی مرتبہ ہی معاف کردو، یا حد بندی ہے کہ اگر ستر مرتبہ تک معاف کرنا پڑے، تو بھی معاف کردو۔

اللہ کو معاف کردینا پسند ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ : قُوْلِيْ : اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۵۱۳، ابواب الدعوات) [۱]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے، تو میں اس میں کیا کہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں کہ اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں، تو آپ مجھ کو معاف فرمادیجئے (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو معاف ودرگزر کرنا پسند ہے۔

اللہ سے معافی ودرگزر کی دعاء

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَامَ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ، عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ: اِسْأَلُوا

---

[۱] قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

اللّٰـهَ الْعَفْوَ وَالْعَـافِيَةَ، فَـإِنَّ أَحَدًا لَـمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ(سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۵۵۸،ابواب الدعوات) [1]

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق منبر پر کھڑے ہوئے، پھر رونے لگے، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے، پھر رونے لگے، پھر فرمایا کہ تم اللہ سے معافی اور عافیت مانگو، کیونکہ کسی کو بھی یقین کے بعد عافیت (عیوب سے سلامتی) سے زیادہ بہتر چیز عطا نہیں کی گئی (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے معافی کی دعا کرنی چاہئے۔

معاف اور درگزر کرنا عزت میں اضافہ کا باعث ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ(مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اور جو بندہ بھی درگزر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو زیادہ فرماتے ہیں، اور جو کوئی بھی اللہ کے لئے تواضع (وعاجزی) کو اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرماتے ہیں (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ دارین میں عزت اور تواضع وعاجزی یا چھوٹا پَن اختیار کرنے سے دارین میں بلندی وشرف عطا فرماتے ہیں، بشرطیکہ اللہ کی رضا کے لئے ہو (کذا فی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۸۱۲۰)

---

[1] قال الترمذی: وهذا حديث حسن غريب من هذا الوجه عن أبی بكر.

[2] رقم الحدیث ۲۵۸۸ "۶۹" کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع.

سختی و بدگوئی اور بازار میں شور کرنا

حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ؟ قَالَ: أَجَلْ، وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا) وَحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ (بخاری) [۱]

ترجمہ: میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے عرض کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حال بیان کیجئے، جو تورات میں ہے، انہوں نے فرمایا کہ اچھا، اللہ کی قسم! تورات میں آپ کی بعض صفتیں وہی بیان کی گئیں ہیں جو کہ قرآن میں بیان کی گئی ہیں، کہ اے نبی ہم نے تم کو گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور ان پڑھ لوگوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، تم میرے بندے اور میرے رسول ہو، تمہارا نام ہم نے متوکل (یعنی اللہ پر توکل و بھروسہ کرنے والا) رکھا ہے، نہ تم بدگو و بدزبان ہو اور نہ سنگ دل اور نہ بازار میں شور ڈالنے والے ہو اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے والے ہو بلکہ معاف کر دیتے ہو اور بخش دیتے ہو (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [۲]

---

[۱] رقم الحديث ٢١٢٥، كتاب البيوع، باب كراهية السخب في السوق.

[۲] عن عائشة رضي الله عنها، "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مكتوب في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بازار اور گلی کوچوں میں شور کرنے میں زبان سے شور کرنا تو داخل ہے ہی، اور دوسرے طریقوں سے شور کرنا بھی داخل ہے، جیسا کہ آج کل بعض لوگ گاڑی کے بلند آواز والے ہارن اور سائلنسروں سے شور کرتے ہیں، جس سے بے شمار لوگ اور بالخصوص عبادت کرنے اور آرام کرنے والے اور مریض اور بچے اور بوڑھے تکلیف اٹھاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ کُلَّ جَعْظَرِیٍّ جَوَّاظٍ سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ جِیْفَةٍ بِاللَّیْلِ حِمَارٍ بِالنَّھَارِ عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْیَا جَاھِلٍ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ (صحیح ابن حبان) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ ایسے شخص کو مبغوض (اور انتہائی ناپسند) فرماتا ہے، جو کہ بد اخلاق، تندخو، متکبر ہو، بازار میں شور ڈالنے والا ہو، رات میں مُردہ ہو، دن میں گدھا ہو، دنیا کے معاملے کو جاننے والا، اور آخرت کے معاملہ سے جاہل (و ناواقف) ہو (ابن حبان)

رات میں مردہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ رات کو مُردوں کی طرح پڑا سوتا رہے، اور ذکر وتلاوت اور نماز وغیرہ کے لئے حرکت نہ کرے، اور خاص کر جبکہ عشاء یا صبح کی نماز بھی اسی حال میں ترک کردے، اور دن میں گدھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ دن میں گدھے کی طرح دنیا کے کام کاج میں مشغول ہو، اور دنیا کے معاملات (مثلاً تجارت، زراعت یا کسی اور پیشے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الإنجیل :لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب بالأسواق، ولا یجزی بالسیئة مثلھا بل یعفو ویصفح (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۲۲۴)

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ .

وقال الذھبی فی التلخیص:علی شرط البخاری ومسلم.

[۱] رقم الحدیث ۷۲، کتاب العلم، ذکر الزجر عن العلم بأمر الدنیا مع الانھماک فیھا والجھل بأمر الآخرة ومجانبة أسبابھا.

فی حاشیة ابن حبان: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم.

وشعبے) سے تو بخوبی واقف ہو، لیکن آخرت کے معاملات سے غافل ہو، جیسا کہ آج کل بہت سے لوگوں کی حالت ہے کہ دنیا کے معاملات سے تو واقف بلکہ اس کے ماہر ہوتے ہیں، دنیا کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں، سیاست، تجارت، معاشیات وغیرہ کے سپیشلسٹ ہوتے ہیں، مگر دین کی بنیادی چیزوں اور فرائض تک سے بھی واقف نہیں ہوتے۔

نرم اور سہل شخص پر جہنّم حرام ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ تُحَرَّمُ عَلَيْهِ النَّارُ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلٰى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيْبٍ سَهْلٍ (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: کیا میں تمہیں اس آدمی کی خبر نہ دے دوں، جس پر آگ (یعنی جہنم) کو حرام کر دیا گیا ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بے شک (ہمیں اس کی خبر دیجئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اس شخص پر جو کہ سنجیدہ، نرم، قریب اور سہل ہو (ابن حبان، ترمذی، مسند احمد)

اس قسم کی حدیث حضرت جابر، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس اور حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٤٧٠، كتاب البر والاحسان، باب حسن الخلق، سنن الترمذى، رقم الحديث ٢٤٨٨، مسند احمد، رقم الحديث ٣٩٣٨.
فى حاشية مسند احمد: حسن بشواهده.
و فى حاشية ابنِ حبان: صحيح بشواهده.

[2] عن محمد بن المنكدر، عن جابر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ألا أخبركم على من تحرم النار غدا؟ على كل هين لين سهل قريب (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٨٣٧، شعب الايمان للبيهيق، حدث نمبر ٨٣٧، مسند ابى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے اخلاق اس طرح کے ہوں کہ وہ باوقار اور سنجیدہ ہو (چھچھورا نہ ہو) اور نرم مزاج رکھتا ہو (سخت مزاج نہ ہو) اور اچھے برتاؤ کی وجہ سے لوگوں کے قریب ہو (دور نہ ہو) اور اس طرح سہل ہو کہ لوگوں کی ضروریات پوری کرتا ہو، اور شریعت کی پابندی کرتا ہو، ایسے شخص پر جہنم حرام ہے۔

(کذافی: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۲۸۶۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نرم کلام کا حکم فرمانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

اِسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ: قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: کچھ یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۱۸۵۳، مکارم الاخلاق للطبرانی، رقم الحدیث ۱۴)

عن محمد بن سيرين، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :يحرم على النار كل هين لين، سهل قريب (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۷۲۵، حلية الاولياء، ج۲ص ۳۵۶، فوائد تمام، رقم الحديث ۷۷۵)

عن حميد، عن أنس قال :قيل :يا رسول الله من يحرم على النار؟ قال :الهين، اللين، السهل، القريب (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۲۵۶، امالی ابنِ مردويه رقم الحديث ۲۳)

عن محمد بن معيقيب، عن أبيه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :حرمت النار على الهين اللين السهل القريب (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۳۲، شعب الايمان للبيهقی، رقم الحديث ۷۷۷۲، معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ۶۲۴۱، الآحاد والمثانی، رقم الحديث ۳۰۹)

[1] رقم الحديث ۶۹۲۷، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إذا عرض الذمی وغيره بسب النبی صلى الله عليه وسلم ولم يصرح، نحو قوله :السام عليك.

اور انہوں نے اَلسَّامُ عَلَیْکَ (یعنی تم پر موت ہو) کہا، تو میں نے کہا کہ بلکہ عَلَیْکُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ (یعنی تم پر موت اور لعنت ہو) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی اختیار کرنے والے ہیں، ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے اُن لوگوں کی بات نہیں سُنی؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے وعلیکم کہہ دیا تھا (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشِ (بخاری) [1]

ترجمہ: اے عائشہ! آپ ایسا نہ کہئے، آپ نرمی اختیار کیجئے، اور سختی اور فحش گوئی نہ کیجئے (بخاری)

سام کے معنیٰ موت کے ہیں، یہودیوں نے سلام کے لفظ میں سے لام نکال کر دعا کے بجائے بدعا دینا چاہی تھی، جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَیْکُمْ کہہ دیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں سختی اور تُرشی کو ناپسند فرماتے ہیں، جس میں فحش گوئی بھی داخل ہے (کذا فی: مرقاة المفاتیح، ج۷ ص ۲۹۳۹، کتاب الآداب، باب السلام) [2]

اللہ کو نرمی پسند اور اس پر بیش بہا اجر و انعام مقرر ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۶۰۳۰، کتاب الادب، باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا.

[2] البتہ خواتین کو نامحرم سے ضرورت کے وقت بات کرتے وقت کلام میں ایسی نرمی پیدا کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کہ جس کی وجہ سے نامحرم کے دل میں کشش پیدا ہو۔ لقولہٖ تعالیٰ: فلاتخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض (سورة الاحزاب، رقم الآیة ۳۲)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی اختیار کرتے، نرمی کو پسند فرماتے، اور نرمی پر وہ (نعمتیں) عطا فرماتے ہیں، جو نہ تو سختی (وتُرشی) پر عطا فرماتے اور نہ ہی نرمی کے علاوہ کسی اور چیز پر عطا فرماتے (مسلم)

اس قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيَرْضَاهُ، وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ مَا لَا يُعِيْنُ عَلَى الْعُنُفِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۷۴۷، ج۸ص ۹۵) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نرمی کو پسند فرماتے ہیں، اور اس سے راضی ہوتے ہیں، اور اُس پر ایسی مدد فرماتے ہیں، جو سختی پر مدد

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۳ "۷۷" كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق.

[2] عن عبد الله بن مغفل، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :إن الله رفيق: يحب الرفق، ويعطى عليه ما لا يعطى على العنف "(سنن أبى داود، رقم الحديث ۴۸۰۷)

عن أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطى عليه ما لا يعطى على العنف(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۶۸۸)

عن على بن أبى طالب، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن الله رفيق يحب الرفق، ويعطى على الرفق ما لا يعطى على العنف "(مسند أحمد، رقم الحديث ۹۰۲)

فى حاشية مسند احمد: حديث حسن فى الشواهد.

[3] قال المنذرى: رواه الطبرانى من رواية صدقة بن عبد الله السمين وبقية إسناده ثقات(الترغيب والترهيب للمنذرى، الترغيب فى الرفق والأناة والحلم)

نہیں فرماتے (طبرانی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نرمی، اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اور اس پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت کا حاصل ہونا بھی داخل ہے، اور اس کے مقابلہ میں سختی و تُرشی اور فحش گوئی میں اُن نعمتوں سے محرومی رہتی ہے۔

(کذافی: دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، تحت رقم الحدیث ۶۳۳، باب الحلم)

نرمی سے محروم، بھلائی سے محروم

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ كُلَّهٗ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نرمی سے محروم کیا گیا، تو وہ پوری بھلائی سے محروم کر دیا گیا (ابوداؤد، مسلم)

اور حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْخُرْقِ، وَإِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا أَعْطَاهُ الرِّفْقَ، ما مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يُحْرَمُوْنَ الرِّفْقَ إِلَّا قَدْ حُرِمُوْا (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں، جو سختی پر عطا نہیں فرماتے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں،

---

[1] رقم الحديث ۴۸۰۹، كتاب الادب، باب فی الرفق، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ۲۵۹۲ "۷۴"

[2] رقم الحديث ۲۲۷۴، ج۲ ص ۳۰۶.

قال المنذری: رواه الطبرانی ورواته ثقات (الترغيب والترهيب للمنذری، الترغيب فی الرفق والأناة والحلم)

تو اُسے نرمی (کرنے کی توفیق) عطا فرماتے ہیں، اور کوئی گھر والے بھی ایسے نہیں جنہیں نرمی سے محروم کیا گیا ہو مگر وہ (حقیقت میں) محروم ہی کر دیے گئے (طبرانی)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو نرمی میں سے (جتنا) حصہ عطا کیا گیا، تو اُس کو خیر و بھلائی میں سے (اتنا ہی) حصہ عطا کیا گیا؛ اور جس کو نرمی کے (جتنے) حصہ میں سے محروم کیا گیا تو اُس کو خیر و بھلائی کے (اتنے ہی) حصہ سے محروم کیا گیا (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ، وَيَزِيْدَانِ فِي الْأَعْمَارِ

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۲۵۹) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ یقیناً جس کو نرمی میں سے (جتنا) حصہ عطا کیا گیا، تو اُس کو دنیا اور آخرت کی خیر و بھلائی میں سے (اتنا ہی) حصہ عطا کیا گیا؛ اور (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی اور حسنِ اخلاق اور پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا گھروں کو آباد کرتا ہے، اور عمروں میں اضافہ کرتا ہے (مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ۲۰۱۳، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الرفق.
قال الترمذي: وفي الباب عن عائشة، وجرير بن عبد الله، وأبي هريرة وهذا حديث حسن صحيح.

[2] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص نرمی سے محروم ہوتا ہے، اور جتنی بھی نرمی سے محروم ہوتا ہے، اتنی ہی مقدار میں خیر و بھلائی سے محروم ہوتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں نرمی کے حاصل ہونے کی صورت میں خیر و بھلائی کے حاصل ہونے کا معاملہ بھی ہے۔

نرمی والے لوگ اللہ کی خیر اور نفع کے مستحق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا، أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۴۴۲۷) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل جب کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُن میں نرمی داخل فرما دیتے ہیں (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا رُزِقَ أَهْلُ بَيْتٍ الرِّفْقَ إِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا صُرِفَ عَنْهُمْ إِلَّا ضَرَّهُمْ (شعب الايمان للبيهقى) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن گھر والوں کو بھی رِفق و نرمی عطا کی جاتی ہے، تو یہ اُن کو نفع ہی پہنچاتی ہے، اور جو گھر والے بھی نرمی سے محروم ہوتے ہیں، تو اس سے اُن کو ضرر ونقصان ہی پہنچتا ہے (بیہقی، طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ [۳]

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد اختلف فيه على هشام بن عروة.

[۲] رقم الحديث ۶۱۳۸، باب الاقتصاد فى النفقة وتحريم اكل المال الباطل، واللفظ لهٔ؛ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۳۲۶۱.

[۳] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يريد الله بأهل بيت رفقا إلا نفعهم، ولا يحرمهم إياه إلا ضرهم (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۵۲۲۱، واللفظ لهٔ؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۶۱۳۷، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۰۲۱۳، باب الاستخارة)

اور حضرت عبیداللہ بن معمر کی سند سے بھی مرسلاً اس طرح کی حدیث مروی ہے۔ [۱]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نرمی والے لوگ اللہ کی خیر اور بیش بہا نفع کے مستحق ہوتے ہیں۔

نرمی ہر چیز کو مزّین بنادیتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ (مسلم) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً نرمی جس چیز میں بھی آتی ہے، تو اُسے زینت والی (اور خوبصورت) بنادیتی ہے، اور نرمی جس چیز سے بھی نکال لی جاتی ہے تو اُسے عیب دار (و بدصورت) بنادیتی ہے (مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ الرِّفْقُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ (صحيح ابن حبان) [۳]

---

[۱] أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :ما أعطى أهل بيت الرفق إلا نفعهم، ولا منعوه إلا ضرهم "(معرفة الصحابة،لأبى نعيم الأصبهانى، رقم الحديث ۴۷۲۲)

قال المنذرى: رواه الطبرانى بإسناد جيد(الترغيب والترهيب للمنذرى،،الترغيب فى الرفق والأناة والحلم)

وقال الالبانى: قلت :وهذا إسناد صحيح، رجاله ثقات رجال مسلم غير إبراهيم ابن الحجاج وهو السامى -بالسين المهملة -وهو ثقة .وقال الهيثمى(۱۹/۸) "رواه الطبرانى، ورجاله رجال الصحيح، غير إبراهيم بن الحجاج السامى وهو ثقة ." وللحديث شاهد من حديث عائشة رضى الله عنها مرفوعا بلفظ " :لا يريد الله بأهل بيت رفقا إلا نفعهم، ولا يحرمهم إياه إلا ضرهم ."رواه البيهقى فى "شعب الإيمان "كما فى "المشكاة (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۹۴۲)

[۲] رقم الحديث ۲۵۹۴"۷۸"كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق.

[۳] رقم الحديث ۵۵۱،كتاب البر والاحسان، باب الرفقذكر الأمر بلزوم الرفق فى الأشياء إذ دوامه عليه زينته فى الدنيا والآخرة.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی جس چیز میں بھی آتی ہے، اُسے زینت والی (اور خوبصورت) بنادیتی ہے، اور فُحش (وبدگوئی) جس چیز میں بھی آجاتی ہے اُسے عیب دار (وبدصورت) بنادیتی ہے (ابنِ حبان)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نرمی ہر چیز کو مزین اور خوبصورت بنادیتی ہے، خواہ کوئی بیان ہو، یا تبلیغ، اور خواہ عام گفتگو ہو۔

حلم اور بردباری کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ: اَلْحِلْمُ، وَالْأَنَاةُ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس سے فرمایا کہ بے شک آپ میں دو خصلتیں (وعادتیں) ایسی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں، ایک حلم (یعنی برداشت) اور دوسرے سنجیدگی (ٹھہراؤ) (ترمذی)

حلم، دراصل تحمل و بردباری یعنی ناگوار چیز کے برداشت کرنے اور سہارنے کو کہا جاتا ہے، یہ خصلت بھی نرم مزاج والے میں ہوتی ہے، اور سنجیدگی کے معنیٰ ہیں، جلد بازی سے بچنا، یہ بھی اچھی خصلت ہے، کیونکہ جلد باز انسان کے بہت سے فیصلے سوچے سمجھے بغیر نقصان دہ ہوتے ہیں۔

چنانچہ جلد بازی کی وجہ سے بڑے بڑے حادثات رونما ہوجاتے ہیں، راستوں پر جلد بازی کی وجہ سے ہی بہت سے حادثے اور ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں، جن کے نتیجہ میں بہت سے لوگ معذور یا فوت ہوجاتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب الحلم)

---

[1] رقم الحديث ٢٠١١، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی التأنی والعجلة، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٧٢٠٤.
فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

جھگڑالو شخص، اللہ کو سخت ناپسند ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ آدمی ہے جو بہت جھگڑالو ہو (بخاری)

جھگڑالو شخص کیونکہ سخت طبیعت کا انسان ہوتا ہے، اور رِفق ونرمی کی نعمت سے محروم ہوتا ہے، اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

(کذا فی: مرقاۃ، ج۶ ص ۲۴۴۲، کتاب الامارۃ والقضاء، باب الأقضیۃ والشہادات)

آسانی وسہولت کا حکم اور سختی وتشدد کی ممانعت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: عَلِّمُوْا، وَيَسِّرُوْا، وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۳۶) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو تعلیم دو، اور (تعلیم میں) آسانی پیدا کرو، اور مشکل پیدا نہ کرو، اور جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے، تو اسے چاہئے کہ وہ خاموشی اختیار کرے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ تعلیم اور دین سکھانے میں بھی نرمی وسہولت والا طرزِ عمل اختیار کرنا

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۵۷، کتاب المظالم والغصب، باب قول اللہ تعالی: وھو ألد الخصام.

[2] فی حاشیۃ مسند احمد: حسن لغیرہ.

چاہئے، اور سختی وتشدد کے انداز سے بچنا چاہئے، جیسا کہ بعض اہلِ علم سختی اور تشدُّد کے راستہ کو اختیار کرتے ہیں، اور امت کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے سہل اور آسان اقوال کو اہمیت نہیں دیتے۔

(کذافی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۵۴۸۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا، وَلَا تُنَفِّرُوْا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آسانی پیدا کرو، اور مشکل پیدا نہ کرو، اور (اپنے آپ اور دوسروں کو) خوشخبری سناؤ، اور متنفر نہ کرو (بخاری)

سختی اور مشکل پیدا کرنے سے دوری اور نفرت پیدا ہوتی ہے، اس لئے اس سے منع کیا گیا، اور اسی لئے بعض اہلِ علم کے سختی اور تنگی والے اقوال اختیار کرنے سے بہت سے لوگ دین سے دُور ہوجاتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهٖ فِيْ بَعْضِ أَمْرِهٖ، قَالَ: بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لئے بھیجتے تھے، تو یہ فرماتے تھے کہ تم (اپنے آپ کو اور دوسروں کو) خوشخبری سناؤ، اور متنفر نہ کرو، اور آسانی پیدا کرو، اور مشکل پیدا نہ کرو (مسلم)

آسانی، نرمی اور سہولت پیدا کرنے اور مشکل وتنگی سے بچنے کا یہ حکم علماء ومبلغین اور دین کے

---

[1] رقم الحدیث ۶۹، کتاب العلم، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولھم بالموعظۃ والعلم کی لا ینفروا.

[2] رقم الحدیث ۱۷۳۲ "۶" کتاب الجھاد والسیر، باب فی الأمر بالتیسیر، وترک التنفیر.

احکام کو بھی شامل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا، اس لئے علماء ومبلغین کو بھی چاہئے کہ وہ دین میں سختی وتشدد کو اختیار نہ کریں، اور امت اور زمانہ کے حالات کو مدِ نظر رکھ کر شرعی حدود میں رہتے ہوئے امت کے لئے سہولت اور یُسر والا راستہ تلاش کریں۔

(کذافی:مرقاۃ المفاتیح، ج۶ ص ۲۴۲۱، کتاب الامارۃ والقضاء، باب ما علی الولاۃ من التیسیر،و فتح الباری لابنِ حجر، ج ۱ ص ۱۶۳، قولہ باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولھم)

غصہ کے وقت قابو رکھنے والا طاقت ور اور بہادر ہے

غصہ میں کیونکہ نرمی کی نعمت سے محرومی اور اس کے مقابلہ میں سختی وتشدد پایا جاتا ہے، اس لئے شریعت نے غصہ کے وقت قابو میں رہنے کی تعلیم دی ہے، اور اس پر اجر وانعام رکھا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاقت ور وہ نہیں جو لوگوں کو مقابلہ میں شکست دے دے بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم مَرَّ بِقَوْمٍ يُرْبِعُوْنَ حَجَرًا فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: يُرْبِعُوْنَ حَجَرًا يُرِيْدُوْنَ الشِّدَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم: أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا أَمْلَكُكُمْ لِنَفْسِهٖ عِنْدَ الْغَضَبِ (مسند البزار، رقم الحديث ۷۲۸۰) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، جو (بھاری) پتھر اُٹھا

---

[1] رقم الحدیث ۶۱۱۴،کتاب الادب، باب الحذر من الغضب.

[2] قال الھیثمی:رواھما البزار بإسناد واحد، وفیہ شعیب بن بیان وعمران القطان، ووثقھما ابن حبان وضعفھما غیرہ، وبقیۃ رجالھما رجال الصحیح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۲۹۸۲)

رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ لوگوں نے جواب میں عرض کیا کہ یہ پتھر اُٹھا رہے ہیں، آپس میں طاقت وقوت کا مقابلہ کر رہے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ان سے زیادہ طاقت ور آدمی نہ بتادوں، یا آپ نے اس طرح کا (کوئی اور) کلمہ فرمایا، تم میں جو آدمی غصہ کے وقت اپنے آپ پر زیادہ قابو رکھتا ہو (وہ ان سے زیادہ طاقت ور ہے) (بزار)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ رَجُلٌ ظَلَمَهُ رَجُلٌ فَكَظَمَ غَيْظَهُ فَغَلَبَهُ وَغَلَبَ شَيْطَانَهُ وَغَلَبَ شَيْطَانَ صَاحِبِهٖ (مسند البزار، رقم الحديث ۲۷۲۷) [1]

ترجمہ: کیا میں تمہیں ان سے زیادہ قوی آدمی نہ بتادوں؟ وہ آدمی ہے جس پر کوئی دوسرا آدمی ظلم کرے، پھر وہ اپنے غصہ کو پی جائے، اور غصہ پر اور اپنے شیطان پر غلبہ حاصل کرلے اور اپنے ساتھی کے شیطان پر بھی غلبہ حاصل کرلے (بزار)

مطلب یہ ہے کہ جب آدمی خود اپنے غصہ پر قابو پاتا ہے، تو وہ گویا کہ اپنے شیطان پر اور اپنے مدِ مقابل اور اس کے شیطان پر بھی غلبہ حاصل کرلیتا ہے، اس لئے غصہ پر قابو کرنے والا گویا کہ بہت طاقت ور ہے، وہ بیک وقت شیطان اور مخالف دونوں کو زیر کردیتا ہے۔

غصہ نہ کرنے کی وصیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الحافظ العسقلانی: رواه البزار بسند حسن (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ص ۵۱۹، قوله باب الحذر من الغضب)

قال الهيثمی: رواهما البزار بإسناد واحد، وفيه شعيب بن بيان وعمران القطان، ووثقهما ابن حبان وضعفهما غيره، وبقية رجالهما رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۹۸۲، باب فيمن يملک نفسه عند الغضب)

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِيْ، قَالَ: لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: لَا تَغْضَبْ(بخاری) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ غصہ نہ کیا کیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مرتبہ یہی جملہ دہرایا کہ آپ غصہ نہ کیا کیجئے (بخاری، ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْصِنِيْ؟ قَالَ: لَا تَغْضَبْ، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: فَفَكَّرْتُ حِيْنَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ، فَإِذَا الْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهٗ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٣١٧١) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ غصہ نہ کیا کیجئے۔

اُس آدمی نے عرض کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی تو میں نے آپ کے ارشاد پر غور کیا، تو میں نے محسوس کیا کہ غصہ پورے شَر کو جمع کیے ہوئے ہوتا ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ غصہ میں بہت سے شَر جمع ہوتے ہیں (جو غصہ نافذ کرنے کے نتیجے میں سامنے آنا شروع ہو جاتے ہیں) اس لئے غصہ نہ کیا جائے، اور غصہ آ جائے، تو قابو میں رکھا جائے۔

غصہ پینا عظیم فضیلت کا سبب

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٦١١٦، كتاب الادب، باب الحذر من الغضب، سنن الترمذی، رقم الحديث ٢٠٢٠.
قال الترمذی: وفی الباب عن ابی سعيد، وسليمان بن صرد وهذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه.

[2] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ جَرْعَۃً أَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جَرْعَۃِ غَیْظٍ، یَکْظِمُھَا ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ تَعَالٰی

(مسند أحمد، رقم الحدیث ۶۱۱۴) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کا کوئی گھونٹ پینا اللہ عزوجل کے نزدیک غصہ کے گھونٹ پینے سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا، جس کو بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پیتا ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کی رضا کے لئے غصہ کو پیا جائے، تو یہ غصہ کا گھونٹ پینا اللہ کو سب گھونٹوں سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَھُوَ یَسْتَطِیْعُ أَنْ یُنَفِّذَہٗ دَعَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ فِیْ أَیِّ الْحُوْرِ شَاءَ (سنن الترمذی) ؎۲

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غصہ کو پیا، اور وہ اُس کو نافذ کرنے (اور اپنے غصہ پر اقدام کرنے) کی استطاعت (وقدرت) رکھتا تھا، تو اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے دن سب مخلوق کے سامنے بُلائیں گے، یہاں تک کہ اُس کو اختیار دیں گے کہ جونسی چاہے حور پسند (ومنتخب) کرلے (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ غصہ کو نافذ ولاگو کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود اس کو پی لینا آخرت کی عظیم نعمتوں اور حسبِ منشاء حور کے حاصل ہونے کا باعث ہے۔

؎۱ فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث صحیح.

؎۲ رقم الحدیث ۲۰۲۱، ابواب البر والصلۃ باب فی کظم الغیظ، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۶۳۷.

قال الترمذی: ھذا حدیث حسن غریب.

وفی حاشیۃ مسند احمد: اسنادہ حسن.

غصہ نہ کرنا اللہ کے غضب سے نجات کا سبب

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَاذَا يُبَاعِدُنِيْ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: لَا تَغْضَبْ (مسند أحمد، رقم الحديث ٦٦٣٥) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون سی چیز مجھے اللہ عزوجل کے غضب (وغصہ) سے دُور کردے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ غصہ نہ کیجئے (یہ عمل آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصہ سے دُور کردے گا) (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص غصہ وغضب سے پرہیز کرے گا، وہ اس کے نتیجہ میں اللہ کے غصہ وغضب سے بھی محفوظ ہوگا۔

غصہ نہ کرنا جنت میں داخلہ کا سبب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلِّمْنِيْ عَمَلاً يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ، قَالَ: لَا تَغْضَبْ (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ١٥٩٣) [2]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتادیجئے، جو مجھے جنت میں داخل کرادے، اور آپ مجھے زیادہ اعمال نہ بتائیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ غصہ نہ کیا کیجئے (ابو یعلیٰ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

[2] قال حسين سليم أسد في تعليق ابي يعلىٰ: إسناده صحيح.

أَنَّهُ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَغْضَبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ (مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۲۱، واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۲۳۵۳)[۱]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتلا دیجئے، جو مجھے جنت میں داخل کرنے کا باعث ہو؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ غصہ نہ کیا کیجئے، تو آپ کے لئے جنت ہے (طبرانی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ غصہ نہ کرنا جنت میں داخلہ کا سبب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ پر صبر فرمانا

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ : وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُهٗ، وَقَالَ : رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى، لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ (بخاری)[۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ (لوگوں میں) مال تقسیم کیا، تو انصار کے ایک آدمی نے کہا کہ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقسیم میں اللہ کی رضاء کا لحاظ نہیں کیا (یعنی کسی کی بے جا طرفداری کی) حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کو

---

[۱] قال المنذری: رواه الطبرانی بإسنادین أحدهما صحیح (الترغیب والترهیب للمنذری، الترهیب من الغضب والترغیب فی دفعه وکظمه وما یفعل عند الغضب)

[۲] رقم الحدیث ۶۰۵۹، کتاب الادب، باب من أخبر صاحبه بما یقال فیه.

اس بات کی خبر دی، تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا، اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے، جن کو اس سے زیادہ ایذاء دی گئی، پھر انہوں نے صبر کیا (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ سخت نازیبا کلمہ تھا، مگر آپ نے صبر سے کام لیا، اور غصہ نہیں فرمایا، اور حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے طرزِ عمل کو سامنے رکھا۔

غصہ کے بارے میں لوگوں کی اقسام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ : سَأُحَدِّثُكُمْ بِأُمُوْرِ النَّاسِ وَأَخْلَاقِهِمْ: اَلرَّجُلُ يَكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ، فَلَا عَلَيْهِ وَلَا لَهُ، كَفَافٌ، وَالرَّجُلُ يَكُوْنُ بَعِيْدَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الرِّضَا، فَذَاكَ لَهُ وَلَا عَلَيْهِ، وَالرَّجُلُ سَرِيْعُ الْغَضَبِ بَعِيْدُ الرِّضَا، فَذَاكَ عَلَيْهِ وَلَا لَهُ، وَالرَّجُلُ يَقْضِي الَّذِيْ لَهُ، وَيَقْضِي الَّذِيْ عَلَيْهِ، فَذَاكَ لَا عَلَيْهِ وَلَا لَهُ كَفَافًا، وَالرَّجُلُ يَقْضِي الَّذِيْ عَلَيْهِ وَلَا يَقْضِي الَّذِيْ لَهُ، فَذَاكَ لَهُ وَلَا عَلَيْهِ، وَالرَّجُلُ يَقْضِي الَّذِيْ لَهُ وَيَمْطُلُ النَّاسَ فِي الَّذِيْ لَهُمْ، فَذَاكَ عَلَيْهِ وَلَا لَهُ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۹۸۴) [1]

---

[1] عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم سأحدثكم بأمور الناس واختلافهم الرجل يكون سريع الغضب سريع الفیء فلا عليه ولا له كفافا والرجل يكون بعيد الغضب سريع الرضا فذاک له ولا عليه والرجل يكون سريع الغضب بعيد الرضا فذاک عليه ولا لـه والرجل الذی يقتضی الذی له ويقضی الذی عليه فذاک لا له ولا عليه ورجل يقتضی الذی له ويمطل الناس بالذی لهم فذاک عليه ولا لَهُمْ(مسند البزار، رقم الحديث ۹۲۳۹)

قال الهيثمی: رواه البزار من طريق عبد الرحمن بن شريک، عن أبيه وهما ثقتان وفيهما ضعف، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۹۷۹ ،باب ما جاء فی الغضب ومراتب الناس فيه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے لوگوں کے معاملات اور ان کے اخلاق کو بیان کرتا ہوں، ایک آدمی تو وہ ہوتا ہے جس کو غصہ جلدی آتا ہے، اور جلدی واپس چلا جاتا ہے، تو نہ تو اس کا کوئی نقصان ہوتا ہے، اور نہ اس کو کوئی فائدہ ہوتا ہے، اور دوسرا آدمی وہ ہے کہ جس کو غصہ دیر سے آتا ہے، اور وہ جلدی خوش ہوجاتا ہے، تو یہ اس کے لئے فائدہ مند ہے، اور اس کو کوئی نقصان نہیں، اور تیسرا آدمی وہ ہے جس کو غصہ جلدی آتا ہے، اور وہ دیر سے راضی ہوتا ہے، تو یہ اس کے لئے نقصان دہ ہے، اور اس کے لئے فائدہ مند نہیں، اور چوتھا آدمی وہ ہے کہ جو (اپنے پیش آمدہ کاموں میں) اپنے دنیوی مفاد کی رعایت میں بھی فیصلے واقدام کرتا ہے، اور اپنے دنیوی مفاد کے برخلاف فیصلے واقدام بھی کرتا ہے، تو اس کے لئے (آخرت کے اعتبار سے) نہ فائدہ ہے، اور نہ نقصان ہے (کہ مفاد والے اقدامات کی تلافی ایثار والے فیصلوں سے ہوجائے گی) اور پانچواں آدمی وہ ہے کہ جو اپنے لئے نقصان کا فیصلہ تو کرلیتا ہے، اور اپنے فائدہ کا فیصلہ نہیں کرتا (یعنی بھرپور ایثار کا مظاہرہ کرتا ہے، انفرادی مفاد کو اجتماعی فائدہ پر قربان کردیتا ہے) تو اس کو (انجام کار) فائدہ تو ہوتا ہے، لیکن نقصان نہیں ہوتا، اور چھٹا آدمی وہ ہے جو اپنے لئے تو فائدہ کا فیصلہ کرلیتا ہے، اور لوگوں کے فائدہ کو ٹال دیتا ہے (یعنی ہمیشہ ذاتی مفاد کو ملی واجتماعی مفاد پر مقدم رکھتا ہے، جو کہ خودغرضی ہے) تو اس پر وبال وخسران ہی خسران اور نقصان ہوتا ہے، اور اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا (طبرانی)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمُ الْبَطِيْءَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ، وَمِنْهُمْ سَرِيْعُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ، فَتِلْكَ بِتِلْكَ، أَلَا وَإِنَّ مِنْهُمْ سَرِيْعَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ، أَلَا وَخَيْرُهُمْ بَطِيْءُ الْغَضَبِ سَرِيْعُ الْفَيْءِ، أَلَا وَشَرُّهُمْ سَرِيْعُ

الْغَضَبِ بَطِيْءُ الْفَيْءِ، أَلاَ وَإِنَّ مِنْهُمْ حَسَنَ الْقَضَاءِ حَسَنَ الطَّلَبِ، وَمِنْهُمْ سَيِّءُ الْقَضَاءِ حَسَنُ الطَّلَبِ، وَمِنْهُمْ حَسَنُ الْقَضَاءِ سَيِّءُ الطَّلَبِ، فَتِلْكَ بِتِلْكَ، أَلاَ وَإِنَّ مِنْهُمُ السَّيِّءَ الْقَضَاءِ السَّيِّءَ الطَّلَبِ، أَلاَ وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ، أَلاَ وَشَرُّهُمْ سَيِّءُ الْقَضَاءِ سَيِّءُ الطَّلَبِ، أَلاَ وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِيْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، أَمَا رَأَيْتُمْ إِلٰى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ أَوْدَاجِهِ، فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَلْصَقْ بِالْأَرْضِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: یادرکھو کہ لوگوں میں بعض تو وہ ہیں، جن کو غصہ دیر سے آتا ہے، اور جلدی چلا جاتا ہے، اور بعض وہ ہیں، جن کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی چلا جاتا ہے، تو یہ باہم برابر سرابر ہیں (کوئی خسارہ ان کو نہیں)

اور بعض وہ ہیں کہ جن کو جلدی غصہ آتا ہے، اور دیر سے جاتا ہے، یادرکھو کہ ان میں سے بہتر لوگ وہ ہیں، جن کو دیر سے غصہ آتا ہے، اور جلدی واپس چلا جاتا ہے، اور ان میں بدترین وہ ہیں کہ جن کو جلدی غصہ آتا ہے، اور دیر سے واپس جاتا ہے۔

اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کا فیصلہ اچھا ہوتا ہے، اور طلب وغرض بھی اچھی ہوتی ہے (یہ سب سے اچھے لوگ ہیں) اور بعض وہ ہیں جن کا فیصلہ برا ہوتا ہے، اور طلب وغرض اچھی ہوتی ہے، اور بعض وہ ہیں جن کا فیصلہ اچھا ہوتا ہے، اور طلب وغرض بری ہوتی ہے، تو یہ ایک دوسرے کے مد مقابل ہیں (کہ ایک کی ایک چیز بری ہے، تو دوسری چیز اچھی ہے)

یادرکھو کہ بعض لوگ وہ ہیں کہ جن کا فیصلہ بھی برا اور طلب بھی بری ہوتی ہے، اور ان میں بہترین لوگ وہ ہیں کہ جن کا فیصلہ بھی اچھا ہو، اور طلب بھی اچھی ہو، اور

---

[1] رقم الحدیث ۲۱۹۱، ابواب الفتن، باب ما جاء ما أخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم أصحابہ بما ہو کائن إلی یوم القیامۃ.

بدترین وہ ہیں کہ جن کا فیصلہ بھی برا ہو اور طلب بھی بری ہو۔
یاد رکھو کہ غصہ بنی آدم کے دل میں ایک سلگتی ہوئی چنگاری ہے، کیا تم غصہ میں مبتلا انسان کی آنکھوں کی سرخی اور اس کی رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھتے۔
پس جب تم میں سے کوئی غصہ کو محسوس کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ زمین کے جتنا ممکن ہو قریب ہو جائے (یعنی کھڑا ہوا ہو تو بیٹھ جائے؛ اور بیٹھا ہوا ہو تو لیٹ جائے) (ترمذی)
اس حدیث کی سند حسن ہے۔ ؎

؎ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔
قال الترمذي: وفي الباب عن حذيفة، وأبي مريم، وأبي زيد بن أخطب، والمغيرة بن شعبة وذكروا أن النبي صلى الله عليه وسلم حدثهم بما هو كائن إلى أن تقوم الساعة وهذا حديث حسن.
اور بعض حضرات نے علی بن زید کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، مگر اولاً تو معجم اوسط کی ایک روایت میں یہ موجود نہیں، چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

حدثنا علي بن سعيد الرازي قال: نا إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة المروزي قال: نا علي بن الحسين بن واقد قال: حدثني أبي، عن عطاء بن ميسرة، أن أبا نضرة، حدثه، عن أبي سعيد الخدري: أن نبي الله صلى الله عليه وسلم صلى بهم العصر، ثم قام فيهم خطيبا، فقال في خطبته: ألا إن الدنيا خضرة حلوة، وإن الله مستخلفكم فيها، فناظر كيف تعملون، ألا فاتقوا الدنيا واتقوا النساء، ألا إن لكل غادر لواء يوم القيامة، بقدر غدرته عند استه، ألا وإن أكبر الغدر غدر أمير عامة ألا وإن الغضب جمرة توقد على قلب ابن آدم، ألا ترون إليه حين يغضب كيف تحمر عيناه، وتنتفخ أوداجه، فمن وجد من ذلك شيئا فكان قائما فليجلس، ومن كان جالسا فليلزق بالأرض، وإن الناس في الغضب على منازل: رجل سريع الغضب سريع الفيء فذلك لا عليه ولا له، ورجل بطيء الغضب بطيء الفيء، فذلك لا عليه ولا له، ورجل بطيء الغضب سريع الفيء فذلك له، ورجل سريع الغضب بطيء الفيء فذلك عليه، ألا إن ابن آدم خلق على أطوار: يخلق العبد مؤمنا، ويعيش مؤمنا، ويموت مؤمنا، ويخلق العبد كافرا ويعيش كافرا، ويموت كافرا، ويخلق مؤمنا، ويعيش مؤمنا، ويموت كافرا، ويخلق كافرا، ويعيش كافرا، ويموت مؤمنا وذكر أن الناس في الطلب على منازل: يكون الرجل إذا طلب اشتد، وإذا طلب قضى، فتلك بتلك، ويكون الرجل إذا طلب حبس، إذا طلب أخذ، فتلك بتلك، ويكون الرجل إذا طلب حبس وأخذ، وإذا طلب قضى، فهو خير

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

غصہ کے وقت ''اعوذ باللہ'' پڑھنے کا حکم

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا يَغْضَبُ وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دی ان میں سے ایک آدمی کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں رسول اللہ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ آدمی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

له، ويكون الرجل إذا طلب يحبس، وإذا طلب لوى، فهو شر له، ألا هل عسى أحدكم أن يرى منكرا فلا يغيره، ألا وإنه قد مضى بين أيديكم تسع وستون أمة، وأنتم توفون سبعين، ألا وإن ما مضى من الدنيا فيما بقي كما مضى من يومكم هذا فيما بقي، وذلك حين اصفرت الشمس وتغيب. لم يرو هذا الحديث عن عطاء الخراساني، إلا الحسين بن واقد، تفرد به ابنه "(المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٣٨١٧)

دوسرے حضرت زید بن اسلم کی سند سے مرسلاً بھی اس طرح کا مضمون مروی ہے۔

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، نا إبراهيم بن جعفر السختياني، نا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم العبدي، نا ابن بكير، نا الليث، عن هشام بن سعد، عن زيد بن أسلم، أنه قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال :وذكر كلمة الناس في أخلاقهم ": رجل سريع الرضا بعيد الغضب، فذاك له لا عليه، ورجل بعيد الرضا بعيد الغضب، فذاك كفاف، ورجل بعيد الرضا سريع الغضب، فذاك عليه لا له (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ٧٩٤٥)

اور تیسرے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث اس مضمون کی تائید کرتی ہے۔

لہٰذا امام ترمذی رحمہ اللہ کا اس حدیث کو حسن قرار دینا درست معلوم ہوتا ہے۔

[1] رقم الحديث ٢٦١٠ "١١٠" كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأي شيء يذهب الغضب.

اسے کہہ لے تو اس سے (یہ غصہ) جاتا رہے (وہ کلمہ یہ ہے) أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيُطَانِ الرَّجِيُمِ (مسلم)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَوُ يَقُولُ أَحَدُكُمُ إِذَا غَضِبَ : أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيُطَانِ الرَّجِيُمِ ذَهَبَ عَنُهُ غَضَبُهُ (المعجم الصغير للطبراني، رقم الحديث ۱۰۲۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے، تو اس کا غصہ چلا جائے گا (طبرانی)

اس حدیث سے غصہ کے وقت ''اعوذ باللہ'' پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی کہ اس سے غصہ کافور اور دُور ہوجاتا ہے۔

غصہ کے وقت ایک اور مسنون عمل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا : إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمُ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجُلِسُ فَإِنُ ذَهَبَ عَنُهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضُطَجِعُ (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الصغير والأوسط، ورجاله ثقات وفي بعضهم خلاف (مجمع الزوائد، باب ما يقول ويفعل إذا غضب)

[2] رقم الحديث ۴۷۸۲، كتاب الادب، باب ما يقال عند الغضب، مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۳۴۸، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۶۸۸.

قال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۹۹۵، باب ما يقول ويفعل إذا غضب)

وفي حاشية مسند احمد: رجاله ثقات رجال الصحيح.

وفي حاشية ابنِ حبان: حديث صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

آئے، اور وہ کھڑا ہوا ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ بیٹھ جائے، اگر غصہ چلا جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے چاہئے کہ لیٹ جائے (ابوداؤد)

اس سے پہلے ایک حدیث میں غصہ کے وقت خاموش رہنا بھی بطورِ علاج گزر چکا ہے۔

اور ایک حدیث میں غصہ کے وقت وضو کرنے کا حکم آیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ [1]

غصہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، جو آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، اس لئے مٹی کے قریب ہونا غصہ کے دور ہونے میں مؤثر ہے۔

نیز آگ کی خاصیت اوپر کو جانا ہے، جس میں تکبر اور تعلّی پائی جاتی ہے، اور مٹی کی خاصیت نیچے کو آنا ہے، جس میں تواضع اور عاجزی پائی جاتی ہے۔

اس لئے غصہ جو تکبر اور تعلّی سے پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج تواضع اور عاجزی کی حالت سے تجویز کیا گیا ہے۔

(کذا فی: مرقاۃ المفاتیح، ج۸ص ۳۱۹۴، کتاب الاداب، باب الغضب والکبر)

ملحوظ رہے کہ غصہ کی جو برائی شریعت نے بیان کی ہے، وہ غصہ استعمال کرنے اور غصہ کے تقاضہ پر عمل کرنے کی صورت میں ہے۔

(مرقاۃ، کتاب الاداب، باب الامر بالمعروف)

---

[1] حدثنا بکر بن خلف، والحسن بن علی المعنی، قالا :حدثنا إبراهيم بن خالد، حدثنا أبو وائل القاص، قال :دخلنا علی عروۃ بن محمد السعدی، فکلمه رجل فأغضبه، فقام فتوضأ ثم رجع وقد توضأ، فقال :حدثنی أبی، عن جدی عطیة، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :إن الغضب من الشیطان، وإن الشیطان خلق من النار، وإنما تطفأ النار بالماء ، فإذا غضب أحدکم فلیتوضأ(سنن أبی داود، رقم الحدیث ۴۷۸۴)

(۷)

سب وشتم اور گالی گلوچ

عربی زبان میں سبّ وشتم، گالی گلوچ کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، جس کی حقیقت کسی کی شان میں عیب ونقص منسوب کرنا ہے، خواہ وہ عیب اور نقص اُس میں موجود ہو یا نہ ہو۔

اور سبّ وشتم بھی درحقیقت بدزبانی، بدکلامی اور بدگوئی وفحش گوئی میں داخل ہے۔ [1]

مسلمان کو سب وشتم کرنا فسق ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اُس کے ساتھ قتال کرنا کفر (والا کام) ہے (بخاری)

''فسق'' اللہ تعالیٰ کی ایسی نافرمانی کو کہا جاتا ہے، جو شدید گناہ ہو، جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو سبّ وشتم اور گالی گلوچ کرنا، اللہ تعالیٰ کی سخت نافرمانی اور گناہ میں داخل ہے، خواہ گالی گلوچ نیک وشریف آدمی کو کی جائے، یا گناہ گار مسلمان عامی شخص کو یا حکمران کو، کیونکہ

---

[1] السباب بكسر السين المهملة، ويحتمل هذا أن يكون من باب المفاعلة، وأن يكون بمعنى السب أى الشتم وهو التكلم فى شأن الإنسان بما يعيبه (عمدة القارى، ج۲۲ ص۱۲۳، كتاب الادب، باب ما ينهى عنه من السباب واللعن)

الشتم فى اللغة: السب، والاسم الشتيمة. وفى الاصطلاح: أن يتكلم أمام إنسان بما فيه أو بما ليس فيه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۱، ص۲۷۱، مادة "ذم")

[2] رقم الحديث ۴۸، كتاب الايمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر.

حدیث میں مسلمان کو گالی دینا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:فتح البارى لابنِ حجر، ج ا ص ۱۱۲،قوله باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر)

باہم سب وشتم کرنے میں ابتداء کرنے والا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِءِ، مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے (یعنی زیادتی نہ کرے)(مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اگر دو افراد باہم ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں، تو ان میں اصل گناہ گار ابتداء کرنے والا شمار ہوتا ہے، بشرطیکہ پلٹ کر برا بھلا کہنے والا حد پر قائم رہے، اور ابتداء کرنے والے کی برائی میں اس حد سے آگے نہ بڑھے، جس حد پر ابتداء کرنے والا تھا، البتہ پھر بھی صبر کرنا اور برے الفاظ پر خاموشی یا اچھے انداز میں دفاع کرنا افضل ہے، کیونکہ برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی سے لینا جائز ہے، مگر درگزر کر دینا اجر وفضیلت کا باعث ہے۔

اور یہ حکم اس صورت میں ہے، جبکہ برا بھلا کہنا ظالم یا احمق وغیرہ جیسے الفاظ کے ساتھ ہو۔

اور اگر اس میں جھوٹ، تہمت یا اسلاف میں سے کسی کو برا بھلا کہنا شامل ہو، تو پھر دونوں فریق گناہ گار ہوتے ہیں (كذا فى: شرح النووى، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن السباب)

گالی کے جواب میں صبر پر اجر

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۲۵۸۷ ”۶۸“ كتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن السباب.

وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَکَ بِمَا يَعْلَمُ فِيکَ فَلاَ تَشْتُمْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّهُ يَكُونُ لَکَ أَجْرُهُ، وَعَلَيْهِ وِزْرُهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۶۳۵) [1]

ترجمہ: اور اگر کوئی آدمی آپ کو اس عیب کی گالی دے، جس کو وہ آپ کے اندر جانتا ہے، تو آپ اس کو اس عیب کی گالی نہ دیں جو آپ اس کے اندر جانتے ہو، تو آپ کو اس (پرصبر) کا اجر ملے گا، اور اس دوسرے کو گالی دینے کا گناہ ہوگا (مسند احمد)

اس حدیث سے گالی کے جواب میں گالی نہ دینے، بلکہ صبر کرنے پر اجر وثواب کا ہونا معلوم ہوا، لہٰذا اگر کوئی دوسرا گالی دے، تو اس کو پلٹ کر گالی نہیں دینی چاہئے۔

باہم سب وشتم کرنے والے شیطان اور جھوٹے ہیں

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اَلرَّجُلُ مِنْ قَوْمِي يَشْتُمُنِيْ وَهُوَ دُوْنِيْ، أَفَأَنْتَقِمُ مِنْهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَاتَرَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ (صحيح ابن حبان) [2]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میری قوم کا ایک آدمی مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے (نسب وغیرہ کے اعتبار سے) نیچے درجے کا ہے، تو کیا میں اس سے بدلہ لے لوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں گالی دینے والے دونوں شخص شیطان ہوتے ہیں جو کہ بیہودہ بکتے ہیں، اور جھوٹ بولتے ہیں

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[2] رقم الحديث ۵۷۲۶، كتاب الحظر والاباحة، باب مايكره من الكلام ومالايكره، ذكر الإخبار عن وصف المستبين اللذين يكذبان فى سبابهما؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۴۸۹.
فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الصحيح.
وفى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

(ابنِ حبان،مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے شیطانی خصلت کے مالک، جھوٹے اور بکواس کرنے والے ہوتے ہیں، وہ اس طرح کہ ایک دوسرے کو بڑھ چڑھ کر گالی دیتے ہیں،اور حیاء وغیرت سے کام نہیں لیتے۔

مُردوں کو سب وشتم کرنے کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لاَ تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مُردوں (یعنی فوت شدہ لوگوں) کو سبّ وشتم (اور گالی گلوچ) نہ کیا کرو،اس لئے کہ وہ لوگ اس (کے ثمرہ ونتیجہ) سے مل چکے ہیں جوانہوں نے (زندگی میں عمل کر کے) آگے بھیجا ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جیسا عمل کیا،اب فوت ہونے پراس کا بدلہ اور خمیازہ پا چکے،اب تمہارے برا بھلا کہنے سے کیا فائدہ،اگران کا انجام اچھا ہوا،تو تمہارے بُرا کہنے سے کچھ نہیں ہوتا،اوراگران کا انجام بُرا ہوا،تو تمہارے بُرا کہنے سے اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوْا الْأَحْيَاءَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۲۰۹؛ ترمذی، رقم الحديث ۱۹۸۲) [2]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مُردوں کو گالی مت دو، جس سے تم زندوں کو ایذاء پہنچاؤ (مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ۱۳۹۳، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من سب الأموات.

[2] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ جس فوت شدہ کو گالی دی جاتی ہے، اور برا بھلا کہا جاتا ہے، تو اس کے متعلقین و پسِ ماندگان کو ایذاء و تکلیف پہنچتی ہے، اور کسی مسلمان کو ایذاء و تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا؛ فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ أَسْلَمَ (مسند أحمد ،رقم الحديث ٢٢٨٨٠) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ تم قومِ تُبّع کو سبّ و شتم مت کرو، کیونکہ وہ اسلام لے آئے تھے (مسند احمد)

قومِ تُبّع فوت ہو چکی ہے، اور وہ اسلام لا چکے تھے، اور مسلمان کو گالی دینا، خاص طور پر فوت شدہ کو گالی دینا گناہ ہے، اس لئے قومِ تبع کو گالی دینے سے منع کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ فوت ہو چکے ہیں، تو چونکہ وہ دنیا میں اپنا اچھا یا بُرا عمل کر کے اُس کے انجام کو پہنچ چکے ہیں؛ لہٰذا ان کو بُرا کہنا اور گالی گلوچ کرنا منع ہے۔

اس کے علاوہ جب کوئی فوت شُدہ شخص کو بُرا کہتا ہے، اور اس کو گالی گلوچ کرتا ہے، تو اس فوت شدہ شخص کے زندہ متعلقین کو اس سے ایذاء و تکلیف پہنچتی ہے، اور کسی مسلمان کو ایذاء و تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

اور یہ ممانعت مسلمان مُردوں کے لئے ہے، جس کی وجہ قومِ تُبّع کو بُرا کہنے کی حدیث میں مذکور ہے۔

جہاں تک فوت شُدہ کافروں کا تعلق ہے، تو اُن کا نام لیے اور تعیین کیے بغیر تو بُرا کہنے کی

---

[1] عن صخر، وقد أدرک النبی صلی الله علیه وسلم، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :لا تسبوا الأموات، فتؤذوا الأحیاء (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ٧٢٧٨)

[2] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

اجازت ہے؛ لیکن کسی کو متعین کر کے بُرا کہنا مناسب نہیں، اِلَّا یہ کہ اس کی کفر پر موت یقینی ہو، جس کا شریعت سے علم ہوا ہو، جیسا کہ ابوجہل وغیرہ۔ [1]

صحابۂ کرام پر سب وشتم کی ممانعت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِيْ، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلاَ نَصِيْفَهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے صحابہ کو سب وشتم نہ کرو، پس اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے، تو وہ اُن (یعنی صحابہ) کے ایک مُد بلکہ اس کے آدھے حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا (بخاری)

اس طرح کی ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

ایک مُد تقریباً چوتھائی صاع کے برابر ہوتا ہے، جس کا وزن ایک سیر سے بھی کم بنتا ہے، اور اس سے آدھے حصہ کا وزن آدھے سیر سے بھی کم بنتا ہے۔

(کذا فی: مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم أجمعین)

---

[1] (وعن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم -لا تسبوا الأموات) النهی فیه للتحریم، وأل لإبطال معنی الجمعیة، أی :أی میت .وعلل النهی بقوله (فإنهم قد أفضوا) أی :وصلوا (إلی ما قدموا) من عملهم خیرا کان أو شرا، إذ لا فائدة فی سبهم .والحدیث فی سب أموات المسلمین .أما أموات الکفار فیجوز سبهم عموما وأما المعین منهم، فلا یجوز سبه، لاحتمال أنه مات مسلما، إلا أن یکون ممن نص الشارع علی موته کافرا، کأبی لهب وأبی جهل (دلیل الفالحین، تحت رقم الحدیث ۱۵٦۲، ج۸، ص۴۰٦، باب فی تحریم سب الأموات بغیر حق ومصلحة شرعیة)

[2] رقم الحدیث ۳٦۷۳، کتاب اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم :لو کنت متخذا خلیلا.

[3] عن أبی هریرة، قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :لا تسبوا أصحابی، لا تسبوا أصحابی، فوالذی نفسی بیده لو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذهبا، ما أدرک مد أحدهم، ولا نصیفه(مسلم، رقم الحدیث ۲۵۴۰" ۲۲۱")

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ (سنن ابن ماجه) ۱؎

ترجمہ: تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو سب وشتم مت کرو، پس اُن میں سے کسی کا ایک ساعت (اور ایک لمحہ عبادت کے لئے) کھڑا ہونا تم میں سے کسی کے عمر بھر کے عمل سے بہتر ہے (ابنِ ماجہ، ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۴۷۷۱) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو سبّ وشتم مت کرو، اللہ کی لعنت ہو اس پر جو میرے صحابہ کو سب وشتم کرے (طبرانی)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۳؎

۱؎ رقم الحديث ۱۶۲، افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم، باب فضل اهل بدر، مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۳۳۰۸۲.

۲؎ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح غير علي بن سهل، وهو ثقة (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۱۶۴۲۹، باب ما جاء في حق الصحابة رضی الله عنهم والزجر عن سبهم)

۳؎ عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة، والناس أجمعين (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۲۷۰۹)

عن عطاء، عن عبد الله بن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله من سب أصحابي (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۳۵۸۸)

عن نافع، عن ابن عمر؛ أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من سب أصحابي فعليه لعنة الله (مسند البزار، رقم الحديث ۵۷۵۳)

عن أنس بن مالك، رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا (الدعاء للطبراني، رقم الحديث ۲۱۰۸)

عن عطاء، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سب أصحابي فعليه لعنة الله (مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۳۳۰۸۶)

ان احادیث وروایات سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر سبّ وشتم کی سخت ممانعت وقباحت معلوم ہوئی۔

زمانہ کو سب وشتم کرنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زمانہ پر سب وشتم نہ کرو، کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے (مسلم)

یعنی زمانہ اللہ کے حکم سے وجود میں آتا ہے، اس لئے زمانہ کو سبّ وشتم کرنا، گویا کہ اللہ کی طرف سب وشتم کی نسبت کرنا ہے، جو کہ درست نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بنی آدم مجھے ایذاء دیتا ہے (یعنی میری شان کے خلاف بات کہتا ہے اور وہ اس طرح) کہ وہ زمانہ پر سب شتم کرتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (یعنی زمانہ میرے تابع اور ماتحت ہے) میرے قبضۂ قدرت میں تمام حالات اور زمانے ہیں، میں ہی رات ودن کو پلٹتا (اور کم زیادہ کرتا) ہوں (بخاری، مسلم)

---

[1] رقم الحديث ۲۲۴۶ "۵" كتاب الالفاظ الادب وغيرها، باب النهى عن سب الدهر.

[2] رقم الحديث ۴۸۲۶، كتاب تفسير القرآن، باب وما يهلكنا إلا الدهر، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۲۲۴۶ "۲".

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یُؤْذِیْنِیْ اِبْنُ آدَمَ یَقُوْلُ یَا خَیْبَۃَ الدَّھْرِ .فَلا یَقُوْلَنَّ أَحَدُکُمْ یَا خَیْبَۃَ الدَّھْرِ .فَإِنِّیْ أَنَا الدَّھْرُ أُقَلِّبُ لَیْلَہٗ وَنَھَارَہٗ فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُھُمَا(مسلم) [۱]

ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ ابنِ آدم مجھے ایذا پہنچاتا (یعنی میری شان میں نازیبا کلمات کہتا) ہے، اور یہ کہتا ہے کہ ہائے زمانے کی ہلاکت، تو تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے، ہائے زمانے کی ہلاکت، کیونکہ زمانہ میں ہوں، میں ہی زمانے کے دن رات کو بدلتا ہوں، پس جب میں چاہوں گا، دن رات کو قبض کرلوں گا (مسلم)

اور ایک روایت میں دن رات کو پلٹنے کے بجائے دن اور رات کو بھیجنے کے الفاظ ہیں۔ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ [۲]

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا الدَّھْرَ، فَإِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : أَنَا الدَّھْرُ، اَلْأَیَّامُ وَاللَّیَالِیْ لِیْ، أُجَدِّدُھَا وَأُبْلِیْھَا، وَآتِیْ بِمُلُوْکٍ بَعْدَ مُلُوْکٍ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۰۴۳۸) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زمانہ کو سب وشتم مت کرو، کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں زمانہ ہوں، دن اور رات میرے لئے

---

[۱] رقم الحدیث ۲۲۴۶ "۳"، کتاب الالفاظ من الادب، باب النهی عن سب الدهر.

[۲] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا يقل ابن آدم :واخيبة الدهر، إنى أنا الدهر، أرسل الليل والنهار، فإذا شئت قبضتهما (مسند احمد ،رقم الحديث ۸۲۳۲،عن ابى هريرة)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[۳] فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من أجل هشام بن سعد.

ہیں (یعنی میری مخلوق اور میری مرضی کے تابع ہیں) میں ان کو نیا اور پُرانا کرتا ہوں، اور میں ہی بادشاہوں کے بعد دوسرے بادشاہ لاتا ہوں (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ خواہ زمانہ پُرانا ہو، یا نیا؛ وہ بہرحال کوئی خود مختار چیز نہیں وہ تو اللہ کے حکم سے وجود میں آتا ہے اور اسی کے حکم سے چلتا ہے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔

لہٰذا زمانہ کو سبّ وشتم کرنا اور بُرا بھلا کہنا درست نہیں۔

(کذا فی: فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۶۰۲۵، شرح النووی علیٰ مسلم، ج۵ ص ۳، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ، باب النھی عن سب الدھر)

ہوا پر سب وشتم کرنے کی ممانعت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهٖ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهٖ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہوا کو سب وشتم (اور گالی گلوچ) مت کرو، پس جب تم (ہوا میں) کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھو تو یہ کہو کہ اے اللہ! ہم آپ کے ذریعہ سے اس ہوا کی خیر اور اس میں پوشیدہ خیر اور جس خیر کا اسے حکم دیا گیا ہے، اس کا سوال کرتے ہیں، اور ہم آپ کے ذریعہ سے اس ہوا کے شر اور اس میں پوشیدہ شر اور جس شر کا اسے حکم دیا گیا ہے، اس سے پناہ طلب کرتے ہیں (ترمذی)

---

[1] رقم الحدیث ۲۲۵۲، ابواب الفتن، باب ما جاء فی النھی عن سب الریاح.
قال الترمذی: وفی الباب عن عائشة، وأبی هريرة، وعثمان بن أبی العاص، وأنس، وابن عباس، وجابر: هذا حديث حسن صحيح.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَسُبُّوا اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ، وَلَا الشَّمْسَ، وَلَا الْقَمَرَ، وَلَا الرِّیْحَ، فَإِنَّھَا رَحْمَۃٌ لِقَوْمٍ، وَعَذَابٌ لِآخَرِیْنَ (المعجم الاوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رات اور دن کو، اور سورج اور چاند کو سبّ وشتم (اور گالی گلوچ) نہ کرو، اور نہ ہوا کو، کیونکہ ہوا ایک قوم کے لئے رحمت ہوتی ہے، اور دوسری کے لئے عذاب ہوتی ہے (طبرانی، ابویعلیٰ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تُسُبُّوا الرِّیْحَ فَإِنَّھَا مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ تَأْتِیْ بِالرَّحْمَۃِ وَالْعَذَابِ، وَلٰکِنْ سَلُوا اللّٰہَ مِنْ خَیْرِھَا وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا (سنن ابن ماجہ) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا پر سب وشتم (اور گالی گلوچ) مت کرو، اس لئے کہ یہ اللہ کی رحمت سے ہے، اور یہ (اللہ کے حکم سے) اللہ کی رحمت لاتی اور (اللہ کے حکم سے) عذاب بھی لاتی ہے، پس تم اللہ سے اس کی خیر کا سوال کرو، اور اللہ سے اس کے شر سے پناہ مانگو (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

مطلب واضح ہے کہ ہوا درحقیقت اللہ کے حکم کے تابع ہے، جب رحمت کا حکم ہو، رحمت بن کر

---

[1] رقم الحدیث ۴۶۹۸، فوائد تمام الرازی، رقم الحدیث ۱۲۸۴، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۲۱۹۴.

قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الأوسط، وفیہ سعید بن بشیر، وثقہ جماعۃ وضعفہ جماعۃ، وبقیۃ رجالہ ثقات، ورواہ أبو یعلی بإسناد ضعیف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۳۰۰۱، باب النھی عن سب اللیل والنھار وغیر ذلک)

[2] رقم الحدیث ۳۷۲۷، کتاب الادب، باب النھی عن سب الریح، مسند احمد، رقم الحدیث ۷۴۱۳.

فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث صحیح لغیرہ، وھذا إسناد حسن.

آتی ہے، اور جب عذاب کا حکم ہو، عذاب بن کر آتی ہے، لہٰذا تم ہوا کو سب وشتم اور گالی گلوچ کرنے کے بجائے اللہ سے ہوا کے خیر کا سوال اور شر سے پناہ مانگو۔

جانور پر سبّ وشتم کرنے کی ممانعت

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے ایک لمبے واقعہ میں روایت ہے کہ:

قُلْتُ اِعْهَدْ إِلَيَّ. قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا . قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً (ابو داؤد) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز آپ کسی کو بھی گالی نہ دینا، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہ کسی آزاد کو گالی دی، اور نہ کسی غلام کو، نہ کسی اونٹ کو گالی دی، اور نہ کسی بکری کو گالی دی (ابوداؤد، مسند احمد)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلَاةِ (سنن أبي داؤد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مرغ کو سب وشتم (اور گالم گلوچ) نہ کرو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے (ابوداود)

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے سے مسند احمد میں اس طرح روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ، فَإِنَّهُ يَدْعُوْ إِلَى الصَّلَاةِ " (مسند أحمد، رقم الحديث ٢١٦٧٩) [3]

---

[1] رقم الحديث ٤٠٨٤، كتاب اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار، مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٦٣٥.
في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[2] رقم الحديث ٥١٠١، كتاب الادب، باب ما جاء في الديك والبهائم.

[3] في حاشية مسند احمد: رجاله ثقات رجال الشيخين .

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مرغ کو سبّ وشتم (اور گالی گلوچ) نہ کرو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بلاتا ہے (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ دِيُكًا صَرَخَ عِنُدَ رَسُوُلِ اللّٰهِ صَلـىَّ اللّٰه عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهُ رَجُلٌ فَنَهٰى عَنُ سَبِّ الدِّيُكِ (مسند البزار رقم الحديث ۱۷۶۳) [۱]

ترجمہ: ایک مرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس چلّایا، اس کو ایک آدمی نے سب وشتم (اور گالم گلوچ) کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کو سب وشتم اور گالی گلوچ کرنے سے منع فرمایا (مسند بزار)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ دِيُكًـا صَـرَخَ عِـنُدَ رَسُوُلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهُ رَجُلٌ وَلَعَنَهُ فَقَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ : لَا تَلُعَنُهُ وَلَا تَسُبُّهُ فَإِنَّهُ يَدُعُوُ إِلَى الصَّلَاةِ (العظمة لابى الشيخ الاصبهانى) [۲]

ترجمہ: ایک مرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب چیخا، تو اس کو ایک آدمی نے سب وشتم (اور گالم گلوچ) کی اور لعن طعن کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لعن طعن نہ کرو، اور سب وشتم (اور گالم گلوچ) مت کرو، کیونکہ یہ نماز

---

[۱] قال المنذری: رواه البزار بإسناد لا بأس به والطبرانی إلا أنه قال فيه قال لا تلعنه ولا تسبه فإنه يدعو إلى الصلاة (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ۴۲۲۵، كتاب الادب)

وقال الهيثمی: رواه البزار والطبرانی إلا أنه قال لا تلعنه ولا تسبه فانه يدعو إلى الصلاة ، وفی اسناد البزار مسلم بن خالد الزنجی وثقه ابن حبان وغيره وفيه ضعف ، وبقية رجاله ثقات.(مجمع الزوائد ج ۸ ص ۷۷ باب ما نهی عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب فی لعنها)

[۲] ج۵ص ۱۷۶۰ ،باب ذكر ساعات الليل والنهار وعبادة الخلائق فی كل ساعة منها، الناشر: دار العاصمة،الرياض.

قال الهيثمی: رواه البزار وفيه عباد بن منصور وثقه يحيى القطان وغيره وضعفه ابن معين وغيره ، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۸ص۷۷ باب ما نهی عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب فی لعنها)

کی طرف بلاتا ہے (العظمہ للاصبہانی)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو اور بطورِ خاص اس جانور کو جس سے خیر حاصل ہو، سب وشتم اور گالی گلوچ کرنا درست نہیں، بلکہ ایسا جانور قابلِ اکرام ہے۔

(کذافی: مرقاۃ المفاتیح، ج۷ص۲۶۷۷، کتاب الصید والذبائح، باب ما یحل أکله وما یحرم أکله، الفصل الثانی)

(مزید تفصیل کے لئے ہماری دوسری کتاب ''جانوروں کے حقوق وآداب'' ملاحظہ فرمائیں)

اپنے والدین کو سبّ وشتم کرنے کا وبال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ، مَلْعُوْنٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۹۱۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملعون (یعنی باعثِ لعنت) ہے وہ شخص جو اپنے باپ کو گالی دے، ملعون ہے وہ شخص جو اپنی ماں کو گالی دے (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک کبیرہ ترین گناہوں میں سے ایک گناہ یہ ہے کہ کوئی اپنے والدین پر لعنت کرے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کوئی کیسے اپنے والدین پر لعنت کرسکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص دوسرے کے والدین کو گالی دے، اور پھر وہ (پلٹ کر) اس

---

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: إسناده حسن.

[2] رقم الحدیث ۵۹۷۳، کتاب الادب، باب: لا یسب الرجل والدیه.

کے والد کو گالی دے اور اس کی ماں کو گالی دے (بخاری)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ أَرْبَى الرِّبَا أَنْ يَّسْتَطِيْلَ الرَّجُلُ فِيْ شَتَمِ أَخِيْهِ، وَإِنَّ أَكْبَرَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَّشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، قَالُوْا : وَكَيْفَ يَشْتِمُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : يَشْتِمُ الرَّجُلَ، فَيَشْتِمُهُمَا (المعجم الكبير للطبراني ،رقم الحديث ۸۹۹،ج۱۸ص۳۵۳) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین سود یہ ہے کہ آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو گالی دینے میں زبان درازی کرے، اور کئی کبیرہ گناہوں میں اہم ترین کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! والدین کو کیسے گالی دے گا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوسرے آدمی کو گالی دے، پھر وہ (دوسرا آدمی پلٹ کر) اس کے والدین کو گالی دے (تو یہ سبب بننے کی وجہ سے ایک طرح خود سے اپنے والدین کو گالی دینا ہے) (طبرانی)

قرآن مجید کی سورہ انعام میں بھی اللہ تعالیٰ نے معبودانِ باطلہ کو سب وشتم کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ ان کی عبادت کرنے والے لوگ ہمارے معبودِ برحق کو پلٹ کر سبّ وشتم کریں گے، جس کا سبب ہم ہی ہوں گے۔ [2]

لہٰذا کسی شخص یا اس کے والدین کو گالی دی جائے، اور وہ پلٹ کر گالی دینے والے کے والدین کو گالی دے، تو یہ دراصل ایک طرح سے خود اپنے والدین کو گالی دینا، اور باعثِ لعنت عمل اور شدید ترین کبیرہ گناہ ہے۔

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح غير طاهر بن خالد بن نزار، وهو ثقة وفيه لين (مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۳۰۱۷ ،باب فيمن تسبب فى سب والديه)

[2] ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم(سورة الأنعام،رقم الآية ۱۰۸)

حکمرانوں کو سب وشتم کرنے کی ممانعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَانَا كُبَرَاؤُنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تَسُبُّوْا أُمَرَاءَ كُمْ وَلا تَغِشُّوْهُمْ وَلا تَبْغَضُوْهُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاصْبِرُوْا فَإِنَّ الْأَمْرَ قَرِيْبٌ (السنة لابنِ ابی عاصم) [1]

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے ہمارے بڑوں نے منع فرمادیا ہے کہ تم اپنے حکمرانوں کو سب وشتم نہ کرو، اور نہ ان کے ساتھ دھوکہ دہی کرو، اور نہ ان کے ساتھ بغض رکھو، اور تم اللہ سے ڈرو، اور (حکمرانوں کی طرف سے پیش آمدہ آزمائشوں پر) صبر کرو، پس (اس طرح کرنے کے نتیجہ میں) معاملہ (یعنی کامیابی اور آزمائش سے نجات) قریب ہے (السنہ)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ تم حکمرانوں کو عیب نہ لگاؤ، جبکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ ان کی نافرمانی نہ کرو۔ [2]

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا السُّلْطَانَ قَدْ ابْتُلِيْتُمْ بِهِ، فَإِنْ عَدَلَ كَانَ لَهُ الْأَجْرُ

---

[1] رقم الحديث ۱۰۱۵، ج۲ ص۴۸۸، باب: في ذكر قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم: "ليس المؤمن بالطعان ولا اللعان.

قال الالباني في تعليق السنة: إسناده جيد ورجاله ثقات وفي بعضهم كلام لا يضر (ظلال الجنة، تحت رقم الحديث ۱۰۱۵)

[2] عن أنس بن مالك، قال " :نهانا كبراؤنا من أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم قال :لا تسبوا أمراء كم ولا تغشوهم، ولا تعصوهم، واتقوا الله واصبروا، فإن الأمر إلى قريب (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۷۱۱۷)

عن أنس بن مالك، رضي الله عنه قال :نهانا كبراؤنا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا تسبوا أمراء كم، ولا تعيبوهم، واتقوا الله واصبروا، فإن الأمر قريب (تاريخِ اصبهان، ج ۱ ص ۲۵۸، تحت ترجمة اسماعيل بن عباد بن العباس الطالقاني)

وَعَلَيْكُمُ الشُّكْرُ، وَإِنْ جَارَ كَانَ عَلَيْهِ الْوِزْرُ وَعَلَيْكُمَ الصَّبْرُ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: اے لوگو! بے شک اس حکمران طبقے کے ذریعے سے تمہارا امتحان لیا جاتا ہے، سو اگر وہ انصاف سے کام لے تو اُس کے لیے ثواب ہے اور تمہارے اوپر شکر لازم ہے، اور اگر وہ ظلم کرے تو اُس پر (اُس کے ظلم کا) وبال ہے اور (ایسی صورت میں) تم پر صبر لازم ہے (ابنِ ابی شیبہ)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ جلیل القدر اور اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حکمرانوں پر سبّ وشتم کرنے، اُن سے بُغض وعداوت رکھنے اور اُن پر عیب گوئی سے منع فرمادیا ہے، اور جلیل القدر وکابر صحابۂ کرام نے یہ حکم ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ہی بیان فرمایا ہوگا، محدثین کے نزدیک اس طرح کی روایات مرفوع احادیث کا حکم رکھتی ہیں، البتہ حکمرانوں کو علیٰحدگی میں وعظ ونصیحت کرنا عبادت اور اجر وثواب کا باعث ہے، جس کا ذکر آگے ''کتمانِ حق واظہارِ حق'' کے بیان میں آتا ہے۔

شیطان کو سب وشتم کرنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَسُبُّوا الشَّيْطَانَ فَإِنَّهُ يَتَغَيَّظُ، وَلٰكِنْ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ شَرِّهِ (فوائد تمام الرازی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شیطان کو سب وشتم نہ کرو، اس سے وہ غیظ وغضب میں آجاتا ہے (اور مزید گمراہ کرنے کے درپے ہوجاتا ہے)

---

[1] رقم الحدیث ۳۸۴۴۹، کتاب الفتن، باب من کرہ الخروج فی الفتنة وتعوذ منها.

[2] رقم الحدیث ۷۷۸، الناشر: مكتبة الرشد -الرياض، جزء يحيیٰ بن معين، رقم الحدیث ۲۹.
قال الالبانی: قلت: وهذا إسناد صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الغفار بن داود فمن رجال البخاری (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۴۲۲)

البتہ تم اللہ عزوجل کے ذریعہ سے اس کے شر سے پناہ طلب کرو (اس سے اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے) (فوائد تمام)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ رَدِيْفَهُ عَلٰى حِمَارٍ، فَعَثَرَ الْحِمَارُ، فَقُلْتُ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُلْ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ، تَعَاظَمَ الشَّيْطَانُ فِيْ نَفْسِهٖ، وَقَالَ: صَرَعْتُهٗ بِقُوَّتِيْ، فَإِذَا قُلْتَ: بِسْمِ اللّٰهِ، تَصَاغَرَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ أَصْغَرَ مِنْ ذُبَابٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۵۹۱) [1]

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھا، اچانک سواری کو ٹھوکر لگ گئی، تو میں نے کہا کہ شیطان کا ناس ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ نہ کہو کہ شیطان کا ناس ہو، کیونکہ جب تم یہ کہو گے، تو شیطان اپنے آپ میں بڑا ہوجائے گا (یہاں تک کہ گھر اور کمرہ کی طرح ہوجائے گا) اور کہے گا کہ میں نے اپنی طاقت سے اس (کے جانور کو ٹھوکر لگوا کر اس) کو گرایا ہے پس جب تم بسم اللہ کہو گے، تو شیطان بہت چھوٹا ہوجائے گا، یہاں تک کہ مکھی سے بھی چھوٹا ہوجائے گا (احمد)

شیطان کو سب وشتم کرنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ اس کی وجہ سے اس کے ضرر ونقصان سے نجات نہیں ملتی، بلکہ اس کی شرارت اور قوت میں اوراضافہ ہوجاتا ہے، اوروہ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنے لگتا ہے، اور بلاوجہ اپنی زبان سے ایک بے ہودہ لفظ کہنا لازم آتا ہے، اس کے

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.
عن أبی المليح، عن رجل، قال كنت رديف النبی صلی الله عليه وسلم، فعثرت دابة، فقلت: تعس الشيطان، فقال "لا تقل تعس الشيطان، فإنك إذا قلت ذلك تعاظم حتی يكون مثل البيت، ويقول: بقوتی، ولكن قل: بسم الله، فإنك إذا قلت ذلك تصاغر حتی يكون مثل الذباب (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۹۸۲)

بجائے ''اعوذ باللہ'' یا ''بسم اللہ'' کہنا چاہئے، جس سے شیطان کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔
(کذا فی: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۹۷۸۹)

جس مؤمن کو بُرا بھلا کہا ہو اس کی تلافی کی دعا

اگر کسی کو برا بھلا کہا ہو، یا سب وشتم کیا ہو، جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچی ہو، تو اس سے معافی طلب کرنی چاہیے، اور اگر معافی ممکن نہ ہو، یا معلوم نہ ہو کہ کس کس کو برا بھلا کہا ہے، یا دوسرے کو اس کے برا بھلا کہنے کا علم نہ ہوا ہو، تو ایسی حالت میں حدیث میں ایک دعا آئی ہے، اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ یہ دعا کر رہے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اے اللہ! جس مومن کو میں نے برا بھلا کہا ہو، اس کو اس کے لئے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دیجئے (بخاری)

اس حدیث میں کیونکہ مؤمن کی قید لگی ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاء مؤمن کے حق میں خاص ہے۔

خلاصہ یہ کہ شریعت کی نظر میں سب وشتم اور گالی گلوچ کرنا اچھا عمل نہیں، بلکہ بُرا عمل ہے۔

فقہائے کرام نے فرمایا کہ جب کوئی دوسرے مسلمان کو گالی دے، مثلاً خبیث، چور، فاجر، ہیجڑا، خائن، زندیق، حرام زادہ وغیرہ کہے، تو اس پر اسلامی قانون کی رُو سے مناسب تعزیر

[1] رقم الحدیث ۶۳۶۱، کتاب الدعوات، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من آذیتہ فاجعلہ لہ زکاۃ ورحمۃ۔

وسزا جاری کی جائے گی۔

(کذافی: الدر المختار مع شرحہ ،ج۴،ص ۶۹،الی ص، ۷۱،کتاب الحدود،باب التعزیر،وبدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۷،ص ۶۳، کتاب الحدود،فصل فی التعزیر،البحر الرائق،ج۵،ص ۴۶،و۴۷، کتاب الحدود،فصل فی التعزیر)

اگر کوئی مسلمان نعوذ باللہ تعالیٰ اللہ عزوجل کو سب وشتم کرے،تو اس سے کفر لازم آ جاتا ہے، اور اگر وہ توبہ کرلے،تو اکثر فقہائے کرام کے نزدیک اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ [۱]

اگر کوئی مسلمان شخص نعوذ باللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو سب وشتم اور گالی گلوچ کرے،تو اس سے بھی کفر لازم آ جاتا ہے، پھر اگر وہ صدقِ دل سے اس سے تائب ہو تو عنداللہ تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے،لیکن کیا اسلامی قانون کی رو سے اس کی توبہ کو قبول کر کے اسے دنیاوی سزا سے معافی دی جاسکتی ہے،یا نہیں؟ اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے،بعض فقہائے کرام کے نزدیک تو اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے،اور بعض حضرات کے نزدیک قبول نہیں کی جاتی، بلکہ اس کو قتل کیا جاتا ہے،لیکن قتل وسزاء کا یہ حق حاکمِ وقت مسلمان کو حاصل ہے۔ [۲]

صحابۂ کرام کو سب وشتم کرنا کبیرہ گناہ ہے،جس سے اکثر فقہائے کرام کے نزدیک انسان

---

[۱] تكفير من سب الله عز وجل : اتفق العلماء على تكفير من سب الذات المقدسة العلية أو استخف بها أو استهزأ، لقوله تعالى :(قل أبالله وآياته ورسوله كنتم تستهزئون لا تعتذروا قد كفرتم بعد إيمانكم . واختلفوا فی قبول توبته فذهب جمهور الفقهاء إلى قبولها .وذهب الحنابلة إلى عدم قبولها، ويقتل بكل حال، وذلک لأن ذنبه عظيم جدا يدل على فساد عقيدته .وأما بالنسبة للآخرة، فإن كان صادقا فی توبته قبلت باطنا ونفعه ذلک(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳،ص ۲۳۰،ماده تكفير)

[۲] ذهب الفقهاء إلى تكفير من سب نبيا من الأنبياء ، أو استخف بحقه، أو تنقصه، أو نسب إليه ما لا يجوز عليه، كعدم الصدق والتبليغ، والساب عند الحنفية والشافعية يأخذ حكم المرتد فيستتاب، فإن تاب وإلا قتل، وعند المالكية والحنابلة يقتل حدا .وإن تاب .ولا تقبل توبته.

وسب الملائكة كسب الأنبياء ، وقيده المالكية بالنبی أو الملک المجمع على كونه نبيا أو ملكا، فإن سب من لم يجمع على كونه نبيا أو ملكا كالخضر وهاروت وماروت لم يكفر، وأدبه الحاكم اجتهادا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳،ص ۲۳۱،مادة "تكفير"تكفير من سب الأنبياء عليهم الصلاة والسلام)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075 30

فاسق ہوجاتا ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ سبّ وشتم اور گالی گلوچ کرنا اسلام میں بُری خصلت شمار کی گئی ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

سبّ وشتم اور گالی گلوچ کے گناہ ہونے کے علاوہ اس سے بعض اوقات لڑائی جھگڑے اور قتل وقتال کی بھی نوبت آجاتی ہے، ورنہ کم از کم بُغض وعداوت تو عموماً پیدا ہو ہی جایا کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سبّ وشتم اور گالی گلوچ کرنے والے شخص کے دنیا میں بہت سے دشمن پیدا ہوجاتے ہیں، اوراس کی وجہ سے انسان کی زندگی کا سکون غارت ہوجاتا ہے۔

---

[1] لا خلاف بين العلماء فى أنه يحرم سب الصحابة رضوان الله عليهم لقوله صلى الله عليه وسلم :لا تسبوا أصحابى فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه.

فذهب جمهور العلماء إلى أنه فاسق، ومنهم من يكفره، فإن وقع السب من أحد من الناس فللفقهاء فيه مذهبان :الأول :وعليه أكثر العلماء أن يكون فاسقا، قال به الحنفية، وهو قول المالكية إن شتمهم بما يشتم به الناس، وهو المعتمد عند الشافعية، وهو قول الحنابلة إن لم يكن مستحلا، نقل عبد الله عن أحمد أنه سئل فيمن شتم صحابيا القتل؟ فقال :أجبن عنه، ويضرب .ما أراه على الإسلام.الثانى :وهو قول ضعيف للحنفية، نقله البزازى عن الخلاصة :إن كان السب للشيخين يكفر، قال ابن عابدين :إنه مخالف لما فى المتون، وهو قول المالكية إن قال فيهم :كانوا على ضلال وكفر، وقصر سحنون الكفر على من سب الأربعة أبا بكر وعمر وعثمان وعليا، وهو مقابل المعتمد عند الشافعية، ضعفه القاضى وهو قول للحنابلة إن كان مستحلا، وقيل :وإن لم يستحل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴، ص ۱۴۰ ،ماده سب، سب الصحابة رضى الله عنهم)

(۸)

مسلمان کی تحقیر وتذلیل اور تکبر وتواضع

زبان اور تحریر (بشمول موجودہ دور کے ذرائع ابلاغ) کے ذریعہ سے سرزد ہونے والا ایک سنگین گناہ دوسرے کی تحقیر وتذلیل کرنا ہے۔

لغت میں تحقیر کے معنیٰ دوسرے کو ذلیل کرنے اور اہانت کرنے اور نیچا دکھانے کے آتے ہیں۔

البتہ بعض اوقات تحقیر کا ارتکاب زبان اور قول کے بجائے اپنے کسی فعل کے ذریعہ سے بھی ہوتا ہے (ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۰، مادة "تحقير")

''اہانت'' کا لفظ بھی تحقیر کے معنیٰ کے قریب قریب ہے، جس کے معنیٰ استہزاء وتمسخر اور استخفاف کے طریقہ پر دوسرے کو ذلیل وحقیر کرنے کے آتے ہیں۔

(ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷، ص ۹۹، مادة "اهانة")

مسلمان کی تحقیر کرنا گناہ اور حرام ہے، خواہ اُس کا استہزاء وتمسخر کر کے ہو، یا اس کو کسی طرح سے نیچا دکھا کر، یا اس کی کسی شکل میں تذلیل کر کے۔

(ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۰، ص ۲۲۹، وص ۲۳۰، مادة "تحقير")

چنانچہ کسی کے عیوب اور نقائص کو حقیر سمجھ کر ذکر کرنا یا دوسروں کو ہنسانے کے لئے کسی کا کوئی عیب ذکر کرنا، یہ سب چیزیں تحقیر کے گناہ میں داخل ہو کر حرام اور گناہ ہیں۔

اور اسلامی قانون میں حاکم کے لئے ایسی حرکت کا ارتکاب کرنے والے کو مناسب تعزیر کرنے اور سزا دینے کا بھی حق ہے۔ [۱]

---

[۱] اگر دوسرے کی تحقیر مقصود نہ ہو، بلکہ اس کو تعلیم دینا یا اس کی غلطی پر تنبیہ کرنا مقصود ہو، تو یہ تحقیر حرام میں داخل نہیں۔ اسی طرح بعض صورتوں میں عملی طور پر تحقیر واجب ہوتی ہے، جیسا کہ ذمیوں کے لئے کچھ شرائط مقرر کرنا۔

(كذا فى الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۰، ص ۲۳۰، وص ۲۳۱، مادة "تحقير")

بعض اوقات کسی چیز کی تحقیر کرنے سے کفر وارتداد بھی لازم آ جاتا ہے، جیسا کہ کوئی مسلمان شخص نعوذ باللہ تعالیٰ اسلام کے شعائر مثلاً نماز، اذان، مسجد، قرآن مجید وغیرہ کی تحقیر کرے۔ [1]
کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اسلام میں بڑا سنگین اور شدید گناہ ہے، جو عام طور پر تکبر اور بڑائی کے نتیجہ میں وجود میں آتا ہے، اور قرآن وسنت میں تحقیر وتکبر پر سخت وعیدیں اور اس کے مقابلہ میں تواضع وعاجزی اختیار کرنے یا بالفاظِ دیگر چھوٹے پَن کی گوناگوں فضیلتیں آئی ہیں۔
جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں تحقیر وتمسخر اور استہزاء کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِسَاءٍ عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ، وَلَا تَلْمِزُوْا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ ۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ (جن سے کہ تمسخر کیا جارہا ہے) ان (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ (عورتیں کہ جن کا تمسخر کیا جارہا ہے) ان سے اچھی ہوں (جو کہ تمسخر کرنے والی ہیں) اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ

---

[1] چنانچہ قرآن مجید میں اللہ، اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ استہزاء کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔
هذا وقد يصل التحقير المحرم إلى أن يكون ردة، وذاك إذا حقر شيئا من شعائر الإسلام، كتحقير الصلاة والأذان والمسجد والمصحف ونحو ذلك، قال الله تعالى في وصف المنافقين (ولئن سألتهم ليقولن إنما كنا نخوض ونلعب قل أبالله وآياته ورسوله كنتم تستهزئون لا تعتذروا قد كفرتم بعد إيمانكم) ، وقال تعالى فيهم أيضا :(وإذا ناديتم إلى الصلاة اتخذوها هزوا ولعبا)
(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰، ص۲۳۰، مادة "تحقير")

لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو، ایمان کے بعد بُرا نام رکھنا گناہ ہے اور جو (اس طرح کے گناہوں سے) توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں (سورہ حجرات)

سورہ حجرات کی مذکورہ آیت میں دوسرے مسلمان مرد اور عورت کا تمسخر واستہزاء کرنے سے منع کیا گیا ہے، جس میں دوسرے کی تحقیر وتذلیل لازم آتی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اور اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ ممکن ہے کہ جس کا تمسخر واستہزاء کر کے تحقیر کی جارہی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمسخر واستہزاء کے ذریعہ سے تحقیر کرنے والے سے بہتر ہو۔

(كذا في فتح الباري لابن حجر، ج١٠، ص٤٦٤، باب قول الله تعالى يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم الآية. ودليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تحت رقم الحديث ١٥٧١، ج٨، ص٢١٦، باب تحريم احتقار المسلم)

مسلمان کی عزت کی حرمت وعظمت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوْا :يَوْمٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوْا: بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ :فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟، قَالُوْا: شَهْرٌ حَرَامٌ، قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فَأَعَادَهَا مِرَارًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ -قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهٗ إِلٰى أُمَّتِهٖ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

(بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر عید الاضحیٰ کے دن

[1] رقم الحديث ١٧٣٩، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى.

خطبہ دیا، اور فرمایا کہ اے لوگو: یہ کون سا دن ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ یومِ حرام (یعنی انتہائی عظمت واحترام والا دن) پھر فرمایا کہ کون سا شہر ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ بلدِ حرام (یعنی انتہائی عظمت واحترام والا شہر) پھر فرمایا کہ کون سا مہینہ ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ شہرِ حرام (یعنی انتہائی عظمت واحترام والا مہینہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے (ایک دوسرے کے) خون اور تمہارے (ایک دوسرے کے) مال، اور تمہاری (ایک دوسرے کی) عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح سے کہ تم پر یہ دن حرام ہے، اس شہر میں اور اس مہینے میں، آپ نے یہ جملہ کئی مرتبہ دہرایا، پھر اپنا سر مبارک اٹھایا، اور فرمایا کہ اے اللہ! میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا ہے، اے اللہ! میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کو وصیت ہے، پس چاہیے کہ حاضر (وموجود) شخص غائب (یعنی غیر حاضر) شخص کو پہنچا دے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ) تم میرے بعد کافروں کی طرح مت ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگو (یعنی قتل کرنے لگو) (بخاری)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی عزت وآبرو کی عظمت بہت زیادہ ہے۔

(والتفصیل فی ارشاد الساری، ج۳، ص ۲۴۰، باب الخطبة أيام منى)

---

[1] عن عبد الرحمن بن أبي بكرة، عن أبيه، ذكر النبي صلى الله عليه وسلم قعد على بعيره، وأمسك إنسان بخطامه -أو بزمامه- قال :أي يوم هذا، فسكتنا حتى ظننا أنه سيسميه سوى اسمه، قال :أليس يوم النحر قلنا :بلى، قال :فأي شهر هذا فسكتنا حتى ظننا أنه سيسميه بغير اسمه، فقال: أليس بذي الحجة قلنا :بلى، قال :فإن دماءكم، وأموالكم، وأعراضكم، بينكم حرام، كحرمة يومكم هذا، في شهركم هذا، في بلدكم هذا، ليبلغ الشاهد الغائب، فإن الشاهد عسى أن يبلغ من هو أوعى له منه(بخاری،رقم الحدیث ٦٧)

حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

حَدَّثَنِیُ مَنُ سَمِعَ خُطُبَةَ رَسُوُلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیُ وَسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيُقِ فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلاَ إِنَّ رَبَّكُمُ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمُ وَاحِدٌ، أَلاَ لاَ فَضُلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا أَحُمَرَ عَلٰى أَسُوَدَ، وَلَا أَسُوَدَ عَلىٰ أَحُمَرَ، إِلَّا بِالتَّقُوٰى أَبَلَّغُتُ، قَالُوُا : بَلَّغَ رَسُوُلُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّ يَوُمٍ هٰذَا ؟ قَالُوُا : يَوُمٌ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّ شَهُرٍ هٰذَا ؟ قَالُوُا:شَهُرٌ حَرَامٌ، قَالَ :ثُمَّ قَالَ: أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قَالُوُا بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدُ حَرَّمَ بَيُنَكُمُ دِمَاءَ كُمُ وَأَمُوَالَكُمُ ـ قَالَ :وَلَا أَدُرِیُ قَالَ : أَوُ أَعُرَاضَكُمُ، أَمُ لَا ـ كَحُرُمَةِ يَوُمِكُمُ هٰذَا، فِیُ شَهُرِكُمُ هٰذَا، فِیُ بَلَدِكُمُ هٰذَا أَبَلَّغُتُ، قَالُوُا: بَلَّغَ رَسُوُلُ اللّٰهِ، قَالَ : لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۴۸۹) [1]

ترجمہ: مجھ سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے ایامِ تشریق کے درمیانی دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا والد (یعنی حضرت آدم) بھی ایک ہے، یاد رکھو! کہ کسی عربی کو کسی عجمی (یعنی غیر عربی) پر اور کسی عجمی (یعنی غیر عربی) کو کسی عربی پر، کسی سرخ (اور گورے) کو سیاہ (یعنی کالے) پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر سوائے تقویٰ کے اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے، کیا میں نے اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ بے شک پہنچا دیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حرمت وعظمت والا

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

دن ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ کون سا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حرمت وعظمت والا مہینہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہر کون سا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حرمت وعظمت والا شہر ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ نے تمہارے درمیان تمہارے خون اور مال کو اسی طرح حرمت وعظمت والا بنا دیا ہے جیسے اس مہینے اور اس شہر میں آج کے دن کی حرمت وعظمت ہے، پھر فرمایا کہ کیا میں نے اللہ کے پیغام کو پہنچا دیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ بے شک پہنچا دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاضرین کو چاہئے کہ غائبین تک یہ پیغام پہنچا دیں (مسند احمد)

پس ہم نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام آپ تک بحمد اللہ تعالیٰ پہنچا دیا، لہٰذا آج ہی سے سب مسلمان بھائی، دوسرے مسلمانوں کی جان، مال اور خاص طور پر عزت وآبرو کی حرمت وعظمت کو ملحوظ رکھیں۔

مسلمان کی تحقیر وتذلیل اور حسد کی ممانعت وقباحت

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْمُسْلِمُ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ، وَعِرْضُهٗ، وَمَالُهٗ، اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ، وَلَا يَخْذُلُهٗ، وَالتَّقْوٰى هَاهُنَا، وَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ إِلَى الْقَلْبِ قَالَ وَحَسْبُ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ، أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۱۹) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ مسلمان کا

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

خون اور اس کی عزت اور اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے، مسلم مسلم کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرے، اور نہ اس کو رُسوا کرے، اور تقویٰ یہاں ہوتا ہے، آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے دل کی طرف اشارہ فرمایا، اور فرمایا کہ آدمی کے شر کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کی تحقیر وتذلیل کرے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی عزت مجروح کرنا اور اسے ذلیل وحقیر کرنا سنگین گناہ اور انتہائی شر وآفت کی چیز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ، وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هَاهُنَا وَيُشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهٗ، وَمَالُهٗ، وَعِرْضُهٗ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آپس میں حسد نہ کرو، اور نہ آپس میں بغض وعداوت رکھو، اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ کرو، اور تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے (یعنی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے) اور تم سب اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ مسلمان پر ظلم کرے، اور نہ اس کو رسوا کرے، اور نہ اس کی تحقیر کرے، تقویٰ یہاں ہوتا ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا، آدمی کے شر کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، ہر مسلمان

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۶۴ "۳۲" کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم ظلم المسلم، وخذله، واحتقاره ودمه، وعرضه، وماله.

کا دوسرے مسلمان پر خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے (مسلم)

اس حدیث میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے، اُن میں ایک چیز حسد ہے، اور شریعت نے جس حسد سے منع کیا ہے، اُس کی حقیقت یہ ہے کہ دوسرے کو کسی نعمت میں دیکھ کر اُس سے اپنے اندر گرانی وناگواری محسوس کرنا، اور اس کی نعمت کے ختم ہونے کی خواہش رکھنا۔ [1]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حاسد کے شر سے پناہ طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (سورة فلق رقم الآية۵)

ترجمہ: اور (میں پناہ چاہتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے (سورہ فلق)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تَبَاغَضُوْا، وَلاَ تَحَاسَدُوْا، وَلاَ تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے بغض و عداوت نہ رکھو، اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، اور نہ ایک دوسرے سے اعراض کرو، اور تم اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہوجاؤ، اور مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی رکھے (بخاری)

---

[1] اور اگر کسی کی نعمت کے زائل اور ختم ہونے کی تمنا وخواہش اور جستجو نہ ہو، بلکہ دوسرے کے پاس اس نعمت کے موجود ہوتے ہوئے خود بھی اُس طرح کی نعمت حاصل ہونے کی خواہش وتمنا ہو، تو یہ گناہ نہیں، اور اس کو رَشک اور عربی میں غبطہ کہا جاتا ہے، اور بعض احادیث میں حسد کا لفظ بھی اسی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔
أن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما، قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " :لا حسد إلا على اثنتين :رجل آتاه الله الكتاب، وقام به آناء الليل، ورجل أعطاه الله مالا، فهو يتصدق به آناء الليل والنهار (بخارى، رقم الحديث ۵۰۲۵، باب اغتباط صاحب القرآن)

[2] رقم الحديث ۶۰۶۵، كتاب الادب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَجْتَمِعُ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ، وَلَا يَجْتَمِعُ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ الْإِيْمَانُ وَالْحَسَدُ (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ کے دل میں اللہ کے راستہ میں غبار اور جہنم کی آگ جمع نہیں ہوسکتی، اور نہ مؤمن بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع ہوسکتا (یعنی حسد، ایمان کے مقابل چیز ہے) (ابن حبان)

ان احادیث سے مسلمان کی تحقیر وتذلیل کی ممانعت کے ساتھ ساتھ حسد کرنے کی ممانعت بھی معلوم ہوئی۔

کسی کی ریح خارج ہونے پر تحقیر کرنے کی ممانعت

دوسرے کا تمسخر واستہزاء یا تحقیر شریعت میں اتنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ دوسرے کی ریح خارج ہونے کے بعد اس پر ہنسنے تک سے منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفُسِ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر سے نکلنے والی چیز (یعنی ریح خارج ہونے) پر آدمی کے ہنسنے سے منع فرمایا (بخاری)

دوسرے کی ریح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں ایک طرح سے

---

[1] رقم الحديث ٤٦٠٦، كتاب السير، باب فضل الجهاد.
في حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

[2] رقم الحديث ٦٠٤٢، كتاب الادب، باب قول الله تعالى يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم الآية.

دوسرے کا استہزاء اور تمسخر اور دوسرے کی تحقیر اور عزت کو مجروح کرنا اور اس کے نتیجہ میں دوسرے کو ذہنی اذیت وتکلیف پہنچانا پایا جاتا ہے، حالانکہ ریح کا خروج کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو کسی ایک فرد کے ساتھ خاص ہو، بلکہ یہ ایسی چیز ہے کہ سب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے، اور بعض اوقات ریح کا آواز کے ساتھ خروج بغیر اختیار کے ہوتا ہے۔

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں جب مجلس میں کسی کی ریح خارج ہو جاتی تھی، تو اس پر لوگ ہنسا کرتے تھے، شریعت نے اس سے منع کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(والتفصيل في عمدة القاري شرح صحيح البخاري، باب قول الله تعالى : يـأيها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم. وإرشاد الساري شرح صحيح البخاري، للقسطلاني، باب قول الله تعالى : ياأيها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم. ودليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب الوصية بالنساء. والمفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، للقرطبيُّ، باب : من أخبار المنافقين. وعمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، سورة: والشمس وضحاها)

کسی کی چھوٹی سی نیکی کو حقیر سمجھنے کی ممانعت

کسی مسلمان کی تحقیر وتذلیل کا گناہ تو اپنی جگہ ہے، شریعت میں کسی کے نیکی کے چھوٹے سے چھوٹے کام کی بھی تحقیر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نیکی کی کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ آپ کا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی ہو (مسلم)

اور اسی وجہ سے احادیث میں کسی کے ادنیٰ سے ادنیٰ ہدیہ کو حقیر سمجھنے کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٢٦٢٦ "١٤٤" كتاب البر والصله والآداب، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء.

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا، وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان خواتین! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ (اس نے ہدیہ میں بھیجا) ہو (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو حقیر سمجھنا جائز نہیں ہے، اگرچہ اس کی طرف سے ادنیٰ درجہ کا ہدیہ اور ادنیٰ درجہ کی چیز کیوں نہ حاصل ہو، اور عورتوں کا ذکر ایک خاص وجہ سے آ گیا کہ عام طور سے اس طرح کی چیزیں عورتوں کی طرف سے پیش آتی ہیں۔

(مرقاۃ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ)

تکبر اور دوسروں کو کمتر و حقیر سمجھنے کی بُرائی

عام طور پر دوسرے کی تحقیر کرنے کی وجہ انسان میں کبر و تکبر کا پایا جانا ہوتی ہے، اور کبر و تکبر اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

کبر کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ اور اچھا اور دوسروں کو اپنے مقابلہ میں کمتر و حقیر سمجھا جائے۔

اور کبر کے مقابلہ میں، تکبر یا استکبار بہ تکلف، کبر کو اختیار کرنے کا نام ہے، جو عام طور پر کسی فعل وعمل کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ [2]

کبر یا تکبر سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے یہ بہت بُرا مرض ہے، اسی سے کفر پیدا ہوتا ہے،

---

[1] رقم الحديث ٢٥٦٦، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها.

[2] البتہ تکبر و استکبار میں بعض حضرات نے یہ فرق کیا ہے کہ استکبار کی حقیقت، کبر کو بغیر استحقاق کے طلب کرنا ہے، اور تکبر بعض اوقات استحقاق کے ساتھ ہوتا ہے، اور بعض اوقات بغیر استحقاق کے، اور اللہ تعالیٰ کو تو اس کا استحقاق حاصل ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے لئے تو یہ صفت محبوب و مطلوب ہے، اور مخلوق کے لئے مذموم اور بری ہے، اور استکبار مخلوق کے ساتھ خاص ہے، جو بہرحال مذموم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(كذا في مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الغضب والكبر. وكذا في الفروق اللغوية، ج ١، ص ٤٩)

اسی سے شیطان گمراہ وتباہ ہوا، اسی لئے قرآن سنت میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

متکبروں کا ٹھکانا انتہائی بُرا ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (سورة المؤمن، رقم الآية ۷۶)

ترجمہ: تکبر کرنے والوں کا بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے (سورہ مومن)

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ تکبر کرنے والوں کا جہنم میں بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

متکبر، اللہ کو پسند نہیں

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (سورة النحل ،رقم الآية ۲۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے (سورہ نحل)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنے والا، اللہ کو پسند نہیں۔

آخرت کا گھر متکبر کے لئے نہیں، بلکہ متواضع کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا. وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (سورة القصص، رقم الآية ۸۳)

ترجمہ: وہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں ہی کے لیے کریں گے، جو زمین میں اپنی بڑائی اور فساد نہیں چاہتے، اور (اچھا) انجام متقیوں ہی کے لیے ہے (سورہ قصص)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تکبر اور بڑائی کو اختیار نہیں کرتے، بلکہ اس کے مقابلے میں تواضع اور عاجزی کو اختیار کرتے ہیں، ان کے لئے جنت ہے، اور یہ لوگ متقی ہیں، جس کے مقابلے

میں متکبر کی برائی بھی معلوم ہوئی کہ اس کے لئے جنت نہیں ہے، اور وہ متقی بھی نہیں ہے۔

متکبر کی چند بُری خصلتیں

سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ. هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ. مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ. أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ. إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ (سورة القلم، رقم الآية ۱۰ تا ۱۵)

ترجمہ: اور آپ اطاعت نہ کیجئے ہر ایسے شخص کی جو بہت زیادہ قسمیں کھانے والا ہو، بے قدرا (و بے وقار) ہو، غیبت کرنے والا، چغل خور ہو، خیر سے روکنے والا ہو، حد سے بڑھ جانے والا ہو، گنہگار ہو، اکھڑ (اور سخت و تُرش) مزاج اور اس کے بعد بدذات ہو، اس بنا پر کہ وہ مال اور اولاد والا ہے، جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ اگلے لوگوں کے افسانے ہیں (سورہ قلم)

اس قسم کی بری خصلتیں متکبر انسان میں ہوتی ہیں، اور ایسے لوگوں کی اطاعت کرنے اور کہنا ماننے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

متکبر اور زور آور کثرت سے جہنم میں داخل ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِيْ، فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا، قَذَفْتُهٗ فِي النَّارِ (ابو داؤد) [1]

---

[1] رقم الحديث ۴۰۹۰، كتاب اللباس، باب ماجاء فى الكبر؛ مسند احمد، رقم الحديث ۹۳۵۹. فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر اور عظمت میری ازار (یعنی میری خاص صفات) ہیں، پس جو کوئی ان میں سے کسی ایک چیز میں بھی میرے ساتھ منازعت کرے گا (یعنی اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرے گا) تو میں اس کو آگ میں پھینک دوں گا (ابوداود، مسند احمد)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبر بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسند ہے۔

(فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۲۰۳۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِحْتَجَّتِ النَّارُ، وَالْجَنَّةُ، فَقَالَتْ :هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيْ الْجَبَّارُوْنَ، وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ، وَقَالَتْ :هٰذِهٖ يَدْخُلُنِيْ الضُّعَفَاءُ، وَالْمَسَاكِيْنُ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهٖ: أَنْتِ عَذَابِيْ أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ -وَرُبَّمَا قَالَ: أُصِيْبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَقَالَ لِهٰذِهٖ: أَنْتِ رَحْمَتِيْ أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم اور جنت نے آپس میں احتجاج کیا (اور ایک دوسرے کو اپنا اپنا موقف پیش کیا) پس جہنم نے کہا کہ میرے اندر دوسرے پر زور (اور دھونس) چلانے والے اور تکبر کرنے والے داخل ہوں گے، اور جنت نے کہا کہ میرے اندر عاجزی (اور تواضع یا چھوٹا پن) اختیار کرنے والے اور مساکین (یعنی غریب وغرباء) داخل ہوں گے، اللہ عزّ وجلّ

---

[1] رقم الحديث ۲۸۴۶ "۳۴" كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، مسند احمد، رقم الحديث ۷۷۱۸.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

نے جہنم سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے سے جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا، اور جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعے سے میں جس پر چاہوں گا، رحم کروں گا، اور تم میں سے ہر ایک کو بھرا جائے گا (مسلم، مسنداحمد)

یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں بطورِ خاص متکبر اور دوسروں پر زور اور دھونس چلانے والے داخل ہوں گے، کیونکہ جہنم ان کے اپنے اندر داخلے کی اہمیت کے ساتھ خواہش مند ہے، اور جنت میں بطورِ خاص تواضع، عاجزی وانکساری اور چھوٹا پن اختیار کرنے والے لوگ داخل ہوں گے، کیونکہ جنت ان کے اپنے اندر داخلے کی اہمیت کے ساتھ خواہش مند ہے۔

(ملاحظہ ہو: دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب فضل ضعفة المسلمين والفقراء والخاملين)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عِنْدَ ذِكْرِ أَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ (مسند أحمد، رقم الحديث ۶۵۸۰) [2]

---

[1] عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :اختصمت الجنة والنار, فقالت النار :يدخلني الجبارون والمتكبرون وقالت الجنة :يدخلني ضعفاء الناس وأسقاطهم فقال الله للنار :أنت عذابي أصيب بك من أشاء ,وقال للجنة :أنت رحمتي أصيب بك من أشاء ولكل واحدة منكما ملؤها(صحيح ابن حبان،رقم الحديث ۷۴۷۶،ذكر البيان بأن أكثر أهل النار -يكون -المتكبرون والجبارون)

في حاشية ابن حبان: إسناده على شرط البخاري .رجاله ثقات رجال الشيخين.

عن أبي سعيد الخدري قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :احتجت الجنة والنار، فقالت النار :في الجبارون والمتكبرون، وقالت الجنة :في ضعفاء الناس ومساكينهم، قال :فقضى بينهما، إنك الجنة رحمتي أرحم بك من أشاء ، وإنك النار عذابي أعذب بك من أشاء ، ولكلاكما على ملؤها "(مسنداحمد، رقم الحديث ۱۱۷۵۴)

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ جہنم کا تذکرہ ہوئے فرمایا کہ ہر بد اخلاق تندخو (اُکھڑ اور سخت مزاج) متکبر (اور مال) جمع کر کے رکھنے والا اور (نیکی سے) روکنے والا جہنم میں ہوگا (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی کبر ہوگا، ایک آدمی نے عرض کیا کہ آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے، کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اور اس کے جوتے اچھے ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ جمیل (یعنی زینت والا) ہے، جمال (یعنی زینت) کو پسند کرتا ہے، کبر تو حق کو ٹھکرانے، اور لوگوں کو کمتر وحقیر سمجھنے کو کہتے ہیں (مسلم)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۴۷ " ۱۹۱ " كتاب الايمان، باب تحريم الكبر وبيانه، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۶۸۰.

فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] عن ثابت بن قيس، قال :ذكر الكبر عند النبى صلى الله عليه وسلم، فشدد فيه، فقال :إن الله لا يحب كل مختال فخور ، فقال رجل من القوم :والله يا رسول الله إنى لأغسل ثيابى، فيعجبنى بياضها، ويعجبنى شراك نعلى، وعلاقة سوطى، فقال :ليس ذلك الكبر، إنما الكبر أن تسفه الحق، وتغمص الناس (المعجم الكبير للطبرانى ، رقم الحديث ۱۳۱۷)

عن زيد بن أسلم أن عبد الله بن عمرو بن العاص قال يا رسول الله أمن الكبر أن استتبع أصحابى إلى بيتى فأطعمهم قال لا قال أفمن الكبر أن يكون لأحدنا راحلة يركبها قال لا قال أفمن الكبر أن يكون لأحدنا حلة يلبسها قال لا ولكن الكبر يا عبد الله بن عمرو أن تسفه الحق وتغمط الناس (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۲۰۵۲۰)

اس حدیث سے تکبر اور نفاست پسندی میں فرق بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ اچھا لباس وغیرہ پہننا تکبر میں نہیں بلکہ جمال میں داخل ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اور کبر یا تکبر، حق بات کو ٹھکرانے، اس سے اعراض کرنے، اور دوسرے کو اپنے مقابلہ میں حقیر وکمتر سمجھنے کو کہا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے اگر کوئی اچھا لباس وغیرہ پہن کر دوسرے کو حقیر سمجھے، تو پھر یہ بھی کبر و تکبر میں داخل ہوگا، اسی وجہ سے بعض احادیث میں شہرت والا لباس پہننے پر سخت وعید آئی ہے۔ [1]

بہرحال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جہنم میں کثرت سے تکبر کرنے، دوسروں کو اپنے سے کمتر وحقیر سمجھنے اور دوسروں پر زور اور دھونس چلانے والے داخل ہوں گے۔

متواضع اور عاجزی اختیار کرنے والے اہلِ جنت ہیں

احادیث میں جہاں ایک طرف متکبروں اور دوسروں پر زور اور دھونس چلانے والوں کے کثرت سے جہنمی ہونے کا ذکر ہے، تو اس کے مقابلے میں تواضع اور عاجزی اختیار کرنے یعنی اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا اور نیچا سمجھنے والوں کے کثرت سے جنتی ہونے کا ذکر بھی ہے۔

چنانچہ حضرت حارثہ بن وھب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِأَھْلِ الْجَنَّۃِ؟ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَأَبَرَّہٗ، أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِأَھْلِ النَّارِ: کُلُّ عُتُلٍّ، جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ (بخاری) [2]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اہلِ جنت کی خبر نہ دوں؟ ہر وہ شخص جو کمزور اور دوسروں سے مغلوب ہو (اس کا

---

[1] عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :من لبس ثوب شهرة فى الدنيا، ألبسه الله ثوب مذلة يوم القيامة (مسند احمد، رقم الحديث ۵۶۶۴)

فى حاشية مسند احمد: حديث حسن.

[2] رقم الحديث ۴۹۱۸، كتاب تفسير القرآن، باب عتل بعد ذلك زنيم.

اللہ کے نزدیک اتنا بڑا مقام ہے کہ وہ) اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو پورا کرے، کیا میں تمہیں اہلِ جہنم کی خبر نہ دے دوں؟ ہر وہ شخص جو کہ بداخلاق ہو، اِترانے والا اور تکبر کرنے والا ہو (بخاری)

کمزور سے مراد وہ شخص ہے، جو متواضع اور عاجزی اختیار کرنے والا ہو، اور دوسروں سے مغلوب سے مراد وہ شخص ہے کہ جس پر دوسرے لوگ اپنا زور چلاتے ہوں، اور اس کو کمزور وحقیر سمجھتے ہوں۔

جیسا کہ کئی دوسری روایات میں اس کی وضاحت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ هُمُ الضُّعَفَاءُ الْمَظْلُوْمُوْنَ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ شَدِيْدٍ جَعْظَرِيٍّ

(مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۲۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اہلِ جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ کمزور اور مظلوم لوگ ہوں گے (جو خود بھی عاجزی وتواضع اختیار کرنے والے ہوں، اور دوسرے بھی ان کو سیدھا سیدھا اور کمزور سمجھ کر ان پر زور چلاتے ہوں) کیا میں تمہیں اہلِ جہنم کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ ہر زور (ودھونس) آور اور متکبر آدمی ہوگا (مسند احمد)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

[2] عن عبد الله بن عمرو بن العاص، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :إن أهل النار كل جعظري جواظ مستكبر، جماع مناع ، وأهل الجنة الضعفاء المغلوبون "(مسند احمد، رقم الحديث ۷۰۱۰)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

عن عبد الله بن عمرو بن العاص، أنه تلا هذه الآية (مناع) للخير معتد أثيم عتل بعد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عاجزی اور تواضع اور چھوٹا پن اختیار کرنے والے لوگ جن پر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ذلک زنیم(القلم) فقال :سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول :أھل النار کل جعظری جواظ مستکبر جماع، وأھل الجنة الضعفاء المغلوبون (المستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۳۸۴۴)

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ بھذہ السیاقة قد أخرجاہ من حدیث شعبة والثوری، عن معبد بن خالد، عن حارثة بن وھب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختصرا.

وقال الذھبی: علی شرط مسلم.

عن سراقة بن مالک بن جعشم المدلجی، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ": یا سراقة، ألا أخبرک بأھل الجنة وأھل النار ؟ "قال :بلی یا رسول اللہ .قال " :أما أھل النار، فکل جعظری جواظ مستکبر، وأما أھل الجنة الضعفاء المغلوبون "(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۵۸۵)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ.

عن سراقة بن جعشم، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال :یا سراقة ألا أخبرک بأھل الجنة ,وأھل النار؟ فقال :بلی یا رسول اللہ، قال :أما أھل النار ,فکل جعظری جواظ مستکبر، وأما أھل الجنة فالضعفاء المغلوبون(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۵۸۹)

قال الھیثمی:رواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط، وإسنادہ حسن(مجمع الزوائد،رقم الحدیث ۱۷۹۲۳، ج۱۰، ص۲۶۵،باب فیمن لا یؤبہ لہ)

عن زید بن ثابت، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :ألا أخبرکم بأھل الجنة؟ قالوا :بلی یا رسول اللہ، قال :کل ضعیف متضعف لو أقسم علی اللہ لأبرہ، ألا أخبرکم بأھل النار؟ قال :کل عتل جواظ(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۹۳۱)

قال الھیثمی:رواہ الطبرانی، وإسنادہ حسن(مجمع الزوائد،رقم الحدیث ۱۷۹۲۶، ج۱۰، ص۲۶۵،باب فیمن لا یؤبہ لہ)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَلَا أُخْبِرُکَ عَنْ مُلُوکِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ :بَلَى، قَالَ :رَجُلٌ ضَعِيفٌ، مُسْتَضْعِفٌ ذُو طِمْرَيْنِ، لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۴۱۱۵)

قال المنذری: رواہ ابن ماجہ ورواۃ إسنادہ محتج بھم فی الصحیح إلا سوید بن عبد العزیز(الترغیب والترھیب)

عن أنس بن مالک، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال " :ألا أخبرکم بأھل النار وأھل الجنة ؟ أما أھل الجنة، فکل ضعیف متضعف ، أشعث ذی طمرین ، لو أقسم علی اللہ لأبرہ ، وأما أھل النار، فکل جعظری جواظ ، جماع مناع ، ذی تبع "(مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۲۴۷۶)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیرہ.

دوسرے اپنا زور چلاتے ہوں، اور وہ دوسروں کے مقابلہ میں کمزور اور نیچے شمار ہوتے ہوں، جنت میں ہوں گے، اور ان کے مقابلہ میں متکبر، دوسروں کو حقیر سمجھنے، دوسروں کی تحقیر کرنے والے اور زور آور لوگ جہنم میں ہوں گے۔

متکبر شخص، اللہ اور اس کے رسول کو سخت ناپسند ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ کُلَّ جَعْظَرِیٍّ جَوَّاظٍ سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ جِیْفَةٍ بِاللَّیْلِ حِمَارٍ بِالنَّھَارِ عَالِمٍ بِأَمْرِ الدُّنْیَا جَاھِلٍ بِأَمْرِ الْآخِرَةِ (صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، اللہ ایسے شخص کو مبغوض (اور سخت ناپسند) فرماتا ہے، جو کہ بداخلاق، تندخو (سخت اور اکھڑ مزاج) متکبر ہو، بازاروں میں شور کرنے والا ہو، رات میں مُردہ ہو، دن میں گدھا ہو، دنیا کے معاملے کو جاننے والا، اور آخرت کے معاملے سے جاہل و ناواقف ہو (ابن حبان)

اس حدیث کی تشریح پہلے ''نرم کلام و درگزر کی فضیلت اور سختی و تشدد کی مذمت'' کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّکُمْ إِلَیَّ وَأَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَحَاسِنَکُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَکُمْ إِلَیَّ وَأَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ

---

[1] رقم الحدیث ۷۲، کتاب العلم، ذکر الزجر عن العلم بأمر الدنیا مع الانھماک فیھا والجھل بأمر الآخرة ومجانبة أسبابھا.
فی حاشیة ابن حبان: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم.

وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ، قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: اَلْمُتَكَبِّرُوْنَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور تم میں قیامت کے دن میری مجلس کے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والے ہوں۔ اور تم میں میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض (وناپسند) اور قیامت کے دن میری مجلس سے سب سے زیادہ دُور بہت زیادہ بولنے والے، اور چرب لسان اور ''مُتَفَيْهِقُوْنَ'' ہوں گے۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بہت زیادہ بولنے والے اور چرب لسان (بہت باتونی یا زبان دراز) کو تو ہم جانتے ہیں، تو ''مُتَفَيْهِقُوْنَ'' کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تکبر کرنے والے (ترمذی)

اور حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَسَاوِئُكُمْ أَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ ، اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۷۳۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق اچھے ہوں، اور

---

[1] رقم الحديث ۲۰۱۸، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في معالي الاخلاق.
قال الترمذي: وفي الباب عن أبي هريرة وهذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وروى بعضهم هذا الحديث، عن المبارك بن فضالة، عن محمد بن المنكدر، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكر فيه عن عبد ربه بن سعيد وهذا أصح والثرثار: هو الكثير الكلام، والمتشدق الذي يتطاول على الناس في الكلام ويبذو عليهم.

[2] في حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

مجھے تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق برے ہوں، جو کہ بہت زیادہ بولنے والے (منہ پھٹ) متکبر اور زبان دراز (و چرب لسان) ہوں (مسند احمد)

ان احادیث سے متکبر لوگوں کا اللہ اور اس کے رسول کو سخت ناپسند و مبغوض ہونا معلوم ہوا۔

(والتفصيل فی: فيض القدير شرح الجامع الصغير،تحت حديث رقم ۴۸۶۱. مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۳۰۱۹، كتاب الآداب،باب البيان والشعر. شرح السنة للإمام البغوى،باب ذم البيان والتنطع)

غریب متکبر کی طرف اللہ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلاثَةٌ لا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰہُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ کلام نہیں فرمائے گا، اور ان کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ایک بوڑھا زانی، دوسرے جھوٹا بادشاہ، تیسرے غریب متکبر (مسند احمد)

اس طرح کی اور احادیث بھی مروی ہیں۔ [2]

یوں تو ہر متکبر ہی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اور اس کے لئے عذاب کی سخت وعید ہے، لیکن

---

[1] رقم الحديث ۱۰۲۲۷، مسلم، رقم الحديث ۱۰۷ "۱۷۲"
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] عن أبی ذر، رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة، ولا ينظر إليهم شيخ زان، وملك كذاب، وعائل مستكبر (مسند البزار، رقم الحديث ۴۰۲۳)

امیر متکبر کے مقابلے میں غریب متکبر، اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسند ہے، کیونکہ غریب کے پاس تکبر کرنے کے ظاہری اسباب کم ہوتے ہیں، اس لئے اس کا تکبر کرنا امیر کے مقابلے میں زیادہ شدید گناہ اور اللہ تعالیٰ کی سخت ناپسندیدگی وناراضگی کا باعث ہے۔

متکبروں کے لئے قیامت کے دن اللہ کی طرف سے اعلان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَطْوِى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ يَقُوْلُ : أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ . ثُمَّ يَطْوِى الْأَرَضِيْنَ بِشِمَالِهٖ، ثُمَّ يَقُوْلُ : أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟

(مسلم، رقم الحديث ۲۷۸۸ ”۲۴“، كتاب صفة القيامة والجنة والنار)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل آسمانوں کو لپیٹ دے گا، پھر انہیں اپنے دائیں دستِ قدرت میں لے کر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، زور اور دھونس والے بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں دستِ قدرت میں لے کر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، زور اور دھونس والے بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟ (مسلم)

معلوم ہوا کہ قیامت کے دن متکبر اور زور آور لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت پوری کرنے کے لئے، خصوصی اعلان ہوگا، جو متکبرین کی ذلت، رُسوائی وپسپائی اور سخت عذاب کا سبب ہوگا، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

قیامت کے دن متکبر کس حال میں اُٹھائے جائیں گے؟

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُوْنَ إِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ (سنن الترمذی)[1]

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن متکبرین چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے، ہر طرف سے ذلت انہیں ڈھانپے ہوئے ہوگی پھر وہ لوگ جہنم کے ایک قید خانے کی طرف دھکیلے جائیں گے جس کا نام بولس ہے ان پر آگ چھا جائے (اور مسلط ہو جائے) گی اور انہیں جہنمیوں کا میل کچیل (خون، پیپ، پسینہ وغیرہ) پلایا جائے گا، جو سڑا ہوا بدبودار مادہ ہے (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن انتہائی ذلت کی حالت میں اُٹھایا جائے گا، اور ذلت سے ان کا گھیراؤ کیا جائے گا، اور ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل کیا جائے گا، اور انتہائی ذلت وہتک آمیز کھانا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

کِبر، شیطان کی پھونک اور ہوا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، وَهَمْزِهٖ، وَنَفْخِهٖ، وَنَفْثِهٖ قَالَ: هَمْزُهٗ: اَلْمُوْتَةُ، وَنَفْثُهٗ: اَلشِّعْرُ، وَنَفْخُهٗ: اَلْكِبْرُ (سنن ابن ماجه)[2]

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعے سے شیطانِ رجیم سے پناہ چاہتا ہوں، اس کے وسوسہ سے اور اس کی پھونک (یعنی ہوا) سے اور اس کی جھاڑ پھونک سے،

---

[1] رقم الحديث ۲۴۹۲، ابواب صفة القيامة والرقائق والورع.
قال الترمذی: هذا حديث حسن.

[2] رقم الحديث ۸۰۸، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الاستعاذة فی الصلاة.

(پھر) فرمایا کہ شیطان کا وسوسہ جنون ہے اور شیطان کی جھاڑ پھونک، شعر وشاعری ہے اور شیطان کی پھونک (یعنی ہوا) کبر ہے (ابن ماجہ)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] عن عبد الله بن مسعود، عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه "كان يتعوذ من الشيطان من همزه، ونفثه، ونفخه "قال " :وهمزه :الموتة، ونفثه :الشعر، ونفخه: الكبرياء " (مسند احمد، رقم الحديث ۳۸۲۸)

فی حاشیة مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد محتمل للتحسين.

عن عطاء بن السائب، عن أبی عبد الرحمن، عن عبد الله، عن النبی صلی الله علیه وسلم "أنه كان يتعوذ من الشيطان الرجيم :من همزه ونفثه ونفخه "، قال :همزه: الموتة، ونفثه :السحر، ونفخه :الكبر(مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۵۳۸۰)

قال حسين سليم أسد: رجاله ثقات.

عن عائشة :وكان رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول " :تعوذوا بالله من الشيطان الرجيم، من همزه ونفخه ونفثه "قالوا :يا رسول الله، وما همزه ونفخه ونفثه ؟ قال ": أما همزه، فهذه الموتة التی تأخذ بنی آدم، وأما نفخه فالكبر، وأما نفثه فالشعر "(مسند احمد، رقم الحديث ۲۵۲۲۷)

فی حاشیة مسند احمد: حسن لغيره.

عن نافع بن جبير بن مطعم، عن أبيه، قال :سمعت النبی صلی الله علیه وسلم يقول فی التطوع " :الله أكبر كبيرا -ثلاث مرار -والحمد لله كثيرا -ثلاث مرار -وسبحان الله بكرة وأصيلا -ثلاث مرار -اللهم إنی أعوذ بك من الشيطان الرجيم، من همزه ونفثه ونفخه "قلت :يا رسول الله، ما همزه ونفثه ونفخه ؟ قال " :أما همزه فالموتة التی تأخذ ابن آدم، وأما نفخه الكبر، ونفثه الشعر "(مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۷۳۹)

فی حاشیة مسند احمد: حديث حسن لغيره.

عن أبی سعيد الخدری، قال :كان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا قام إلى الصلاة بالليل كبر، ثم يقول :سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك، ثم يقول :الله أكبر كبيرا، ثم يقول :أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم، من همزه ونفخه ونفثه، :وفی الباب عن علی، وعائشة، وعبد الله بن مسعود، وجابر، وجبير بن مطعم، وابن عمر، وحديث أبی سعيد أشهر حديث فی هذا الباب، وقد أخذ قوم من أهل العلم بهذا الحديث وأما أكثر أهل العلم، فقالوا :إنما يروى عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه كان يقول :سبحانك اللهم وبحمدك، وتبارك اسمك، وتعالى جدك، ولا إله غيرك وهكذا روی عن عمر بن الخطاب، وعبد الله بن مسعود والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم من التابعين، وغيرهم وقد تكلم فی إسناد حديث أبی سعيد، كان يحيى بن سعيد يتكلم فی علی بن علی الرفاعی "، وقال أحمد :لا يصح هذا الحديث(سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۴۲)

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کبر وتکبر دراصل شیطان کی ہوا بھرنے سے پیدا ہوتا ہے، شیطان جس شخص کے اندر غبارہ کی طرح ہوا بھر دیتا ہے، وہ ہوا کبر وتکبر کی شکل میں ظاہر ہوجاتی ہے، اور شیطان کے وسوسہ کو جنون اس لئے فرمایا گیا کہ وسوسہ ترقی کرتے کرتے جنون اور مالیخولیا کی شکل اختیار کرلیتا ہے، اور شعروشاعری کو شیطان کی جھاڑ پھونک اس لئے فرمایا گیا کہ شاعروں پر شیطان اپنی جھاڑ پھونک کردیتا ہے، جس کی وجہ سے عام طور پر شاعر اپنی ایک تخیلاتی دنیا بسالیتے ہیں، جس کے وہ بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں، اور اس عالَمِ تخیل میں زمین، آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں، مجاز اور استعارات کی آڑ لے کر حقائقِ نفس الامری کی مٹی پلید کرتے رہتے ہیں۔

(والتفصيل في: شرح ابو داؤد للعينى، ج۳، ص ۳۷۲، باب :ما يستفتح به الصلاة من الدعاء. ومرقاة المفاتيح، ج۲، ص ۳۷۹، باب ما يقرأ بعد التكبير)

رسول اللہ کا اوراحادیث میں بھی کبر سے پناہ طلب کرنے کی دعا کا ذکر ہے۔ [۱]

تواضع سے عزت وحکمت میں اضافہ، اور تکبر سے کمی ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (مسلم) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا (بلکہ

---

[۱] عن عبد الله بن مسعود، قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا أمسى قال :أمسينا وأمسى الملك لله والحمد لله، لا إله إلا الله وحده لا شريك له قال الحسن :فحدثني الزبيد أنه حفظ عن إبراهيم في هذا :له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، اللهم أسألك خير هذه الليلة، وأعوذ بك من شر هذه الليلة، وشر ما بعدها اللهم إني أعوذ بك من الكسل وسوء الكبر، اللهم إني أعوذ بك من عذاب في النار وعذاب في القبر(مسلم، رقم الحديث ۲۷۲۳"۷۴")

[۲] رقم الحديث ۲۵۸۸"۶۹"كتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع.

صدقہ سے مال میں برکت ہوتی ہے) اور اللہ، بندہ کے درگزر کرنے سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو بندہ بھی اللہ کے لئے تواضع وعاجزی کو اختیار کرتا ہے، تو اس کو (درجہ اور عزت کے اعتبار سے دنیا وآخرت میں) اللہ بلند فرماتا ہے (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ تَوَاضَعَ لِيْ هٰكَذَا - وَجَعَلَ يَزِيْدُ بَاطِنَ كَفِّهٖ إِلَى الْأَرْضِ، وَأَدْنَاهَا إِلَى الْأَرْضِ - رَفَعْتُهُ هٰكَذَا - وَجَعَلَ بَاطِنَ كَفِّهٖ إِلَى السَّمَاءِ، وَرَفَعَهَا نَحْوَ السَّمَاءِ (مسند احمد، رقم الحديث ٣٠٩) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے لئے اس طرح تواضع (چھوٹا پن اور عاجزی) کو اختیار کیا، اور یزید راوی نے اپنی ہتھیلی کے اندر والے حصہ کو زمین کی طرف کیا، اور اس کو زمین کی طرف جھکایا، تو اس کو میں اس طرح بلند کر دیتا ہوں، اور انہوں نے اپنی ہتھیلی کے اندر والے حصہ کو آسمان کی طرف کیا، اور اس کو آسمان کی طرف اٹھایا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے اپنے آپ کو چھوٹا اور کمتر سمجھتا ہے، اور تواضع وعاجزی اور چھوٹے پن کو اختیار کرتا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ اوپر اُٹھاتے اور بلند فرماتے اور اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں اور جو تکبر وتعلّی اور بڑائی اختیار کرتا ہے، اُسے اللہ تعالیٰ زمین کی طرف نیچے کر کے ذلیل فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا فِيْ

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

رَأْسِهٖ حِكْمَةٌ بِيَدِ مَلَكٍ، فَإِذَا تَوَاضَعَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ : اِرْفَعْ حِكْمَتَهٗ، وَإِذَا تَكَبَّرَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ: ضَعْ حِكْمَتَهٗ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے سر میں حکمت (ودانائی موجود) ہوتی ہے، جس کا قبضہ (وکنٹرول) مخصوص فرشتے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، پس جب بندہ تواضع (وعاجزی اور چھوٹا پَن) اختیار کرتا ہے تو فرشتے کو کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو بلند کردو، اور جب بندہ تکبر (اور بڑائی) اختیار کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو نیچا (وکم) کردو (طبرانی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَا مِنْ اِمْرَءٍ إِلَّا وَفِيْ رَأْسِهٖ حِكْمَةٌ، وَالْحِكْمَةُ بِيَدِ مَلَكٍ، فَإِنْ تَوَاضَعَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ : ارْفَعِ الْحِكْمَةَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْتَفِعَ، قِيْلَ لِلْمَلَكِ : ضَعِ حِكْمَتَهٗ (مسند البزار، رقم الحديث ۷۸۴۷) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے سر میں حکمت (موجود) ہوتی ہے، اور حکمت مخصوص فرشتہ کے قبضہ (وکنٹرول) میں ہوتی ہے، پس اگر بندہ تواضع (وعاجزی اور چھوٹے پَن کو) اختیار کرتا ہے تو فرشتے کو کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو بلند کردو، اور جب بندہ بڑائی کو چاہتا ہے (یعنی تکبر اختیار کرتا ہے) تو

---

[1] رقم الحديث ۱۲۹۳۹، ج۱۲ ص۲۱۸.
قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۰۶۹)
و قال المنذري: رواه الطبراني والبزار بنحوه من حديث أبي هريرة وإسنادهما حسن (الترغيب و الترهيب، ج۳، ص۳۵۲، كتاب الأدب وغيره الترغيب فى الحياء وما جاء فى فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

[2] قال الهيثمي: رواه البزار وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۰۷۲)
و قال الالبانى: قلت :فمثله قد يستشهد به، فإذا انضم إليه المرسل الذى أشار إليه العقيلى صلحا للاستشهاد بهما وبذلك يرتقى الحديث إلى درجة الحسن إن شاء الله تعالى .(سلسة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۵۳۸)

فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو نیچا (وکم) کردو (طبرانی)

اس قسم کا مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور حضرت کعب سے بھی مروی ہے۔ [1]

حکمت سے مراد عقل مندی اور دانائی ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ علم، عمل اور دین کے احکام میں درست رائے کا قائم ہونا ہے، اور بعض حضرات نے حکمت کی تعریف ''چیزوں کی معرفت اور حقائق کے علم'' سے کی ہے۔

بہرحال تواضع وعاجزی یا چھوٹے پَن سے حکمت، عزت، عقل مندی اور دانائی وغیرہ میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ تکبر اور بڑائی سے ان عالیشان چیزوں میں کمی ہوتی ہے۔ [2]

بڑائی اور جاہ ومنصب کی محبت، دین کے لئے تباہ کن ہے

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ (سنن الترمذی) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے

---

[1] عن عبيد الله بن عدى بن الخيار ، قال :قال عمر :إن العبد إذا تواضع لله رفع الله حكمته ، وقال :انتعش نعشك الله ، فهو فى نفسه صغير وفى أنفس الناس كبير ، وإن العبد إذا تعظم وعدا طوره وهصه الله إلى الأرض ، وقال اخسأ خسأك الله ، فهو فى نفسه كبير وفى أنفس الناس صغير حتى لهو أحقر عنده من خنزير(مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۳۵۶۰۲)

عن مطرف ، عن كعب ، قال :ما من عبد إلا فى رأسه حكمة ، فإن تواضع رفعه الله ، وإن تكبر وضعه الله(مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۳۶۷۹۷)

[2] (آتاه الله الحكمة) : وهى إصابة الحق بالعلم والعمل أو علم أحكام الدين .قال الكرمانى : عرف الحكمة لأن المراد بها معرفة الأشياء التى جاء ت بها الشريعة، وأراد التعريف بلام العهد (مرقاة المفاتيح، ج ۱ ، ص ۲۸۵)

قيل ...أنها تطلق على الفقه والعلم بالدين وعلى ما ينفع من موعظة ونحوها وعلى الحكم بالحق وعلى الحسنة وعلى الفهم عن الله ورسوله(فتح البارى، ج ۱ ، ص ۱۰۷، المقدمة، فصل ح ق)

[3] رقم الحديث ۲۳۷۶، ابواب الزهد، مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۷۸۴

قال الترمذى:هذا حديث حسن صحيح.

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

گلے (اور ریوڑ) میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اس گلہ (وریوڑ) میں اس قدر تباہی نہیں مچاتے، جتنا کہ دو خصلتیں انسان کے دین میں تباہی مچاتی ہیں، ایک مال کی محبت، دوسرے اپنی عزت وجاہ کی محبت (ترمذی، مسند احمد)

اس طرح کا مضمون حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۱]

بڑائی اور جاہ ومنصب کی محبت عام طور سے کبر وتکبر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور دوسرے کو اپنے مقابلہ میں کمتر ثابت کرنا چاہتا ہے۔

اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں چلے جائیں، تو وہ بکریوں کے ریوڑ کو چیر پھاڑ کر ستیاناس کر دیتے ہیں، لیکن مال اور منصب وعہدہ اور بڑائی کی محبت دین کو اُن بھوکے بھیڑیوں سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مال اور عہدے کی محبت دین کے لیے بہت بڑے فساد کا باعث ہے۔

اور آج کے دَور میں یہی دونوں چیزیں عالَم کے امن وامان کو تباہ کر رہی ہیں۔

کسی طرف مال ودولت کا جھگڑا ہے، اور کسی طرف عہدے، اپنی عزت کو بڑھانے اور حکومت اور دوسروں پر زور چلانے اور دوسروں پر حکمرانی کا جھگڑا ہے۔

اور بھیڑیا چیر پھاڑ کرنے والا جانور ہے، اور جو مال وجاہ کی محبت میں گرفتار ہو، وہ گویا کہ انسان کے بجائے چیر پھاڑ کرنے والا جانور یعنی درندہ کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

---

[۱] عن أبی هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما ذئبان ضاريان جائعان، باتا فی زريبة غنم أغفلها أهلها، يفترسان ويأكلان بأسرع فيها فسادا من حب المال والشرف فی دين المرء المسلم(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۷۲)

عن أبی هريرة، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :ما ذئبان ضاريان جائعان فی غنم افترقت، أحدهما فی أولها، والآخر فی آخرها بأسرع فسادا من امرء فی دينه يحب شرف الدنيا ومالها (مسند ابی يعلی، رقم الحديث ۶۴۴۹)

قال حسين سليم أسد فی تعليق ابی يعلیٰ : إسناده حسن.

قال الهيثمی: رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن عبد الملك زنجويه، وعبد الله بن محمد بن عقيل، وقد وثقا(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۸۲۹، باب فيمن أحب الدنيا)

رواه الطبرانی فی الأوسط، وإسناده جيد(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۸۳۴)

مسلمان کی عزت کو حلال سمجھنے کی قباحت وسنگینی

پیچھے احادیث میں ایک مسلمان کی عزت کا دوسرے مسلمان کی عزت پر حرام ہونا گزر چکا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت کو مجروح نہ کرے، اور اس کی تحقیر نہ کرے۔

اور اس کی خلاف ورزی کرنے یعنی دوسرے مسلمان کی عزت کو حلال سمجھنے یا اس کے ساتھ حلال چیز جیسا برتاؤ کرنے اور اس سے بڑھ کر اس میں زبان درازی کرنے کی احادیث میں سخت بُرائی آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ تَدْرُوْنَ أَزْنَى الزِّنَا عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّ أَزْنَى الزِّنَا عِنْدَ اللّٰهِ اِسْتِحْلَالُ عِرْضِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، ثُمَّ قَرَأَ: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا (مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۴۶۸۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین زنا کیا ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین زنا کسی مسلمان آدمی کی عزت کو حلال سمجھنا ہے، پھر آپ نے سورۂ احزاب کی یہ آیت پڑھی، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”جو لوگ مومنین اور مومنات کو ان کے کسی کردار کے بغیر ایذاء پہنچاتے ہیں، تو وہ بڑے بہتان کا بوجھ اٹھا رہے ہیں (ابو یعلیٰ)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَرْبَى الرِّبَا عِنْدَ اللّٰهِ

---

[1] قال حسین سلیم أسدفی حاشیة مسند ابی یعلیٰ : إسناده صحیح.

اِسْتِحْلَالُ عِرْضِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، ثُمَّ قَرَأَ : (وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا) الْآيَةَ (شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة للالكائي) ؎1

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین سود کسی مسلمان آدمی کی عزت کو حلال سمجھنا ہے، پھر آپ نے سورۂ احزاب کی یہ آیت پڑھی، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''جو لوگ مومنین اور مومنات کو ان کے کسی کردار کے بغیر ایذاء پہنچاتے ہیں، تو وہ بڑے بہتان کا بوجھ اٹھا رہے ہیں (ابو یعلیٰ)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی عزت کو مجروح کرنا خواہ بہتان لگا کر ہو، یا عیب لگا کر، یا گالی گلوچ کر کے، یا چغلی وغیبت کر کے، یا کسی اور طرح سے تحقیر کر کے، وہ بدترین زنا یا بدترین سود کے گناہ کے مشابہ ہے (ملاحظه هو: مرقاة المفاتيح، باب الشفقة والرحمة على الخلق)

مسلمان کی عزت پر زبان درازی بدترین سود ہے

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةَ فِيْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ (ابو داوٗد) ؎2

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین سود مسلمان کی عزت میں ناحق زبان درازی کرنا ہے (ابوداؤد، مسند احمد، بزار، طبرانی)

اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَرْبَى الرِّبَا اِسْتِطَالَةُ الْمَرْءِ

؎1 رقم الحديث ۲۳۵۶، ج۷ص۱۳۲۵، الناشر: دار طيبة -السعودية، تفسير ابنِ ابی حاتم، رقم الحديث ۱۷۷۸.

؎2 رقم الحديث ۴۸۷۶، كتاب الادب، باب فی الغيبة، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۵۱، مسند بزار، رقم الحديث ۱۲۶۴، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۵۷.
فی حاشية مسند احمد: إسناده قوی.

فِيْ عَرْضِ أَخِيْهِ (مسند البزار، رقم الحديث ۳۷۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین سود، آدمی کا اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت پر زبان درازی کرنا ہے (بزار)

اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَرْبَى الرِّبَا أَنْ يَّسْتَطِيْلَ الرَّجُلُ فِيْ شَتَمِ أَخِيْهِ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین سود یہ ہے کہ آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو گالی دینے میں زبان درازی کرے (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا، أَيْسَرُهَا مِثْلُ أَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبَا عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۲۲۵۹، کتاب البيوع) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کے تہتّر دروازے ہیں، جن میں سے ہلکا دروازہ اس طرح ہے، جیسا کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح (وصحبت یا زنا) کرے، اور بدترین سود مسلمان آدمی کی عزت (کو نقصان پہنچانا اور اس کی عزت پر زبان درازی کرنا) ہے (حاکم)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۸۹۹، ج۱۸ ص۳۵۳.
قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح غير طاهر بن خالد بن نزار، وهو ثقة وفيه لين.(مجمع الزوائد،تحت رقم الحديث ۱۳۰۱۷ ،باب فيمن تسبب فی سب والديه)

[2] قال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه"
و قال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

[3] عن أبي هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن من أربى الربا استطالة المرء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی عزت پر زبان درازی کرنا بدترین سود ہے، جس میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فی عرض أخیه .وهذا الحدیث لا نعلم رواه عن الزهری إلا النعمان بن راشد، وعن النعمان إلا وهیب، ولا عن وهیب إلا محمد بن أبی نعیم والنعمان حدث عنه جماعة جلة منهم :ابن جریج وجریر بن حازم ووهیب بن خالد(مسند البزار، رقم الحدیث ۷۷۸۴)

عن أبی هریرة، قال :قال رسول الله صلى الله علیه وسلم :إن من أربى الربا استطالة المرء فی عرض أخیه .وهذا الحدیث أحسبه خطأ لأن صالحا إنما رواه عندی عن عبد الله بن سعید، عن أبیه، عن أبی هریرة لأن صالحا لم یسمع من سعید المقبری، ولکن هکذا حدث به یحیى بن کثیر عن صالح بن أبی الأخضر عن المقبری(مسند البزار،رقم الحدیث ۸۴۳۷)

عن أبی هریرة -رضی الله عنه -، عن النبی صلى الله علیه وسلم قال : أربى الربا استطالة المرء فی عرض أخیه المسلم.قال أهل اللغة :(الاستطالة) : البغی والتکبر، واستطالة المرء فی عرض أخیه : طلب الفضل علیه والوقوع فی عرضه وذکره إیاه بما لا یحل له(الترغیب والترهیب لقوام السنة للاصبهانی، رقم الحدیث ۵۸۸)

عن أبی هریرة ، أن النبی صلى الله علیه وسلم ، قال :الربا سبعون حوبا أیسرها نکاح الرجل أمه ، وأربى الربا استطالة الرجل فی عرض أخیه(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحدیث ۲۲۴۳۷)

عن البراء بن عازب قال :قال رسول الله صلى الله علیه وسلم :الربا اثنان وسبعون بابا، أدناها مثل إتیان الرجل أمه، وأربى الربا استطالة الرجل فی عرض أخیه.

لم یرو هذا الحدیث عن یحیى بن أبی کثیر إلا عمرو بن راشد، ولا رواه عن عمرو بن راشد إلا معاویة بن هشام، ولا یروى عن البراء إلا بهذا الإسناد "(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۷۱۵۱)

عن أنس بن مالک ، رضی الله عنه ، قال :خطبنا رسول الله صلى الله علیه وسلم فذکر الربا وعظم شأنه ، فقال : إن الدرهم یصیبه الرجل من الربا أعظم عند الله فی الخطیئة من ست وثلاثین زنیة یزنیها الرجل ، وأربى الربا عرض الرجل المسلم (ذم الغیبة والنمیمة لابنِ ابی الدنیا، رقم الحدیث ۳۶)

عن یحیى بن أبی کثیر، عن رجل من الأنصار قال :قال رسول الله صلى الله علیه وسلم " :الربا أحد وسبعون -أو قال :ثلاثة وسبعون -حوبا، أدناها مثل إتیان الرجل أمه، وإن أربى الربا استطالة الرجل فی عرض أخیه المسلم "(مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۱۵۳۴۵)

عن محمد بن عبد الله بن عمرو بن عثمان قال :قال النبی صلى الله علیه وسلم " :إن أربى الربا شتم الأعراض، وأشد الشتم الهجاء والراویة أحد الشاتمین "(شعب الایمان، رقم الحدیث ۴۷۳۹)

عن زید بن أسلم، عن وهب بن الأسود، عن أبیه الأسود بن وهب، خال رسول الله صلى الله علیه وسلم، أن رسول الله صلى الله علیه وسلم قال " :أربى الربا اعتباط المرء فی عرض أخیه بغیر حقه "رواه أبو بکر بن أعین، عن عمرو بن أبی سلمة، عن الهیثم بن حمید، عن أبی معید حفص بن غیلان، عن زید بن أسلم، عن وهب بن الأسود، قال :دخلت على رسول الله صلى الله علیه وسلم فقال " :ألا أنبئک بشیء من الربا "فذکر نحوه(معرفة الصحابة، رقم الحدیث ۹۱۴)

عن زید بن أسلم، أن عبد الله بن سلام قال " :الربا سبعون حوبا، أدناها فجرة منه مثل أن یضطجع الرجل مع أمه، وأربى الربا استطالة المرء فی عرض أخیه المسلم "قال :أظنه ابن وهب زاد ابن جریج فی الحدیث "(شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۵۱۲۹)

دوسرے مسلمان کی تحقیر وتذلیل کرنا بھی داخل ہے۔

مگر افسوس کہ اس کو آج کل کوئی گناہ نہیں سمجھا جاتا، یا بہت ہلکا گناہ سمجھا جاتا ہے، اور بہت سے مالی اور روپیہ وپیسہ کے سود کو گناہ سمجھنے والے بھی اس بدترین سود میں مبتلا ہیں کہ مسلمان کی عزت وآبرو پر زبان درازی کرتے ہیں، طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں، طعن وتشنیع کرتے ہیں، چغل خوری، عیب گوئی اور غیبت وبہتان جیسے گناہوں کے لئے زبان درازی کرتے ہیں، اللہ حفاظت فرمائے۔

(والتفصيل فی: فيض القدير، رقم الحديث ۲۴۷۲، التيسير بشرح الجامع الصغير، حرف الْهمزة، عون المعبود، باب فی الغيبة، شرح سنن أبی داود، لعبد المحسن، التحذير من الغيبة، شرح حديث من أربی الربا الاستطالة فی عرض المسلم بغير حق)

مسلم کی عزتِ نفس مجروح کرنے پر نیکیوں کا ضیاع وافلاس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِّأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ أَوْ شَيْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ، قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلاَ دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور چیز (مثلاً مال وغیرہ) کے متعلق کوئی ظلم کیا ہو، تو وہ اس سے آج ہی (ادائیگی کرکے یا معافی طلب کرکے) چھٹکارا حاصل کرلے، اس سے پہلے کہ (قیامت کا) وہ وقت آئے کہ نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم (یعنی قیامت کے دن روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا، اور یہاں سب کچھ ہے، دے دلا کر جان چھوٹ سکتی ہے)

---

[1] رقم الحديث ۲۴۴۹، كتاب المظالم والغصب، باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له، هل يبين مظلمته، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۷۳۶۱.
فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

پھر اگر (ظالم کے پاس) کوئی نیک عمل ہوگا، تو اس کے ظلم کرنے کے بقدر اس سے لے لیا جائے گا، اور اگر نیک عمل نہیں ہوگا، تو دوسرے (یعنی مظلوم) کی برائیوں کو لے کر اس کے اوپر لاد دیا جائے گا (بخاری، ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : أَتَـدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: اَلْـمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ:إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِـيْ يَـأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَـذَفَ هٰـذَا، وَأَكَـلَ مَـالَ هٰـذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُـعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُّقْـضٰـى مَـا عَـلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابۂ کرام سے) فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ مفلس ہم میں سے وہ ہے کہ جس کے پاس مال و دولت نہ ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں (درحقیقت) مفلس شخص وہ ہوگا جو قیامت کے دن (اپنے ساتھ) نماز، روزے اور زکاۃ (جیسے اعمال) لائے گا، پھر وہ شخص آئے گا کہ جس کو اس نے گالی نکالی ہوگی، اور وہ جس پر اس نے بہتان لگایا ہوگا، اور وہ جس کا اس نے مال کھایا ہوگا، اور وہ جس کا اس نے خون بہایا ہوگا، اور وہ جس کو اس نے مارا ہوگا، تو پھر اس (نیک اعمال لے کر آنے والے شخص) کی نیکیاں اس (مظلوم) کو دی جائیں گی، اور کچھ نیکیاں اس (دوسرے مظلوم) کو دی جائیں گی، پھر اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی قبل اس کے کہ اس کا فیصلہ پورا (یعنی اس کی اپنی نیکیوں سے اس کے

---

[1] رقم الحديث ۲۵۸۱ "۵۹" كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم.

حق میں فیصلہ ہونے سے پہلے دوسرے کو اس کی نیکیاں دلوا کر اس کو نہتا کر دیا جائے گا) پھر ان (مظلوموں) کے گناہ اس (ظالم اور حق تلفی کرنے والے) پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اس (ظالم) کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا (مسلم)

معلوم ہوا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل کرنا اتنا سنگین جرم ہے کہ یہ قیامت کے دن نیکیوں کے ضیاع و افلاس اور دوسرے کے گناہوں کے بوجھ کو لادنے کا باعث بنے گا۔

نسب وغیرہ پر طعنہ زنی کر کے عار دِلانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُنَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ: اَلنِّيَاحَةُ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ وَالتَّعَايُرُ (ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں جاہلیت کے عمل سے تعلق رکھتی ہیں، جن کو اہلِ اسلام چھوڑیں گے نہیں، ایک نوحہ کرنا، دوسرے ستاروں سے بارش طلب کرنا، اور تیسرے (نسب وغیرہ پر دوسرے کو) عار دِلانا (ابنِ حبان)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْبَذِيْءِ وَلَا الْفَاحِشِ (صحیح ابن حبان) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۱۴۱، كتاب الجنائز، فصل فى النياحة ونحوها.
فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث ۱۹۲، كتاب الايمان ،باب فرض الايمان،واللفظ لهٗ ، سنن ترمذى، رقم الحديث ۱۹۷۷ .
قال الترمذى:هذا حديث حسن غريب،وقد روى عن عبدالله بن غير هذا الوجه.
و فى حاشية ابنِ حبان:حديث صحيح.
وقال القارى: وقال الترمذى :هذا حديث غريب.قال ميرك :ورجاله رجال الصحيحين، سوى محمد بن يحيى شيخ الترمذى، وثقه ابن حبان والدارقطنى(مرقاة، ج۷ص ۳۰۴۴، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن طعنہ دینے والا، اور لعنت کرنے والا اور بے غیرت اور فحش گو نہیں ہوتا (ابنِ حبان، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں دو چیزیں کفر (والی) ہیں، ایک نسب میں طعن (وتشنیع) کرنا اور دوسرے میت پر نوحہ کرنا (مسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ اَلطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ (بخاری) [2]

ترجمہ: کسی کے نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر نوحہ کرنا (یعنی اونچی آواز سے کلام کرتے ہوئے، یا گا گا کر رونا پیٹنا) زمانہ جاہلیت کی خصلت ہے (بخاری)

اس طرح کا مضمون ایک مرفوع حدیث میں بھی مروی ہے۔ [3]

نسب پر طعنہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا نسب ہلکا یا کمزور ہے، یا مثلاً کوئی زنا سے پیدا شدہ شخص ہے، تو اس کو اُس نسب کی نسبت سے کوئی ایسا لفظ کہا جائے، جس سے اس کو عار معلوم ہو

---

[1] رقم الحدیث ۶۷ "۱۲۱ "کتاب الایمان، باب إطلاق اسم الكفر على الطعن فی النسب والنیاحة علی المیت.

[2] رقم الحدیث ۳۸۵۰، کتاب مناقب الانصار.

[3] ثنا كثير بن عبد الله المزنی، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "ثلاثة من أمر الجاهلية لا يتركهن الناس: الطعن فی الأنساب والنياحة وقولهم: مطرنا بنجم كذا وكذا" (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۲۰، ج۱۷ ص ۱۹)

قوله صلى الله عليه وسلم (اثنتان فی الناس هما بهم كفر الطعن فی النسب والنياحة على الميت) وفيه أقوال أصحها أن معناه هما من أعمال الكفار وأخلاق الجاهلية والثانی أنه يؤدی إلى الكفر والثالث أنه كفر النعمة والإحسان والرابع أن ذلك فی المستحل وفی هذا الحديث تغليظ تحريم الطعن فی النسب والنياحة وقد جاء فی كل واحد منهما نصوص معروفة والله أعلم (شرح النووی على مسلم، ج۲ ص۵۷، باب إطلاق اسم الكفر على الطعن فی النسب والنياحة)

یہ بھی ایک طرح سے مسلمان کی تحقیر و تذلیل میں داخل ہے، اور سخت گناہ ہے۔

(ملاحظہ ہو: تحفة الاحوذی، ج ۶ ص ۱۳۷، باب ما جاء فی اللعن والطعن، دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب فی تحریم لعن إنسان بعینه أو دابة)

دفاعِ عزتِ مسلم کی فضیلت اور گنہگار پر بددعاء کی ممانعت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے دور فرمائیں گے (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مسلمان کی ہتکِ عزت اور عزت کو مجروح کرنے پر وعید ہے، اسی طرح اس کی حفاظت کرنے کی فضیلت بھی ہے، مثلاً کوئی شخص دوسرے مسلمان کی عزت پر زبان درازی کر رہا ہو، تو قدرت ہونے کی صورت میں اس کو روک دینا، یا اس کی اچھی صفات کا تذکرہ کر دینا۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

إِذَا رَأَيْتُمْ أَخَاكُمْ قَارَفَ ذَنْبًا فَلَا تَكُونُوا أَعْوَانًا لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ تَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ اخْزِهِ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ، وَلٰكِنْ سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِنَّا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كُنَّا لَا نَقُولُ فِيْ أَحَدٍ شَيْئًا حَتّٰى نَعْلَمَ عَلٰى مَا يَمُوْتُ، فَإِنْ خُتِمَ لَهُ بِخَيْرٍ عَلِمْنَا أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ خَيْرًا، وَإِنْ خُتِمَ لَهُ

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۳۱، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۵۳۶.
قال الترمذی: وفی الباب عن أسماء بنت یزید: هذا حدیث حسن.
و فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

بِشَرٍّ خِفْنَا عَلَيْهِ عَمَلَهُ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۵۷۴) [1]

ترجمہ: جب تم اپنے بھائی کو کسی گناہ کو کرتے ہوئے دیکھو، تو تم اس کے خلاف شیطان کے مددگار مت بن جاؤ کہ تم یہ کہو کہ اے اللہ! اس کو رسوا کر دیجئے، اے اللہ! اس پر لعنت فرمائیے، بلکہ تم اللہ سے عافیت کی دعا کرو، کیونکہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں یہ نہیں معلوم ہو جاتا تھا کہ اس کی موت کس حالت پر ہوئی ہے، پس اگر اس کا خاتمہ بالخیر ہوتا تھا، تو ہمیں یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ اس نے خیر کو پا لیا ہے، اور اگر اس کا خاتمہ شر پر ہوتا تھا، تو ہم اس کے (برے) عمل سے ڈرتے تھے (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ کسی گناہ گار کے رُسوا ہونے کی دعا کرنا یا اس پر لعنت کرنا درحقیقت اس کے خلاف شیطان کی اعانت ومدد کرنا ہے کہ شیطان اس کے گناہ کرانے کی کوشش میں اور زیادہ متحرک ہوتا ہے، اس لئے کسی گناہ میں مبتلا دیکھ کر اللہ سے عافیت مانگنی چاہئے، اور کسی گناہ کی وجہ سے دوسرے پر برائی کے خاتمہ کا فیصلہ نہیں کرنا چاہئے، پھر اگر ایمان پر خاتمہ ہو جائے، تو اس کو اچھا سمجھنا چاہئے، اور اگر خاتمہ برا ہو، تو اس کے برے عمل یا گناہ سے ڈرنا چاہئے، اور خود اپنے آپ کو اس گناہ سے بچانا چاہئے، اور اس کے معاملہ کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہئے۔

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کو گناہ پر عار دلائی تو وہ اس عمل کے کیے بغیر فوت نہیں ہوگا۔

مگر اس حدیث کو بعض حضرات نے شدید ضعیف، جبکہ بعض نے موضوع قرار دیا ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی، ورجاله ثقات، إلا أن عبيدة لم يسمع من أبيه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۰۴۸۳، باب ما يقال لمن أصاب ذنبا)

[2] حدثنا أحمد بن منيع قال: حدثنا محمد بن الحسن بن أبی يزيد الهمدانی، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عير أخاه بذنب لم يمت حتى يعمله قال أحمد: قالوا: من ذنب قد تاب منه: هذا حديث حسن غريب وليس إسناده بمتصل وخالد بن معدان لم يدرک معاذ بن جبل، وروی عن خالد بن معدان أنه أدرک

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے دنیا میں اپنے مومن بھائی کی عزت کی حفاظت کی، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جہنم سے حفاظت کے لیے ایک فرشتہ کو بھیجیں گے۔

مگر اس حدیث کی سند کو بھی محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

بہر حال قطع نظر ان چند احادیث سے، بے شمار صحیح اور صریح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی تحقیر وتذلیل اور تکبر سخت گناہ ہے، اور اس کے مقابلہ میں تواضع وعاجزی اور چھوٹا پن بہت فضیلت کا باعث ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عزت وآبرو پر زبان درازی سے بچنا چاہیئے، اور چھوٹا پن اختیار کرنا چاہیئے، اور تکبر، تعلّی اور بڑائی اور دوسرے کی تحقیر وتذلیل کرنے سے بھی بچنا چاہیئے، خواہ سیاست کے میدان میں ہو، یا تجارت کے میدان میں، یا کسی اور شعبہ میں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سبعين من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، ومات معاذ بن جبل فى خلافة عمر بن الخطاب، وخالد بن معدان روى عن غير واحد من أصحاب معاذ عن معاذ غير حديث(ترمذى، رقم الحديث ۲۵۰۵)

حديث :من عير أخاه بذنب ، لم يمت حتى يفعله .رواه محمد بن الحسن بن أبى يزيد :عن ثور بن يزيد ، عن خالد بن معدان ، عن معاذ بن جبل .ومحمد هذا متروك الحديث (ذخيرة الحفاظ للمقدسى، رقم الحديث ۵۴۳۶)

من عير أخاه بذنب لم يمت حتى يعمله لا يصح فيه كذاب(تذكرة الموضوعات للفتنى، ج ۱، ص ۱۷۱، باب آفة الذنب والرضا به وآفة النطق من الدلالة عليه والغمز والوشاية والتعييب والتعيير بذنب والكذب والتعريض به والإكذاب والغيبة والسمعة وكفارة ذلك ومن لا غيبة له والنياحة)

خبر من عير أخاه بذنب لم يمت حتى يعلمه رواه الترمذى وقال غريب ليس إسناده بالمتصل وأورده ابن الجوزى فى الموضوع وقال أبو داود وغيره فيه محمد بن الحسن بن أبى يزيد كذاب(اسنى المطالب لمحمد بن درويش، رقم الحديث ۱۴۴۰)

[1] وعن أنس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حمى عرض أخيه فى الدنيا بعث الله عز وجل ملكا يوم القيامة يحميه عن النار رواه ابن أبى الدنيا عن شيخ من أهل البصرة لم يسمه عنه وأظن هذا الشيخ أبان بن أبى عياش وهو متروك كذا جاء مسمى فى رواية غيره(الترغيب و الترهيب للمنذرى، رقم الحديث ۴۳۱۵، كتاب الادب و غيره)

(۹)

بہتان اور تہمت لگانے کا گناہ

زبان اور تحریر کا ایک شدید گناہ کسی مسلمان پر بہتان اور تہمت لگانا ہے، جس پر قرآن وسنت میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

بہتان کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کی طرف ایسا عیب منسوب کیا جائے، جو اُس میں موجود نہ ہو، خواہ دوسرے کی موجودگی میں ہو یا غیر موجودگی میں۔

گویا کہ بہتان میں کسی پر جھوٹا الزام عائد کیا جاتا ہے، اور بہتان کے مقابلہ میں غیبت یہ ہے کہ کسی پر کوئی جھوٹا الزام تو عائد نہ کیا جائے، البتہ دوسرے کی غیر موجودگی میں اُس کے کسی واقعی عیب اور حقیقت کو بیان کیا جائے؛ لیکن وہ بات اس نوعیت کی ہو کہ اگر متعلقہ شخص کو معلوم ہوتو اُس کو بُری محسوس ہو، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

اور کسی کی موجودگی اور اس کے منہ پر اس کی طرف ایسے عیب کی نسبت کرنا جو اس میں موجود ہو، یہ سبّ وشتم میں داخل ہے، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

قرآن مجید میں تہمت وبہتان لگانے کے گناہ کا ذکر

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُبِيْنًا (سورة النساء، رقم الآية ۱۱۲)

ترجمہ: اور جو کوئی خطا یا گناہ کرے، پھر اس کی تہمت بے گناہ کو لگادے، تو اس نے (اپنے اوپر) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ لادلیا (سورہ نسآء)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِيْنًا (سورة الأحزاب، رقم الآية، ۵۸)

ترجمہ: اور جو لوگ مومنین اور مومنات کو بغیر ان کے (کسی جرم کے) کیئے ہوئے ایذاء پہنچاتے ہیں، تو انہوں نے (اپنے اوپر) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ لا دلیا (سورہ احزاب)

ان دونوں مذکورہ آیتوں میں بہتان اور اس کے واضح گناہ ہونے کو بیان کرنے سے پہلے یہ بتلایا گیا کہ کسی گناہ یا خطا کی نسبت ایسے شخص کی طرف کی جائے، جو اُس سے بری ہے، جس سے معلوم ہوا کہ کسی کی طرف عیب کا جھوٹا الزام منسوب کرنا بہتان کہلاتا ہے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورة الممتحنة، رقم الآية ۱۲)

ترجمہ: اے نبی جب مومن عورتیں آپ کے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ نہ تو وہ اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک ٹھہرائیں گی نہ چوری کریں گی نہ زنا کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی وہ کوئی ایسا بہتان لائیں گی جس کو وہ گھڑیں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ ہی وہ آپ کی نافرمانی کریں گی نیکی کے کسی بھی کام میں تو آپ ان کی بیعت کو قبول کرلیا کریں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعاء کیا کریں بلاشبہ اللہ غفور ہے، رحیم ہے (سورۃ الممتحنہ)

اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے بہتان گھڑنے کا مطلب، اپنی طرف سے بہتان باندھنا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے والی خواتین سے بہتان نہ لگانے کے عہد لینے سے معلوم ہوا کہ بہتان لگانا سنگین گناہ ہے۔

(ملاحظہ ہو: روح المعانی، ج۱۴ ص ۲۷۳، سورة الممتحنة، تحت رقم الآية ۱۲)

پاکدامن مؤمن پر زنا کی تہمت لگانا

بہتان کی ایک بدترین صورت کسی پاکدامن عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگانا ہے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فاسق قرار دیا ہے اور ان کی دنیوی سزا کا بھی ذکر فرمایا ہے، اور اس حرکت کے مرتکبین پر لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ (سورة النور، رقم الآية، ۴،۵)

ترجمہ: جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں، ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کرلیں، تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے (سورہ نور)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ

وَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (سورة النور، رقم الآية، ۲۳تا ۲۵)

ترجمہ: جو لوگ پاکدامن اور برے کاموں سے بے خبر اور مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے جس دن ان کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں (سب) ان کے کاموں کی گواہی دیں گے، اس دن اللہ ان کو (ان کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دے گا اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ حق ہے (اور حق کو) ظاہر کرنے والا ہے (سورہ نور)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ پاکدامن عورتوں یا مردوں پر زنا کی تہمت لگانا سخت گناہ اور دنیا و آخرت میں شدید سزا کا باعث ہے۔

بہتان کی حقیقت اور اس کا غیبت سے فرق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ہی زیادہ علم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا اپنے بھائی کا ایسے طریقے پر ذکر کرنا جس کو وہ مکروہ

---

[1] رقم الحديث ۲۵۸۹ "۷۰" كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، ترمذى، رقم الحديث ۱۹۳۴.

قال الترمذى: وفى الباب عن ابى برزة، وابن عمر، وعبدالله بن عمرو: هذا حديث حسن صحيح.

ناپسند کرے (یہ غیبت ہے) عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی کے اندر وہ چیز موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جو آپ کہہ رہے ہیں تو آپ نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس میں وہ چیز موجود نہ ہو تو آپ نے اس پر بہتان لگایا (مسلم، ترمذی)

اس حدیث سے ایک طرف تو بہتان کی حقیقت معلوم ہوئی، اور دوسری طرف اس کا غیبت سے فرق بھی معلوم ہوا، جس کی مزید تفصیل غیبت کے بیان میں ذکر کر دی گئی ہے۔

پاک دامن عورت پر تہمت لگانا مہلِک اور کبیرہ گناہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ ہلاک کرنے والے کون سے گناہ ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور اس جان کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، مگر یہ کہ وہ قتل حق پر مبنی ہو (کہ جس کو خود شریعت نے قتل کرنے کا حکم دیا ہو) اور سود کھانا، اور یتیم کا

[1] رقم الحديث ۲۷۶۶، كتاب الوصايا، باب قول الله تعالى: إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما، إنما يأكلون فى بطونهم نارا وسيصلون سعيرا.

مال کھانا، اور جہاد کے موقع پر پیٹھ پھرانا، اور مومن پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا (بخاری)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُولُ : اِجْتَنِبُوا الْكَبَائِرَ السَّبْعَ ، فَسَكَتَ النَّاسُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلَا تَسْأَلُونِي عَنْهُنَّ؟ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالتَّعَرُّبُ بَعْدَ الْهِجْرَةِ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر یہ بات سنی کہ تم سات کبیرہ گناہوں سے بچو، یہ سن کر لوگ خاموش ہو گئے، اور کسی نے بھی کوئی کلام نہیں کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے ان سات کبیرہ گناہوں کا سوال نہیں کرو گے؟ (وہ گناہ یہ ہیں کہ) ایک اللہ کے ساتھ شرک کرنا، دوسرے کسی کی جان کو قتل کرنا، تیسرے میدانِ جہاد سے بھاگنا، چوتھے یتیم کا مال کھانا، پانچویں سود کھانا، چھٹے پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، ساتویں (شرعی) ہجرت کے بعد واپس لوٹ جانا (طبرانی)

اس قسم کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۵۶۳۶، ج۶ ص ۱۰۳، الجهاد لابن ابی عاصم ، رقم الحديث ۲۳۱
قال الالبانی: فالحديث قوى لا علة له (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۲۴۴)

[2] عن أبی سعيد الخدری قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :الكبائر سبع: الإشراک بالله، وقتل النفس التی حرم الله إلا بالحق، وقذف المحصنة، والفرار من الزحف، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والرجوع إلى الأعرابية بعد الهجرة.
لا يروى هذا الحديث عن أبی سعيد الخدری إلا بهذا الإسناد، تفرد به أبو بلال "(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۷۰۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عمیر لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ الْمُصَلُّوْنَ وَمَنْ يُقِيمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ الَّتِيْ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهٖ، وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيَحْتَسِبُ صَوْمَهٗ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ يَحْتَسِبُهَا، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَمِ الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: هِيَ تِسْعٌ أَعْظَمُهُنَّ اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالسِّحْرُ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ، وَإِحَلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا، لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ هٰذِهِ الْكَبَائِرَ، وَيُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ إِلَّا رَافَقَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بُحْبُوْحَةِ جَنَّةٍ أَبْوَابُهَا مَصَارِيْعُ الذَّهَبِ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا مسدد قال: حدثنا إسماعيل بن إبراهيم قال: حدثنا زياد بن مخراق قال: حدثنى طيسلة بن مياس قال: كنت مع النجدات، فأصبت ذنوبا لا أراها إلا من الكبائر، فذكرت ذلك لابن عمر قال: ما هى؟ قلت: كذا وكذا، قال: ليست هذه من الكبائر، هن تسع: الإشراك بالله، وقتل نسمة، والفرار من الزحف، وقذف المحصنة، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، وإلحاد فى المسجد، والذى يستسخر، وبكاء الوالدين من العقوق. قال لى ابن عمر: أتفرق النار، وتحب أن تدخل الجنة؟ قلت: إى والله، قال: أحى والدك؟ قلت: عندى أمى، قال: فوالله لو ألنت لها الكلام، وأطعمتها الطعام، لتدخلن الجنة ما اجتنبت الكبائر (الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ٨)

[1] رقم الحديث ١٠١، ج١٧ ص٤٧، المستدرک الحاکم، رقم الحديث ٧٦٦٦.
قال الحاکم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.
و قال الذهبی فی التلخيص: صحيح.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ یاد رکھو کہ اولیاء اللہ نماز پڑھنے والے ہیں، جو کہ پانچ نمازوں کو قائم کرتے ہیں، جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں، اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور اپنے روزے سے ثواب کی امید رکھتے ہیں، اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے خوش دلی کے ساتھ زکاۃ اداء کرتے ہیں، اور ان کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا، پھر صحابہ میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ نو ہیں، ایک اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جو سب سے عظیم گناہ ہے، دوسرے مومن کو ناحق قتل کرنا، تیسرے قتال کے وقت راہِ فرار اختیار کرنا، چوتھے پاک دامن عورت کو تہمت لگانا، پانچویں جادو کرنا، چھٹے یتیم کا مال کھانا، ساتویں سود کھانا، آٹھویں مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا، نویں بیتِ حرام (یعنی بیت اللہ) کی بے حرمتی کرنا جو تمہارا زندوں اور مُردوں کا (سب کا) قبلہ ہے، جو آدمی بھی اس حال میں فوت ہو کہ وہ ان کبیرہ گناہوں کو نہیں کرتا، اور نماز قائم کرتا ہے، اور زکاۃ اداء کرتا ہے، تو وہ جنت کے درمیان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا، جس کے دروازے کے پلّے (یعنی کِواڑ) سونے کے ہوں گے (طبرانی، حاکم)

مختلف احادیث میں مختلف قسم کے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن کے پیشِ نظر محدثین

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقال المنذری :رواہ الطبرانی فی الکبیر ورواتہ ثقات وفی بعضهم کلام وعند أبی داود بعضه بحبوحة الجنة بضم الباء ین الموحدتین وبحاء ین مهملتین هو وسطها(الترغیب و الترهیب، تحت رقم الحدیث ۱۱۲۳، کتاب الصدقات الترغیب فی أداء الزکاة وتأکید وجوبها)

و قال ایضاً: رواہ الطبرانی فی الکبیر بإسناد حسن(الترغیب و الترهیب، تحت رقم الحدیث ۲۰۸۸، کتاب الجهاد الترغیب فی الرباط فی سبیل الله عز وجل،الترهیب من الفرار من الزحف)

وقال الهیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر، ورجاله موثقون(مجمع الزوائد،تحت رقم الحدیث ۱۴۲، باب فیما بنی علیه الإسلام، باب منه)

نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں کی تعداد صرف سات یا نو نہیں ہے، بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ کبیرہ کے معنیٰ بڑے کے آتے ہیں، تو اس معنیٰ کے اعتبار سے بعض اوقات ایک گناہ اپنے سے چھوٹے گناہ کے مقابلے میں کبیرہ ہوتا ہے، اور بعض اوقات اس کبیرہ گناہ سے زیادہ بڑے گناہ کو اس کے مقابلے میں کبیرہ کہہ دیا جاتا ہے۔

بہر حال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پاکدامن عورت یا مرد پر تہمت لگانا سخت کبیرہ گناہ ہے

(ملاحظہ ھو: عمدۃ القاری، ج۳، ص ۱۱۴، کتاب الوضوء)

مملوک پر زنا کی تہمت لگانے والے پر آخرت میں حد کی سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا، يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ (مسلم) [1]

ترجمہ: ابو القاسم (یعنی رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے مملوک (غلام و باندی) پر زنا کی تہمت لگائی، تو اس پر قیامت کے دن حد قائم کی جائے گی، مگر یہ کہ وہ اپنی بات میں سچا ہو (مسلم)

بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ، وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّمَّا قَالَ، جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ (بخاری، رقم الحديث ۶۸۵۸، کتاب الحدود، باب قذف العبيد)

ترجمہ: میں نے ابو القاسم (یعنی رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے مملوک (غلام و باندی) پر ایسی تہمت لگائی، جس سے کہ وہ

[1] رقم الحديث ۱۶۶۰ ”۳۷“ کتاب الأيمان، باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنا.

بَری ہے، تو قیامت کے دن اس کو کوڑے لگائے جائیں گے، مگر یہ کہ اس کا مملوک اسی طرح ہو جس طرح اس نے کہا ہے (بخاری)

جو آقا اپنے غلام و باندی پر زنا کی تہمت لگائے، تو دنیا میں تو اس پر تہمت کی حد (جو کہ اسی کوڑے ہیں) نہیں لگائی جاتی، لیکن آخرت میں جھوٹا ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر سزا جاری کی جائے گی۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٣، ٧٩ الى ٨٠، مادة: رق ، قذف الرقيق)

تہمت لگانے والے کا جہنم یا اس کے پل پر محبوس ہونا

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَنْ حَمٰى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ، أُرَاهُ قَالَ: بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يَحْمِيْ لَحْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ رَمٰى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيْدُ شَيْنَهٗ بِهٖ، حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ (أبوداؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مومن کو منافق کے شر سے بچایا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجیں گے جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، اور جس نے کسی مسلمان پر تہمت لگائی جس سے اس کا مقصد اس مسلمان کی برائی (ورُسوائی) ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک دیں گے یہاں تک کہ وہ اس تہمت کے گناہ سے پاک ہو کر نکل جائے (ابوداود)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ ذَكَرَ امْرَأً بِمَا لَيْسَ فِيْهِ لِيَعِيْبَهٗ بِمَا لَيْسَ فِيْهِ حَبَسَهُ اللّٰهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَأْتِيَ بِنَفَاذِ مَا قَالَ

[1] رقم الحديث ٤٨٨٣، كتاب الادب، باب من رد عن مسلم غيبة.

فِيُهِ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۹۳۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی آدمی کے بارے میں ایسی چیز کا ذکر کیا، جو اس میں نہیں تھی، تاکہ وہ اس پر ایسی چیز کا عیب لگائے جو اس میں نہیں پائی جاتی، تو اس کو اللہ جہنم کی آگ میں روکے رکھیں گے، جب تک کہ وہ اس چیز کو ثابت نہ کردے، جو اس نے کہی تھی (طبرانی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی پر جھوٹی تہمت و بہتان لگانے والے کو جہنم کے پل پر اور اسی طرح جہنم میں سزا پوری ہونے تک روک کر رکھا جائے گا، اور آسانی سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔

بہتان لگانے والا جہنمیوں کے میل کچیل میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَمَنُ قَالَ فِیُ مُؤُمِنٍ مَا لَيُسَ فِيُهِ أَسُكَنَهُ اللّٰهُ رَدُغَةَ الُخَبَالِ حَتّٰى يَخُرُجَ مِمَّا قَالَ (سنن أبی داود) [2]

ترجمہ: اور جس نے کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی، تو اللہ تعالیٰ اسے جہنمیوں کے میل کچیل میں رکھیں گے، یہاں تک کہ وہ اس سے الگ نہ ہوجائے جو اس نے کہا (ابوداؤد)

---

[1] قال المنذری: رواه الطبرانی بإسناد جيد(الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۳۰۸، الترهيب من الغيبة والبهت وبيانهما والترغيب فی ردهما)
و قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط عن شيخه مقدام بن داود وهو ضعيف(مجمع الزوائد. تحت رقم الحديث ۱۳۱۴۷، باب فيمن ذكر أحدا بما ليس فيه)
قلت وله شاهد كما مر بحديث معاذ بن انس ، فالحديث حسن لغيره.

[2] رقم الحديث ۳۵۹۷، كتاب الاقضية، باب فيمن يعين على خصومة من غير أن يعلم أمرها، مسند احمد، رقم الحديث ۵۳۸۵.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

اس حدیث سے کسی مومن پر جھوٹی تہمت و بہتان لگانے والے کے لئے سخت عذاب کا ہونا معلوم ہوا۔

بہتان وتہمت لگانے والے کا قیامت میں مفلس ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : أَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ، فَقَالَ : إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِيْ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ، وَصِيَامٍ، وَزَكَاةٍ، وَيَأْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابۂ کرام سے) فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ مفلس ہم میں سے وہ ہے کہ جس کے پاس مال و دولت نہ ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس شخص وہ ہوگا جو قیامت کے دن (اپنے ساتھ) نماز، روزے اور زکاۃ (جیسے اعمال) لائے گا، اور (ساتھ ہی) وہ (اس حال میں) آئے گا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی، اور کسی پر اس نے بہتان لگایا ہوگا، اور کسی کا اس نے مال کھایا ہوگا، اور کسی کا اس نے خون بہایا ہوگا، اور کسی کو اس نے مارا ہوگا، تو پھر اس کی کچھ نیکیاں اس کو دی جائیں گی، اور کچھ نیکیاں اس دوسرے کو دی جائیں گی،

---

[1] رقم الحديث ۲۵۸۱ "۵۹"، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم.

پھر اگر اس کی نیکیاں اس کا فیصلہ ہونے سے پہلے ختم ہوگئیں، تو ان (مظلوموں) کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اس (ظالم) کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مومن پر جھوٹی تہمت و بہتان لگانے والے کی نیکیاں بہتان و تہمت لگائے جانے والے کو دلوائی جائیں گی، اور نیکیاں ختم ہونے پر دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے، اس طرح وہ قیامت کے دن مفلس شمار ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی عاقل، بالغ، آزاد مسلمان مرد یا عورت پر صریح زِنا کی تہمت لگائے، اور پھر چار عینی گواہ پیش نہ کرسکے، تو اسلامی قانون میں حکومتِ وقت کی طرف سے اس پر حدِ قذف جاری کی جاتی ہے، جو کہ سو کوڑے ہیں۔

(والتفصيل في: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٢، ص ٢٢٨، مادة "إحصان")

اگر کوئی شخص کسی پاک دامن مسلمان مرد یا عورت پر زِنا کی صریح تہمت نہ لگائے، بلکہ اشارۃً و کنایۃً اس کی طرف اس طرح کی کوئی بات غلط منسوب کرے، تو اسلامی قانون میں حکومتِ وقت کی طرف سے اس کو مناسب تعزیر کی جائے گی۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۵، ص ۲۷۷، ماده افتراء)

(۱۰)

کسی مسلمان کو کافر کہنا

زبان اور قلم وتحریر کے سنگین گناہوں میں سے ایک گناہ کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کافر قرار دینا ہے، جس پر احادیث میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

اللہ کے ذمہ میں خیانت نہ کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰہِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ، فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِهٖ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہماری (یعنی مسلمانوں جیسی) نماز پڑھے اور ہمارے (یعنی مسلمانوں کے) قبلہ کی طرف (عبادت کے لئے) رُخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، تو وہ مسلمان ہے، جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے، تو تم اللہ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کرو (بخاری)

اس طرح کی حدیث حضرت جندب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۹۱، كتاب الصلاة، باب فضل استقبال القبلة.

[2] عن جندب، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :من صلى صلاتنا، واستقبل قبلتنا، وأكل ذبيحتنا، فذاک المسلم له ذمة الله وذمة رسوله(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۶۶۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ظاہر میں ان چیزوں کو اختیار کرلے، جو اسلام کی بڑی نشانیاں اور امتیازی اہم شعائر ہیں کہ وہ یہود وعیسائیوں وغیرہ دیگر مذاہب کے مقابلہ میں رکوع، سجود، قیام، قعدہ وغیرہ کے ساتھ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھے، اور بیت المقدس یا کسی اور چیز کو قبلہ ماننے کے بجائے بیت اللہ کو اپنا قبلہ تسلیم واختیار کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے جانور کو کھالے، تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں آجاتا ہے، اس لئے اس کو مسلمان سمجھنا چاہیے، اور اس کے ساتھ مسلمانوں والا برتاؤ کرنا چاہیے، اور اس کو نہ تو کافر قرار دینا چاہیے، اور نہ ہی قتل کرنا چاہیے، جس کی تفصیل دوسری احادیث میں آئی ہے۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے معاملات کا دارومدار ظاہر پر ہوتا ہے، اور انسان عالمُ الغیب، علیمٌ بذاتِ الصدور نہیں، اس لئے وہ دوسرے کے دل اور باطن کا مکلّف نہیں کہ کسی کے دل میں کیا ہے، اس کو تو ظاہری چیزوں کو دیکھ کر ہی فیصلہ کرنا چاہئے، اور اس کے باوجود بھی کسی کے دل میں اور کچھ ہو، تو یہ اس کی ذمہ داری نہیں، بلکہ اس کا معاملہ اور حساب اللہ کے ساتھ ہے، جیسا کہ دوسری احادیث میں ذکر آیا ہے۔

(كذا في: شرح السنة للبغوى، ج۱۰ ص۲۴۳، كتاب قتال اهل البغى، باب تحريم قتله إذا أسلم على أى دين كان، عمدة القارى، ج۴، ص۱۲۵، باب فضل استقبال القبلة)

مسلمان کو کافر کہنے یا کافر قرار دینے کا وبال

احادیث میں کسی مسلمان کو کافر کہنے یا کافر قرار دینے کی شدید ممانعت اور سخت برائی ومذمت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عن عبد الله قال: كتب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المنذر بن ساوى: من صلى صلاتنا، واستقبل قبلتنا، وأكل ذبيحتنا، فذاكم المسلم، له ذمة الله وذمة الرسول صلى الله عليه وسلم "(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۰۲۹۱)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهٖ أَحَدُهُمَا (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو یہ کہے کے اے کافر، تو اس کا ان دونوں میں سے کوئی ایک مستحق ہو جاتا ہے (بخاری)

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّمَا امْرِءٍ قَالَ لِأَخِيْهِ : يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ (مسلم) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے بھی اپنے مسلمان بھائی کو یہ کہا کہ اے کافر! تو اس کا ان دونوں میں سے کوئی ایک مستحق ہو جاتا ہے، اگر وہ ایسا ہی ہو، جیسا اس نے کہا تو ٹھیک، ورنہ وہ اس کہنے والے پر لوٹ جاتا ہے (مسلم، مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ، وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ

---

[1] رقم الحديث ۶۱۰۳، كتاب الادب، باب من كفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال.

[2] عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل قال لأخيه يا كافر، فقد باء بها أحدهما(بخارى، رقم الحديث ۶۱۰۴، مسلم، رقم الحديث ۱۱۱ "۶۰")

[3] رقم الحديث ۶۰، كتاب الايمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم :يا كافر، مسند احمد، رقم الحديث ۵۸۲۴.

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

كَذٰلِكَ (بخاری) [1]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جو کوئی آدمی بھی دوسرے آدمی کو فاسق ہونے کا الزام لگاتا ہے، یا کفر کا الزام لگاتا ہے، اور وہ اس (کفر یا فسق) کا مستحق نہیں ہوتا، تو یہ (کفر یا فسق کا) الزام اسی کی طرف لوٹ کر آجاتا ہے (بخاری)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ : عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ (مسلم) [2]

ترجمہ: اور جس نے کسی آدمی کو کفر کے ساتھ پکارا، یا یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن! اور وہ ایسا نہیں ہے، تو یہ اسی کہنے والے پر لوٹ کر آجائے گا (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْفَرَ رَجُلٌ قَطُّ إِلَّا بَاءَ أَحَدُهُمَا بِهَا إِنْ كَانَ كَافِرًا وَإِلَّا كَفَرَ بِتَكْفِيْرِهِ (صحیح ابنِ حبان) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے بھی کسی کی تکفیر کی (یعنی اسے کافر قرار دیا) تو ان دونوں میں سے ایک ضرور اس کا مستحق ہوتا ہے، اگر وہ کافر ہے (جس کی تکفیر کی گئی ہے) تو فبہا، ورنہ اس کی تکفیر کرنے والا کافر قرار پاتا ہے (ابن حبان)

---

[1] رقم الحدیث ۶۰۴۵، کتاب الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن.

[2] رقم الحدیث ۱۱۲ "۶۱" کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیه وھو یعلم.

[3] رقم الحدیث ۲۴۸، کتاب الایمان، باب ماجاء فی صفات المومنین، فصل ذکر البیان بان من اکفر انسانا فھو کافر لامحالة.

فی حاشیة ابن حبان: سلمة بن الفضل _وهو الأبرش الأنصاری _كثير الخطأ إلا أنه أثبت الناس فی ابن إسحاق فيما نقله ابن معين عن جرير، وابن إسحاق لم يصرح بالتحديث، وباقی رجال الإسناد ثقات، ويشهد له حديث ابن عمر التالی، وحديث أبی هريرة، عند البخاری "

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

اگر کوئی کسی مسلمان کے کافر کہنے کو عقیدہ کے اعتبار سے حلال سمجھ کر اختیار کرے، تو پھر تو وہ بلاشبہ کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ اس نے گویا کہ اسلام کو کفر قرار دے دیا، اور اگر عقیدہ کے اعتبار سے تو کسی مسلمان کو کافر قرار نہ دے، تو پھر بہت سے فقہاء کے نزدیک سخت گناہ گار ہوتا ہے، اور ایسا کرنے والا کم از کم فاسق ضرور قرار پاتا ہے، جبکہ بعض اہلِ علم حضرات مذکورہ احادیث کے پیشِ نظر اس صورت میں بھی اس کے کافر ہونے کے قائل ہیں۔

(والتفصیل فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۲، ص۱۸۵، و ص۱۸۶، مادة "ردة")

مسلمان کو کافر کہنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے

حضرت ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۳۸۵) [1]

ترجمہ: اور جس نے کسی مومن کو کفر کا الزام لگایا تو وہ اس کے قتل کرنے کی طرح ہے (مسند احمد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَهُوَ كَقَتْلِهِ (مسند البزار) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے مسلمان بھائی کو یہ کہے کہ اے کافر! تو وہ اس کو قتل کرنے کی طرح ہے، (بزار، طبرانی)

مسلمان کو کافر کہنا قتل کرنے کی طرح یا تو گناہ ہونے کے اعتبار سے ہے، کہ اس کا گناہ قتل

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] رقم الحديث ۳۵۱۹، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۴۶۳.

قال الهيثمی: رواه البزار، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۰۱۶، باب فيمن لعن مسلما أو رماه بكفر)

کے گناہ کی طرح ہے، یا دوسرے کو ایذاء و تکلیف پہنچانے کے اعتبار سے ہے، اور وجہ اُس کی یہ ہے کہ کفر کی طرف نسبت کرنا دوسرے کے قتل کا سبب ہے، کہ جب کوئی کفر اختیار کرتا ہے، تو اسلامی قانون میں اس کو قتل کرنے کی سزا دی جاتی ہے، اور کسی چیز کا سبب بننا بھی اس کام کے کرنے کی طرح ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جس طرح کسی مومن کو کافر کہنے یا کافر قرار دینے کی اسلام میں سخت ممانعت ہے، اسی طرح اس کو قتل کرنے کی بھی سخت ممانعت ہے۔

(کذا فی: عمدۃ القاری، ج۲۲، ص۱۲۵، باب ما ینھی عنہ من السباب واللعن، وعمدۃ القاری، ج۲۲، ص۱۵۸، باب من کفر أخاہ بغیر تأویل فھو کما قال، وارشاد الساری، ج۹، ص۲۶، باب من کفر أخاہ بغیر تأویل فھو کما قال)

کلمہ گو اور اِن چیزوں پر عامل کا خون اور مال حرام ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا، وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا، وَذَبَحُوْا ذَبِيْحَتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں، جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں، پس جب وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لیں، اور ہماری (یعنی مسلمانوں کی) طرح نماز پڑھنے لگیں، اور ہمارے قبلہ (یعنی بیت اللہ) کی طرف رخ کرنے لگیں، اور ہماری طرح (اللہ کا نام لے کر) ذبح کرنے لگیں، تو ہمارے اوپر ان کا خون اور ان کا مال حرام ہوجاتا ہے، سوائے کلمۂ اسلام کے حق کے (یعنی اس پر اسلام کے قانون لاگو ہوں گے، مثلاً

[1] رقم الحدیث ۳۹۲، کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ.

قتل کے بدلہ میں قصاص وغیرہ) اور ان (کے باطن اور نیک وبُرے اعمال کی جزا وثواب) کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ظاہر میں ان چیزوں کو اختیار کر لے، تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں، اور اگر اس کے دل میں کفر وشرک وغیرہ ہو، تو اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، ہمارے ذمہ نہیں، لہٰذا ہمیں ظاہر کو نظر انداز کر کے اپنی طرف سے اس کے باطن کی کھود کرید کرنے اور اس کے دل کے احتساب کے در پے ہونے کی ضرورت نہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دے دیں، اور نماز قائم اور زکاۃ ادا نہ کرنے لگیں، پھر جب وہ یہ عمل کر لیں تو وہ مجھ سے اپنے خونوں کو اور مالوں کو محفوظ کر لیں گے، سوائے اسلام کے حق کے (یعنی اسلام میں قتل کے بدلہ میں قصاص وغیرہ کی سزا رکھی ہے، وہ اس پر لاگو ہوگا) اور ان (کے باطن اور نیک و برے اعمال کی جزا وثواب) کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (بخاری)

حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّا لَقُعُوْدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُصُّ عَلَيْنَا،

[1] رقم الحديث ۲۵، كتاب الايمان، باب فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم.

وَيُذَكِّرُنَا، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَسَارَّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْتُلُوْهُ، فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ، دَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : هَلْ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ اِذْهَبُوْا فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ، فَإِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، حَرُمَ عَلَيَّ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۲۹، كتاب الفتن، باب الكف عمن قال: لا إله إلا الله) [1]

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں واقعات سنا رہے تھے اور نصیحت فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کی (یعنی آہستہ آواز سے کوئی بات کی، جس کا ہمیں پتہ نہیں چلا کہ وہ کیا بات تھی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور قتل کر دو (ممکن ہے کہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد ہوئی ہو، جو کفر یا قتل کی متقاضی ہو) جب اس آدمی نے پشت پھیری تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر پوچھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اس کا راستہ چھوڑ دو (کچھ نہ کہو) کیونکہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں یہاں تک کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے قائل ہو جائیں جب وہ ایسا کرلیں گے تو مجھ پر ان کے خون (یعنی قتل وقتال) اور مال حرام ہو جائیں گے (ابن ماجہ)

پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے قتل کا حکم فرمایا، مگر جب اس نے توحید کی گواہی دے دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے سے منع فرما دیا، اور اس کی وجہ بھی بیان فرما دی

---

[1] هذا إسناد صحيح رجاله ثقات (مصباح الزجاجة ،للبوصيري الكناني، ج۴ص ۱۶۱، كتاب الفتن، باب الكف عمن قال لا إله إلا الله)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ گو اور مذکورہ چیزوں پر عمل کرنے والے کے مال وجان کی بڑی قدر و قیمت ہے۔

کلمہ گو کو قتل کرنے کی وعید اور وبال

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِيْ، فَضَرَبَ إِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقْتُلْهُ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِيْ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا، أَفَأَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَّقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ (مسلم)[1]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ اگر میں کافروں میں سے کسی آدمی سے ملاقات کروں، پھر وہ مجھ سے قتال کرے، پھر وہ تلوار سے میرے ہاتھ پر وار کرے، اور اسے کاٹ دے، پھر وہ مجھ سے کسی درخت کی اوٹ (وآڑ) میں چھپ جائے، اور پھر یہ کہے کہ میں اللہ پر اسلام لایا، تو کیا اے اللہ کے رسول! میں اسے قتل کردوں؟ جبکہ وہ اسلام لانے کا کہہ چکا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اسے قتل نہ کریں، پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس نے میرے ہاتھ کو کاٹ دیا ہے، پھر اس کو کاٹنے کے بعد یہ بات کہی ہے، تو کیا میں اسے قتل کردوں؟ تو

---

[1] رقم الحديث ۱۵۵ ''۹۵'' كتاب الايمان، باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال: لا إله إلا الله.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اسے قتل نہ کریں، اگر آپ اس کے باوجود اسے قتل کردیں گے، تو وہ آپ کے اس درجے میں ہوگا، جس میں آپ اسے قتل کرنے سے پہلے تھے (یعنی مسلمان) اور آپ اس کے اس درجے میں ہوں گے، جس میں وہ کلمہ سے پہلے تھا (یعنی کافر) (مسلم)

مطلب یہ ہے کلمہ کہہ لینے کے بعد کسی کو قتل کرنے کی گنجائش نہیں، ورنہ خطرہ ہے کہ قتل کرنے والا کفر کے درجہ میں اور (جس کلمہ گو کو قتل کیا گیا وہ) مسلمان مقتول کے درجہ میں شمار ہو۔

(کذافی: مرقاۃ المفاتیح، ج۶، ص ۲۲۶۰، کتاب القصاص)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ : قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ، قَالَ: أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہادی لشکر میں بھیجا، تو ہم صبح صبح جہینہ کے علاقہ میں پہنچ گئے، میں نے وہاں ایک آدمی کو پایا، اس نے کہا کہ **لَا اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ**، میں نے اسے ہلاک (و قتل) کردیا پھر میرے دل میں کچھ خلجان سا پیدا ہوا کہ میں نے مسلمان کو قتل کیا یا کافر کو؟ تو میں نے اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس نے **لَا اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ** کہا اور پھر تم نے اسے قتل کیا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اس نے

---

[1] رقم الحديث ۱۵۸ ''۹۶'' كتاب الايمان، باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال: لا إله إلا الله.

تو یہ کلمہ تلوار کے ڈر سے کہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ اس نے دل سے کہا تھا یا نہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی کلمات دہراتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ تمنا ہونے لگی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا (اور اس کلمہ گو کو قتل کرنے کا فعل کفر کی حالت میں سرزد ہوا ہوتا، اور یہ گناہ آج اسلام لانے سے ختم ہوگیا ہوتا) (مسلم)

حضرت عسعس بن سلامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَإِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَّقْصِدَ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ، وَإِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهٗ، قَالَ: وَكُنَّا نُحَدَّثُ أَنَّهٗ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهٗ، فَجَاءَ الْبَشِيْرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهٗ فَأَخْبَرَهٗ، حَتّٰى أَخْبَرَهٗ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ، فَدَعَاهُ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ: لِمَ قَتَلْتَهٗ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا، وَسَمّٰى لَهٗ نَفَرًا، وَإِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقَتَلْتَهٗ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِسْتَغْفِرْ لِيْ، قَالَ: وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُهٗ عَلٰى أَنْ يَّقُوْلَ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم) [1]

---

[1] رقم الحديث ١٦٠ "٩٧" كتاب الايمان، باب تحريم قتل الكافر بعد أن قال: لا إله إلا الله.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مسلمانوں کو مشرکین کی طرف بھیجا، ان مشرکین میں سے ایک آدمی ایسا تھا کہ وہ مسلمانوں میں سے جس کو قتل کرنا چاہتا تو اسے قتل کر دیتا (یعنی انتہائی خون خوار اور لڑاکا تھا) تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی جس کے بارے میں ہمارا گمان یہ ہے کہ وہ حضرت اسامہ بن زید تھے، انہوں نے اس مشرک کو غفلت میں ڈال کر اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا، جب انہوں نے اپنی تلوار اس مشرک کی طرف اٹھائی تو اس نے کہا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللہُ! مگر اُسامہ نے اسے قتل کر دیا، پھر اس جنگ کی فتح کی خوشخبری سنانے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے بارے میں پوچھا وہ آدمی حالات بتا رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے حضرت اسامہ کا یہ واقعہ بیان کیا کہ کس طرح اسامہ نے اس کلمہ کہنے والے کو قتل کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو بلا کر پوچھا کہ تم نے اسے کیوں قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس نے مسلمانوں میں کھلبلی ڈال دی تھی اور اس نے فلاں فلاں مسلمان کو قتل کیا اور میں نے اس پر قابو پالیا، جب اس نے تلوار دیکھی تو لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللہُ کہنے لگا (اور اس نے اپنی جان کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کے بعد بھی اسے قتل کر دیا؟ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا کیا جواب دو گے جب وہ قیامت کے دن اس کو لے کر آئے گا؟ حضرت اسامہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ میرے لئے استغفار فرما دیجئے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے جب وہ قیامت کے دن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لے کر آئے گا (مسلم)

اور ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سن کر مجھے یہ

تمنا ہونے لگی کہ کاش کہ میں آج ہی اسلام لایا ہوتا (اور اسلام لانے کی وجہ سے آج سے پہلے کی میری اس قسم کی غلطی منہدم ہو جاتی، اور پھر مجھے یہ ملامت والی گھڑی نہ دیکھنی پڑتی) [۱]

اس طرح کا واقعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور شخص کے بارے میں بھی آتا ہے، جس میں کچھ اضافہ ہے۔ [۲]

چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ بَعَثَ جَيْشًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ، فَلَمَّا لَقُوْهُمْ قَاتَلُوْهُمْ قِتَالًا شَدِيْدًا، فَمَنَحُوْهُمْ أَكْتَافَهُمْ، فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنْ لُحْمَتِيْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالرُّمْحِ، فَلَمَّا غَشِيَهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، إِنِّيْ مُسْلِمٌ، فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ، فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ، قَالَ: وَمَا الَّذِيْ صَنَعْتَ؟ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ صَنَعَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ بَطْنِهٖ فَعَلِمْتَ مَا فِيْ قَلْبِهٖ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ شَقَقْتُ بَطْنَهُ لَكُنْتُ أَعْلَمُ مَا فِيْ قَلْبِهٖ، قَالَ: فَلَا أَنْتَ قَبِلْتَ مَا تَكَلَّمَ بِهٖ، وَلَا أَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِيْ قَلْبِهٖ، قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

---

[۱] عن أبی ظبیان قال: سمعت أسامة بن زید یقول "بعثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی جیش إلی الحرقات حی من جهینة فلما یعنی هزمناهم ابتدرت أنا ورجل من الأنصار رجلا منهم فقال: "لا إله إلا الله، فکف عنه الأنصاری، وظننت أنه إنما قالها تعوذا، فقتلته، فرجع الأنصاری إلی النبی صلی الله علیه وسلم فحدثه الحدیث، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: یا أسامة، قتلت رجلا بعد أن قال: لا إله إلا الله؟ کیف تصنع بلا إله إلا الله یوم القیامة؟ فما زال یقول ذلک حتی وددت أنی لم أکن أسلمت إلا یومئذ "(السنن الکبری،للنسائی، رقم الحدیث ۸۵۴۱)

[۲] والذی یظهر أن قصة الذی قتل ثم مات فدفن ولفظته الأرض غیر قصة أسامة لأن أسامة عاش بعد ذلک دهرا طویلا(فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۲ ص۱۹۵، کتاب الدیات،قوله باب ومن أحیاها)

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى مَاتَ، فَدَفَنَّاهُ فَأَصْبَحَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ، فَقَالُوْا: لَعَلَّ عَدُوًّا نَبَشَهُ، فَدَفَنَّاهُ، ثُمَّ أَمَرْنَا غِلْمَانَنَا يَحْرُسُوْنَهُ، فَأَصْبَحَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ، فَقُلْنَا: لَعَلَّ الْغِلْمَانَ نَعَسُوْا، فَدَفَنَّاهُ، ثُمَّ حَرَسْنَاهُ بِأَنْفُسِنَا، فَأَصْبَحَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ، فَأَلْقَيْنَاهُ فِيْ بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے اہلِ اسلام کا ایک لشکر کفار کی طرف روانہ کیا، جب اس لشکر کا کفار سے سامنا ہوا تو انہوں نے کفار کے ساتھ بہت جنگ کی، بالآخر کفار (بھاگ کھڑے ہوئے اور) اپنے کندھے مسلمانوں کی طرف کر دیئے، میرے ایک عزیز نے ایک مشرک آدمی پر نیزے سے حملہ کیا، جب اس نے مشرک پر قابو پالیا تو مشرک کہنے لگا کہ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میں مسلمان ہوتا ہوں، لیکن میرے عزیز نے (یہ سمجھتے ہوئے کہ اس نے شاید اب ڈر کی وجہ سے کلمہ پڑھا ہے) اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوئی تو اُس آدمی نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! میں تو تباہ ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو مرتبہ دریافت فرمایا کہ تم نے کیا کیا؟ اس نے ساری بات سنادی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کا پیٹ چیر کر اس کے دل کی حالت کیوں نہ معلوم کرلی؟ (کہ اس نے کلمۂ شہادت دل سے پڑھا تھا یا صرف زبان سے) اُس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر میں اس کا پیٹ چیرتا تو کیا مجھے اس کے دل کی حالت معلوم ہوجاتی

---

[1] رقم الحديث ۳۹۳۰، كتاب الفتن، باب الكف عمن قال: لا إله إلا الله.
هذا إسناد حسن عاصم هو الأحول روى له مسلم والسميط وثقه العجلي وروى له مسلم في صحيحه أيضا وسويد بن سعيد مختلف فيه(مصباح الزجاجة ،للبوصيري الكناني، كتاب الفتن، باب الكف عمن قال لا إله إلا الله)

(کیونکہ دل تو گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اس سے اس کا کیسے پتہ چلتا کہ اس نے دل سے پڑھا ہے یا نہیں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کی زبانی بات ہی قبول کر لیتے، جبکہ تم کسی طرح بھی اس کے دل کی بات معلوم نہ کر سکتے تھے، حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق خاموشی اختیار فرمائی، تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ (میرا عزیز) فوت ہو گیا (شاید شدتِ ندامت کی وجہ سے فوت ہو گیا ہو) ہم نے اس کو دفن کر دیا، تو صبح کے وقت اس کی لاش زمین پر (قبر سے باہر) پڑی تھی، لوگوں نے سوچا کہ شاید دشمن نے قبر کھود کر یہ حرکت کی ہو، پھر لوگوں نے اسے دوبارہ دفن کیا اور لڑکوں کو اس کا پہرہ دینے کا حکم دیا، مگر صبح کو لاش پھر زمین پر پڑی تھی، ہم نے سوچا کہ شاید لڑکوں کی آنکھ لگ گئی ہو (اور دشمن کو اس حرکت کا موقع مل گیا ہو) ہم نے پھر اس کو دفن کر دیا اور خود پہرہ دیا صبح لاش پھر زمین کے اوپر تھی بالآخر ہم نے لاش ایک گھاٹی میں ڈال دی (ابنِ ماجہ)

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنِّـىْ، عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ هٗ بَشِيْرٌ مِنْ سَرِيَّةٍ بَـعَثَهَـا فَـأَخْبَرَهٗ، بِنَصْرِ اللّٰهِ الَّذِىْ نَصَرَ سَرِيَّتَهٗ، وَبِفَتْحِ اللّٰهِ الَّذِىْ فَتَحَ لَهُمْ قَالَ: يَـا رَسُـوْلَ اللّٰهِ، بَيْنَمَا نَحْنُ بِطَلَبِ الْعَدُوِّ وَقَدْ هَزَمَهُمُ اللّٰهُ، إِذْ لَـحِقْتُ رَجُلًا بِالسَّيْفِ، فَلَمَّا أَحَسَّ أَنَّ السَّيْفَ قَدْ وَاقِعَهٗ، اِلْتَفَتَ وَهُوَ يَسْعٰى فَقَالَ: إِنِّـىْ مُسْـلِمٌ، إِنِّىْ مُسْلِمٌ، فَقَتَلْتُهٗ وَإِنَّمَا كَانَ يَا نَبِىَّ اللّٰـهِ مُتَعَوِّذًا، قَالَ: فَهَلَّا شَـقَـقْـتَ، عَـنْ قَلْبِهٖ، فَنَظَرْتَ صَادِقٌ هُوَ أَوْ كَاذِبٌ؟ قَالَ: لَـوْ شَـقَقْتُ، عَنْ قَلْبِهٖ مَا كَانَ يُعْلِمُنِى الْقَلْبُ، هَلْ قَلْبُهٗ إِلَّا مُـضْغَةٌ مِنْ لَحْمٍ؟ قَالَ: فَـأَنْـتَ قَتَـلْتَـهٗ، لَا مَا فِىْ قَلْبِهٖ عَلِمْتَ، وَلَا

لِسَانَهُ صَدَّقْتَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِسْتَغْفِرْلِيْ، قَالَ: لَا أَسْتَغْفِرُ لَكَ، فَدَفَنُوْهُ فَأَصْبَحَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَوْمُهُ اِسْتَحْيَوْا وَخَزَوْا مِمَّا لَقِيَ، فَحَمَلُوْهُ فَأَلْقَوْهُ فِيْ شِعْبٍ مِّنْ تِلْكَ الشِّعَابِ (مسند أبي يعلى) [1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا کہ ایک جہادی لشکر کا بھیجا ہوا نمائندہ آیا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی اس مدد کی خوشخبری سنائی، جو اللہ نے اس لشکر کو عطا فرمائی تھی، اور اللہ کی اس فتح کی خوشخبری سنائی، جو اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھی، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم دشمنوں کی تلاش میں لگے ہوئے تھے، جن کو اللہ تعالیٰ نے شکست سے دوچار کر دیا تھا، اچانک میں تلوار کے ساتھ ایک آدمی سے ملا، جب اس نے یہ محسوس کرلیا کہ اس پر تلوار کا وار ہوگا، تو اس نے رُخ پھیرا، اور بھاگنا شروع کیا، اور یہ کہا کہ میں مسلمان ہوں، میں مسلمان ہوں، پھر میں نے اس کو قتل کر دیا، اور اے اللہ کے نبی! وہ اصل میں (موت سے) بچنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل چاک کر کے دیکھا تھا کہ تو دیکھ لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟ اس آدمی نے عرض کیا کہ اگر میں اس کا دل چاک کرلیتا، تو بھی اس کے دل کا مجھے علم نہ ہوتا، کیونکہ اس کا دل تو گوشت کا ایک لوتھڑا ہی ہوتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کو قتل کر دیا، نہ تو تُو اس کے دل کے اندر کی بات جان سکا، اور نہ تُو نے اس کی زبان کی تصدیق کی، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لئے استغفار فرما دیجئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے لئے استغفار نہیں کروں گا، پھر (وہ شخص فوت ہوگیا، اور) لوگوں نے اس کو

---

[1] رقم الحديث ۱۵۲۲، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۷۲۳.
قال حسين سليم أسد: إسناده حسن.

دفن کر دیا، پھر تین مرتبہ صبح کے وقت اس کی لاش زمین کے اوپر آ گئی، پھر جب اس منظر کو اس کی قوم نے دیکھا، تو انہیں حیاء آئی، اور وہ اس واقعہ سے شرمندہ ہوئے، پھر انہوں نے اس کی لاش کو اٹھالیا، اور اس کو وہیں کسی گھاٹی میں ڈال دیا (ابویعلیٰ، طبرانی)

حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَغَارَ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَرِيَّةٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَانْهَزَمَتْ فَغَشِيَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ مُنْهَزِمٌ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّعْلُوَهُ بِالسَّيْفِ قَالَ الرَّجُلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَلَمْ يَنْثَنِ عَنْهُ حَتّٰى قَتَلَهُ، ثُمَّ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ مِنْ قَتْلِهٖ، فَذَكَرَ حَدِيْثَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ؟ فَإِنَّمَا يُعَبِّرُ عَنِ الْقَلْبِ اللِّسَانُ فَلَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا قَلِيْلًا حَتّٰى تُوُفِّيَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ الْقَاتِلُ، فَدُفِنَ فَأَصْبَحَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ؛ فَجَاءَ أَهْلُهُ فَحَدَّثُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَرْضَ قَدْ أَبَتْ أَنْ تَقْبَلَهُ، فَاطْرَحُوْهُ فِيْ غَارٍ مِّنَ الْغِيْرَانِ (مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۳۲۲۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابۂ کرام نے مشرکین کے ایک لشکر پر حملہ کیا، جس سے مشرکین کو شکست ہوگئی، پھر مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے مشرکوں کے ایک آدمی پر چڑھائی کی، اور وہ مغلوب تھا، پھر جب اس مسلمان نے اس مشرک پر تلوار اٹھائی، تو اس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا، مگر اس مسلمان نے اس سے تلوار واپس نہیں کی، یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، پھر اس آدمی کے دل میں اس

کے قتل کی وجہ سے تذبذب پیدا ہوا، پھر اس واقعہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا؟ دل کی تو ترجمانی زبان ہی کرتی ہے، پھر کچھ وقت کے بعد ہی یہ قتل کرنے والا آدمی فوت ہوگیا، پھر اس کو دفن کردیا گیا، پھر صبح ہونے پر اس کی لاش زمین سے باہر آ گئی، وہاں کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور اس واقعہ کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے، تو تم اس کو غاروں میں سے کسی غار میں ڈال دو (طبرانی)

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی بعض روایات کے آخر میں یہ بھی ہے کہ جب زمین نے تیسری مرتبہ بھی اس کی لاش کو باہر ڈال دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ الْأَرْضَ تَقْبَلُ مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبَّ أَنْ يُخْبِرَكُمْ بِعِظَمِ الدَّمِ؟ ثُمَّ قَالَ: اِنْتَهُوْا بِهٖ إِلٰى سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ، فَانْضِدُوْا عَلَيْهِ مِنَ الْحِجَارَةِ، فَفَعَلْنَا (شرح مشكل الآثار للطحاوى)[1]

ترجمہ: زمین تو اس سے برے آدمی کو بھی قبول کرلیتی ہے لیکن اللہ عزوجل نے یہ چاہا کہ (اس واقعہ کے ذریعے سے) تمہیں (کلمہ گو کے) خون کی عظمت واحترام کو بتلادیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو اس پہاڑ کی گھاٹی میں لے جا کر اس کی لاش کو پتھر سے ڈھک دو، تو ہم نے ایسا ہی کیا (شرح مشکل الآثار، طبرانی)

ایک اور شخص کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک تفصیلی حدیث میں ہے کہ:

قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهٗ؟ قَالَ: لَا، لَعَلَّهٗ

---

[1] رقم الحديث ۳۲۳۴، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى إلقاء الأرض الرجل المدفون فيها القاتل للذى قال: لا إله إلا الله، وقتله إياه على أن ذلك كان تعوذا منه، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۵۶۲.

أَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّيَ فَقَالَ خَالِدٌ : وَكَمْ مِّنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهٖ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنِّيْ لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اس آدمی کی گردن نہ اُڑادوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، شاید کہ یہ نماز پڑھتا ہو، تو حضرت خالد نے عرض کیا کہ کتنے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں، جو اپنی زبان سے وہ بات کرتے ہیں، جو ان کے دل میں نہیں ہوتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں کو پھاڑ کر دیکھوں، اور نہ یہ کہ میں ان کے پیٹوں کو چاک کروں (لہٰذا ہم تو ظاہر کے مکلّف ہیں) (بخاری، مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو کافر یا مشرک قرار دینا سنگین گناہ ہے۔

اور جب تک کسی مسلمان سے کوئی بات واضح طور پر ایمان واسلام کے خلاف ظاہر نہ ہو، جس میں کوئی تاویل بھی ممکن نہ ہو، اس وقت تک کافر قرار دینا جائز نہیں ہے۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳، ص ۲۲۹، مادة "تكفير")

اور جب کسی عاقل بالغ مسلمان سے باہوش وحواس اور بغیر جبر واکراہ کے کوئی ایسی بات سرزد یا ظاہر ہو کہ جس سے کفر لازم آنے کا خطرہ ہو، تو اس پر کفر کا حکم لگانے سے پہلے اچھی طرح غور وفکر کر لینا اور احتیاط کو استعمال کرنا ضروری ہے۔

(والتفصيل فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳، ص ۲۳۰، مادة "تكفير")

اور اگر کوئی شخص دل میں کفر یا اس کی کوئی بات چھپائے ہوئے ہو، تو جب تک اس کا اظہار نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر ظاہر میں مرتد یا کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۳، ص ۲۳۰، مادة "تكفير")

---

[1] رقم الحديث ۴۳۵۱، كتاب المغازى، باب بعث على بن أبى طالب عليه السلام، وخالد بن الوليد رضى الله عنه، إلى اليمن قبل حجة الوداع، مسلم، رقم الحديث ۱۰۶۴ "۱۴۴"

کسی مسلمان کو کافر کہنے یا کافر قرار دینے کا گناہ اور آخرت کا وبال تو اپنی جگہ ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کو گالی کے طور پر کافر کہے، تو اس میں کیوں کہ دوسرے مسلمان کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا اور اس کی طرف ایک غیر معمولی عیب کو منسوب کرنا پایا جاتا ہے، اس لئے اسلامی قانون کی رُو سے دنیا میں مسلمان حاکم کے سامنے ثبوت ہونے پر اُس کو تعزیر کی جائے گی، اور مناسب سزا دی جائے گی۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۲، ص۲۱، مادة "تشبيه"، الاختيار لتعليل المختار، ج۴، ص۹۶، كتاب الحدود، فصل التعزير)

(۱۱)

لعنت کرنا

لعنت عربی میں لفظِ ''لعن'' سے بنا ہے، جس کے لغت میں معنیٰ غضب وغصہ اور ناراضگی کے طور پر دُور کرنے، دُھتکارنے، پھٹکارنے اور ٹھکرانے کے آتے ہیں۔

اور شریعت کی زبان میں لعنت کے معنیٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور کرنے کے آتے ہیں، جس کا نتیجہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہونا، اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی رحمت کے قبول ہونے سے محروم ہو جانا ہے۔ [۱]

سوائے مخصوص صورتوں کے عام حالات میں لعنت کرنا کبیرہ گناہ اور حرام ہے، اور احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

قرآن کی نظر میں لعنت کے مستحق

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۱۶۱، ۱۶۲)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے،

---

[۱] اور لعنت کا لفظ بعض اوقات دوسرے کو بددُعا دینے کے معنیٰ میں اور بعض اوقات سبّ وشتم کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، البتہ لعنت سبّ وشتم میں قبیح ترین چیز شمار کی جاتی ہے۔

(ماخوذ از: شرح النووی علی مسلم، ج۲ص۶۷، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات الخ، الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۱، ص۲۷۱، مادة "ذم"، اللعن، الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴، ص۱۳۳، مادة" سب")

یہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی، سب کی لعنت ہے، جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے، نہ ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا، اور نہ ان کو (عذاب سے) مہلت دی جائے گی (سورہ بقرہ)

اس آیت میں لعنت کا مستحق اُن لوگوں کو قرار دیا گیا ہے، جو کفر کی حالت میں فوت ہو جائیں، جس سے استدلال کرتے ہوئے بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ کسی متعین شخص پر اس وقت تک لعنت کرنا جائز نہیں، جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی موت کفر پر ہوئی ہے۔

لعّان نہ بننے کی وصیت

حضرت جرموز جہمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْصِنِيْ، قَالَ : أُوْصِيْكَ أَنْ لَا تَكُوْنَ لَعَّانًا

(مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٦٧٨) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ آپ لعنت کرنے والے نہ بنیں (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لعنت کرنے والے نہ بننے کی وصیت فرمانے سے معلوم ہوا کہ لعنت کرنا اچھا عمل نہیں۔

اللہ کی لعنت، غضب اور جہنّم کا مستحق قرار دینے کی ممانعت

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده قوي .

بِغَضَبِهٖ، وَلَا بِالنَّارِ (سنن الترمذی) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی لعنت اور اللہ کے غضب اور جہنم کی لعنت نہ کرو (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ کسی متعین مسلمان پر اللہ کی لعنت کرنا یا اللہ کا غضب بھیجنا یا اس کو جہنم کے عذاب کا مستحق قرار دینا مثلاً جہنمی وغیرہ کہنا جائز نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج۷ص۳۰۴۵، کتاب الادب،باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم،فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۹۸۶۳)

مؤمن لَعَّان نہیں ہوتا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْءِ (سنن الترمذی) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن طعنہ دینے والا، اور لعنت کرنے والا اور فحش گوئی وبدزبانی کرنے والا اور بے غیرت نہیں ہوتا (ترمذی)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَّكُوْنَ

۱؎ رقم الحديث ۱۹۷۶، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی اللعنة.

قال الترمذی:وفی الباب عن ابن عباس، وأبی هريرة، وابن عمر، وعمران بن حصين :هذا حديث حسن صحيح.

۲؎ رقم الحديث ۱۹۷۷، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی اللعنة.

قال الترمذی:هذا حديث حسن غريب، وقد روی عن عبدالله من غير هذا الوجه.

وقال القاری:وقال الترمذی :هذا حديث غريب . قال ميرک :ورجاله رجال الصحيحين، سوی محمد بن يحيی شيخ الترمذی، وثقه ابن حبان والدارقطنی(مرقاة، ج۷ص۳۰۴۴، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم)

لَعَّانًا (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو (حاکم، مسند احمد، الادب المفرد)

مطلب یہ ہے کہ مومن کی شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو، اس خصلتِ بد سے ہر مؤمن کو بچنا اور باز رہنا چاہئے۔

لَعَّان اور صدیق کا اجتماع ممکن نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَجْتَمِعُ أَنْ تَكُوْنُوْا لَعَّانِيْنَ صِدِّيْقِيْنَ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوتیں کہ آپ لعنت کرنے کے عادی ہوں، اور صدیق ہوں (حاکم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : لَا يَنْبَغِيْ لِصِدِّيْقٍ أَنْ يَّكُوْنَ لَعَّانًا (مسلم) [3]

---

[1] رقم الحديث ۱۴۵، كتاب الايمان، واللفظ لهٗ، ورقم الحديث ۱۴۶، مسند البزار، رقم الحديث ۶۰۹۲، الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ۳۰۹.

قال الحاكم: هذا حديث أسنده جماعة من الأئمة، عن كثير بن زيد، ثم أوقفه عنه حماد بن زيد وحده، فأما الشيخان فإنهما لم يخرجا عن كثير بن زيد وهو شيخ من أهل المدينة من أسلم كنيته أبو محمد لا أعرفه يجرح فى الرواية، وإنما تركاه لقلة حديثه والله أعلم .ولهذا الحديث شواهد بألفاظ مختلفة، عن أبى هريرة وأبى الدرداء وسمرة بن جندب يصح بمثلها الحديث على شرط الشيخين.

[2] رقم الحديث ۱۴۷، ورقم الحديث ۱۴۸، كتاب الايمان.

[3] رقم الحديث ۲۵۹۷ "۸۴" كتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدواب وغيرها.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیق کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ لعنت کرنے کا عادی ہو (مسلم)

مطلب ظاہر ہے کہ صدیق، جو اللہ تعالیٰ کا انتہائی مقرب بندہ ہوتا ہے، اگر کوئی متقی بندہ لعنت کرنے کا عادی ہو، تو وہ صدیق نہیں ہوسکتا، اگرچہ وہ کتنا ہی دیندار اور متقی وپرہیز گار کیوں نہ ہو، کیونکہ ان دونوں چیزوں کا کسی ایک شخص میں جمع ہونا ممکن نہیں۔

لَعَّان کا شفیع اور شہید ہونا ممکن نہیں

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لعنت کرنے کے عادی، شفاعت کرنے والے اور شہید نہیں ہونگے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ لعنت کرنے کی عادت رکھنے والے قیامت کے دن کسی دوسرے کی شفاعت کرنے کے اہل نہیں ہونگے، اور نہ ہی کامل شہادت کے اجر وثواب کو پاسکیں گے۔

(شرح النووی علی مسلم، ج۱۶ ص۱۴۸، ۱۴۹، باب النهی عن لعن الدواب وغيرها)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لَعَّان نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: إِنِّيْ لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (مسلم) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۸ ''۸۵'' كتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن لعن الدواب وغيرها، واللفظ لهٗ، سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۹۰۷.

[2] رقم الحديث ۲۵۹۹ ''۸۷'' كتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن لعن الدواب وغيرها.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مشرکین پر بددعا کیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لعّان (اور بددعا کرنے والا) بنا کر نہیں بھیجا گیا، بس مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا، وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْأَخِيْرَةِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ (بخاری) [1]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فجر کی نماز میں سُنا، آپ نے دوسری رکعت کے رکوع سے سَر اُٹھایا، اور "**اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا، وَلَكَ الْحَمْدُ**" پڑھا، پھر فرمایا کہ اے اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرمایئے، تو اللہ عزوجل نے سورہ آلِ عمران کی یہ آیت نازل فرمائی کہ:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ

کہ آپ کو اس معاملہ سے کوئی سروکار نہیں ہے، یا تو اللہ اُن پر متوجہ ہو جائے یا اُن کو عذاب دے، پس بے شک وہ ظالم ہیں (بخاری)

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان، اور حارث بن ہشام اور صفوان بن امیہ کا نام لے کر لعنت فرمائی تھی، جس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیت نازل فرمائی، پھر یہ حضرات اسلام لے آئے، اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۷۳۴۶، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، قول الله تعالىٰ ليس لك من الأمر شيء.

[2] عن سالم بن عبد الله بن عمر، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد: اللهم العن أبا سفيان، اللهم العن الحارث بن هشام، اللهم العن صفوان بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ رحمت ہیں، اور آپ سے لعنت کرنے کو پسند نہیں کیا گیا، اسی طرح آپ کی اتباع میں ہر مومن کو بھی لعنت کرنے سے بچنا چاہئے۔

لعنت، بد خُلقی اور فحش گوئی میں داخل ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ يَهُودَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ، وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ (بخاری) [1]

ترجمہ: یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور انہوں نے یہ کہا کہ "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" (یعنی تم پر موت وہلاکت ہو) اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر بھی ہو، اور تم پر اللہ لعنت فرمائے، اور تم پر اللہ کا غضب نازل ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! ایسا نہ کرو، آپ نرمی کو اختیار کرو، اور بدخلقی اور فحش گوئی سے بچو (بخاری)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أمية، قال: فنزلت (ليس لك من الأمر شيء أو يتوب عليهم) فتاب الله عليهم فأسلموا فحسن إسلامهم (ترمذی، رقم الحديث ۳۰۰۴، باب: ومن سورة آل عمران)

عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن يدعو على أحد أو يدعو لأحد، قنت بعد الركوع، فربما قال " : إذا قال: سمع الله لمن حمده، اللهم ربنا لك الحمد اللهم أنج الوليد بن الوليد، وسلمة بن هشام، وعياش بن أبي ربيعة، اللهم اشدد وطأتك على مضر، واجعلها سنين كسني يوسف "يجهر بذلك، وكان يقول في بعض صلاته في صلاة الفجر: اللهم العن فلانا وفلانا، لأحياء من العرب حتى أنزل الله: (ليس لك من الأمر شيء) الآية (بخاری، رقم الحديث ۴۵۶۰، باب ليس لك من الأمر شيء)

[1] رقم الحديث ۶۰۳۰، كتاب الادب، باب لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا.

یہودی، حالانکہ کافر تھے، لیکن ان کے زندہ ہونے کی وجہ سے اس کا احتمال موجود تھا کہ وہ ایمان کو قبول کرلیں، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت کی اجازت نہیں دی، اور لعنت کرنے کو فحش گوئی اور بد خلقی میں داخل فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ لعنت کا عمل بد خلقی اور بدگوئی میں داخل ہے، خوش اخلاقی اور حسنِ اخلاق میں داخل نہیں۔

متعین گناہ گار مومن پر لعنت کی ممانعت

حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِسْمُهٗ عَبْدَ اللّٰهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهٖ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ : اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ، مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْعَنُوْهُ، فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (بخاری) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگوائے تھے، ایک دن پھر نشہ کی حالت میں لایا گیا، تو آپ نے اس کو کوڑے مارے جانے کا حکم دیا تو اس کو کوڑے لگائے گئے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو، یہ کتنا زیادہ (نشہ کی حالت میں) لایا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے (بخاری)

---

[1] رقم الحديث ٦٧٨٠، كتاب الحدود، باب ما يكره من لعن شارب الخمر، وإنه ليس بخارج من الملة.

حالانکہ وہ شخص شراب کا عادی تھا، مگر مومن ہونے کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والا تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت کرنے سے منع فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی متعین مسلمان پر لعنت کرنا جائز نہیں، خواہ وہ شرابی کبابی اور فاسق وگناہ گار کیوں نہ ہو۔

متعین مومن پر لعنت کرنا کبیرہ گناہ ہے

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُـنَّـا إِذَا رَأَيْـنَـا الـرَّجُـلَ يَـلْعَنُ أَخَاهُ، رَأَيْنَا أَنَّهُ قَدْ أَتٰى بَابًا مِّنَ الْكَبَائِرِ

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٦٦٧٤) [1]

ترجمہ: ہم جب کسی آدمی کو دیکھتے تھے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی پر لعنت کر رہا ہے، تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ وہ کبیرہ گناہوں کے دروازہ پر پہنچ گیا ہے (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی متعین مسلمان پر لعنت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

مومن پر لعنت اس کو قتل کرنے کی طرح ہے

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح

---

[1] قال المنذری: رواه الطبرانی بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ٤٢١٨، الترهيب من السباب واللعن لا سيما لمعين آدميا)

وقال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط والكبير بنحوه، وإسناد الأوسط جيد، وفی إسناد الكبير ابن لهيعة، وهو لين (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٣٠٠٩، باب فيمن لعن مسلما أو رماه بكفر)

[2] رقم الحديث ١٦٣٨٥، واللفظ له، بخاری، رقم الحديث ٦١٠٥.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

ہے (مسند احمد، بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح مومن کو قتل کرنا حرام ہے، اسی طرح اس پر لعنت کرنا بھی حرام ہے، یا جس طرح کا عذاب مومن کو قتل کرنے پر ہے، اسی طرح کا عذاب مومن پر لعنت کرنے پر بھی ہے۔

(کذافی: مرقاۃ المفاتیح، ج ۶ ص ۲۲۳۶، کتاب العتق، باب الأیمان والنذور، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ج ۹ ص ۳۸، کتاب الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن)

خواتین کا کثرت سے لعنت کرنے کی وجہ سے جہنّم میں جانا

حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

یَامَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَاَۃٌ مِّنْھُنَّ جَزْلَۃٌ وَمَالَنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ؟ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ (مسلم) [1]

ترجمہ: اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ دیا کرو، اور کثرت سے استغفار اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کرو، کیونکہ میں نے تمہیں کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے، ایک سمجھ دار عورت نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ ہم کثرت سے جہنم میں کیوں جائیں گی؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ایک تو تم کثرت سے لعنت کرتی ہو، اور دوسرے تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو (شوہر کی نعمت کا انکار کرتی ہو اور اس کے احسانات کو بھول جاتی ہو) (مسلم، بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ کثرت سے لعنت کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے، اور اس عادت میں

---

[1] رقم الحدیث ۷۹ "۱۳۲" کتاب الایمان، باب بیان نقصان الإیمان بنقص الطاعات الخ، بخاری، رقم الحدیث ۳۰۴.

کثرت سے مبتلا ہونے کی وجہ سے خواتین کثرت سے جہنم میں جائیں گی، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

لعنت کو مستحق نہ ملے تو وہ واپس لوٹ کر آ جاتی ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُوْنَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُوْنَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِيْ لُعِنَ، فَإِنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلٰى قَائِلِهَا (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے، تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، پھر اس کے سامنے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے، تو اس کے سامنے زمین کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر وہ لعنت دائیں اور بائیں چلتی ہے، پھر جب اس کو کوئی جگہ نہیں ملتی، تو وہ اس کی طرف جاتی ہے، جس پر لعنت کی گئی ہے، اگر وہ اس کا اہل ہے، تو ٹھیک، ورنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف واپس لوٹ کر آ جاتی ہے (ابوداود)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ إِنَّ اللَّعْنَةَ إِذَا وُجِّهَتْ إِلٰى مَنْ وُجِّهَتْ إِلَيْهِ، فَإِنْ أَصَابَتْ عَلَيْهِ سَبِيْلًا، أَوْ وَجَدَتْ

---

[1] رقم الحديث ۴۹۰۵، كتاب الادب، باب فى اللعن.

فِيْـهِ مَسْلَكًا، وَإِلَّا قَالَتْ : يَـا رَبِّ، وُجِّهْتُ إِلٰى فُـلَانٍ، فَلَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ سَبِيْلًا، وَلَـمْ أَجِـدْ فِيْـهِ مَسْـلَـكًـا، فَيُقَـالُ لَهَـا : اِرْجِـعِـيْ مِـنْ حَيْـثُ جِئْتِ(مسند احمد، رقم الحديث ۳۸۷۶) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ لعنت جب بھیجی جاتی ہے، جس کی طرف بھی بھیجی جاتی ہے، تو اگر اس کا راستہ درست ہوتا ہے، یا وہ راستہ پاتی ہے، تو فبہا، ورنہ وہ لعنت یہ کہتی ہے کہ اے میرے رب! مجھے فلاں کی طرف بھیجا گیا ہے، اور میں اس کی طرف راستہ اور چلنے کی جگہ نہیں پاتی (یعنی وہ اس لعنت کا مستحق نہیں ہے) تو اس لعنت کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی کی طرف لوٹ جا، جہاں سے آئی ہے (یعنی جس نے لعنت کی ہے) (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ لعنت انتہائی خطرناک عمل ہے، اور جب تک اس کا کوئی صحیح مستحق نہیں ہوتا، وہ اس کو جا کر نہیں لگتی، بلکہ کہنے والے پر لوٹ کر آ جاتی ہے۔

اپنے والدین پر لعنت کا گناہ اور اس کی کیفیت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ : يَـا رَسُـوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَلْعَنُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَلْعَنُ أَبَاهُ، وَيَلْعَنُ أُمَّهُ، فَيَلْعَنُ أُمَّهُ (ابو داود) [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده محتمل للتحسين.

وقال المنذری:رواه أحمد وفيه قصة وإسناده جيد إن شاء الله تعالى(الترغيب والترهيب، ج۳ص ۳۱۴)

وقال الهيثمی:رواه أحمد، وأبو عمير لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات، ولكن الظاهر أن صديق ابن مسعود الذی يزوره هو ثقة، والله أعلم(مجمع الزوائد، ج۸ص ۷۴)

[2] رقم الحديث ۵۱۴۱، كتاب الادب، باب فی بر الوالدين.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں بدترین گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت بھیجے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دوسرے آدمی کے والد پر لعنت بھیجے، پھر وہ دوسرا آدمی پلٹ کر اس (لعنت کرنے والے) کے والد پر لعنت بھیجے، اور کوئی دوسرے کی ماں پر لعنت بھیجے، پھر وہ پلٹ کر اس (لعنت کرنے والے) کی ماں پر لعنت بھیجے (تو یہ اپنے والدین پر لعنت بھیجنے کی طرح ہے) (ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دوسرے پر لعنت بھیجے، اور دوسرا شخص پلٹ کر اس پر لعنت بھیجے، تو درحقیقت یہ خود پر لعنت بھیجنا ہے، اور اسی طرح کسی دوسرے کے والد یا والدہ پر لعنت بھیجنے کا بھی معاملہ ہے۔

ہوا پر لعنت کرنے کی ممانعت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ -وَقَالَ مُسْلِمٌ إِنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَعَنَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَلْعَنْهَا، فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ (سنن ابی داوٗد) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے ہوا پر لعنت بھیجی، اور مسلم راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] رقم الحديث ۴۹۰۸، كتاب الادب، باب فى اللعن، واللفظ لهٗ، سنن ترمذى، رقم الحديث ۱۹۷۸.

قال المنذرى: رواه أبو داود والترمذى وابن حبان فى صحيحه وقال الترمذى حديث غريب لا نعلم أحدا أسنده غير بشر بن عمر. قال الحافظ وبشر هذا ثقة احتج به البخارى ومسلم وغيرهما ولا أعلم فيه جرحا (الترغيب والترهيب، ج۳ص۳۱۵)

کے زمانے میں ایک آدمی کی چادر کو ہوا نے اڑایا، تو اس نے (غصہ میں آکر) ہوا پر لعنت بھیجی، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ہوا پر لعنت مت بھیجیں، کیونکہ وہ تو اللہ کے حکم کی تابع ہے، اور جس نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی، جو لعنت کی اہل نہیں تھی، تو لعنت اسی (بھیجنے والے) کی طرف لوٹ کر آجاتی ہے

(ابوداؤد، ترمذی)

معلوم ہوا کہ ہوا پر جو کہ اللہ کے حکم سے چلتی ہے، لعنت بھیجنا درست نہیں، اور اس طرح کی لعنت درحقیقت اپنی طرف ہی لوٹ کر آجاتی ہے۔

مرغ پر لعنت کرنے کی ممانعت

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَعَنَ رَجُلٌ دِيكًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَلْعَنْهُ، فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الصَّلَاةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۰۳۴) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اذان دینے والے مرغ پر لعنت بھیجی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس پر لعنت نہ بھیجو، کیونکہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

معلوم ہوا کہ مرغ وغیرہ جیسے جانور پر بھی لعنت بھیجنا جائز نہیں۔

---

[1] فی حاشية مسند احمد: رجاله ثقات رجال الشيخين، وقد اختُلف فی وصله وإرساله، فصحح أبو حاتم والبزار وأبو نعيم وصله، وقال الدارقطنی :والمرسل أشبه بالصواب.

[2] عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه، أن الديک صرخ عند النبی صلى الله عليه وسلم، فقال رجل: اللهم العنه، فقال النبی صلى الله عليه وسلم :لا تلعنه، ولا تسبه؛ فإنه يدعو إلى الصلاة(المعجم الكبير للطبرانی ، رقم الحديث ۹۷۹۶)

سواری پر لعنت کرنے کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَامْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ قَالَ عِمْرَانُ فَكَأَنِّيْ أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِيْ فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ(مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی، کہ وہ عورت اونٹنی سے تنگ دل ہوگئی، اور اس عورت نے اس اونٹنی پر لعنت کی، جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو سامان ہے، اس کو اُتارلو، اور اس اونٹنی کو چھوڑ دو، اس لئے کہ یہ (اونٹنی) ملعون ہو چکی ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں ابھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں (یعنی یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے) کہ وہ اونٹنی لوگوں کے درمیان چل رہی ہے، کوئی بھی اس سے تعلق واسطہ نہیں رَکھ رہا (مسلم)

اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ ہے کہ:

فَقَالَتْ حَلْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا. قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-لَا تُصَاحِبُنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ(مسلم) [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٥٩٥ "٨٠" كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها.

[2] رقم الحديث ٢٥٩٦ "٨٢" كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها.

ترجمہ: اس عورت نے (اونٹنی کو دھمکاتے ہوئے) کہا کہ دفع ہو جا، اس پر اللہ کی لعنت ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ایسی اونٹنی کو اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے، جس پر لعنت ہو (مسلم)

کیونکہ اونٹنی پر لعنت کرنا سخت گناہ کا عمل تھا، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اس عمل سے اس عورت کو اور دوسرے لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے تنبیہ کی غرض سے ایسا کیا۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اونٹنی پر لعنت کی وجہ سے اس میں اس وقت لعنت کے اثرات آ گئے تھے (یعنی وہ انسانوں کے حق میں اس وقت ملعون ہو چکی تھی) اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ساتھ سفر میں رکھنا گوارا نہیں فرمایا۔

بہر حال جو کچھ بھی ہو، اس سے جانور پر اور خاص کر خدمت گزار جانور پر لعنت کرنے کی برائی معلوم ہوئی۔

(شرح النووی علیٰ مسلم، ج۱۶ ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن لعن الدواب وغیرها (تعلیق الحافظ ابن القیم علیٰ ابی داؤد، مع عون المعبود، کتاب الجهاد، باب النهی عن لعن البهیمة، عون المعبود، ج۷ص۱۶۵، کتاب الجهاد، باب النهی عن لعن البهیمة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ يَسِيْرُ، فَلَعَنَ رَجُلٌ نَاقَةً، فَقَالَ: أَيْنَ صَاحِبُ النَّاقَةِ؟ " فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، قَالَ " أَخِّرْهَا فَقَدْ أُجِبْتَ فِيْهَا" (مسند احمد، رقم الحديث ۹۵۲۲) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں چل رہے تھے، کہ اس دوران ایک آدمی نے اونٹنی پر لعنت بھیجی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اونٹنی والا کہاں ہے؟ تو اس آدمی نے عرض کیا کہ میں ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹنی کو

---

[۱] قال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۸ ص۷۷ باب ما نهى عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب في لعنها)

وقال المنذري: رواه أحمد بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۴۲۲۳، كتاب الادب)

(سب قافلے سے) پیچھے رکھو، کیونکہ آپ کی اس اونٹنی کے بارے میں لعنت قبول کی جاچکی ہے (مسنداحمد)

مطلب یہ تھا کہ آپ نے اس اونٹنی پر لعنت کی، تو اب یہ تمہارے حق میں ویسی ہی ہوگئی، اور اس لئے باقی قافلے اور ان کی سواریوں کو اس کے اثرات سے بچانے کے لئے تم اپنی اس سواری کے ساتھ پیچھے پیچھے رہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَارَ رَجُلٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَنَ بَعِيْرَهٗ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَبْدَ اللّٰهِ ، لَا تَسِرْ مَعَنَا عَلٰى بَعِيْرٍ مَلْعُوْنٍ

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں چل رہا تھا، کہ اس نے اپنے اونٹ پر لعنت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے! تو ہمارے ساتھ لعنت کئے ہوئے اونٹ پر سفر نہ کر (ابو یعلیٰ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی جانور پر لعن طعن کرنا اور اس سے خدمت بھی لینا نازیبا طریقہ ہے، اس لئے جانور پر لعن طعن کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(مرقاة المفاتيح، كتاب الصيد والذبائح، باب ما يحل أكله وما يحرم أكله، الفصل الثانی)

جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ اپنے کام کاج میں استعمال ہونے والے جانوروں کو بات

---

[1] رقم الحديث ۳۵۲۵، الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۱۹۶۹، الصمت لابن ابی الدنيا، رقم الحديث ۳۸۸.

قال الهيثمی: رواه أبو يعلى والطبرانی فی الاوسط بنحوه ورجال أبی يعلى رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۷۷ باب ما نهی عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب فی لعنها)

وقال المنذری: رواه أبو يعلى وابن أبی الدنيا بإسناد جيد (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ۴۲۲۲، كتاب الادب)

وقال البوصيری: رواه ابن أبی الدنيا بإسناد جيد (اتحاف الخيرة المهرة، كتاب الادب ،باب فی الإصلاح بين الناس)

بات پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں، اور اسی کے ساتھ ان سے کام بھی لیتے رہتے ہیں، یہ انتہائی نامناسب طرزِ عمل ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ لعنت انتہائی نازک اور خطرناک چیز ہے، اور لعنت بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو ملعون قرار دینا یا یہ کہنا کہ اُس پر اللہ کی لعنت ہو، یا اسی طرح کے کوئی اور الفاظ کہنا۔

فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دیندار مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے۔

اور اکثر فقہائے کرام کے نزدیک گناہ گار اور فاسق وفاجر مسلمان کو متعین کر کے لعنت کرنا بھی جائز نہیں۔

اور اسی طرح جو کافر زندہ ہو اور اس کی کفر پر موت یقینی نہ ہو، تو راجح یہ ہے کہ اس کو متعین کر کے لعنت کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ اس کے ایمان لانے کا احتمال موجود ہے، نیز جس کافر کا

---

[1] مذکورہ بالا احادیث کے پیشِ نظر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جانور پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

وقد نص الشافعية على أنه لا يجوز لعن الحيوان والجماد لما ورد عن عمران بن حصين رضى الله عنهما قال: بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بعض أسفاره وامرأة من الأنصار على ناقة فضجرت فلعنتها فسمع ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: خذوا ما عليها ودعوها فإنها ملعونة قال عمران: فكأنى أراها الآن تمشى فى الناس ما يعرض لها أحد(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵،ص ۲۷۲،الى ص ۲۷۴،ماده لعن)

لیکن بعض احادیث میں بچھو پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعنت کرنے کا ذکر آیا ہے، جس کے پیشِ نظر بندہ کو راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جانور کو متعین کر کے تو لعنت بھیجنا جائز نہیں، البتہ موذی جانور کی جنس کا نام لے کر لعنت کرنا اگرچہ خلافِ اولیٰ ہو، مگر حرام نہیں، کیونکہ موذی جانوروں کو احادیث میں فاسق قرار دیا گیا ہے، اس لیے ایسے جانوروں پر لعنت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کا نام لیے بغیر فاسق پر لعنت کرنا، مثلاً ظالم پر اللہ کی لعنت ہو، گویا کہ موذی جانوروں کی جنس کی طرف لعنت کی نسبت کرنا، درحقیقت اس کے وصفِ ایذاء کی طرف نسبت کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عن عائشة، قالت: لدغت النبى صلى الله عليه وسلم عقرب وهو فى الصلاة فقال: لعن الله العقرب، ما تدع المصلى وغير المصلى، اقتلوها فى الحل والحرم(ابن ماجه، رقم الحديث ۱۲۴۶)

عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس فواسق يقتلن فى الحل والحرم: العقرب، والحدأة، والغراب الأبقع، والفأرة، والكلب العقور (صحيح ابن حبان رقم الحديث ۵۶۳۳، ج۱۲ ص ۴۵۱،واللفظ له، سنن البيهقى، رقم الحديث ۱۹۹۴۴)

کفر پر مَرنا یقینی نہ ہو، اس پر بھی لعنت کرنا منع ہے، کیونکہ اس کا احتمال موجود ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔

البتہ فاسق اور کافر کو متعین کیے، اور کسی خاص فرد کا نام لیے بغیر لعنت کرنا جائز ہے، مثلاً ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو، اور کافروں پر اللہ کی لعنت ہو، مشرکین پر، یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو۔

اور جس کا کفر پر مرنا یقینی ہو، مثلاً ابولہب، ابوجہل وغیرہ، تو ان کا نام لے کر لعنت کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ ان کی کفر پر موت یقینی ہے، اور لعنت کا اصل مستحق ایسا ہی کافر ہے۔

(والتفصيل فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص ۲۷۲، الی ص ۲۷۴، مادة "لعن"، شرح النووی علی مسلم، ج۲ ص۶۷، كتاب الايمان، باب بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات الخ، شرح النووی علی مسلم، ج۲ ص۱۲۵، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه)

اور اسی وجہ سے علمائے کرام کی بڑی جماعت نے یزید اور حجاج بن یوسف وغیرہ پر بھی لعنت کرنے سے منع کیا ہے۔ [۱]

---

[۱] ولهذا امتنع الجمهور من لعن نحو يزيد والحجاج، وخصوص المبتدعة بأعيانهم (مرقاة المفاتيح، ج۳ص ۱۲۰۱، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها)

ما تقولون فی يزيد ؟ فقلت : لا نسبه ولا نحبه فإنه لم يكن رجلا صالحا فنحبه ونحن لا نسب أحدا من المسلمين بعينه . فقال : أفلا تلعنونه ؟ أما كان ظالما ؟ أما قتل الحسين ؟ . فقلت له : نحن إذا ذكر الظالمون كالحجاج بن يوسف وأمثاله : نقول كما قال الله فی القرآن : ألا لعنة الله على الظالمين ولا نحب أن نلعن أحدا بعينه ؛ وقد لعنه قوم من العلماء ؛ وهذا مذهب يسوغ فيه الاجتهاد؛ لكن ذلك القول أحب إلينا وأحسن. وأما من قتل "الحسين "أو أعان على قتله أو رضی بذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين ؛ لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا (مجموع الفتاویٰ، ج۴، ص۴۸۷، فصل : افترق الناس فی "يزيد "بن معاوية بن أبی سفيان ثلاث فرق: طرفان ووسط)

(۱۲)

عیب پوشی کی اہمیت اور عیب جوئی کی مذمّت

زبان کا ایک اہم عمل دوسرے کے عیب کو چھپانا اور اس کے مقابلہ میں عیب کو ظاہر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے بندوں کے عیبوں کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرماتے ہیں، اور دوسروں کو بھی پردہ پوشی کا حکم فرماتے اور اس کو پسند فرماتے ہیں، اور اس کے برعکس عیبوں اور گناہوں کے ظاہر کرنے اور پھیلانے بلکہ دوسروں کا تجسُّس کرنے اور اس سے بڑھ کر دوسرے کی طرف سے بدگمانی میں مبتلا ہونے کو ناپسند فرماتے ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

عیب جوئی اور بدگمانی وتجسس کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَحِيْمٌ

(سورۃالحجرات،رقم الآية ۱۱ و ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم بہت سے گمان قائم کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں، اور تم تجسس نہ کرو، اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے، اس کو تم ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، رحیم ہے (سورہ حجرات)

مذکورہ آیت میں مختلف صورتوں میں دوسروں سے، بدگمانی، عیب جوئی، اور عیب گوئی بلکہ

تجسُّس سے بھی منع کیا گیا ہے۔

احادیث میں بھی عیب جوئی، بدگمانی اور عیب گوئی اور تجسُّس سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، لَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَنَافَسُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا (مسنداحمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، کیونکہ بد گمانی بدترین جھوٹ ہے، اور تم ایک دوسرے (کے عیبوں) کا تجسس نہ کرو، اور ایک دوسرے کی باتیں نہ سنو، اور (دنیا کے معاملات میں) ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھو، اور ایک دوسرے پر اپنی فوقیت و برتری ظاہر نہ کرو، اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو (یعنی اعراض نہ کرو) اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور تم اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ (مسند احمد، بخاری)

بدگمانی کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کے بارے میں بلا دلیل کوئی برا گمان قائم کرلینا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: مَرْحَبًا بِكِ مِنْ بَيْتٍ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَلَلْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكِ، إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنْكِ وَاحِدَةً وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا : دَمَهُ، وَمَالَهُ، وَأَنْ يُظَنَّ بِهِ ظَنَّ السَّوْءِ (شعب الايمان، رقم الحديث ٦٢٨٠) [2]

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ تجھ کو مرحبا ہو، کوئی گھر بھی تیرے سے زیادہ قابلِ عظمت، اور تیری عزت سے زیادہ عظیم

---

[1] رقم الحديث ٧٨٥٨، و اللفظ لهٗ، بخارى، رقم الحديث ٦٠٦٦.
فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] هذا إسناد حسن، رجاله ثقات (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٣٤٢٠)

نہیں ہے، اور مؤمن کی عزت اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ عظیم ہے، بے شک اللہ نے تیرے بارے میں ایک چیز کو حرام کیا ہے، اور مؤمن کی تین چیزوں کو حرام کیا ہے، اُس کے خون کو، اور اُس کے مال کو اور اُس کے ساتھ بُرا گمان کرنے کو (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ طَعَامًا، فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ، وَإِنْ سَقَاهُ شَرَابًا مِنْ شَرَابِهِ، فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۸۴) [1]

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جائے، اور وہ اس کو کوئی کھانا کھلائے، تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کا کھانا کھالے، اور اس سے اس کے (حلال و حرام کے) متعلق کھود کرید نہ کرے، اور اگر کوئی چیز پلائے تو اسے چاہیئے کہ اُس چیز کو پی لے، اور اس کے متعلق (حلال وحرام ہونے کی) کھود کرید نہ کرے (مسند احمد)

کیونکہ بلا دلیل بدگمانی کرنا منع ہے، اور اسی طرح تجسس بھی منع ہے، لہٰذا جب مسلمان کوئی کھانا یا پینا پیش کرے، اور اس کے حلال وحرام ہونے کا علم نہ ہو، تو اس کو کھا پی لینا چاہیئے، اور اس کو بلا دلیل حرام و ناجائز سمجھنا بدگمانی میں داخل ہے، جس کی ممانعت ہے، اور اس سے تحقیق و تفتیش کرنا تجسس میں داخل ہے، اور یہ بھی منع ہے۔

(كذا فی: مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب الوليمة. فيض القدير، تحت رقم الحديث ۵۸۴)

اور جب کسی انسان یا اس کے کام کے بارے میں اچھے یا برے ہونے کے دونوں پہلوؤں کا امکان ہو، تو اگر چہ اس سے حسنِ ظن یا اچھا گمان واجب نہ ہو، لیکن بہرحال بدگمانی گناہ ہے، اور جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی کے شر سے بچنے اور اپنی طرف سے احتیاط کے لئے کسی سے احتمال کے درجہ میں بدگمانی اختیار کرے، مثلاً اپنے مال و دولت کو کسی سے بچا کر یا چھپا کر اس لئے رکھے کہ کہیں وہ چوری نہ کر لے، تو یہ ناجائز بدگمانی میں داخل نہیں، اور جائز ہے۔

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن.

(والتفصيل في: مرقاة المفاتيح، ج۸ص۳۱۴۷،باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات. شرح السنة للبغوى، ج۱۳، ص ۱۱۱، ۱۱۲، کتاب البر والصلة، باب ما لا يجوز من الظن والنهي عن التحاسد والتجسس)

لیکن اللہ تعالیٰ سے بہرحال حسنِ ظن یعنی اچھا گمان رکھنا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہرقسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ سے اپنے بارے میں حسنِ ظن یا اچھا گمان قائم کرلینے کی فضیلت بھی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِثَلَاثٍ، يَقُوْلُ : لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے تین دن پہلے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو ہرگز موت نہ آئے، مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے اچھا گمان رکھتا ہو (مسلم)

موت کا کسی بھی وقت آنا ممکن ہے، اس لئے ہروقت ہی اللہ سے اچھا گمان رکھنے کا حکم ہوا۔

(ملاحظہ ہو: فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۹۹۸۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے اپنے ساتھ گمان کے مطابق ہوتا ہوں (بخاری)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَلَا يَقُوْلُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ إِنْ ظَنَّ خَيْرًا فَلَهٗ وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهٗ (صحيح ابن حبان) [3]

---

[1] رقم الحديث ۲۸۷۷ "۸۱" كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت.

[2] رقم الحديث ۷۵۰۵، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله.

[3] رقم الحديث ۶۳۹، كتاب الرقائق، باب حسن الظن بالله تعالىٰ.

في حاشيةابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، جو وہ میرے ساتھ کرتا ہے، اگر وہ خیر (یعنی رحمت ومغفرت اور جنت وغیرہ) کا گمان کرتا ہے، تو اس کو وہی حاصل ہوتا ہے، اور اگر وہ شر (یعنی عذاب اور جہنم وغیرہ) کا گمان کرتا ہے، تو اس کو وہی حاصل ہوتا ہے (ابنِ حبان)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عیب جوئی، تجسس اور بدگمانی جائز نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بطورِ خاص بندہ کو اچھا گمان رکھنے کا حکم ہے۔

قرآن مجید میں بُرائی کو پھیلانے والوں کی مذمَّت

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (سورة النور، رقم الآية ۱۹)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ (یعنی برائی) پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے (سورۂ نور)

اس سے معلوم ہوا کہ برائی کو پھیلانا سخت گناہ ہے، اسی لئے اس گناہ پر دردناک عذاب ہے۔

اللہ کی طرف سے بندہ کی دنیا وآخرت میں عیب پوشی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : لَا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا، إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم) [1]

---

[1] رقم الحديث ۲۵۹۰ "۷۱" كتاب البر والصلة والآداب، باب بشارة من ستر الله تعالى عيبه فى الدنيا، بأن يستر عليه فى الآخرة.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کے عیوب پر پردہ فرماتے ہیں، تو قیامت کے دن بھی اس کے عیوب پر پردہ فرمائیں گے (مسلم)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس بندہ کی دنیا میں عیب پوشی فرمائیں گے، اس کی آخرت میں بھی عیب پوشی فرمائیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ستّار ہونا بھی ہے۔

اپنے عیوب اور گناہوں کے اظہار کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلَ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میری سب امت کی معافی کردی جائے گی، مگر کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کی نہیں، اور کھلم کھلا گناہ میں یہ بھی داخل ہے کہ آدمی رات میں کوئی (گناہ کا) عمل کرے، پھر صبح کرے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عیب پر پردہ ڈالا ہوا ہے، پھر وہ یہ کہے کہ اے فلانے! میں نے رات اس طرح اور اس طرح (گناہ کا) عمل کیا ہے، اور کوئی شخص اس حال میں رات گزارے کہ جس (کے عیوب) پر اس کے رب نے پردہ ڈالا ہوا ہے، اور وہ صبح کر کے اللہ کے پردہ کو اپنے اوپر سے اٹھادے (یعنی اپنے عیب کو دوسروں کے سامنے ظاہر کردے) (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۶۰۶۹، كتاب الادب، باب ستر المؤمن على نفسه، مسلم، رقم الحديث ۲۹۹۰"۵۲".

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ بَعْدَ أَنْ رَجَمَ الْأَسْلَمِيَّ فَقَالَ : اِجْتَنِبُوْا هٰذِهِ الْقَاذُوْرَةَ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا فَمَنْ أَلَمَّ فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ وَلْيَتُبْ إِلَى اللّٰهِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلمی کو رجم کرنے کے بعد کھڑے ہوئے، پھر فرمایا کہ اس (زنا کاری کے) گناہ سے بچو، جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے، پھر جو شخص مبتلا ہوجائے، تو اسے چاہیے کہ اللہ نے جس چیز پر پردہ رکھا، وہ (خود بھی) اس پر پردہ رکھے، اور اللہ سے توبہ کرے (یعنی اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے، تو لوگوں سے چُھپائے، اور اللہ سے توبہ کرے) (حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنے عیوب کا لوگوں کے سامنے اظہار کرنا اللہ کو پسند نہیں۔

(کذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷،ص ۱۷۰، مادة: ستر ، و ج۳۸،ص ۲۱۴،وص ۲۱۵، مادة: معصية)

بدگمانی کے سبب سے بچنا

حضرت علی بن حسین سے روایت ہے کہ:

أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ : أَنَّهَا جَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ، فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِّنَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا، حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ، الَّذِيْ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ،

---

[1] رقم الحديث ۷۶۱۵، كتاب التوبة و الانابة.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه "
و قال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا، فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَلٰى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالاَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا مَا قَالَ : إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ صفیہ بنتِ حُیی نے ان کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں جب کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں تھے، زیارت کرنے کے لیے آئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دیر رات کے وقت گفتگو کی، پھر واپس لوٹنے کے لیے کھڑی ہوئیں، تو ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ جب مسجد کے اس دروازہ پر پہنچیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے قریب تھا، تو دو انصاری شخص ان کے قریب سے گزرے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، پھر تیزی سے چلنے لگے، تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی معمول کی رفتار پر چلو، یہ صفیہ بنتِ حیی ہیں (یعنی میری زوجہ ہیں، اور کوئی اجنبی عورت نہیں ہیں) ان دونوں شخصوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ''سبحان اللہ'' ان دونوں کو یہ بات ناگوار محسوس ہوئی (کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر بدگمانی کریں گے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان ابنِ آدم کے خون والی جگہ (جہاں جہاں کہ جسم میں خون ہے) چلتا ہے، اور مجھے یہ خوف ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی تہمت (و بدگمانی) نہ ڈال دے (بخاری)

---

[1] رقم الحديث ٦٢١٩، كتاب الادب، باب التكبير والتسبيح عند التعجب.

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو خود بھی ایسے طرزِ عمل سے بچنا چاہیے، جس سے دوسروں کو تہمت کا موقع مل سکتا ہو، اور ایسے موقع پر صفائی اور غلط فہمی دور کرنے کی ضرورت ہو، تو صفائی کر دینی چاہیے، اور دوسروں کو بھی بدگمانی کرنے سے بچنا چاہئے۔

مسلمان کی عیب پوشی کی فضیلت

مسلمان کی عیب پوشی کی احادیث میں عظیم فضیلت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ وہ اس کو (دشمن) کے حوالہ کرتا ہے، اور جو کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت (وضرورت پوری کرنے) میں لگتا ہے، تو اللہ اس کی حاجت (وضرورت پوری کرنے) میں لگ جاتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان سے تکلیف کو دُور کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو اُس سے دُور فرمائیں گے، اور جو شخص مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالیں گے (بخاری، مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا،

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۴۲، کتاب المظالم والغصب، باب : لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه، مسلم ، رقم الحدیث ۲۵۸۰ "۵۸"

إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم) ۱؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی دنیا میں کسی بندہ کے عیب کو چھپاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب کو چھپائیں گے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَسَّعَ عَلٰى مَكْرُوْبٍ كُرْبَةً فِي الدُّنْيَا، وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كُرْبَةً فِي الْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا، سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْمَرْءِ مَا كَانَ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۷۰۱) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی تکلیف و بے چینی میں مبتلا شخص کی دنیا میں تکلیف کو دور کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے آخرت میں تکلیف کو دور فرمائے گا، اور جس نے کسی مسلم کے عیب پر دنیا میں پردہ ڈالا، تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا، اور اللہ اس وقت تک بندہ کی مدد کرنے میں لگا رہتا ہے، جب تک کہ بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی (مالی یا بدنی) مدد (واعانت اور تعاون) کرنے میں لگا رہتا ہے (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن ابن ماجه) ۳؎

۱؎ رقم الحديث ۲۵۹۰ "۷۲" كتاب البر والصلة والآداب، باب بشارة من ستر الله تعالى عيبه في الدنيا، بأن يستر عليه في الآخرة.

۲؎ في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

۳؎ رقم الحديث ۲۵۴۶، كتاب الحدود، باب الستر على المؤمن ودفع الحدود بالشبهات.
قال المنذري: رواه ابن ماجه بإسناد حسن (الترغيب و الترهيب، ج۳ص ۱۶۹، كتاب الحدود وغيرها الترغيب في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، الترغيب في ستر المسلم والترهيب من هتكه وتتبع عورته)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے مسلم بھائی کے عیب پر پردہ ڈالا، تو اللہ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا (ابن ماجہ)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

ان احادیث سے مسلمانوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے اور چھپانے یعنی کسی دوسرے کے سامنے اظہار نہ کرنے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

عیب جوئی اور تجسُّس کا نقصان

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: إِنَّکَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ، أَفْسَدْتَہُمْ، أَوْ کِدْتَ أَنْ تُفْسِدَہُمْ (صحیح ابنِ حبان) [2]

---

[1] حدثنا عبد الملك بن عمير، عن منيب، عن عمه قال: بلغ رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أنه يحدث، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: " من ستر أخاه المسلم في الدنيا ستره الله يوم القيامة "، فرحل إليه وهو بمصر فسأله عن الحديث قال: نعم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " من ستر أخاه المسلم في الدنيا ستره الله يوم القيامة "، قال: وأنا قد سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٥٩٦)

في حاشية مسند احمد: مرفوعه صحيح لغيره

عن كعب بن عجرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نفس عن مؤمن كربة نفس الله عنه كربة يوم القيامة، ومن ستر على مؤمن عورته ستر الله عليه عورته، ومن فرج عن مؤمن كربة فرج الله عنه كربة(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٣٥٠)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الاوسط والكبير، وفيه شعيب بياع الانماط وهو مجهول، رواه الطبراني، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد،رقم الحديث ١٣٧٢٢، باب فضل قضاء الحوائج)

عن البراء بن عازب، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله عز وجل في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه, ومن فرج عن مؤمن أو مؤمنة في الله فرج الله عنه كربة من كرب يوم القيامة, ومن ستر عورة مؤمن أو مؤمنة ستر الله عورته يوم القيامة(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ١١١٨)

[2] رقم الحديث ٥٧٦٠، كتاب الحظر والاباحة، باب الغيبة، ابو داود، رقم الحديث ٤٨٨٨، باب في النهي عن التجسس.

في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح رجاله ثقات.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر آپ لوگوں کے عیبوں کی ٹوہ میں پڑیں گے، تو آپ ان میں فساد پیدا کردیں گے، یا قریب ہے کہ آپ ان میں فساد پیدا کردیں (ابن حبان، ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا تجسس کرنے اور ان کے خفیہ اور راز والے عیبوں کی ٹوہ میں پڑنے سے انسان دوسروں سے بدگمانی اور بدزبانی میں مبتلا ہوکر فساد پیدا کردیتا ہے، اور اگر دوسرے اس کے ماتحت ہوں تو ان کو دنیا میں اپنے ساتھ لے کر چلنا بھی مشکل ہوجاتا ہے۔

اور اس بات کا تجربہ اور مشاہدہ بھی ہے کہ جب انسان کسی دوسرے کا تجسس کرتا ہے اور اس کے عیبوں کی ٹوہ میں لگتا ہے تو اس سے بدگمانی، واختلاف اور قطع تعلقی پیدا ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات انتہائی شدت اختیار کرجاتی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، ج۶ ص ۲۴۱۴، کتاب الإمارة والقضاء)

مسلمان کی عیب جوئی اور عیب فاش کرنے کا وبال

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَشَفَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، حَتّٰى يَفْضَحَهُ بِهَا فِيْ بَيْتِهِ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے مسلم بھائی کے عیب پر پردہ ڈالا، تو اللہ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا، اور جس نے اپنے مسلم بھائی کے عیب کو فاش (وظاہر) کیا، تو اللہ اس کے عیب کو فاش (وظاہر) فرمائے

---

[1] رقم الحديث ۲۵۴۶، كتاب الحدود، باب الستر على المؤمن ودفع الحدود بالشبهات. قال المنذري: رواه ابن ماجه بإسناد حسن(الترغيب و الترهيب، ج۳ص ۱۶۹، كتاب الحدود وغيرها الترغيب في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر،الترغيب في ستر المسلم والترهيب من هتكه وتتبع عورته)

گا، یہاں تک کہ اس کو اس عیب کی وجہ سے اس کے گھر میں ہی رسوا فرمائے گا

(ابن ماجہ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمِنْبَرَ، فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ، وَقَالَ: يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ، وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ قَلْبَهٗ، لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ، وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَطْلُبُوْا عَثَرَاتِهِمْ فَإِنَّهٗ مَنْ يَطْلُبْ عَوْرَةَ الْمُسْلِمِ يَطْلُبِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَطْلُبِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ بَيْتِهٖ.

وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْبَيْتِ، فَقَالَ: مَا أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ، وَلَلْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِّنْكَ (ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر تشریف لائے، پھر بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ اے ان لوگوں کے گروہ جو اپنی زبان سے اسلام لا چکا ہے، لیکن ایمان اس کے دل میں نہیں پہنچا، تم مسلمانوں کو ایذاء (وتکلیف) نہ پہنچاؤ، اور ان کو عار نہ دلاؤ (یعنی ان کو شرمندہ اور ذلیل ورسوا نہ کرو) اور ان کے عیبوں کو تلاش نہ کرو، کیونکہ جو شخص مسلمان کے عیب کو تلاش کرتا ہے، تو اللہ اس کے عیب کو تلاش فرماتا ہے، اور جس کے عیب کو اللہ تلاش فرمائے، تو اس کو اللہ رسوا فرما دیتا ہے، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر چھپا ہوا کیوں نہ ہو۔

---

[1] رقم الحديث ۵۷۶۳، كتاب الحظر والاباحة، باب الغيبة، و اللفظ لهٗ، ترمذى، رقم الحديث ۲۰۳۲.

فى حاشية ابن حبان: إسناده قوى، أَوْفٰى بْنِ دَلْهَمٍ روى له الترمذى، وهو صدوق، وباقى رجاله ثقات رجال الصحيح.

و قال الترمذى: هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث الحسين بن واقد، وروى إسحاق بن إبراهيم السمرقندى، عن حسين بن واقد، نحوه، وروى عن أبى برزة الأسلمى، عن النبى صلى الله عليه وسلم نحو هذا.

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن بیتُ اللہ یا کعبہ کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ تیری عظمت بہت زیادہ ہے، اور تیرا مقام بہت بلند ہے، لیکن مومن کی عظمت و احترام اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے (ابن حبان، ترمذی)

حضرت ابو بَرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ قَلْبَهٗ لَا تَغْتَابُوْا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ؛ فَإِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۷۷۶، ابو داود، رقم الحديث ۴۸۸۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ان لوگوں کے گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لا چکا ہے، لیکن ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا، تم مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، اور ان کے عیبوں کو تلاش نہ کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب کو تلاش کرتا ہے، اللہ اس کے عیب کو تلاش فرماتا ہے، اور جس کے عیب کو اللہ تعالیٰ تلاش فرمائے، تو اس کو اللہ اس کے گھر میں ہی رسوا فرما دیتا ہے (مسند احمد، ابوداود)

اس طرح کی حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ حضرت ثوبان، حضرت براء، حضرت بریدہ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہے، جن سے مسلمان کے عیب کو فاش اور ظاہر کرنے بلکہ مسلمان کے عیب کو تلاش کرنے کی قباحت اور

---

[1] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.
وقال المنذری: رواه أبو داود عن سعيد بن عبد الله بن جريج عنه ورواه أبو يعلى بإسناد حسن من حديث البراء (الترغيب و الترهيب، ج۳ص ۱۶۹، كتاب الحدود وغيرها الترغيب فی الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر)

برائی ظاہر ہوتی ہے۔ [1]

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ (سنن الترمذی) [2]

---

[1] عن ثوبان، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال " :لا تؤذوا عباد الله، ولا تعیروهم، ولا تطلبوا عوراتهم ؛ فإنه من طلب عورة أخیه المسلم طلب الله عورته حتی یفضحه فی بیته (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۴۰۲)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره، وهذا إسناد حسن .

عن البراء قال :خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی أسمع العواتق فی بیوتها، أو قال :فی خدورها، فقال :یا معشر من آمن بلسانه، لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم، فإنه من تتبع عورة أخیه تتبع الله عورته، ومن تتبع الله عورته یفضحه فی جوف بیته (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۱٦۷۵)

قال حسین سلیم أسد فی تعلیق ابی یعلیٰ: رجاله ثقات.

عبد الله بن بریدة، عن أبیه قال :صلینا الظهر خلف رسول الله صلی الله علیه وسلم، فلما انفتل من صلاته أقبل علینا غضبان، فنادی بصوت أسمع العواتق فی أجواف الخدور، فقال :یا معشر من أسلم ولم یدخل الإیمان فی قلبه، لا تؤذوا المسلمین، ولا تطلبوا عوراتهم، فإنه من یطلب عورة أخیه المسلم هتک الله ستره، وأبدی عورته ولو کان فی ستر بیته لا یروی عن بریدة إلا بهذا الإسناد(المعجم الاوسط للطبرانی ، رقم الحدیث ۲۹۳٦)

عن ابن عباس قال :قام رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال :یا أیها الناس، یا معشر من آمن، بلسانه، ولم یخلص الإیمان إلی قلبه حتی أسمع العواتق فی خدورهن، لا تؤذوا المسلمین، ولا تتبعوا عوراتهم، فإنه من یتبع عورة أخیه یتبع الله عورته حتی یخرقها علیه فی بطن بیته.لم یرو هذا الحدیث عن ابن جریج، إلا إسماعیل بن شیبة، تفرد به: قدامة بن محمد، ولا یروی عن ابن عباس إلا بهذا الإسناد "(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۳۷۷۸)

[2] رقم الحدیث ۲۵۰٦،ابواب صفة القیامة والرقائق والورع.

قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب "ومکحول قد سمع من واثلة بن الأسقع، وأنس بن مالک وأبی هند الداری، ویقال :إنه لم یسمع من أحد من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم إلا من هؤلاء الثلاثة ومکحول، شامی یکنی أبا عبد الله وکان عبدا فأعتق ومکحول الأزدی بصری سمع من عبد الله بن عمر، یروی عنه عمارة بن زاذان "حدثنا علی بن حجر قال :حدثنا إسماعیل بن عیاش، عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو ظاہر نہ کریں، ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ (اس عیب سے اس کو نجات عطا فرما کر) رحم فرمائیں گے، اور آپ کو (اس عیب) میں مبتلا فرما دیں گے (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کی عیب جوئی، اور عیب فاش وظاہر کرنا سخت گناہ اور شدید وبال کا باعث ہے کہ اللہ ایسے بندہ کو اپنے گھر ہی میں رہتے ہوئے رُسوا فرما دیتے ہیں۔

بُرائی پھیلانے والے دوست سے پناہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعا یہ کیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ، وَمِنْ زَوْجٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ الْمَشِیْبِ، وَمِنْ وَلَدٍ یَّکُوْنُ عَلَیَّ رَبًّا، وَمِنْ مَالٍ یَّکُوْنُ عَلَیَّ عَذَابًا، وَمِنْ خَلِیْلٍ مَاکِرٍ عَیْنُہٗ تَرَانِیْ وَقَلْبُہٗ تَرْعَانِیْ إِنْ رَأٰی حَسَنَۃً دَفَنَھَا،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تميم بن عطية، قال " :كثيرا ما كنت أسمع مكحولا يسأل فيقول :ندانم ".

بعض حضرات نے اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ مکحول سے اس حدیث کی حضرت واثلہ سے سماعت ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ ناصر الدین البانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

والخلاصة :أن علة الحديث عندى :الانقطاع بين مكحول وواثلة .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۴۲۶)

مگر معجم ابن اعرابی کی روایت میں اس حدیث کے مکحول کے حضرت واثلہ سے سماعت کی تصریح ہے۔

نا أبو يعلى ، نا القاسم بن أمية الحذاء قال :سمعت حفص بن غياث يقول سمعت بردا يقول :سمعت مكحولا يقول :سمعت واثلة بن الأسقع يقول :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :لا تظهر الشماتة لأخيك فيعافيه الله ويبتليك(معجم ابن الاعرابى، رقم الحديث ١٥٦٧)

وَإِذَا رَأٰى سَيِّئَةً أَذَاعَهَا (الدعاء للطبرانی) ؎

ترجمہ: اے اللہ! میں بُرے پڑوسی سے آپ کی پناہ حاصل کرتا ہوں، اور ایسی بیوی سے جو مجھے بوڑھا ہونے سے پہلے بوڑھا کردے، اور ایسی اولاد سے جو مجھ پر حکمران بنے، اور ایسے مال سے جو مجھ پر عذاب ہو، اور ایسے دھوکہ دینے والے دوست سے کہ اُس کی آنکھ مجھے دیکھے، اور اُس کا دل میرا تجسس کرے، اگر وہ کوئی اچھائی دیکھے تو اُسے بُھلا دے، اور جب کوئی بُرائی دیکھے تو اُسے (دوسروں کے سامنے) پھیلا دے (طبرانی)

معلوم ہوا کہ برائی پھیلانے والے دوست کے شر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پناہ طلب فرمائی ہے، جس سے ظاہر ہوا کہ بُرائی پھیلانا سخت گناہ ہے۔

کسی کی بات کو چھپ کر سننے کا وبال

عیب جوئی اور تجسس کی ممانعت اور شدید گناہ ہونے کی وجہ سے کسی کی بات کو چھپ کر سننے سے بھی منع کیا گیا ہے، اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا الرُّوْحَ، وَمَنْ تَحَلَّمَ حُلُمًا كَاذِبًا كُلِّفَ أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَيُعَذَّبُ عَلٰى ذٰلِكَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ صُبَّ فِيْ أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

؎ رقم الحديث ۱۳۳۹؛ الزهد لهناد بن السرى، رقم الحديث ۱۰۳۳؛ العزلة للخطابى، رقم الحديث ۷۹.

قال ابن حجر: محمد بن عجلان، وهو صدوق، لكن فى حفظه شىء، وخصوصاً فى روايته عن المقبرى (نتائج الافكار لابن حجر، ص ۱۱۳، باب ما يقول إذا استيقظ من منامه)

(صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی (جاندار چیز انسان، یا جانور کی) تصویر بنائی تو اس کو اس وقت تک عذاب دیا جاتا رہے گا جب تک کہ وہ اس میں روح نہ ڈال دے، اور وہ اس میں روح نہیں ڈال سکتا (اس لئے عذاب سے بھی آسانی سے جان چھوٹنے والی نہیں) اور جس نے کوئی جھوٹا خواب بیان کیا تو اس کو اس چیز کا مکلّف کیا جائے گا کہ وہ جَو کے دانوں کے درمیان گرہ لگائے، اور اس کو اس پر عذاب دیا جائے گا (کیونکہ جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانا ممکن نہیں) اور جس نے کسی قوم کی بات کو سنا، جب کہ وہ اس کے سننے کو پسند نہیں کرتے تھے، تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا (ابن حبان)

معلوم ہوا کہ دوسرے کی بات کو اس کی رضامندی کے بغیر چھپ کر سننا، خواہ براہِ راست ہو، یا کسی کا فون وغیرہ ریکارڈ کر کے ہو، یا کوئی تحریر پڑھ کر، یا موبائل فون وغیرہ میں کوئی پیغام یا مضمون پڑھ کر، یا دیکھ کر، تو یہ سخت عذاب کا باعث ہے۔

مجلس کی بات امانت ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَدَّثَ فِيْ مَجْلِسٍ بِحَدِيْثٍ، فَالْتَفَتَ، فَهِيَ أَمَانَةٌ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۴۴۷۴) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مجلس میں کوئی بات بیان کی، پھر وہ چلا گیا، تو یہ امانت ہے (مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ۵۶۸۵، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستماع المكروه وسوء الظن والغضب والفحش.

في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط البخاري.

[2] في حاشية مسند احمد: حسن لغيره، وهذا إسناد حسن في الشواهد.

مجلس کی بات کے امانت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی کسی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، اور دوسرا شخص اس سے کوئی بات کرتا ہے، تو دوسرے کی یہ بات سننے والے کے پاس ایک طرح کی امانت ہوتی ہے، اوراسے ہرکس وناکس کے سامنے بیان کرنا درست نہیں ہوتا۔

آج کل جوموبائل کمپنیاں ہیں، ان کے کنکشن کو استعمال کرنے والے کی بات بھی ان کے پاس محفوظ ہوتی ہے، اس کو بغیر اجازت اور بغیر سخت ضرورت کے سُننا یا کسی کوریکارڈ دینا جائز نہیں (والتفصیل فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٦، ص ١٤١، ماده مجلس، أمانة المجلس)

کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے یا جھانکنے کا وبال

دوسرے کی رازداری اور عیب پوشی ملحوظ رکھنے اور تجسُّس سے بچنے کے لیے شریعت نے دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہونے اور کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانکنے تک سے بھی منع کیا ہے، اوراس سلسلہ میں سخت قوانین مقرر کیے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا . ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ.

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (سورة النور رقم الآية: ٢٧، ٢٨)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے گھر کے علاوہ کسی کے (بھی) گھر میں داخل مت ہو، جب تک کہ (اہلِ خانہ سے) اجازت طلب نہ کرلو اور سلام نہ کرلو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

پھر اگر اس گھر میں تم کسی کو نہ پاؤ تو بھی اس میں داخل نہ ہو، یہاں تک کہ تمہیں

(داخل ہونے کی) اجازت نہ دے دی جائے، اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ، تو تم لوٹ جایا کرو، یہی تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے (سورۂ نور)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا ضروری ہے، اور اس کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، اور جب صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر عام حالات میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہیں، تو چوری چکاری کی خاطر داخل ہونے کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا أَتٰى بَابًا يُرِيْدُ أَنْ يَّسْتَأْذِنَ لَمْ يَسْتَقْبِلْهُ جَاءَ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَإِنْ أُذِنَ لَهٗ وَإِلَّا انْصَرَفَ (الادب المفرد للبخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی دروازے پر آ کر اجازت طلب کرنا چاہتے تھے، تو اُس دروازے کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے، دائیں اور بائیں جانب سے آتے تھے، اگر آپ کو اجازت دیدی جاتی، تو ٹھیک ورنہ لوٹ جاتے تھے (الادب المفرد، مسند احمد)

یہ مضمون ایک دوسری روایت میں بھی آیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۰۷۸، باب: كيف يقوم عند الباب؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۶۹۴.
فی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

[2] عبد الله بن بسر، رضی الله عنه يقول: سمعت النبی صلی الله عليه وسلم يقول: لا تأتوا البيوت من أبوابها، ولكن ائتوها من جوانبها، ثم سلموا فإن أذن لكم فادخلوا، وإلا فارجعوا (مسند البزار، رقم الحديث ۳۴۹۹)

قال المنذری: وعن عبد الله بن بسر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول لا تأتوا البيوت من أبوابها ولكن ائتوها من جوانبها فاستأذنوا فإن أذن لكم فادخلوا وإلا فارجعوا. رواه الطبرانی فی الكبير من طرق أحدها جيد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۱۳۵، الترهيب أن يطلع الإنسان فی دار قبل أن يستأذن)

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت طلب کئے بغیر تو کسی کے گھر میں داخل ہونا گوارا نہ تھا بلکہ یہ بھی گوارا نہ تھا کہ اجازت طلب کرتے وقت دروازہ کے سامنے کھڑے ہوں کہ کہیں صاحبِ خانہ کے اندر والے حصہ پر نظر نہ پڑ جائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ فِیْ جُحْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِدْرًی یَحُکُّ بِہٖ رَأْسَهٗ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّکَ تَنْتَظِرُنِیْ، لَطَعَنْتُ بِہٖ فِیْ عَیْنَیْکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ (بخاری) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے گھر میں جھانکا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اوزار تھا، جس سے اپنا سَر کھجلا رہے تھے، پس جب اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو مجھے جھانک کر دیکھ رہا ہے تو میں اس کو تیری آنکھوں میں چبھو دیتا؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (گھر میں داخل ہونے کی) اجازت لینا دیکھنے ہی کی وجہ سے مقرر کیا گیا ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرنے کا حکم شریعت نے اسی لیے مقرر کیا ہے، تا کہ کسی کی رازداری کی بات اور عیب پر مطلع نہ ہو، اور اس کی خلاف ورزی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا (فتح الباری لابن حجر، تحت رقم الحدیث ۶۲۴۲، ج ۱۱، ص ۲۵، قوله باب الاستئذان من أجل البصر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۶۹۰۱، کتاب الدیات، باب من اطلع فی بیت قوم.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155O7530

أَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ، أَوْ: بِمَشَاقِصَ، فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ (بخاری) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں (یعنی کمروں) میں سے کسی حجرے (وکمرے) میں جھانکا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیر کا ایک پھلا لے کر یا کئی پھلے لے کر اس کی طرف لپکے، اور (حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ) گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں (یعنی یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کو تلاش کر رہے ہیں تا کہ اس کو وہ پھلے ماریں (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّ امْرَأً اِطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ (بخاری) ۲

ترجمہ: ابو القاسم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی آپ پر (آپ کے کمرے، یا گھر میں) بغیر اجازت کے داخل ہو (یا جھانکے) پھر آپ اُس کو لکڑی چبھو دیں، اور اس کی آنکھ کو پھوڑ دیں، تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے (بخاری)

اور مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَّفْقَئُوْا عَيْنَهُ (مسلم) ۳

---

۱ رقم الحديث ۶۲۴۲، كتاب الاستئذان، باب: الاستئذان من أجل البصر؛ مسلم، رقم الحديث ۲۱۵۷ "۴۲"

۲ رقم الحديث ۶۹۰۲، كتاب الديات، باب من اطلع في بيت قوم.

۳ رقم الحديث ۲۱۵۸ "۴۳" كتاب الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی قوم کے گھر میں بغیر اُن کی اجازت کے داخل ہو (یا جھانکے) تو اُن گھر والوں کے لئے یہ حلال ہے کہ اُس کی آنکھ کو پھوڑ دیں (مسلم)

اور مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ، فَلاَ دِيَةَ لَهُ، وَلَا قِصَاصَ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۹۹۷) [۱]

ترجمہ: نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم کے گھر میں بغیر اُن کی اجازت کے داخل ہو (یا جھانکے) پھر وہ اُس کی آنکھ کو پھوڑ دیں، تو نہ تو اس کی دیت ہے، اور نہ قصاص ہے (مسند احمد)

اس طرح کا مضمون اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۲]

ان احادیث سے دوسروں کے گھر میں جھانک تانک اور تجسُّس کرنے کا سنگین جُرم ہونا معلوم ہوا، اگر کوئی کسی جدید آلہ ومشینری سے کسی کے گھر میں تجسس کرے (مثلاً کوئی آواز سُننے والا آلہ لگا کر، یا خفیہ کیمرے سے، یا فون وغیرہ ریکارڈ کر کے) یہ سب صورتیں بھی گناہ ہیں۔

مذکورہ احادیث کے پیشِ نظر بعض فقہائے کرام (مثلاً شافعیہ اور حنابلہ) نے فرمایا کہ جب کوئی شخص دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہو، یا تاک جھانک کرے اور صاحبِ

---

[۱] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاري، رجاله ثقات رجال الشيخين غير علي ابن المديني، فمن رجال البخاري.

[۲] عن نافع، أن ابن عمر أخبره ,أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :لو أن رجلا اطلع في بيت رجل ففقأ عينه ,ما كان عليه فيه شيء "(السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث ۱۷۶۵۹)

عن نافع ، أن ابن عمر أخبره ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لو أن رجلا اطلع في بيت رجل ، ففقأ عينه ، ما كان عليه فيه شيء (مساوئ الأخلاق للخرائطي، رقم الحديث ۷۵۸)

خانہ اس کو اس حال میں پالے، تو اس حالت میں دوسرے کی آنکھ پھوڑنا جائز ہوجاتا ہے، جس پر کوئی دِیت اور تاوان لازم نہیں ہوتا، لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ جس وقت دوسرا جھانک تانک کررہا ہو، اسی وقت یہ ردِعمل کیا جائے، اور اگر وہ جھانک تانک کر کے فارغ ہوگیا تو پھر اس طرح کا ردِعمل اور اقدام کرنا جائز نہیں۔

جبکہ بعض فقہائے کرام (مثلاً مالکیہ اور حنفیہ) نے فرمایا کہ ان احادیث میں مذکورہ حکم بطور وعید اور تنبیہ کے بیان کیا گیا ہے، اور آنکھ پھوڑنے سے مراد ایسی تنبیہ کرنا بھی ہوسکتا ہے کہ جس کی وجہ سے دوسرا بعد میں دیکھنے کی جرأت نہ کرسکے، البتہ اگر کوئی شخص اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے، اور کسی اور طرح سے اس کو تنبیہ و اصلاح نہ ہو، تو پھر بطور تنبیہ کے آنکھ پھوڑنے کی اجازت ہوسکتی ہے، بشرطیکہ یہ ردِعمل اس کے اس حرکت میں عملی طور پر مبتلا ہونے کے وقت میں کیا جائے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(والتفصيل في: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠، ص١٦٨، وص١٦٩، مادة "تجسس"، عقاب التجسس على البيوت)

حاکم کا تجسس و جاسوسی کرنا

حضرت مقداد بن اسود اور ابواُمامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْأَمِيْرَ إِذَا ابْتَغٰى الرِّيْبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٨١٥)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امیر (یعنی سربراہ وحکمران) جب لوگوں میں شک وشبہ (والی بات) کی ٹوہ کرتا ہے تو ان میں فساد پیدا کردیتا ہے (مسند احمد)

سربراہ وحکمران کے اپنی رعایا اور ماتحتوں کا تجسس کرنے سے ان کی معاشی زندگی میں خلل واقع ہوتا ہے، اور خود تجسس کرنا اسلام میں پسند نہیں کیا گیا، اس لیے سربراہ وحکمران کو بطور

[1] في حاشيه مسند احمد: حديث حسن.

خاص تجسس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس حکم میں آج کل کے وہ تمام خفیہ تجسس کرنے والے ادارے بھی داخل ہیں، جو حکومتوں کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں (اور خفیہ طور پر دوسرے کے نجی معاملات کی ٹوہ کرتے ہیں) کہ اسلام میں اس طرزِ عمل کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی، لہٰذا صرف شدید ضرورت کے وقت ہی (مثلاً دشمنوں کے جاسوس یا مفسد ودہشت گرد ہونے کے معقول شبہ کے وقت) بقدرِ ضرورت اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔

(والتفصیل فی: مرقاة المفاتیح ، ج٦،ص ٢٤١٣ كتاب الإمارة والقضاء)

حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقِيْلَ هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمْرًا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّا قَدْ نُهِيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ وَلٰكِنْ إِنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذْ بِهٖ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا، اور کہا گیا کہ یہ فلاں شخص ہے، جس کی ڈاڑھی سے شراب ٹپک رہی ہے؛ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں تجسُّس سے منع کیا گیا ہے، البتہ اگر کوئی چیز ہمارے سامنے (بغیر تجسُّس کے) ظاہر ہو جائے، تو ہم اُس کو اختیار کرتے (اور اس پر شریعت کا مقررہ حکم لگاتے) ہیں (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے کہ ''ہمیں تجسس سے منع کیا گیا ہے'' مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

اور مقصد یہ ہے کہ اسلام میں خود سے تجسُّس کر کے کسی کے عیوب کا پتہ چلانے سے منع کیا گیا ہے، جس میں موجودہ خفیہ تجسُّس کرنے والے ادارے بھی داخل ہیں، لیکن اگر تجسُّس کے بغیر کسی کا کوئی عیب ظاہر ہو جائے، تو ہمیں اُس کے مطابق معاملہ کرنے کا حکم ہے۔

(كذافی: دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، تحت رقم الحديث ١٥٧٠، كتاب الأمور المنهی عنها، باب فی النهی عن سوء الظنّ بالمسلمين من غير ضرورة)

---

[1] رقم الحديث ٤٨٩٠، كتاب الادب، باب فی النهی عن التجسس.

اور اس کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ حُدِّثَ أَنَّ أَبَا مِحْجَنٍ الثَّقَفِيَّ يَشْرَبُ الْخَمْرَ فِيْ بَيْتِهٖ هُوَ وَأَصْحَابٌ لَهٗ فَانْطَلَقَ عُمَرُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا لَيْسَ عِنْدَهٗ إِلَّا رَجُلٌ فَقَالَ أَبُوْ مِحْجَنٍ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ لَكَ قَدْ نَهَى اللّٰهُ عَنِ التَّجَسُّسِ فَقَالَ عُمَرُ مَا يَقُوْلُ هٰذَا؟ فَقَالَ لَهٗ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَرْقَمِ: صَدَقَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، هٰذَا مِنَ التَّجَسُّسِ قَالَ: فَخَرَجَ عُمَرُ وَتَرَكَهٗ (مصنف عبد الرزاق) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتلائی گئی کہ ابومحجن ثقفی (نام کا شخص) اپنے گھر میں کچھ لوگوں کے ساتھ شراب پی رہا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ چل کر اُس کے گھر میں داخل ہوگئے، تو اُس کے پاس صرف ایک ہی آدمی تھا، ابومحجن نے کہا کہ اے امیرُ المومنین! آپ کے لئے ایسا کرنا حلال نہیں ہے (کہ کسی کے گھر میں داخل ہوں، اور تجسس کریں، کیونکہ) اللہ نے تجسُّس سے منع فرمایا ہے؛ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو حضرت عمر سے حضرت زید بن ثابت اور عبدالرحمٰن بن ارقم نے عرض کیا کہ امیرُ المؤمنین! اس نے سچ کہا، یہ تجسُّس میں داخل ہے۔

یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل گئے، اور اس کو چھوڑ دیا (عبدالرزاق)

اس طرح کا واقعہ اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۸۹۴۴، كتاب اللقطة، باب التجسس.

[2] عن ابن طاوس ,عن أبيه ,أن عمر بن الخطاب خرج ليلة يحرس رفقة ,نزلت بناحية المدينة ,حتى إذا كان فى بعض الليل ,مر ببيت فيه ناس -قال :حسبت أنه قال -يشربون ,فثار بهم أفسقا أفسقا؟ فقال بعضهم :بلى، أفسقا أفسقا، قد نهاک الله عن هذا، فرجع عمر وتركهم (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۸۹۴۲ ،باب التجسس) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس مضمون کی تائید گزشتہ اُن احادیث سے بھی ہوتی ہے، جن میں لوگوں کے عیوب کی ٹوہ وجستجو میں لگنے سے منع کیا گیا ہے، اوراس کوفساد کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

مذکورہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر فقہائے کرام نے فرمایا کہ عام حالات میں حاکم کوبھی اپنی رعایا کا تجسس کرنا جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی معاملہ میں حاکم کے تجسس نہ کرنے سے کسی بندہ کی کوئی بڑی حق تلفی لازم آتی ہو، تو پھر تجسس کرنا گناہ نہیں، مثلاً کسی معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی کو قتل کرنا چاہتا ہے، یا کسی عورت سے زنا کرنا چاہتا ہے، تو اس کو باز رکھنے اور روکنے کے لیے تجسس کرنا جائز ہے۔

لیکن صرف شک اور وہم کی وجہ سے کسی کا تجسس کرنا جائز نہیں۔

بظاہر ریاستوں کے دساتیر اور ملکی قوانین میں خفیہ اداروں کے لئے اس طرح کے قواعد وقوانین مقرر ہیں، اوران کی رعایت بھی بکثرت کی جاتی ہے، کبھی اس کے برخلاف وہ حدود سے تجاوز بھی کرتے ہیں۔

(والتفصيل فى:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠، ص١٦٦، الىٰ ١٦٨، مادة "تجسس"، تجسس الحاكم على رعيته و تجسس المحتسب)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مومن کے عیوب کو ظاہر کرنا اور پھیلانا درست نہیں، اور عام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن أبى جرير قال : نهى عمر بن الخطاب -رضى الله عنه -الناس أن يوقدوا النار فى أخصاص القصب، وأن يجلسوا على النبيذ يعاقرونه، فأخبر بفتية من قريش قد جلسوا على النبيذ يعاقرونه وهم يوقدون النار فى أخصاص القصب، فجاء عمر بالدرة حتى قام عليهم فقال :يا أعداء الله نهيتكم عن أمرين فعصيتمونى، نهيتك أن توقدوا النار فى أخصاص القصب ففعلتم، ونهيتكم أن تجلسوا على النبيذ تعاقرونه فجلستم، فقام إليه رجل من قريش فقال :وأنت والله يا أمير المؤمنين قد عصيت الله فى أمرين أعظم مما عصيناه، أمرك أن تسلم وما سلمت، ونهاك عن التجسس فجسستنا، فقال عمر :ثنتين بثنتين اغفر فنغفر، قالوا :قد فعلنا ثم خرج.

قوله :يعاقرونه :أى يديرون الكأس ويداومون على الشرب والأخصاص :أى جمع خص وهو بيت يبنى من القصب (الترغيب والترهيب للاصبهانى، رقم الحديث ٦٨٨)

حالات میں حکم یہ ہے کہ مومن کے عیب کو چھپایا جائے، اور اس پر پردہ ڈالا جائے۔

البتہ جب کسی کے عیب کو چھپانے سے نقصان ہوتا ہو، مثلاً کوئی دوسرے کو قتل کرنا چاہتا ہے، تو پھر اس سے مظلوم کو مطّلع کرنا گناہ نہیں، بلکہ ثواب ہے۔

(والتفصیل فی: الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۷، ص ۱۶۹ و ۱۷۰، مادة: ستر)

اور مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تجسس حرام ہے۔

(کذافی: الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۱۰، ص ۱۶۲، مادة "تجسس"، حکم التجسس التکلیفی)

البتہ فقہائے کرام نے بعض صورتوں میں تجسس کو جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ جہاد اور جنگ کے موقع پر کافروں کا تجسس کرنا، تاکہ ان کی تعداد اور اسلحہ اور حربی و جنگی چالوں کا پتہ چلایا جاسکے، اس کی شرعاً اجازت ہے۔

(والتفصیل فی: الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۱۰، ص ۱۶۶، مادة "تجسس"، التجسس علی الکفار)

جو شخص مسلمانوں کی جاسوسی کرتا ہوا پکڑا جائے تو شرعی طریقہ پر ثبوت کے بعد اس کو اسلامی قانون میں تعزیر کی جائے گی، اور مناسب سزا دی جائے گی، جو بعض صورتوں میں حسبِ مصلحت قتل کی صورت میں بھی ہوسکتی ہے۔ و للفقهاءِ فی المسئلة تفصیل۔

(والتفصیل فی: الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۱۰، ص ۱۶۲، الیٰ ص ۱۶۶، مادة "تجسس"، التجسس علی المسلمین فی الحرب)

(۱۴)

چغل خوری اور فساد کی مذمت اور صلح کرا دینے کی اہمیت

زبان اور قلم وتحریر کا ایک گناہ چُغل خوری ہے، جس کو عربی میں ''نمیمہ'' کہا جاتا ہے۔
عربی زبان میں لغت کے اعتبار سے نمیمہ کے معنیٰ لوگوں کے درمیان فتنہ ڈالنے کی کوشش کرنے کے ہیں، اور شرعی اعتبار سے نمیمہ یا چغل خوری کے معنیٰ کسی کی بات کو اُس کی رضامندی کے بغیر دوسرے کے سامنے فساد پیدا کرنے کے طور پر نقل کرنے کے ہیں۔
خواہ اس بات کے نقل کرنے کا متعلقہ شخص کو علم ہو یا نہ ہو، اور وہ موقع پر موجود ہو یا نہ ہو۔ [1]
چُغل خوری کے عادی کو احادیث میں ''نمّام'' اور ''قتّات'' کہا گیا ہے۔
چُغل خوری کبیرہ گناہوں میں داخل ہے، اور اس کا گناہ ہونا کتابُ اللہ اور سنتِ رسولُ اللہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ [2]
چغل خوری سخت کبیرہ گناہ اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان بُغض

---

[1] اہلِ علم حضرات نے نمیمہ اور غیبت میں عام خاص من وجہٍ کی نسبت بیان کی ہے۔
کیونکہ نمیمہ کے برعکس غیبت میں فساد اور ضرَر کا پایا جانا ضروری نہیں؛ اس حیثیت سے نمیمہ غیبت کے مقابلہ میں خاص اور ممتاز ہے۔
اور نمیمہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ بات متعلقہ شخص کو بُری لگے، نیز وہ متعلقہ شخص اُس وقت موجود ہو یا نہ ہو، اور اُسے اس بات کا علم ہو یا نہ ہو، جبکہ غیبت میں یہ بات ضروری ہے کہ دوسرے کی ایسی بات نقل کی جائے، جو اُس دوسرے شخص کو بُری لگے؛ اور اُس کی بات نقل کیے جانے کے وقت وہ موجود نہ ہو، اس حیثیت سے غیبت نمیمہ کے مقابلہ میں خاص ہے۔
(ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱، ص ۳۷۶، مادة نميمة، فتح البارى لا بن حجر ج ۱۰ ص ۴۷۳، كتاب الادب، باب ا لنميمة من الكبائر)

[2] فقہائے کرام نے چغل خوری کو فساد کی نیت کے بغیر بھی حرام قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کی بات کے دوسرے کے سامنے نقل کرنے سے اُن کے درمیان فساد پیدا ہوتا ہو، تو وہ گناہ اور حرام ہے، خواہ فساد پیدا کرنے کی نیت بھی نہ ہو **(والتفصيل فى: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱، ص ۳۷۶، مادة نميمة)**

وعداوت اور فساد واختلاف پیدا ہوتا ہے، جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اور اس کے برعکس مسلمانوں کے درمیان صلح اور مصالحت کرادینا اور مودّت واخوت کا رشتہ قائم کرادینا بہت پسند اور انتہائی فضیلت اور اجر وثواب کا باعث ہے۔

مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم

چغل خور مسلمانوں کے درمیان فساد پیدا کرتا ہے، جبکہ مسلمانوں کے درمیان فساد کو دُور کرنے اور صلح کرادینے کا حکم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورة الحجرات، رقم الآية ۱۰)

ترجمہ: بس سب مؤمن بھائی بھائی ہیں، تو تم اپنے (یعنی مومن) بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (سورہ حجرات)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ (سورة الانفال، رقم الآية ۱)

ترجمہ: پس تم اللہ سے ڈرو، اور اپنے (یعنی مومن بھائیوں کے) درمیان صلح کراؤ (سورہ انفال)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح ومصالحت کرانی چاہئے، اور فساد نہیں ڈلوانا چاہئے، بلکہ فساد واختلاف کو ختم کرانا چاہئے۔

مسلمانوں کے درمیان صلح کرادینا صدقہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ

صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ الِاثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا، أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے بدن کے ہر جوڑ پر ہر دن جس وقت کہ سورج طلوع ہوتا ہے، صدقہ واجب ہوتا ہے (پھر فرمایا کہ) دو آدمیوں کے درمیان عدل وانصاف کرا دینا (اور ظالم کو ظلم سے باز کرا دینا) صدقہ ہے، اور کسی آدمی کو اس کی سواری پر مدد کرنا اور اس کو اس پر سوار کرا دینا یا اُس پر اُس کا سامان رکھوا دینا صدقہ ہے، اور اچھا کلمہ کہہ دینا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کے لئے اُٹھے، وہ صدقہ ہے؛ اور راستہ سے تکلیف دینے والی چیز کو دُور کر دینا صدقہ ہے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۳۱) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ترین صدقہ لوگوں کے درمیان صلح کرا دینا ہے (طبرانی)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يُحِبُّ

---

[1] رقم الحديث ۲۹۸۹، كتاب الجهاد والسير، باب من أخذ بالركاب ونحوه.

[2] قال المنذري: رواه الطبراني والبزار وفي إسناده عبد الرحمن بن زياد بن أنعم وحديثه هذا حسن لحديث أبي الدرداء المتقدم (الترغيب والترهيب، الترغيب في الإصلاح بين الناس)

وقال البوصيري: قلت: مدار الإسناد على الأفريقي وهو ضعيف. لكن له شاهد من حديث أبي الدرداء (اتحاف الخيرة المهرة، باب في الإصلاح بين الناس)

اللّٰهُ مَوْضَعَهَا؟ قَالَ : قُلْتُ : بَلىٰ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ . قَالَ : تَصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ يُحِبُّ اللّٰهُ تَعَالىٰ مَوْضَعَهَا (الترغيب و الترهيب للاصبهانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ جس کے مقام کو پسند فرماتے ہیں؟ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بے شک میرے والدین آپ پر قربان ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرادیں تو یہ ایسا صدقہ ہے کہ جس کے مقام کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں (الترغیب والترہیب)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح اور مصالحت کرادینا اور منازعت وجھگڑا یا فساد ختم کرادینا عظیم صدقہ ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۱۸۰، باب فی الترغيب فی الإصلاح بين الناس.

قال الالبانی: الحديث عندی يرتقی إلی مرتبة الحسن علی الأقل، بمجموع هذه الطرق، لاسيما وفيها ذلک المرسل الصحيح . والله أعلم(سلسلة الأحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ۲۶۴۴)

[2] عن عبادة بن عمير بن عبادة بن عوف، قال :قال لی أبو أيوب :قال لی رسول الله صلی الله عليه وسلم :يا أبا أيوب ألا أدلک علی صدقة يحبها الله ورسوله؟ تصلح بين الناس إذا تباغضوا، وتفاسدوا(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۳۹۲۲)

عن عبادة بن عمرو بن عبادة بن عوف ، قال :قال أبو أيوب :قال لی رسول الله صلی الله عليه وسلم : يا أبا أيوب ، ألا أدلک علی صدقة يحبها الله ورسوله ؟ ؛ تصلح بين الناس إذا تباغضوا ، وتفاسدوا (مسند عبد حميد، رقم الحديث ۲۳۴)

عن أبی أمامة قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لأبی أيوب بن زيد :يا أبا أيوب، ألا أدلک علی عمل يرضاه الله ورسوله؟ قال :بلی .قال :تصلح بين الناس إذا تفاسدوا، وتقارب بينهم إذا تباعدوا(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۷۹۹۹)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وعبد الله بن حفص صاحب أبی أمامة لم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج۸،ص ۸۰،باب ما جاء فی الإصلاح بين الناس)

صلح کرادینا روزہ، نماز اور صدقہ کی کثرت سے افضل ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَۃِ الصَّلَاۃِ، وَالصِّیَامِ، وَالصَّدَقَۃِ؟ قَالُوْا: بَلٰی قَالَ : إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ قَالَ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الْحَالِقَۃُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۵۰۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نماز، اور روزہ اور صدقہ سے افضل درجہ کی چیز کی خبر نہ دیدوں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ بے شک! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرادینا (یہ عمل نماز، روزہ اور صدقہ سے افضل ہے) اور لوگوں کے درمیان فساد پھیلانا (دین کو) مونڈنے والی (یعنی دین اور نیکیوں کا صفایا کرنے) چیز ہے (مسند احمد)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ کَثِیْرٍ مِّنَ الصَّلَاۃِ وَالصَّدَقَۃِ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ . قَالَ: إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ (الترغیب و الترھیب للاصبھانی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دے دوں، جو تمہارے لیے کثرت سے نماز پڑھنے اور صدقہ کرنے سے بہتر ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ضرور خبر دیجئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات رجال الشیخین.

[2] رقم الحدیث ۱۸۳ ،باب فی الترغیب فی الإصلاح بین الناس.

قال الالبانی: رجالہ کلھم ثقات رجال مسلم غیر إسحاق بن إسماعیل -وھو الطالقانی -وھو ثقۃ، فھو إسناد صحیح، ولکنہ مرسل (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۲۶۴۴)

علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان (بغض وعداوت ختم کرا کر) صلح کرا دینا

(الترغیب والترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلُ مِّنَ الصَّلَاةِ ، وَصَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَخُلُقٍ حَسَنٍ وَقَالَ لِيُ صَدَقَةٌ(الأحاديث المرفوعة من التاريخ الكبير للبخاري) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم کا کوئی عمل بھی نماز اور لوگوں کے درمیان (بغض وعداوت ختم کرا کر) صلح کرانے اور اچھے اخلاق سے افضل نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ یہ (انسان کی طرف سے) صدقہ (کا درجہ رکھتا) ہے (تاریخ کبیر للبخاری، شعب الایمان)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح ومصالحت کرا دینا، نماز روزہ، اور صدقہ یا ان اعمال کی کثرت سے بھی افضل ہے۔

کشیدگی کو ختم کرا دینا عظیم تجارت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي أَيُّوبَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى تِجَارَةٍ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: صِلْ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوْا، وَقَرِّبْ بَيْنَهُمْ

---

[1] رقم الحديث ٦٢، شعب الايمان، باب في الإصلاح بين الناس إذا مرجوا وفسدت ذات بينهم.
قال الالباني: فالإسناد حسن إن شاء الله تعالى وكأنه لذلك رمز السيوطي لحسنه كما في " الفيض ." وقد أشار البخاري إلى أن له شاهدا من حديث أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم، ساق إسناده إلى الأعمش عن عمرو عن سالم عن أم الدرداء عنه . وهذا إسناد صحيح رجاله كلهم ثقات، وسالم هو ابن أبي الجعد، وعمرو هو ابن دينار(سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ١٤٤٨)

إِذَا تَبَاعَدُوْا (كشف الأستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۲۰۶۰) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں عظیم تجارت نہ بتادوں؟ انہوں نے عرض کیا کہ بے شک (ضرور بتلایئے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگوں کے درمیان فساد (یعنی اختلاف وانتشار اور کشیدگی) پیدا ہو، تو آپ اُن میں ملاپ کروادیں، اور جب اُن کے درمیان دُوری پیدا ہو، تو آپ اُن میں قُربت پیدا کرادیں (بزار)

معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرادینا اور بغض وعداوت اور کشیدگی ختم کرا کر اتفاق اور باہمی الفت ومحبت اور مودّت قائم کرادینا بہت عظیم تجارت اور آخرت کے منافع وثواب کا باعث ہے۔

(والتفصيل فى: مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب،باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات،فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۱۲۶۸)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا صلح کرانے کے لئے نزول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : وَالَّذِىْ نَفْسُ أَبِى الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهٗ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِىْ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيْبَنَّهٗ (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۶۵۸۴) ؎۲

؎۱ قال الالبانی: حسن لغيره (صحيح الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۸۱۸)

؎۲ قال الهيثمى: رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، ج۸،ص ۲۱۱،باب ذكر الأنبياء صلى الله عليهم وسلم)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، کہ عیسیٰ ابنِ مریم ضرور بالضرور عدل وانصاف کرنے والے امام بن کر اور عدل و انصاف والے ثالث بن کر نازل ہوں گے، پھر ضرور صلیب کو توڑ دیں گے، اور خنزیر کو قتل کردیں گے، اور لوگوں کے درمیان صلح کروائیں گے، اور بغض وعداوت کو دُور کروادیں گے، اور اُن پر مال پیش کیا جائے گا، جس کو وہ قبول نہیں کریں گے، پھر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کہ یہ کہیں گے کہ اے محمد! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا (ابویعلیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح کروادینا اتنا عظیم عمل ہے کہ اس عمل کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی انجام دیں گے، بلکہ اس جیسے اہم اعمال کو انجام دلانے کے لیے آپ کو اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل فرمائیں گے۔

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے خیر کا جملہ کہہ دینا

حضرت اُمِّ کلثوم بنتِ عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمٰى خَيْرًا (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور (فریقین میں سے) کسی کو کوئی خیر کی بات کہہ دے، اور خیر کی بات پہنچادے (جس سے دوسرے کا غصہ ٹھنڈا ہوجائے اور جھگڑا ختم ہوجائے) (ترمذی)

---

[1] رقم الحدیث ١٩٣٨، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی إصلاح ذات البین.
قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح.

معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان صلح کرانا ایسا عظیم عمل ہے کہ جس کی خاطر تعریض وتوریہ یا کوئی گول مول خلافِ حقیقت بات کرنے کی بھی اجازت ہے، مثلاً دوسرے کے سامنے یہ کہہ دینا کہ اس کا مخالف اس سے صلح چاہتا ہے، یا محبت رکھتا ہے، تاکہ دوسرے کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے، اور دل سے بغض وعداوت نکل جائے۔

اور جب لوگوں کے درمیان صلح اور اتفاق کرادینے اور باہمی محبت ومودّت اور اُلفت قائم کرادینے کی فضیلت ہے، تو اس کے مقابلے میں چغلی وغیرہ کر کے فساد و نا اتفاقی پیدا کرادینے کا گناہ بھی شدید ہوگا۔

(والتفصيل فی: فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۸۶۶)

اسی وجہ سے بعض احادیث میں چغلی کے گناہ کی وجہ سے سخت وعیدوں، یہاں تک کہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہونے کا ذکر آیا ہے۔

چُغل خور اور فسادی کی بات نہیں ماننی چاہئے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ. هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۢ بِنَمِيْمٍ (سورة القلم، رقم الآية ۱۰ و ۱۱)

ترجمہ: اور آپ اطاعت نہ کیجئے ہر ایسے شخص کی جو بہت زیادہ قسمیں کھانے والا ہو، بے قدرا (وبے وقار) ہو، غیبت کرنے والا، چغل خور ہو (سورہ قلم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ چُغل خور کی بات نہیں ماننی چاہئے، لہٰذا اگر آپ کے سامنے کوئی شخص دوسرے کا عیب نقل کرے، تو اس کو قبول کر کے اس پر کوئی ردِ عمل نہیں کرنا چاہئے، البتہ اگر آپ کا کوئی جانی ومالی نقصان لازم آتا ہو، تو اس کی خوب اچھی طرح تحقیق کر لینی چاہئے۔

آج کل اس طرف سے عام غفلت پائی جاتی ہے، اور جب بھی کوئی شخص دوسرے کی کوئی بات

نقل کرتا ہے، تو صرف اس کے کہنے پر تحقیق کیے بغیر بڑے بڑے احکامات صادر کر دیئے جاتے اور اقدامات کر لئے جاتے ہیں، جن پر بعد میں شرمندہ بھی ہونا پڑتا ہے، حالانکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ چغل خور کی اطاعت نہ کی جائے، اور اس کا کہنا نہ مانا جائے، اسی میں ہر طرح کی سلامتی اور عافیت ہے۔

چغل خوری اور لوگوں میں فساد برپا کرنے کا وبال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ (مسلم) [1]

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ فساد ڈالنے والی چیز کیا ہے؟ وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان نفرت اور دشمنی پھیلاتی ہے (مسلم)

اس حدیث سے چغلی کی حقیقت معلوم ہوئی۔

(والتفصیل فی: شرح النووی علی مسلم، ج ۱٦، ص ۱۵۹، باب تحریم النمیمة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَتَدْرُوْنَ مَا الْعَضْهُ؟ قَالُوْا : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ نَقْلُ الْحَدِيْثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلٰى بَعْضٍ لِيُفْسِدُوْا بَيْنَهُمْ (الادب المفرد للبخاری) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲٦۰٦ "۱۰۲" "کتاب البر والصلة والاداب، باب تحریم النمیمة.

[2] رقم الحدیث ۴۲۵، باب المستبان ما قالا فعلی الأول، واللفظ لهٗ؛ شرح مشکل الآثار للطحاوی، رقم الحدیث ۲۳۹۳؛ السنن الکبریٰ للبیهقی، رقم الحدیث ۲۱۱۵۹.

قال الالبانی: قلت :وهذا إسناد حسن رجاله کلهم ثقات، وفی سنان بن سعد -ویقال :سعد بن سنان -خلاف وقد قال الحافظ " :صدوق، له أفراد ."قلت :ویشهد له الحدیث الآتی ":ألا أنبئکم ما العضه؟ هی النمیمة القالة بین الناس، وفی روایة :النمیمة التی تفسد بین الناس (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۸۴۵)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ فساد ڈالنے والی چیز کیا ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بعض کی بات بعض کی طرف نقل کرنا، تاکہ اُن کے درمیان فساد (دشمنی وعداوت اور افتراق) پیدا ہو (الادب المفرد)

اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ إِذَا رُءُ وْا، ذُكِرَ اللّٰهُ، وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّائُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ، اَلْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، اَلْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۹۹۸) [۱]

ترجمہ: اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے، تو اللہ کی یاد آئے، اور اللہ کے شریر ترین بندے وہ ہیں کہ جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق (وعداوت) پیدا کرتے ہیں، بغاوت ڈالتے (اور ایک دوسرے پر اُکساتے اور جوش دِلاتے) ہیں، بیزار کرنے والے اور فساد ڈالنے والے ہیں (مسند احمد)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۲]

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: حسن بشواهده.

[۲] عن أسماء بنت يزيد، أن النبی صلی الله عليه وسلم قال " :ألا أخبركم بخياركم "قالوا :بلى يا رسول الله قال " :الذين إذا رؤوا، ذكر الله تعالى "ثم قال " :ألا أخبركم بشراركم؟ المشاء ون بالنميمة، المفسدون بين الأحبة، الباغون للبرآء العنت "(مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۵۹۹)

فی حاشية مسند احمد: حسن بشواهده.

عن أبی هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن أحبكم إلى أحسنكم أخلاقا، الموطئون أكنافا، الذين يألفون ويؤلفون، وأبغضكم إلى الله المشاء ون بالنميمة، المفرقون بين الأحبة، الملتمسون للبرآء العنت.لم يرو هذا الحديث عن الجريری إلا صالح المری "(المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۶۹۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ چغلی ایسی بات کرنے کا نام ہے کہ جس کی وجہ سے دو یا زیادہ شخصوں یا فریقوں میں فساد واختلاف پیدا ہو۔

چغل خوری کی وجہ سے قبر کا عذاب

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ، أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ : بَلٰى، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ . ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ، فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ، فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :إن خيار أمتى الذين إذا رء وا ذكر الله، وإن شرار أمتى المشاء ون بالنميمة المفرقون بين الأحبة الباغون البراء العنت(مسند البزار،رقم الحديث ٢٧١٩)

عن العلاء بن الحارث ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : الهمازون واللمازون ، المشاء ون بالنميمة ، الباغون، البرآء،العنت، يحشرهم الله فى وجوه الكلاب (التوبيخ والتنبيه لأبى الشيخ الأصبهانى،رقم الحديث ٢٠٥)

عن محمد بن المنكدر ، أن رسول الله عليه السلام ، قال : إن أحبكم إلى وأقربكم منى منزلة يوم القيامة أحاسنكم أخلاقا ، وإن أبغضكم إلى وأبعدكم منى منزلة يوم القيامة الثرثارون المتشدقون المتفيهقون، وقال :خياركم الذين إذا رء وا ذكر الله ، وشراركم المشاء ون بالنميمة المفرقون بين الأحبة الباغون البرآء العنت(الجامع لابن وهب،رقم الحديث ٤٤٧)

ثنا أبو مالك الأشعرى قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن خيار عباد الله من هذه الأمة الذين إذا رؤوا ، ذكر الله تعالى ، وإن شرار عباد الله من هذه الأمة المشائون بالنميمة ، المفرقون بين الأحبة ، الباغون البرآء العنت(مساوء الأخلاق للخرائطى،رقم الحديث ٢٢٥)

مَا لَمْ تَيْبَسَا أَوْ: إِلٰى أَنْ يَّيْبَسَا (بخاری) ؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے باغوں میں سے ایک باغ کے قریب سے گزرے، پھر آپ نے (بحکمِ الٰہی) دو انسانوں کی آواز کو سنا، جن کو قبر میں عذاب دیا جارہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو عذاب دیا جارہا ہے، اور ان کو کسی بڑی (سمجھے جانے والی) چیز میں عذاب نہیں ہورہا، پھر فرمایا کہ ہاں! ان میں سے ایک تو (پیشاب کرتے وقت) اپنے پیشاب (یعنی پیشاب والے مقام) سے پردہ نہیں کرتا تھا، اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا، پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی، جس کو دو ٹکڑے کردیا، پھر ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ کیوں کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید کہ ان دونوں کے عذاب کو شاخوں کے خشک ہونے تک ہلکا کردیا جائے (بخاری)

معلوم ہوا کہ چغل خوری کا گناہ قبر کے عذاب کا باعث ہے، اور قبر کا عذاب بڑا سخت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے بتلا دیا گیا تھا کہ آپ کے ہاتھ کی گاڑی ہوئی شاخ جب تک ہری رہے گی، اس وقت تک ان کو عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا، لہٰذا یہ سمجھ لینا درست نہیں کہ جو شخص بھی کسی قبر پر شاخ یا پودا وغیرہ لگادے گا، تو اس کی وجہ سے قبر کے عذاب سے حفاظت ہوجاتی ہے، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔

چغل خوری کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

؎ رقم الحديث ٢١٦، كتاب الوضوء، باب: من الكبائر أن لا يستتر من بوله.

قَتَّاتٌ (بخاری) ۱؎

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا (بخاری)

اس مضمون کی بعض روایات میں چغل خور کو ''قتات'' اور بعض میں ''نمام'' کہا گیا ہے، دونوں کے معنیٰ چغل خور کے ہی ہیں۔ ۲؎

مطلب یہ ہے کہ چغل خوری بدترین اور کبیرہ گناہ ہے، لہٰذا جب تک اس سے سچی توبہ نہ کی جائے، اور جو فساد برپا کیا، اس کا ازالہ نہ کیا جائے، تو انسان اس کی سزا پائے بغیر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس لئے اگر کسی سے چغل خوری کا گناہ سرزد ہوگیا ہو، تو اُسے اِس گناہ سے توبہ واستغفار کرنی چاہئے، اور جو فساد برپا کیا، اس کی تلافی وازالہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ ۳؎

(والتفصیل فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱، ص ۳۷۶، مادة نميمة)

انسان کو چاہئے کہ خود کسی کی چغل خوری کرنے سے بچے۔

چغل خور کی بات کو آگے نقل نہ کرے۔ اگر کسی کی چغلی سُنے، تو چغل خور کی بات کی تصدیق نہ کرے، اور چغلی کی وجہ سے کسی پر کوئی اقدام نہ کرے۔ چغل خور کی بات کی وجہ سے کسی پر بدگمانی نہ کرے۔ چغل خور کو اپنا ہمدرد نہ سمجھے۔

اور اگر قدرت ہو تو چغل خور کو چغلی سے منع کرے، اور اس پر اس کو نصیحت کرے۔

(ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱، ص ۳۷۶، مادة نميمة)

۱؎ رقم الحديث ۶۰۵۶، كتاب الادب، باب ما يكره من النميمة.

۲؎ قال حذيفة: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " لا يدخل الجنة قتات "، يعني: نماما (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۳۱۰)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين

عن حذيفة، أنه بلغه أن رجلا ينم الحديث فقال حذيفة: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يدخل الجنة نمام (مسلم، رقم الحديث ۱۰۵ "۱۶۸")

۳؎ اور بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ چغل خوری اور دوسرا زبان کا گناہ سرزد ہونے کے بعد وضو کرلینا یا کم از کم منہ کو دھولینا بہتر ہے، اگرچہ فتویٰ کے اعتبار سے چغل خوری وغیرہ سے وضو فاسد نہیں ہوتا۔

(۱۴)

غیبت کا گناہ

زبان کا ایک بدترین اور سنگین گناہ غیبت ہے۔

غیبت کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اُس کے متعلق کوئی ایسی بات کی جائے کہ جو اُس کے اندر موجود ہو، اور اُس کو معلوم ہو تو بُری محسوس ہو۔

خواہ وہ بات کسی کے بدن، یا مال، یا اولاد، یا لباس، یا دِین وایمان کے متعلق ہو، اور غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے، اسی طرح تحریر اور اشارہ وکنایہ سے بھی ہوتی ہے۔

اور غیبت کے مقابلہ میں بہتان یہ ہے کہ کسی کی طرف ایسا عیب منسوب کیا جائے، جو اُس میں موجود نہ ہو، خواہ دوسرے کی موجودگی میں ہو یا غیر موجودگی میں۔

گویا کہ بہتان میں کسی پر جھوٹا الزام عائد کیا جاتا ہے، اور غیبت میں کسی پر کوئی جھوٹا الزام تو عائد نہیں کیا جاتا، البتہ دوسرے کی غیر موجودگی میں اُس کے کسی واقعی عیب اور حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے؛ لیکن وہ بات اس نوعیت کی ہوتی ہے کہ اگر متعلقہ شخص کو معلوم ہو تو اُس کو بُری محسوس ہو۔

اور کسی کی موجودگی اور اس کے منہ پر اس کی طرف ایسے عیب کی نسبت کرنا کہ جو اس میں موجود ہو، یہ سبّ وشتم میں داخل ہے، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ [1]

---

[1] ایک قول یہ ہے کہ غیبت کے لئے دوسرے کی غیر موجودگی شرط نہیں، لیکن راجح یہ ہے کہ غیبت میں دوسرے کی غیر موجودگی شرط ہے، کیونکہ اس کے اشتقاق کا تقاضا یہی ہے؛ اور اسی پر اہلِ لغت نے جزم ظاہر کیا ہے۔

(ماخوذ از: فتح الباری لابن حجر ج ۱۰ ص ۴۷۰، کتاب الادب، باب الغیبة وقول الله تعالیٰ ولا یغتب بعضکم بعضا)

غیبت سے ملتی جلتی ایک چیز چُغل خوری ہے، جس کو عربی میں ''نمیمۃ'' کہا جاتا ہے۔ چغل خوری کی حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

غیبت یعنی دوسرے کا عیب بیان کرنا بعض اوقات زبان سے صراحتاً کے بجائے سرگوشی کرنے کے انداز میں یا ہونٹ کے اشارہ سے بھی ہوتا ہے، اور بعض اوقات آنکھ یا سر وغیرہ کے اشارہ سے بھی ہوتا ہے، جس کو عربی میں ''لمز'' وغیرہ کہتے ہیں۔ [1]

قرآن مجید میں غیبت کا ذکر اور اس کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کی حالت کا اُس کی رضامندی کے بغیر فساد اور ضرر کے طور پر ذکر کیا جائے، خواہ اس کا اُس شخص کو علم ہو یا علم نہ ہو، جیسا کہ پہلے گزرا۔ جبکہ غیبت میں فساد اور ضرر کا پایا جانا ضروری نہیں۔

خلاصہ یہ کہ بہتان میں دوسرے کی طرف کسی جھوٹے الزام کی نسبت کی جاتی ہے، خواہ اس کی موجودگی میں ہو یا غیر موجودگی میں، اور غیبت میں کسی کی غیر موجودگی میں اُس کے کسی حقیقی عیب یا ایسی بات کو بیان کیا جاتا ہے، جو اس کو معلوم ہو تو بُری لگے، خواہ دو افراد کے درمیان فساد وضرر کے طور پر نہ ہو، اور اگر فساد وضرر کے طور پر ہو تو پھر یہ چغل خوری میں داخل ہے، جس کو عربی میں نمیمۃ کہا جاتا ہے؛ اور اگر کسی کا واقعی عیب یا ایسی بات جو اُس کو بُری لگے، اس کے منہ پر بیان کی جائے، تو یہ سبّ وشتم میں داخل ہے، اور یہ تمام چیزیں درجہ بدرجہ گناہ ہیں۔

(ماخوذ از: فتح الباری لا بن حجر ج ۱۰ ص ۴۷۳، کتاب الادب، قولہ باب النمیمة من الکبائر)

[1] چنانچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ لمز کے معنیٰ خفیہ انداز میں آنکھ، سَر یا ہونٹوں سے سرگوشی کے انداز میں کسی کے عیب کو بیان کرنے کے ہیں، اور غمز کے معنیٰ کسی کے عیب کی طرف آنکھ یا اُبرو سے اشارہ کرنے کے ہیں؛ اس حیثیت سے لمز عام ہے، غمز سے۔

ھمز کے معنیٰ کسی کے عیب کو زبان سے بیان کرنے کے ہیں، اور ان سب پر غیبت کا اطلاق آتا ہے؛ کیونکہ غیبت لمز سے عام ہے، کبھی زبان سے ہوتی ہے، اور کبھی اپنے اعضاء سے، اور کبھی اشارہ سے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ لمز، غمز اور ھمز یہ سب غیبت کی قسمیں ہیں۔

اور اگر کسی میں وہ عیب اور بُرائی نہ پائی جائے تو وہ بہتان میں داخل ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

(ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵، ص۳۲۸، الی ص ۳۳۰، مادة لمز)

اللّٰهَ تَوَّابٌ رَحِيْمٌ (سورة الحجرات، رقم الآية ١١)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم بہت سے گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں، اور تم تجسس نہ کرو، اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے، اس کو تم ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (سورہ حجرات)

اس آیت میں پہلی چیز جس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ بدگمانی ہے، اور دوسری چیز تجسس ہے، اور تیسری چیز غیبت ہے۔

یہ تمام چیزیں گناہ ہیں۔

احادیث میں بھی ان کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَكُوْنُوْا إِخْوَانًا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، اور تم ایک دوسرے کا تجسس نہ کرو، اور ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو، اور ایک دوسرے کے ساتھ بُغض نہ رکھو، اور آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ (بخاری)

بدگمانی جو گناہ ہے، وہ یہ ہے کہ کسی کے بارے میں بلادلیل بُرا گمان دل میں قائم کر لیا جائے۔

(والتفصيل فی :فتح الباری لابن حجر، ج١٠، ص ٤٨٢، و٤٨٣، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر)

---

[1] رقم الحديث ٥١٤٣، كتاب النكاح، باب لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع.

سورہ حجرات کی مذکورہ آیت میں غیبت کے گناہ کو بیان کرتے ہوئے اس کی مشابہت مُردہ بھائی کے گوشت کھانے سے بیان کی گئی ہے، جو اس گناہ کے بدترین ہونے کی دلیل ہے۔

قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی مختلف الفاظ اور تعبیرات کے ساتھ غیبت کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ. هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ (سورة القلم، رقم الآية ١٠ و ١١)

ترجمہ: اور آپ اطاعت نہ کیجئے ہر ایسے شخص کی جو بہت زیادہ قسمیں کھانے والا ہو، بے قدرا (وبے وقار) ہو، غیبت کرنے والا، چغل خور ہو (سورہ قلم)

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو غیبت کرنے والے کا کہنا نہیں ماننا چاہیے، اور اس کی بات کی تصدیق نہیں کرنی چاہئے۔

(والتفصيل فی: التفسير المظهری، سورةالقلم تحت رقم الآية ١١ .تفسير القرطبی،سورةالقلم تحت رقم الآية ١١، ج١٨، ص ٢٣١ .تفسير ابن كثير، ج٨، ص ٢٠٩ .تفسير الجلالين، ج١، ص٧٥٨ .تفسير البغوی، ج٥، ص ١٣٦)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (سورة الهمزة، رقم الآية ١)

ترجمہ: ہلاکت ہے ہر غیبت کرنے والے اور خفیہ عیب جوئی کرنے والے کے لئے (سورہ ہمزہ)

اس سے معلوم ہوا کہ صراحتاً، اشارتاً یا خفیہ انداز میں غیبت کرنا اور کسی کے عیب کو بیان کرنا بھی اتنا سخت گناہ ہے کہ اس پر دردناک عذاب کی وعید ہے۔

(تفسير الجلالين، سورة الهمزة، تحت رقم الآية ١)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا

يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ (سورة التوبة، رقم الآية ۷۸، و ۷۹)

ترجمہ: کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کے بھیدوں اور ان کی سرگوشیوں تک سے واقف ہے اور بلاشبہ اللہ علامُ الغیوب ہے، وہ لوگ عیب جوئی کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو خوش دلی کے ساتھ صدقات اداء کرتے ہیں اور ان پر جن کو محنت کی کمائی کے سوا کچھ میسر نہیں، پھر یہ لوگ ان کا مذاق اڑاتے ہیں (جس کے نتیجے میں) اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (سورہ توبہ)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت کرنا زیادہ شدید عذاب کا باعث ہے۔

(تفسير الجلالين، سورة التوبة، تحت رقم الآية ۷۹. فتح الباري، لابن حجر، ج ۱، ص ۱۸۴، كتاب الاعتصام. لسان العرب لابن منظور، ج۵، ص ۴۰۶، مادة لمز، فصل اللام)

غیبت اور بہتان میں فرق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ : ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ہی زیادہ علم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا اپنے بھائی کا ایسے طریقے پر ذکر کرنا کہ جس کو وہ مکروہ

---

[1] رقم الحديث ۲۵۸۹ ”۷۰“ كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، ترمذي، رقم الحديث ۱۹۳۴.

قال الترمذي: وفي الباب عن ابي برزة، وابن عمر، وعبدالله بن عمرو: هذا حديث حسن صحيح.

و ناپسند کرے (یہ غیبت ہے) عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی کے اندر وہ چیز موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جو آپ کہہ رہے ہیں تو آپ نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس میں وہ چیز موجود نہ ہو تو آپ نے اس پر بہتان لگایا (مسلم، ترمذی)

حضرت مطلب بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْغِيبَةُ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَّسْمَعَ. قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَإِنْ كَانَ حَقّاً؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُلْتَ بَاطِلاً فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ (مؤطا امام مالک) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ غیبت کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ آپ کسی آدمی کا ایسا ذکر کریں کہ وہ سنے تو اس کو ناپسند کرے، اس آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ بات حق (یعنی واقعہ کے مطابق) ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ کی بات حق نہ ہو تو آپ نے اس پر بہتان لگایا (موطا امام مالک)

حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً، فَقَالُوْا لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتّٰى يُرْحَلَ لَهُ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِغْتَبْتُمُوْهُ، فَقَالُوْا: إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيْهِ، قَالَ :

---

[1] رقم الحديث ۸۱۸، ۳۶۱۸، كتاب الكلام، باب ماجاء فى الغيبة، مساوئ الأخلاق للخرائطى، رقم الحديث ۲۰۱.

حَسْبُکَ إِذَا ذَکَرْتَ أَخَاکَ بِمَا فِیْهِ (شرح السنة للبغوی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا، اور کہا کہ وہ (یعنی فلاں) آدمی اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا، جب تک کہ اسے (کسی اور کی طرف سے) کھانا نہ کھلا دیا جائے، اور وہ سوار نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسے (کسی دوسرے کی طرف سے) سوار نہ کرایا جائے، تو ان لوگوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو صرف وہی بات بیان کی ہے جو اس میں موجود ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے لیے اتنا کافی ہے کہ جب اپنے بھائی کا ذکر کریں، تو اس چیز کا ذکر کریں جو اس میں پائی جاتی ہے (شرح السنہ)

ان احادیث سے غیبت اور بہتان میں فرق معلوم ہوا، اور دونوں چیزوں کا گناہ ہونا بھی معلوم ہوا، اور پتہ چلا کہ کسی دوسرے کی حقیقت کو بیان کرنا ہی غیبت ہے۔

معراج میں غیبت کرنے والوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَمَّا عَرَجَ بِیْ رَبِّیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ، يَخْمُشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ : مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِیْ أَعْرَاضِهِمْ (مسند أحمد) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۵۶۲، كتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة، الترغيب و الترهيب للاصبهانى، رقم الحديث ۲۲۳۵، التوبيخ للاصبهانى، رقم الحديث ۱۸۰.
قال المنذرى: رواه الأصبهانى بإسناد حسن (الترغيب و الترهيب، تحت رقم الحديث ۴۲۹۰، الترهيب من الغيبة والبهت وبيانهما والترغيب فى ردهما)

[2] رقم الحديث ۱۳۳۴۰، واللفظ لهٗ، ابى داود، رقم الحديث ۴۸۷۸.
فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے میرے رب نے معراج کرائی، تو میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے چہروں اور سینوں کو (ان ناخنوں سے) کھرچ رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے (یعنی غیبت کرتے) تھے اور ان کی عزتوں کو مجروح کرتے تھے

(مسند احمد، ابوداؤد)

گوشت کھانے سے مراد غیبت کرنا ہے، اور عزتوں کو مجروح کرنا خواہ دوسرے کی غیبت کر کے ہو، یا بہتان لگا کر، یا گالی گلوچ کر کے، وہ سب اس میں داخل ہے۔

(ماخوذ از: دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب :في تحريم سماع الغيبة وأمر من سمع غيبةً محرمةً بردها والإنكار على قائلها، فإن عجز أو لم يقبل منه فارق ذلك المجلس إن أمكنه)

غیبت کرنے والوں کی بدترین، سڑی ہوئی بدبو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَفَعَتْ رِيْحُ جِيْفَةٍ مُنْتِنَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ؟ هٰذِهِ رِيْحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اچانک ایک مردار کی بدبو اٹھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کس چیز کی بدبو ہے؟ یہ دراصل ان لوگوں کی بدبو ہے جو مومنوں کی غیبتیں کرتے ہیں (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

هَاجَتْ رِيْحٌ مُنْتِنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

---

[1] رقم الحديث ۱۴۷۸۴، واللفظ له، مساوئ الاخلاق، للخرائطي، رقم الحديث ۱۸۳.
في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ اِغْتَابُوْا أُنَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَبُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِذٰلِکَ (الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ۷۳۳ ج ۱ ص ۳۸۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سڑی ہوئی بدبو اٹھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند منافق لوگوں نے چند مسلمانوں کی غیبت کی ہے، تو یہ بدبو اسی وجہ سے بھیجی گئی ہے (الادب المفرد)

معلوم ہوا کہ غیبت اتنا سنگین گناہ ہے کہ اس سے انتہائی سڑی ہوئی بدبو خارج ہوتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے خاص حکمت و مصلحت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام پر ظاہر فرمایا۔

غیبت کی وجہ سے قبر کے عذاب میں مبتلا ہونا

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ مَنْ يَّأْتِيْنِيْ بِجَرِيْدَةِ نَخْلٍ؟ قَالَ: فَاسْتَبَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ آخَرُ، فَجِئْنَا بِعَسِيْبٍ، فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، فَجَعَلَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدَةً، وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدَةً، ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَيُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا كَانَ فِيْهِمَا مِنْ بُلُوْلَتِهِمَا شَيْءٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ فِي الْغِيْبَةِ وَالْبَوْلِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۰۴۱۱)[1]

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، تو آپ کا گزر دو قبروں پر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کی ایک ٹہنی مجھے کون لا کر دے گا؟ تو میں

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث قوی.

اور ایک دوسرا آدمی آگے بڑھے، اور ہم ایک ٹہنی لے آئے، آپ نے اس ٹہنی کے دو حصے کیے، اور اس کا ایک حصہ ایک قبر پر، اور دوسرا حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا، پھر آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں تَر (یعنی ہری) رہیں گی، اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا کر دیا جائے گا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو غیبت اور پیشاب کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا (مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ : إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ فِيْ غَيْرِ كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ صَاحِبَ نَمِيْمَةٍ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ، فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَوَضَعَ نِصْفَهَا عَلٰى هٰذَا الْقَبْرِ، وَنِصْفَهَا عَلٰى هٰذَا الْقَبْرِ وَقَالَ : عَسٰى أَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا دَامَتَا رَطْبَتَيْنِ (مسند ابو داود للطيالسى، رقم الحديث ۲۷۶۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر آئے، پھر فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، جو (ایسے گناہ کی وجہ سے ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں) بڑی چیز نہیں ہے، ایک تو ان میں سے لوگوں کے گوشت کو کھاتا تھا (یعنی غیبت کرتا تھا) اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی، جس کے دو حصے کیے، اس کا آدھا حصہ اس قبر پر، اور آدھا حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا، اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ دونوں شاخیں تر (اور ہری) رہیں، ان کے عذاب کو ہلکا کر دیا جائے (مسند ابو داؤد طیالسی)

بعض روایات میں غیبت کے بجائے چغل خوری کا ذکر آیا ہے، اور چغل خوری کی تفصیل پہلے

---

[1] قال ابن حجر: ولأبى داود الطيالسى عن ابن عباس بسند جيد مثله (فتح البارى، ج۱۰ ص ۴۷۱، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم خير دور الأنصار)

گزرچکی ہے، ظاہر ہے کہ جس طرح چغل خوری قبر کے عذاب کا سبب ہے، اسی طرح غیبت بھی ہے۔

حضرت یعلیٰ بن سیابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ عَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتٰى عَلٰى قَبْرٍ يُعَذَّبُ صَاحِبُهُ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا كَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ رَطْبَةٍ، فَوَضَعَهَا عَلٰى قَبْرِهٖ، وَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُ مَا دَامَتْ هٰذِهٖ رَطِبَةً

(المعجم الأوسط للطبرانی ،رقم الحديث ۲۴۱۳) [1]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو پایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس آئے، جس میں موجود شخص کو عذاب دیا جارہا تھا، پھرفرمایا کہ یہ لوگوں کے گوشت کو کھاتا تھا (یعنی غیبت کیا کرتا تھا) پھر آپ نے ایک تر ٹہنی منگوائی، اوراس کو اس کی قبر پر رکھ دیا، اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ تر (اور گیلی) رہے، اس کا عذاب ہلکا کردیا جائے (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ غیبت کے گناہ کی وجہ سے قبر کا عذاب ہوتا ہے، اورٹہنی رکھنے کی وجہ چغلی کے بیان میں گزر چکی ہے۔

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط وأحمد فی حديث طويل يأتی فی علامات النبوة، وفيه عاصم بن بهدلة وهو ثقة وفيه ضعف، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج۸ص۹۳، باب ما جاء فی الغيبة والنميمة)

وقال ابن حجر: والطبرانی أيضا من حديث يعلی بن شبابة أن النبی صلی الله عليه وسلم مر علی قبر يعذب صاحبه فقال إن هذا كان يأكل لحوم الناس ثم دعا بجريدة رطبة الحديث ورواته موثقون ولأبی داود الطيالسی عن بن عباس بسند جيد مثله وأخرجه الطبرانی وله شاهد عن أبی أمامة عند أبی جعفر الطبری فی التفسير وأكل لحوم الناس يصدق علی النميمة والغيبة والظاهر اتحاد القصة ويحتمل التعدد وتقدم بيان ذلک واضحا فی كتاب الطهارة(فتح الباری، ج۱۰ ص۴۷۱،باب قول النبی صلی الله عليه وسلم خير دور الأنصار)

غیبت کرنے والے کی رُسوائی

حضرت ابو بَرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ قَلْبَهٗ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ؛ فَإِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ، وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۷۷۶، ابو داوٗد، رقم الحديث ۴۸۸۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ان لوگوں کے گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لا چکا ہے، لیکن ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا، تم مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، اور ان کے عیبوں کو تلاش نہ کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب کو تلاش کرتا ہے، اللہ اس کے عیب کو تلاش فرماتا ہے، اور جس کے عیب کو اللہ تعالیٰ تلاش فرمائے، تو اس کو اللہ اس کے گھر میں ہی رسوا فرمادیتا ہے (مسند احمد، ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی غیبت کرنے والے کے عیوب اللہ تعالیٰ دوسروں کے سامنے ظاہر فرما کر اس کی رُسوائی کرادیتا ہے، جس طرح سے کہ وہ غیبت کرکے دوسرے کو رُسوا کرتا ہے۔

غیبت کا منہ میں اثر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.
وقال المنذری: رواه أبو داود عن سعيد بن عبد الله بن جريج عنه ورواه أبو يعلى بإسناد حسن من حديث البراء (الترغيب و الترهيب، ج۳ص ۱۶۹، كتاب الحدود وغيرها الترغيب فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر)

كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ، فَوَقَعَ فِيْهِ رَجُلٌ مِّنْ بَعْدِهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَخَلَّلْ، فَقَالَ : مِمَّا أَتُخَلِّلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ مَا أَكَلْتُ لَحْمًا، قَالَ : بَلٰى؛ مِنْ لَحْمِ أَخِيْكَ أَكَلْتَ (مسند ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا، اور اس کے بعد اس جگہ ایک اور آدمی بیٹھ گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ خلال کیجیے، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں کس چیز کی وجہ سے خلال کروں، میں نے گوشت تو نہیں کھایا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بیشک تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی غیبت کی) ہے (ابن ابی شیبہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے اس آدمی کے غیبت کرنے کا علم ہو گیا تھا، اور غیبت کرنا مُردار بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی کو خلال کرنے کا حکم فرمایا، جس سے غیبت کا منہ میں اثر ہونا معلوم ہوا۔

غیبت کرنے والے کے ساتھ قیامت میں برتاؤ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ لَحْمَ أَخِيْهِ فِي الدُّنْيَا، قُرِّبَ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ لَهٗ كُلْهُ حَيًّا كَمَا أَكَلْتَهٗ مَيِّتًا فَيَأْكُلُهٗ، وَيَكْلَحُ وَيَصِيْحُ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۶۵۶) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی اس کی غیبت کی) تو اس آدمی کو (جس کی غیبت کی ہوگی)

---

[1] رقم الحديث ۳۱۱، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۰۹۲.

[2] قال ابن حجر: سنده حسن (فتح البارى، ج۱۰ ص۴۷۰، باب الغيبة وقول الله تعالى ولا يغتب بعضكم بعضا الآية)

قیامت کے دن اس کے قریب کیا جائے گا، اور اس سے کہا جائے گا کہ اس کو زندہ حالت میں کھا، جیسا کہ تو اس کو مردہ حالت میں کھاتا تھا، تو وہ اس کو (مجبوراً) کھائے گا، اور ناگواری محسوس کرے گا، اور چیخ و پکار کرے گا (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کسی کی غیبت کرنے کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن زندہ حالت میں کھانے کا حکم دے کر عذاب دیا جائے گا، اور رسوا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

غیبت کی قباحت مردار کا گوشت کھانے سے زیادہ

حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَلٰى بَغْلٍ مَّيِّتٍ، فَقَالَ لِبَعْضِ أَصْحَابِهٖ: لَأَنْ يَّأْكُلَ الرَّجُلُ مِنْ هٰذَا حَتّٰى يَمْلَأَ بَطْنَهٗ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ (التوبيخ والتنبيه للاصبهاني) [1]

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک مرے ہوئے خچر کے پاس سے گزرے، پھر آپ نے اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا کہ کوئی آدمی اس کو کھا کر اپنا پیٹ بھرلے، یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ مسلمان آدمی کے گوشت کو کھائے (یعنی غیبت کرے) (التوبیخ)

مطلب یہ ہے کہ انسان اور خاص کر مسلمان کا گوشت کھانا، مرے ہوئے خچر کا گوشت کھانے سے زیادہ سنگین گناہ ہے، اور غیبت کا گناہ اس کا گوشت کھانے کی طرح ہے، جس کی غیبت کی ہو۔

مسلمان کو نصیحت کرنا عبادت ہے

البتہ اگر کسی مسلمان میں کوئی قابلِ اصلاح بات نظر آئے، تو خیر خواہانہ جذبہ کے تحت (نہ کہ تحقیر کے طور پر) صرف اُس کے سامنے نصیحت کے طور پر ذکر کردینا جائز ہے، کیونکہ دین میں

---

[1] رقم الحديث ۱۹۷، باب كفارة الغيبة، الزهد لهناد بن السرى، رقم الحديث ۱۱۶۷.

نصیحت کا بڑا مقام ہے، اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ کی طرح ہے کہ جس طرح آئینہ اپنے سامنے والے پر اُس کی بُرائی ظاہر کر دیتا ہے، کسی اور پر ظاہر نہیں کرتا، یہی حالت مؤمن کی بھی احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے نماز قائم کرنے، اور زکاۃ ادا کرنے، اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهٗ، وَيَحُوْطُهٗ مِنْ وَّرَائِهٖ (ابو داؤد) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے، اور مؤمن مؤمن کا بھائی ہے، وہ اُس کو (ایمان، مال، جان، عزت وغیرہ کے) ضائع ہونے سے بچاتا ہے، اور وہ اُس کے پیچھے اُس (کے مال، جان، عزت، وغیرہ) کی حفاظت کرتا ہے (ابوداؤد)

گھر میں رہ کر غیبت سے بچنے کی فضیلت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

---

[1] رقم الحديث ۵۷، كتاب الايمان، باب قول النبی صلی الله عليه وسلم " :الدين النصيحة.

[2] رقم الحديث ۴۹۱۸، كتاب الادب، باب فی النصيحة والحياطة.

كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ مَرِيْضًا كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ غَدَا إِلٰى مَسْجِدٍ أَوْ رَاحَ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى إِمَامٍ يُعَزِّزُهُ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ جَلَسَ فِيْ بَيْتِهٖ لَمْ يَغْتَبْ إِنْسَانًا كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ (صحيح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، تو اللہ پر اُس کی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جس نے کسی مریض کی عیادت کی، تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جو مسجد کی طرف صبح کے وقت گیا، یا شام کے وقت گیا، تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جو امام (یعنی حاکم) کے پاس اُس کی تعظیم وتوقیر (اور جائز نصرت ومدد) کے لئے گیا، تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جو اپنے گھر میں بیٹھا (یعنی گھر میں رہا) تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، جب تک وہ کسی انسان کی غیبت نہ کرے (ابنِ حبان)

اس حدیث سے گھر میں رہ کر غیبت سے بچنے والے شخص کی فضیلت معلوم ہوئی۔

غیبت سننے کی برائی اور غیبت سے روکنے کی فضیلت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن الترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۷۲، كتاب البر والإحسان، باب ما جاء فى الطاعات وثوابها.
فى حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

[2] رقم الحديث ۱۹۳۱، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فى الذب عن عرض المسلم، مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۵۳۶.
قال الترمذى: وفى الباب عن أسماء بنت يزيد: هذا حديث حسن.
و فى حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم سے دور فرمائیں گے (ترمذی)

غیبت میں بھی دوسرے کی عزت کو مجروح کیا جاتا ہے، اس لئے غیبت سے منع کرنے اور روکنے پر بھی امید ہے کہ یہ فضیلت حاصل ہوگی، بشرطیکہ روکنے کی قدرت ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَنَصَرَهُ جَزَاهُ اللّٰهُ بِهَا خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ مُؤْمِنٌ فَلَمْ يَنْصُرْهُ جَزَاهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ شَرًّا، وَمَا الْتَقَمَ أَحَدٌ لُقْمَةً شَرًّا مِّنْ اِغْتِيَابِ مُؤْمِنٍ إِنْ قَالَ فِيهِ مَا يَعْلَمُ فَقَدِ اغْتَابَهُ وَإِنْ قَالَ فِيهِ بِمَا لَا يَعْلَمُ فَقَدْ بَهَتَهُ (الادب المفرد للبخاری، ج ا ص ۳۸۷، رقم الحدیث ۷۳۴)

ترجمہ: جس آدمی کے سامنے کسی مومن بندے کی غیبت کی جاتی ہے، پھر وہ اس مومن بندہ کی مدد کرتا ہے (یعنی اس کا دفاع کرتا ہے) تو اس کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بہترین جزا عطا فرماتے ہیں، اور جس آدمی کے سامنے مومن بندہ کی غیبت کی جاتی ہے، پھر وہ اس مومن بندہ کی مدد نہیں کرتا (یعنی اس کا دفاع نہیں کرتا) تو اس کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بری جزا دیتے ہیں، اور کسی شخص نے مومن بندہ کی غیبت کرنے کے مقابلے میں بدترین لقمہ نہیں کھایا، اگر اس نے وہ بات کہی جس کو وہ اس کے اندر جانتا ہے تو اس نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس نے ایسی بات کہی کہ جس کو وہ اس کے اندر نہیں جانتا، تو اس نے اس پر بہتان لگایا (الادب المفرد)

اگرچہ یہ روایت موقوف ہے، مگر اس کو مرفوع حدیث کا حکم حاصل ہے، جس سے غیبت سننے

کی برائی معلوم ہوتی ہے۔

اور ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی جائے، اور وہ اس کو روکنے پر قادر ہو، پھر وہ نہ روکے، تو اللہ تعالیٰ اس کا دنیا و آخرت میں مؤاخذہ فرماتے ہیں۔

مگر اس روایت کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

تاہم اس میں شک نہیں کہ غیبت کا کرنا گناہ ہے، اور اس سے روکنے پر اجرِ عظیم ہے۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نیک اور متقی لوگوں کے اعمال کو بیان کرتے ہوئے لغو باتوں کے سننے سے اعراض کرنے کے عمل کا ذکر فرمایا ہے۔ [2]

نیز قیامت کے دن کان اور آنکھ اور دیگر اعضاء کی باز پرس ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ [3]

جس کے پیشِ نظر بعض علمائے کرام نے اپنے اختیار و قصد سے غیبت سننے کو گناہ قرار دیا ہے، اور بشرطِ قدرت غیبت کرنے والے کو منع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

تاہم غیبت کرنے کے گناہ کی شدت غیبت سننے سے زیادہ ہے، کیونکہ سننے والے کے گناہ کا سبب غیبت کا کرنا ہی ہے۔

---

[1] حديث :من اغتيب عنده أخوه المسلم فلم ينصره ، وهو يستطيع نصره ، استدركه الله فى الدنيا ، والآخرة .رواه أبان :عن أنس .وأبان متروك الحديث .وأورده فى موضع آخر عن أبان ، وفيه ' :فلم ينصره(ذخيرة الحفاظ للمقدسى، رقم الحديث ۵۱۴۸)

عن جابر بن عبد الله قال :كنا مع النبى -صلى الله عليه وسلم -فارتفعت ريح منتنة، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-أتدرون ما هذه الريح؟ هذه ريح الذين يغتابون المؤمنين ."رواه أحمد، ورجاله ثقات.

وعن ابن عمر قال :نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عن الغيبة وعن الاستماع إلى الغيبة . وبسنده قال :نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -عن النميمة والاستماع إلى النميمة .رواهما الطبرانى فى الكبير والأوسط، وفيه فرات بن السائب وهو متروك(مجمع الزوائد، باب ما جاء فى الغيبة والنميمة)

[2] قال الله تعالى:وإذا سمعوا اللغو أعرضوا عنه(سورة القصص، رقم الآية ۵۵)

وقال تعالىٰ:والذين هم عن اللغو معرضون (سورة المومنون، رقم الآية ۳)

وقال تعالىٰ:وإذا رأيت الذين يخوضون فى آياتنا فأعرض عنهم حتى يخوضوا فى حديث غيره وإما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين(سورة الانعام، رقم الآية ٦٨)

[3] وقال تعالىٰ:إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئولا(سورة الاسراء، رقم الآية ۳٦)

(والتفصيل في: دليل الفالحين، باب :في تحريم سماع الغيبة وأمر من سمع غيبةً محرمةً بردها والإنكار على قائلها، فإن عجز أو لم يقبل منه فارق ذلك المجلس إن أمكنه)

کسی مؤمن کی غیبت کی ہو، تو اس کی تلافی کی دعا

اگر کسی کی غیبت کی ہو، اور اسے اس کا علم ہو گیا ہو، جس سے اسے تکلیف وایذاء پہنچی ہو، تو اس سے معافی طلب کرنی چاہیے، لیکن اگر اس سے معافی ممکن نہ ہو یا اس کو غیبت کا علم نہ ہوا ہو، تو ایسی صورت میں احادیث میں ایک دعا آئی ہے، اس کا اہتمام کرنے سے امید ہے کہ اس گناہ کی تلافی ہو جائے گی۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَتَّخِذُ عِنْدَکَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ شَتَمْتُهُ، لَعَنْتُهُ، جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَزَكَاةً، وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْکَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے پاس ایک عہد کرتا ہوں، جس کی آپ ہرگز مخالفت نہیں فرمائیں گے، پس میں بشر ہوں، پس مومنوں میں سے جس کو بھی میں نے تکلیف پہنچائی ہو، برا بھلا کہا ہو، اس پر لعنت کی ہو، اس کو مارا ہو، تو آپ اس کو اس کے لئے رحمت اور پاکیزگی اور ایسی قربت کا ذریعہ بنا دیجئے کہ اس کے ذریعہ سے آپ اس کو قیامت کے دن اپنے قریب کریں (مسلم) [1]

اس طرح کی حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٦٠١ "٩٠" كتاب البر والصلة والآداب، باب من لعنه النبی صلى الله عليه وسلم، أو سبه، أو دعا عليه، وليس هو أهلا لذلك، كان له زكاة وأجرا ورحمة.

[2] عن أبي سعيد الخدري، وعن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة، قالا :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :اللهم إني أتخذ لي عندك عهدا لن تخلفنيه، فإنما أنا بشر، فأي المؤمنين آذيته، أو شتمته، أو لعنته، أو جلدته، فاجعلها له زكاة وصلاة وقربة تقربه بها إليك يوم القيامة(مسند أحمد، رقم الحديث ٩٨٠٢)
فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

البتہ بعض روایات میں دوسرے کی غیبت کا گناہ سرزَد ہونے کے بعد اس کے لئے استغفار کرنے کو اس گناہ کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔

مگر ان کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے، بعض کو بے اصل اور بعض کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔

اور بعض میں ضعف کا حکم لگایا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا أحمد بن محمد بن الفرات الخوارزمی، حدثنا إسحاق بن الجراح، حدثنا داود بن سليمان، أخبرنا سليمان بن عمرو، عن أبی حازم عن سهل بن سعد، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اغتاب أحدكم أخاه فليستغفر الله فإنها كفارة له .قال الشيخ :وهذه الأحاديث، عن أبی حازم كلها مما وضعه سليمان بن عمرو عليه(الكامل فی ضعفاء الرجال، ج۴، ص ۲۲۲)
(إذا اغتاب أحدكم اخاه فليستغفر الله له ، فإن ذلک كفارة له) موضوع (سلسلة الاحاديث الواهية للشيخ على حشيش، رقم الحديث ۱۴۸)
وعن سهل إذا اغتاب أحدكم أخاه فليستغفر الله فإنها كفارة له وضعه سليمان:وفی الوجيز هو عن أنس وفيه عنبسة وعن سهل بن سعد وفيه أبو داود النخعی وضاع، وعن جابر وفيه حفص بن عمر ضعيف قلت قال البيهقی له شاهد من قول ابن المبارک وشاهد عن حذيفة كان فی لسانی إلخ.(تذكرة الموضوعات للفتنی، ج ۱، ص ۱۷۰، باب آفة الذنب الخ)
باب كفارة الغيبة فيه عن سهل وأنس وجابر :أما حديث سهل :فأنبأنا إسماعيل بن أحمد أنبأنا إسماعيل بن مسعدة أنبأنا حمزة بن يوسف أنبأنا أبو أحمد بن عدی حدثنا أحمد بن محمد بن الفرات حدثنا إسحاق بن الجراح حدثنا أبو داود سليمان بن عمرو عن أبی حازم عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا اغتاب أحدكم أخاه فليستغفر الله فإنها كفارة له " .وأما حديث أنس فأنبأنا على بن محمد بن حسون أنبأنا أبو محمد بن أبی عثمان ح .وأنبأنا ابن ناصر أنبأنا الحسن بن أحمد بن طلحة قالا :أنبأنا أبو القاسم الحسن بن الحسن بن المنذر أنبأنا ابن صفوان حدثنا أبو بكر القرشی حدثنا أبو عبيدة بن عبد الوارث بن عبد الصمد حدثنا أبی حدثنا عنبسة بن عبدالرحمن القرشی عن خالد بن يزيد عن أنس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :كفارة من اغتبت أن تستغفر له . "وأما حديث جابر :فأنبأنا هبة الله بن أحمد الجريری أنبأنا أبو خالد العشاری حدثنا الدار قطنی حدثنا محمد بن مخلد حدثنی يحيى بن عياش عن عيسى العطار حدثنا حفص بن عمر الايلی حدثنا مفضل بن لاحق حدثنی محمد بن المنكدر سمعت جابر بن عبدالله يقول :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " :من اغتاب رجلا ثم استغفر له من بعد ذلک غفرت له غيبته . "هذه الاحاديث ليس فيها شء صحيح .أما الاول : فقال ابن عدی :هو مما وضعه سليمان بن عمرو على أبی حازم .قال أحمد ويحيى :كان سليمان يضع الحديث .وأما الثانی فقال يحيى :عنبسة ليس بشیء .وقال النسائی :متروک .وقال أبو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اہلِ علم حضرات کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ جس کی غیبت کی جائے، اس گناہ کے معاف ہونے کے لئے آیا اس سے معافی طلب کرنا ضروری ہے، یا اس کے حق میں استغفار کرنا کافی ہے؟ (والتفصیل فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴، ص ۴۳، مادة استغفار)

تاہم اس میں شک نہیں کہ اگر معافی طلب کرنا ممکن نہ ہو، تو اس کے لئے دعا کر دینا تلافی کی بہتر صورت ہے، جس کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث میں ذکر پایا جاتا ہے۔

لیکن اگر کسی کافر کی غیبت کی ہو، تو اس کی مغفرت کی دعا کرنا درست نہیں، البتہ اس کی ہدایت کی دعا کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ زندہ ہو۔

(كذافی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴، ص ۴۳، مادة استغفار)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

حاتم الرازی: كان يضع الحديث. وقال ابن حبان: لا يحل الاحتجاج به. وأما الثالث فقال الدار قطني: تفرد به حفص عن مفضل وحفص ضعيف. وقال النسائي: حفص ليس بثقة. وقال ابن حبان: كان يقلب الاسانيد لا يجوز الاحتجاج به إذا انفرد(الموضوعات لابن الجوزی، ج۳، ص ۱۱۸،۱۱۹، باب كفارة الغيبة)

(قال رسول الله -صلّى الله عليه وسلم- كفارة من اغتبت أن تستغفر له)رواه ابن أبی الدنيا عن أبی عبيدة عبد الوارث بن عبد الصمد حدثنا أبی حدثنا عنبسة بن عبد الرحمن القرشی عن خالد بن يزيد عن أنس بن مالک قال قال رسول الله -صلّى الله عليه وسلم- فساقه وقد رواه كذلک الحارث بن أبی أسامة فی مسنده والخرائطی فی المساوی والبيهقی فی الشعب وأبو الشيخ فی التوبيخ والدينوری فی المجالسة والخطيب فی التاريخ وآخرون كلهم من طريق عنبسة عن خالد بن يزيد عن أنس به مرفوعاً ولفظ بعضهم كفارة الاغتياب أن تستغفر لمن اغتبته وعنبسة ضعيف وقد رواه الخرائطی من غير طريقه من جهة أبی سليمان الكوفی عن ثابت عن أنس مرفوعاً بلفظ إن من كفارة الغيبة أن تستغفر لمن اغتبته تقول اللهم اغفر لنا وله وهو ضعيف أيضاً ولكن له شواهد فعند أبی نعيم فی الحلية وابن عدی فی الكامل كلاهما من حديث أبی داود سليمان بن عمرو النخعی عن أبی حازم عن سهل بن سعد مرفوعاً من اغتاب أخاه فاستغفر له فهو كفارة له والنخعی ممن اتهم بالوضع وعند الدارقطنی من حديث حفص بن عمر الأيلی عن سهل بن لاحق عن محمد بن المنكدر عن جابر مرفوعاً من اغتاب رجلاً ثم استغفر له من بعد ذلک غفرت له غيبته وهو ضعيف وهو عند البيهقی فی الشعب من جهة عباس الترفقی ثم من جهة همام بن منبه عن أبی هريرة قال الغيبة تخرق الصوم والاستغفار يرقعه فمن استطاع إن يجیء غداً بصومه مرقعاً فليفعل وقال عقبة هذا موقوف وسنده ضعيف(تخريج أحاديث إحياء علوم الدين للعراقی، تحت رقم الحديث ۲۷۸۴)

ایک روایت میں غیبت سے وضو اور نماز ٹوٹنے کا ذکر آیا ہے، مگر اس روایت کی سند معتبر معلوم نہیں ہوتی۔ ۱؎

۱؎ حدثنا أبو حامد أحمد بن محمد بن رسته الصوفى ثنا محمد بن يعقوب بن سفيان بن معاوية ثنا عبد الرحمن بن سعيد البرزندى ثنا أبو الحسن سهل بن صقير الخلاطى ثنا إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله بن أبى مليكة ثنا مالك بن أنس عن صفوان بن سليم عن ابن عمر قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :الغيبة تنقض الوضوء والصلاة "(تاريخ اصبهان، ج ۱، ص ۳۲۶)

إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله التيمى حدث عن مسعر ومالك بالموضوعات يشمئز القلب وينفر من حديثه متروك (كتاب الضعفاء للاصبهانى، ج ۱ ص ۶۰)

إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله التيمى كنيته أبو على، يروى عن مسعر وابن أبى ذئب ومالك وفطر، روى عنه أهل العراق وإسماعيل بن عياش، كان ممن يروى الموضوعات عن الثقات، وما لا أصل عن الاثبات، لا يحل الرواية عنه ولا الاحتجاج به مجال (المجروحين لابى حاتم، ج ۱، ص ۱۲۶)

إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله بن طلحة بن عبدالله بن عبدالرحمن ابن أبى بكر الصديق، أبويحيى التيمى .عن أبى سنان الشيبانى، وابن جريج، ومسعر بالاباطيل .قال صالح بن محمد جزرة :كان يضع الحديث .وقال الازدى :ركن من أركان الكذب، لا تحل الرواية عنه (ميزان الاعتدال فى نقد الرجال، لأبى عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان، ج ۱، ص ۲۵۳، تحت رقم الترجمة ۹۶۵)

(حديث) خمس يفطرن الصائم وينقضن الوضوء الكذب والنميمة والغيبة والنظر بشهوة واليمين الكاذبة (ابن الجوزى) من حديث أنس وفيه عنبسة بن سعيد وثلاثة آخرون مجروحون (قلت) ورواه أبو الفتح الأزدى فى الضعفاء فى ترجمة محمد ابن الحجاج الحمصى وأعله به وقال لا يكتب حديثه وقال ابن أبى حاتم فى العلل سألت أبى عن هذا الحديث فقال هذا حديث كذب انتهى واقتصر الشيخ الإمام تقى الدين السبكى فى شرح المنهاج على تضعيفه والله تعالى أعلم(تنزيه الشريعة للكنانى، ج ۲، ص ۱۴۷، كتاب الصوم، الفصل الاول)

(حديث آخر) : رواه ابن الجوزى فى "الموضوعات "من حديث عنبسة ثنا بقية ثنا محمد بن الحجاج عن جابان عن أنس ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :(خمس يفطرن الصائم وينقضن الوضوء :الكذب . والنميمة . والغيبة . والنظر بشهوة ، واليمين الكاذب) " انتهى .

وقال :هذا حديث موضوع ، وقال ابن معين :سعيد كذاب ، ومن سعيد إلى أنس كلهم مطعون فيهم انتهى . وقال ابن أبى حاتم فى "كتاب العلل : "سألت أبى عن حديث رواه بقية عن محمد بن الحجاج عن ميسرة بن عبد ربه عن جابان عن أنس أن النبى عليه السلام ، قال " :خمس يفطرن الصائم "، فذكره ، فقال أبى :إن هذا كذب ، وميسرة كان يفتعل الحديث انتهى(نصب الراية فى تخريج احاديث الهداية، ج۵، ص۳، كتاب الصيام)

(خمس تفطر الصائم وتنقض الوضوء :الكذب ، والغيبة ، والنميمة ، والنظر بالشهوة ، واليمين الفاجرة) موضوع(سلسلة الاحاديث الواهية للشيخ على حشيش، رقم الحديث ۱۶۸)

اسی طرح ایک حدیث میں غیبت کو زنا سے زیادہ شدید قرار دیا گیا ہے، مگر اس حدیث کو بعض حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن جعفر بن أعين، نا يحيى بن أيوب المقابرى، ثنا أسباط بن محمد، عن أبى رجاء الخرسانى، عن عباد بن كثير، عن سعيد الجريرى، عن أبى نضرة، عن جابر بن عبد الله، وأبى سعيد الخدرى، قالا :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الغيبة أشد من الزنا .قيل :وكيف؟ قال :الرجل يزنى ثم يتوب، فيتوب الله عليه، وإن صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفر له صاحبه(المعجم الاوسط للطبرانى،رقم الحديث ۶۵۹۰)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه عباد بن كثير الثقفى وهو متروك(مجمع الزوائد،باب ما جاء فى الغيبة والنميمة،تحت رقم الحديث ۱۳۱۲۸)

الغيبة أشد من الزنا فيه عباد بن كثير الكاهلى هو متروك الحديث(كتاب معرفة التذكرة،لابن طاهر المقدسى، تحت رقم الحديث ۱۰۸۴)

عباد بن كثير الثقفى البصرى د، ق العابد، نزيل مكة .عن :يحيى بن أبى كثير، وثابت، وأبى عمران الجونى، وأبى الزبير، وعدة . وعنه : ابراهيم بن أدهم، وأبو نعيم، ومحمد الفريابى، وآخرون . قال البخارى :تركوه. وقال ابن معين :ليس بشىء . وقال ابن أبى رزمة :ما أدرى من رأيت أفضل منه، فإذا جاء الحديث، فليس منها فى شىء . قلت :هو راوى خبر :(الغيبة أشد من الزنى رواه عن : الجريرى، عن أبى نضرة، عن أبى سعيد، وجابر مرفوعا(سير أعلام النبلاء ،ج۷،ص ۱۰۶، تحت رقم الترجمة ۴۶)

الحاكم بن ظهير :قال ابن الجوزى فى الموضوعات :كان يروى عن الثقات الموضوعات كذا ذكره شيخنا فى ذيله وإنما هو الحكم بفتحتين وهو فى التهذيب أخرج له الترمذى.حامد بن آدم المروزى :عن ابن المبارک كذبه الجوزجانى وابن عدى وعده أحمد بن على السليمانى فيمن اشتهر بوضع الحديث وقال :قال أبو داود السبخى :قلت لابن معين :عندنا شيخ يقال له :حامد بن آدم روى عن يزيد عن الجريرى عن أبى نضرة عن أبى سعيد وجابر رفعاه " :الغيبة أشد من الزنا " فقال :هذا كذاب لعنه الله انتهى(لسان الميزان،لابن حجر العسقلانى،ج ۱،ص ۱۷۲، من اسمه الحاكم وحامد)

اور ایک روایت حضرت انس کی سند سے مروی ہے، جس میں ایک نامعلوم راوی ہیں، البتہ حضرت سفیان سے بھی غیبت کا زنا سے شدید تر ہونا منقول ہے۔

وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أنا أبو النيسابورى، نا عيسى بن محمد، نا العباس بن مصعب، نا أحمد بن محمد بن جميل أبو حاتم، عن سلمة، عن ابن المبارک، عن عبد الله السجزى، عن رجل، عن أنس بن مالک، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال " :الغيبة أشد من الزنا، فإن صاحب الزنا يتوب، وصاحب الغيبة ليس له توبة "(شعب الايمان، رقم الحديث ۶۳۱۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ زبان اور تحریر کا ایک شدید گناہ، دوسرے کی غیبت اور عیب کو بیان کرنا ہے، اور غیبت کبیرہ گناہوں میں داخل ہے، کیونکہ اس گناہ پر احادیث میں سخت عذاب اور نقصانات کی وعیدیں آئی ہیں، اور آج یہ گناہ معاشرہ میں بہت عام ہے، شاید ہی کوئی مجلس اور کوئی پروگرام ایسا ملے کہ جس میں دوسرے کی غیبت اور عیب جوئی نہ کی جاتی ہو، اس سے سب مسلمان بھائیوں کو بچنا چاہئے۔

البتہ ضرورت کے وقت اور مخصوص حالات میں کسی صحیح شرعی غرض سے غیبت کی اجازت ہے، مثلاً جب کسی کے ظلم سے بچنے کا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہ ہو، یا کوئی شرعی مسئلہ معلوم کرنے کے لئے کسی کا ذکر کرنے کی ضرورت پیش آئے، یا مثلاً گواہ وغیرہ کی عدالت اور جرح کے لئے ضرورت پیش آئے، تاکہ گواہ کا سچا جھوٹا ہونا معلوم کیا جاسکے، یا مثلاً کسی سے مخصوص جگہ نکاح یا کوئی اور معاملہ کرنے کے لئے مشورہ طلب کیا جائے وغیرہ، تو ایسے موقع پر شریعت کا حکم معلوم کرنے، یا دوسرے کو نقصان وضرر سے بچانے، یا کسی کا حق دِلوانے یا بچانے کی خاطر کسی کے عیب کو بقدرِ ضرورت بیان کرنا جائز ہے۔

(والتفصيل فی: فتح الباری لا بن حجر ج ۱۰ ص ۴۷۲، کتاب الادب، قوله باب قول النبی صلی الله عليه وسلم خير دور الانصار، الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱، ص ۳۳۶، مادة غيبة)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أخبرنا أبو طاهر الفقيه، أنا أبو بكر محمد بن عمر بن حفص التاجر، نا جعفر بن محمد الصائغ، نا إسحاق بن إسماعيل، قال :سمعت سفيان، يقول " :الغيبة أشد عند الله عز وجل من الزنا وشرب الخمر؛ لأن الزنا وشرب الخمر ذنب فيما بينك وبين الله عز وجل، فإذا تبت عنه تاب الله عليك، والغيبة لا يغفر لك حتى يغفر لك صاحبك "وهذا الذی قال سفيان بن عيينة قد روی بإسناد ضعيف، عن النبی صلی الله عليه وسلم :وبإسناد آخر مرسل(شعب الايمان، رقم الحديث ۶۳۱۴)

ورواه البيهقی أيضا عن رجل لم يسم عن أنس .ورواه عن سفيان بن عيينة غير مرفوع، وهو الأشبه. والله أعلم (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۱۸۴۶)

(۱۵)

سچ اور جھوٹ

زبان کا ایک بہت اہم عمل سچ اور اس کے مقابلہ میں جھوٹ ہے۔

قرآن وسنت میں سچ بولنے کی اہمیت وتاکید اور جھوٹ بولنے کی ممانعت اور اس کی برائی ومذمت اور قباحت بیان کی گئی ہے، اور یہ گناہ معاشرہ میں بہت پھیل گیا ہے، جس سے ہر انسان کو بچنے کی ضرورت ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں سچ کی اہمیت اور جھوٹ کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورة مريم، رقم الآية ۴۹، و۵۰)

ترجمہ: اور ہم نے اُن (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب عطا کیے، اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا، اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت عطا کی، اور ہم نے ان کو بلند سچی زبان والا بنایا (سورہ مریم)

اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا سچا ہونا عظیم الشان نبیوں کی صفت ہے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاجْعَلْ لِيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِيْنَ (سورة الشعراء، رقم الآية ۸۴)

ترجمہ: اور (حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا کی کہ) مجھے بعد والوں میں

سچی زبان والا بنا دیجئے (سورہ شعراء)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سچی زبان اتنی عظیم نعمت ہے کہ جس کی دعا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے کی ہے۔

قرآن مجید ہی میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ (سورة النحل، رقم الآية ۱۰۵)

ترجمہ: بس جھوٹ وہی لوگ گھڑتے ہیں، جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے، اور یہی لوگ جھوٹے ہیں (سورہ نحل)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جھوٹ گھڑنے کا ارتکاب کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان ناقص ہوتا ہے۔

سچ کا عادی صدیق، جھوٹ کا عادی کذّاب

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيْقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِىْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ كَذَّابًا (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ، بر (یعنی نیکی وبھلائی) کی طرف ہدایت دیتا ہے، اور بر (یعنی نیکی وبھلائی) جنت کی طرف ہدایت دیتی ہے، اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اُس کو صدیق لکھ دیا جاتا ہے؛ اور جھوٹ

---

[1] رقم الحديث ۲۶۰۷ "۱۰۳" كتاب البر والصلة والآداب، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، واللفظ لهٗ؛ بخاري، رقم الحديث ۶۰۹۴.

گناہوں کی طرف لے جاتا ہے، اور گناہ جہنّم کی طرف لے جاتا ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اُس کو کذّاب لکھ دیا جاتا ہے (مسلم؛ بخاری)

یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور محدثین نے بھی روایت کی ہے۔ [1]

صدیق انتہائی سچے شخص کو کہا جاتا ہے، اور کذاب انتہائی جھوٹے شخص کو کہا جاتا ہے۔

اور بِر کا لفظ خیر کی چیزوں کا جامع ہے، جس میں نیکیوں کا اختیار کرنا اور بُرائیوں سے بچنا سب داخل ہے، اور بِر کا لفظ ایسے خالص عمل پر بھی بولا جاتا ہے، جو پابندی کے ساتھ کیا جائے، اور موت تک جاری رہے۔

اور بِر کے مقابلے میں فجور کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جو سچ اور حق سے اعراض اور گناہوں پر اُبھار کو کہا جاتا ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان سچ بولتے رہنے کی وجہ سے اللہ کے یہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے، اور اس کو صدیقوں والا مقام و مرتبہ عطاء کیا جاتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں جھوٹ بولتے رہنے کی وجہ سے اس کو اللہ کے یہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے، اور اس کو کذابوں والا عذاب دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

(والتفصیل فی: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۴۴ ۲۰)

سچ نیکی کے ساتھ اور نیکی جنت میں اور جھوٹ جہنم میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّهُ مَعَ

---

[1] عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر، وإن البر يهدى إلى الجنة، وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور، وإن الفجور يهدى إلى النار، وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا وفى الباب عن أبى بكر الصديق، وعمر، وعبد الله بن الشخير، وابن عمر: هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذى، رقم الحديث ۱۹۷۱)

الْبِـرِّ، وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ، وَهُمَا فِي النَّارِ (صحيح ابن حبان) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سچ کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ بر (یعنی نیکی اور بھلائی) کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہ دونوں جنت میں ہوں گے، اور تم جھوٹ سے بچو، کیونکہ یہ گناہوں کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہ دونوں جہنم میں ہوں گے (ابنِ حبان)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کچھ تفصیل کے ساتھ بھی مروی ہے۔ ۲؎

اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۳؎

۱؎ رقم الحديث ۵۷۳۴،كتاب الحظر والاباحة، باب الكذب.
في حاشية ابن حبان : إسناده صحيح.

۲؎ عن سليم بن عامر ، عن أوسط ، قال :خطبنا أبو بكر ، فقال :قام رسول الله صلى الله عليه وسلم مقامي هذا عام الأول ، وبكى أبو بكر ، فقال أبو بكر :سلوا الله المعافاة -أو قال :العافية -فلم يؤت أحد قط بعد اليقين أفضل من العافية -أو المعافاة -عليكم بالصدق فإنه مع البر ، وهما في الجنة ، وإياكم والكذب فإنه مع الفجور ، وهما في النار ، ولا تحاسدوا ، ولا تباغضوا ، ولا تقاطعوا ، ولا تدابروا ، وكونوا إخوانا كما أمركم الله(مسند أحمد، رقم الحديث ۵)
إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)
(عليكم بالصدق) أي الزموه وداوموا عليه (فإنه مع البر) يحتمل أن المراد به العبادة (وهما في الجنة) أي الصدق مع العبادة يدخلان الجنة (وإياكم والكذب) اجتنبوه واحذروا الوقوع فيه (فإنه مع الفجور) أي الخروج عن الطاعة (وهما في النار) يدخلان نار جهنم (وسلوا الله اليقين والمعافاة) لأنه ليس شيء مما يعمل للآخرة يتلقى إلا باليقين وليس شيء من الدنيا يهنأ لصاحبه إلا مع العافية وهي الأمن الصحة وفراغ القلب فجمع أمر الآخرة كله في كلمة والدنيا في كلمة (فإنه لم يؤت أحد بعد اليقين خيرا من المعافاة ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تقاطعوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا كما أمركم الله) وسبق تقريره موضحا بما فيه(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۵۵۳۵)

۳؎ ثنا ثابت بن سعد، قال :سمعت معاوية بن أبي سفيان، يقول :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :عليكم بالصدق فإنه يهدي إلى البر وهما في الجنة، وإياكم والكذب فإنه يهدي إلى الفجور وهما في النار(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۹۴)
قال الهيثمي:رواه الطبراني في الكبير، وإسناده حسن(مجمع الزوائد،باب ما جاء أن الصدق من الإيمان)

معلوم ہوا کہ سچ نیکی کے ساتھ ہوتا ہے، اور نیکی جنت میں لے جانے والی ہے، اور جھوٹ گناہوں کے ساتھ اور گناہ جہنم میں لے جانے والا ہے، لہٰذا سچ جنت میں لے جانے اور جھوٹ جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہوا۔

انسان جھوٹ سے فجور اور فجور سے کفر تک پہنچ جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَمَلُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: اَلصِّدْقُ، وَإِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ، وَإِذَا بَرَّ آمَنَ، وَإِذَا آمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا عَمَلُ النَّارِ؟ قَالَ اَلْكَذِبُ، إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ فَجَرَ، وَإِذَا فَجَرَ كَفَرَ، وَإِذَا كَفَرَ دَخَلَ يَعْنِيْ النَّارَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۶۶۴۱) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! جنت کا عمل کون سا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ، اور جب بندہ سچ بولتا ہے، تو وہ بِر (یعنی نیکی) کو اختیار کرتا ہے، اور جب بِر (یعنی نیکی) کو اختیار کرتا ہے، تو وہ ایمان والا ہو جاتا ہے، اور جب ایمان والا ہو جاتا ہے، تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے، اس آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! جہنم کا عمل کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ، جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، تو وہ فجور (یعنی گناہوں) کو اختیار کرتا ہے، اور جب فجور (یعنی گناہوں) کو اختیار کرتا ہے، تو کافر ہو جاتا ہے، اور جب کافر ہو جاتا ہے، تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے (مسند احمد)

---

[1] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

معلوم ہوا کہ جھوٹ سے انسان فجور اور شدید گناہوں تک اور فجور اور شدید گناہوں سے کفر تک اور کفر سے جہنم تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جھوٹ کفر سے تعلق رکھتا ہے، جس طرح سچ ایمان سے تعلق رکھتا ہے، ایمان اگر سب سے بڑا سچ ہے، تو اس کے مقابلہ میں کفر سب سے بڑا جھوٹ ہے، العیاذ باللہ تعالیٰ، اور کافر و مشرک بھی درحقیقت کفر وشرک کی شکل میں بڑے جھوٹ ہی کا ارتکاب کرتا ہے، اور عادتاً انسان پہلے چھوٹا جرم کرتا ہے، اور پھر رفتہ رفتہ بڑا مجرم بن جاتا ہے، چنانچہ ڈاکو پہلے چوری کرتا ہے، اور پھر ڈاکو بن جاتا ہے، اسی طرح جھوٹ کا معاملہ ہے کہ جھوٹ بولتے بولتے آدمی آگے بڑھ کر کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۵۶۱۷، ج ۴، ص ۳۶۲)

جھوٹ اور سچ کا اجتماع

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: لَا يَجْتَمِعُ الْإِيْمَانُ وَالْكُفْرُ فِيْ قَلْبِ امْرِءٍ، وَلَا يَجْتَمِعُ الْكَذِبُ وَالصِّدْقُ جَمِيْعًا، وَلَا تَجْتَمِعُ الْخِيَانَةُ وَالْأَمَانَةُ جَمِيْعًا (الجامع لابن وهب، رقم الحديث ۴۵۷) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان اور کفر ایک آدمی کے دل میں جمع نہیں ہوسکتا، اور جھوٹ اور سچ دونوں بھی جمع نہیں ہو سکتے، اور خیانت اور امانت یہ دونوں بھی جمع نہیں ہو سکتے (ابنِ وہب)

مطلب یہ ہے کہ ایمان اور کفر ایک دوسرے کے مدِ مقابل چیزیں ہیں، اور ان کا ایک آدمی کے دل میں ایک وقت میں جمع ہونا ممکن نہیں۔

---

[1] قال الالبانی: قلت: وهذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۰۵۰)

اور سچ کا تعلق ایمان سے ہے، اور جھوٹ کا تعلق کفر سے ہے، اور اسی طرح امانت کا تعلق ایمان سے ہے، اور خیانت کا تعلق کفر سے ہے، لہٰذا جس طرح ایمان وکفر کا جمع ہونا ممکن نہیں، اسی طرح ان دونوں سے پیدا ہونے والی چیزوں کا بھی جمع ہونا ممکن نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوٹ سے نفرت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَذِبِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَكْذِبُ عِنْدَهُ الْكِذْبَةَ، فَمَا تَزَالُ فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً (صحیح ابنِ حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ کوئی (بُری) عادت مبغوض وناپسندیدہ نہیں تھی، اور جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی جھوٹ بولتا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس جھوٹ کا اثر اس وقت تک قائم رہتا تھا، جب تک کہ یہ معلوم نہیں ہوجاتا تھا کہ اس نے جھوٹ سے توبہ کرلی ہے (ابنِ حبان)

یہ مضمون تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور روایات میں بھی آیا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۵۷۳۶، کتاب الحظر والاباحة، باب الکذب.

فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح.

[2] عن ابن أبی مليكة، أو غيره: أن عائشة، قالت: ما كان خلق أبغض إلى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الكذب، ولقد "كان الرجل يكذب عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الكذبة، فما يزال فی نفسه عليه حتى يعلم أنه قد أحدث منها توبة" (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۵۱۸۳)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

عن عائشة رضی الله عنها قالت: ما كان خلق أبغض إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من الكذب وما اطلع على أحد من ذلك بشیء فخرج من قلبه حتى يعلم أنه قد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

معلوم ہوا کہ جھوٹ اتنی بُری خصلت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت نفرت تھی، اسی وجہ سے کسی کے جھوٹ بولنے کے بعد توبہ کرنے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اس کا اثر رہتا تھا، لہٰذا جھوٹ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء وتکلیف کا باعث ہوا، جس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہوا۔

(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۶۵۸۵، ج۵، ص۱۰۶)

خرید وفروخت کے وقت سچ کا فائدہ اور جھوٹ کا نقصان

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، أَوْ قَالَ: حَتّٰى يَتَفَرَّقَا - فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرید وفروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہوتا ہے، جب تک وہ جدا نہ ہوجائیں، پھر اگر وہ سچ بولیں اور حقیقت کو واضح کردیں، تو ان کی خرید وفروخت میں برکت عطا کردی جاتی ہے، اور اگر وہ حقیقت کو چھپالیں، اور جھوٹ بولیں، تو ان کی خرید وفروخت کی برکت کو مٹا دیا جاتا ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ خرید وفروخت کرنے والے اگر خرید وفروخت کے وقت اپنی خرید وفروخت

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أحدث توبة (مسند البزار، رقم الحديث ۲۰۳)

أخبرنا خالد بن خداش . أخبرنا حماد بن زيد عن أيوب عن إبراهيم بن ميسرة قال: قالت عائشة . رضي الله عنها : ما كان خلق أبغض إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - من الكذب . وما اطلع منه على شيء عند أحد من أصحابه فيبخل له من نفسه حتى يعلم أن أحدث توبة (الطبقات الكبرىٰ لابنِ سعد، ج ۱ ص ۲۸۵)

[1] رقم الحديث ۲۰۸۲، كتاب البيوع، باب ما يمحق الكذب والكتمان في البيع.

والی چیزوں کی حقیقت کو واضح کردیں، اور ان کے کسی عیب کو نہ چھپائیں، تو ان دونوں کو برکت عطا کی جاتی ہے، خریدنے والے کو اس کی چیز میں اور فروخت کرنے والے کو اس کی قیمت میں، اور اس کے برعکس جھوٹ بولنے یا حقیقت وعیب کو چھپانے کی صورت میں دونوں یا جھوٹ بولنے اور حقیقت وعیب چھپانے والے کی برکت کو ختم کردیا جاتا ہے، اس پر یقین رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو سچ بولنے کا اہتمام کرنا چاہئے، جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ خیر وبرکت حاصل ہوگی، اور جگہ جگہ کاروبار میں جو بے برکتی کا سامنا ہے، اس سے نجات حاصل ہوگی۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج۵ص۱۹۱۳، کتاب البیوع، باب الخیار. وفیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۳۲۲۳، ج۳، ص۲۲۴)

سچے اور امانت دار تاجر کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ، وَالصِّدِّيْقِيْنَ، وَالشُّهَدَاءِ(سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا، امانت دار تاجر، نبیوں اور صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا (ترمذی)

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۱۲۰۹، ابواب البیوع، باب ما جاء فی التجار وتسمية النبی صلی اللہ علیہ وسلم إياهم.
قال الترمذی: هذا حديث حسن.

[2] عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التاجر الأمين الصدوق المسلم مع الشهداء يوم القيامة(سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۲۱۳۹)
هو حديث جيد الإسناد صحيح المعنى، ولا يلزم من المعية أن يكون فى درجتهم، ومنه قوله تعالى: (ومن يطع الله والرسول ...) الآية ."وهذا هو الذى اطمأنت إليه النفس أخيراً، وانشرح له الصدر بعد أن كنت ضعفته فى بعض التخريجات، فاللهم غفراً!!
وله شاهد من حديث الحسن عن أبى سعيد الخدرى مرفوعاً به.رواه جمع منهم الترمذى -وحسنه-،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ [1]

جھوٹ بولنے والے تجار، فجّار ہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ قَالَ : رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰہِ أَلَمْ يُحِلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟ قَالَ : إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فَيَكْذِبُوْنَ، وَيَحْلِفُوْنَ وَيَأْثَمُوْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۶۶۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر تجار فجار (فاسق) ہوتے ہیں کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اللہ نے بیع کو حلال نہیں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں لیکن جب یہ لوگ بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسم اٹھا کر گناہگار ہوتے ہیں (مسند احمد)

قیامت کے قریب جھوٹ کی کثرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْكَذِبُ، وَتَتَقَارَبَ الْأَسْوَاقُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وأقره البغوی فی "شرح السنة(۲۰۲۵/۴/۸) "والمنذری فی "الترغیب (۳/۲۸/۱)"والحافظ ابن کثیر فی "التفسیر(۵۲۳/۱) "وأعله الحاكم بالانقطاع بين الحسن -وهو البصری -وأبی سعيد الخدری، فهو شاهد حسن إن شاء الله تعالى(سلسلة الأحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ۳۴۵۳)

[1] عن أبی حرة ، قال :سمعت أبا نضرة يقول :التاجر الصدوق بمنزلة الشهيد عند الله تعالى يوم القيامة(مُصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث ۲۳۵۴۶)

عن أبی حمزة ، عن الحسن ، قال :التاجر الأمين الصادق مع الصديقين والشهداء (ايضاً،رقم الحديث ۲۳۵۴۷)

[2] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ . قِيْلَ: وَمَا الْهَرْجُ ؟ قَالَ : اَلْقَتْلُ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۰۷۲۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک مختلف فتنے ظاہر نہ ہوجائیں، اور جھوٹ عام نہ ہوجائے، اور بازار اور منڈیاں قریب قریب نہ ہوجائیں (جیسا کہ آج کل قریب قریب ہیں، بلکہ پوری دنیا کی منڈیاں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں) اور جب تک زمانہ قریب نہ ہوجائے (یعنی وقت جلدی جلدی نہ گزرنے لگے) اور جب تک ہرج کی کثرت نہ ہوجائے، عرض کیا گیا کہ ہرج کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرج قتل ہے (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ جھوٹ بُری خصلت ہے، جس کی قیامت کے قریب کثرت ہوگی، اور آج کل جھوٹ کی کثرت ہے، بلکہ مختلف ذرائع ابلاغ کے واسطہ سے پروپیگنڈا مہم کے طور پر اجتماعی جھوٹ اور اس کی نشرواشاعت عام ہے، جو قُربِ قیامت کی علامتوں اور فتنوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ اس سے نجات وحفاظت عطا فرمائے۔

جھوٹ پھیلانے یا جھوٹی بات نشر کرنے کا وبال

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، قَالاَ اَلَّذِيْ رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (بخاری) [2]

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث ۶۰۹۶، كتاب الادب، باب قول الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين وما ينهى عن الكذب.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رات (خواب میں) دو آدمیوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آئے، انہوں نے (مجھ سے) کہا کہ جس آدمی کو آپ نے اس حال میں دیکھا تھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے، وہ بہت بڑا جھوٹا تھا، اور اس طرح جھوٹ بولتا تھا کہ اس کا جھوٹ دنیا کے اطراف میں پھیل جاتا تھا، تو قیامت کے دن تک اس کے ساتھ اسی طرح کے عذاب کا معاملہ ہوتا رہے گا (بخاری)

اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی ایک تفصیلی روایت میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ، فَقَالَ : هَلْ رَاٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ رَاٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ فِيْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ : فَسَأَلَنَا يَوْمًا، فَقَالَ : هَلْ رَاٰى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ قَالَ : فَقُلْنَا : لَا، قَالَ: لٰكِنْ أَنَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، فَأَخَذَا بِيَدَيَّ، فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى أَرْضٍ فَضَاءٍ، أَوْ أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ، فَمَرَّا بِيْ عَلٰى رَجُلٍ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِنْ حَدِيْدٍ، فَيُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ، فَيَشُقُّهٗ، حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يُخْرِجُهٗ فَيُدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهِ الْآخَرِ، وَيَلْتَئِمُ هٰذَا الشِّدْقُ، فَهُوَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهٖ، قُلْتُ : مَا هٰذَا ؟............ فَقُلْتُ لَهُمَا : إِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِيْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ، فَأَخْبِرَانِيْ عَمَّا رَأَيْتُ، فَقَالَا : نَعَمْ، أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِيْ رَأَيْتَ فَإِنَّهٗ رَجُلٌ كَذَّابٌ، يَكْذِبُ الْكِذْبَةَ فَتُحْمَلُ عَنْهُ فِي الْآفَاقِ، فَهُوَ يُصْنَعُ بِهٖ مَا رَأَيْتَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ اللّٰهُ بِهٖ مَا شَاءَ (مسند احمد) [1]

---

[1] رقم الحديث ٢٠١٦٥، واللفظ لهٗ؛ بخارى، رقم الحديث ١٣٨٦ .
في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

ترجمہ: رسول اللہ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے اُس رات کوئی خواب دیکھا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کر دیتا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اس کی تعبیر دے دیتے۔
چنانچہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے معلوم کیا کہ آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ نہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک صاف زمین یا برابر (وہموار) زمین کی طرف لے گئے، پھر وہ مجھے ایک آدمی کے قریب سے لے کر گزرے کہ جس کے سَر کے قریب ایک آدمی کھڑا ہوا تھا، جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا، کھڑا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں وہ زنبور ڈال کر ایک طرف سے اس کا جبڑا (اور کلّا) چیر کر گدّی تک پہنچ جاتا تھا اور پھر اس زنبور کو نکال لیتا تھا، اور پھر دوسرے جبڑے کو بھی اسی طرح چیر کر گدی تک پہنچ جاتا تھا، اتنے میں پہلا جبڑا صحیح ہو جاتا تھا اور وہ پھر اُس کے ساتھ اسی طرح کرتا تھا (یہ تعذیب وتکلیف کا عمل مسلسل جاری تھا) میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ (پھر اس حدیث میں آگے چل کر یہ ہے کہ)
پھر میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے مجھے رات بھر گھمایا؛ اب جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کی تفصیل بتاؤ؛ تو ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں! جس شخص کو آپ نے سب سے پہلے دیکھا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی باتیں کہتا تھا، اور لوگ اس کے جھوٹ کو دنیا جہان میں پھیلاتے تھے، تو اُس آدمی کے ساتھ (عالَمِ برزخ میں) قیامت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا، جو آپ نے دیکھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ

اُس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا (مسند احمد؛ بخاری)

ویسے تو جھوٹ بولنا ہی گناہ ہے، اور جھوٹ کو پھیلانا اور بھی شدید اور سخت گناہ ہے، کیونکہ جب جھوٹ پھیلتا ہے، تو اس کو بہت سے لوگ سُنتے اور متأثر ہوتے ہیں، اس لئے جھوٹ پھیلانے میں جھوٹ کا گناہ شدید ہو جاتا ہے۔

آج کل مختلف ذرائع ابلاغ (مثلاً اخبار، ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ) کے ذریعہ سے بہت سی جھوٹی باتیں اور جھوٹی خبریں نشر کی جاتی ہیں، ان ذرائع ابلاغ کے ذریعہ جھوٹ نشر کرنا بھی جھوٹ پھیلانے میں داخل ہے، جس میں مذکورہ عذاب کی وعید موجود ہے۔

ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کرنے میں جھوٹ

احادیث میں ہر سُنی ہوئی بات کو آگے بیان کرنے اور نشر کرنے کی بھی ممانعت آئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سُنی ہوئی بات کو بیان کردے (مسلم، ابوداؤد، ابن حبان)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ [2]

---

[1] مقدمة، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۴۹۹۲، باب فى التشديد فى الكذب؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۳۰.

فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط الصحيح، وأخرجه مسلم فى مقدمة صحيحه.

[2] عن أبى أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كفى بالمرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع، وكفى بالمرء من الشح أن يقول آخذ حقى لا أترك منه شيئا هذا إسناد صحيح فإن آباء هلال بن العلاء أئمة ثقات وهلال إمام أهل الجزيرة فى عصره " (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۲۱۹۶)

قال الذهبى: صحيح وآباء هلال ثقات.

اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد بھی اسی طرح سے مروی ہے۔ [۱]

ہر سُنی ہوئی بات کا سچا ہونا ضروری نہیں، بلکہ بہت سی باتیں جھوٹی بھی ہوتی ہیں، لہٰذا جب تک کسی بات کے سچ ہونے کا یقین یا اطمینان نہ ہو، تو اُس کو کسی کے سامنے نقل و بیان کرنا درست نہیں۔

آج کل مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے ہر سُنی ہوئی بات کو تحقیق کیے بغیر نشر کر دیا جاتا ہے، جن میں سے بے شمار باتیں بعد میں جھوٹی بھی ثابت ہو جاتی ہیں، اور بہت سی باتیں جھوٹی ثابت تو نہیں ہوتیں، مگر ہوتی وہ بھی جھوٹی ہیں، اور خواہ جھوٹی نہ بھی ہوں، تب بھی تحقیق کے بغیر ہر سُنی ہوئی بات کے بیان کر دینے پر ہی شریعت نے جھوٹ کا حکم لگا دیا ہے، جس سے بچنے کا حکم ہے۔

(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۶۲۴۲، و تحت رقم الحدیث ۶۲۴۴، حرف الکاف، ج۵، ص ۲)

بادشاہ و حکمران کا جھوٹ بولنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ (مسند احمد) [۲]

---

[۱] عن أبي عثمان النهدي، قال :قال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه :بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع(مسلم، رقم الحديث ۵"۵")
حدثنا محمد بن المثنى، قال :حدثنا عبد الرحمن، قال :حدثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن أبي الأحوص، عن عبد الله، قال :بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ۵"۵"، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع)

[۲] رقم الحديث ۱۰۲۲۷، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ۱۰۷ "۱۷۲"
في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام فرمائیں گے اور نہ اُن کی طرف (رحمت کی) نظر فرمائیں گے، اور نہ ہی انہیں (گناہ سے) پاک وصاف کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، ایک بوڑھا زناکار، دوسرے جھوٹا بادشاہ (وحاکم) تیسرے مفلس (یعنی غریب ونادار) تکبر کرنے والا (مسند احمد، مسلم)

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلشَّيْخُ الزَّانِيُ، وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ، وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ (مسند البزار، رقم الحديث ۲۵۲۹) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، ایک بوڑھا زناکار، دوسرے جھوٹا بادشاہ (وحاکم) تیسرے مفلس (یعنی غریب ونادار) اِترانے والا (یعنی متکبر) (مسند بزار)

بادشاہ وحاکم کو عام طور پر جھوٹ بولنے میں کسی کی طرف سے مؤاخذے کا ڈر نہیں ہوتا، اور اس کا رعایا سے تعلق ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کے جھوٹ سے پوری قوم کو دھوکہ ہوتا ہے؛ اور اسی وجہ سے بادشاہ وحاکم کا جھوٹ زیادہ نشر ہوتا اور پھیلتا ہے، اس لئے بادشاہ وحاکم کا جھوٹ بولنا عام آدمی کے جھوٹ بولنے کے مقابلہ میں زیادہ شدید گناہ ہے، اس لئے اس کے لئے احادیث میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔

(والتفصيل فی: مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الغضب والكبر، ج۸، ص ۳۱۹۰)

[۱] قال المنذری: رواه البزار بإسناد جيد. العائل هو الفقير المزهو هو المعجب بنفسه المتكبر (الترغيب والترهيب للمنذری، تحت رقم الحديث ۴۴۷۰، كتاب الأدب وغيره، الترغيب فی الحياء وما جاء فی فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

جھوٹے، ظالم حکمران اور ان کی جھوٹ وظلم پر مدد

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ دَخَلَ، وَنَحْنُ تِسْعَةٌ وَبَيْنَنَا وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ: إِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِىْ أُمَرَاءُ يَكْذِبُوْنَ وَيَظْلِمُوْنَ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ، فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّىْ، وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَىَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ، وَيُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّىْ وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَارِدٌ عَلَىَّ الْحَوْضَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۱۲۶) [1]

ترجمہ: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، یا داخل ہوئے، اور ہم نو افراد تھے، اور ہمارے درمیان چمڑے کا تکیہ تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے؛ جو جھوٹ بولیں گے، اور ظلم کریں گے، پس جو شخص اُن کے پاس گیا اور اُن کے جُھوٹ پر اُن کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر اُن کی مدد کی تو اُس کا مجھ سے تعلق نہیں، اور نہ میرا اُس سے تعلق ہے، اور نہ وہ شخص میرے پاس حوضِ کوثر پر آ سکے گا، اور جس نے اُن کے جُھوٹ کی تصدیق نہ کی اور نہ اُن کے ظلم کی اُن پر مدد کی، تو اُس کا مجھ سے تعلق ہے، اور میرا اُس سے تعلق ہے، اور وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر بھی حاضر ہوگا (مسند احمد)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ فِى الْمَسْجِدِ

---

[1] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح. رجاله ثقات.

بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، رَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ خَفَضَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِي السَّمَاءِ شَيْءٌ، فَقَالَ: أَلَا إِنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ أُمَرَاءُ يَكْذِبُوْنَ وَيَظْلِمُوْنَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَمَالَأَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّيْ، وَلَا أَنَا مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُمَالِئْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّيْ، وَأَنَا مِنْهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۳۵۳) [۱]

ترجمہ: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور ہم عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں تھے، آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائی، پھر اس کو نیچا کیا، یہاں تک کہ ہمارا گمان ہوا کہ آسمان میں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے، جو جھوٹ بولیں گے، اور ظلم کریں گے، پس جس نے اُن کے جھوٹ کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر مدد کی، تو اُس کا مجھ سے تعلق نہیں اور میرا اُس سے تعلق نہیں، اور جس نے اُن کے جُھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اُن کے ظلم پر اُن کی مدد کی، تو وہ میرے سے تعلق رکھتا ہے، اور میں اُس سے تعلق رکھتا ہوں (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

اس سے اُن لوگوں کے بارے میں سخت وعید معلوم ہوئی جو حکمرانوں کے جھوٹ کی تصدیق کرتے ہیں، اور اُن کی ظلم میں مدد کرتے ہیں اور ساتھ ہی اُن لوگوں کی فضیلت معلوم ہوئی جو حکمرانوں کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کرتے، اور اُن کی ظلم میں مدد نہیں کرتے۔

آج کل جو حکمرانوں کے ساتھ اُن کے وزیر اور مشیر ہوتے ہیں، اُن کے لئے بھی ان احادیث میں سبق اور ہدایت کا سامان موجود ہے۔

---

[۱] فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولنا

حضرت حیدہ بن قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ (سنن الترمذی)[1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ویل ہے اُس شخص کے لئے جو کوئی جھوٹی بات لوگوں کو ہنسانے کے لئے کرے، اُس کے لئے ویل ہے، اُس کے لئے ویل ہے (ترمذی)

ویل درحقیقت جہنم کے انتہائی ذلت آمیز اور شدید عذاب کو کہا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہنسانے کی غرض سے جھوٹ بولنے والے کے لئے تین مرتبہ ویل کے عذاب کی وعید سنائی، جس سے جھوٹ کے گناہ کا شدید عذاب اور ہلاکت کا باعث ہونا معلوم ہوا؛ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جھوٹ میں بے شمار خرابیاں جمع ہیں۔

چنانچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جھوٹ سے دل مردہ ہوجاتا ہے، اور نسیان اور بھول اور حماقت اور اوچھے پن کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

آج مختلف ذرائع ابلاغ پر دوسروں کو ہنسانے کے لئے خلافِ حقیقت اور جھوٹی باتیں کی جاتی ہیں، بلکہ نعوذ باللہ تعالیٰ ایسے پروگراموں کو قبولیت کی نظر سے دیکھا اور سُنا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی نظر میں یہ حرکت سنگین گناہ ہے، اس لئے نہ تو ایسے پروگراموں کا حصہ بننا چاہئے، اور نہ ان کو دیکھنا، سُننا چاہئے۔

(والتفصيل فی: فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۹۶۴۸، ج۶، ص۳۶۸)

---

[1] رقم الحديث ۲۳۱۵، ابواب الزهد، باب فيمن تكلم بكلمة يضحك بها الناس؛ مسند أحمد، رقم الحديث ۲۰۰۴۶.

قال الترمذی: وفی الباب عن أبی هريرة هذا حديث حسن.

وفی حاشية مسند احمد: إسناده حسن. بهز بن حكيم وأبوه صدوقان.

بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ : مَنْ قَالَ لِصَبِیٍّ : تَعَالَ هَاکَ، ثُمَّ لَمْ یُعْطِہٖ فَهِیَ کَذْبَةٌ (مسند أحمد، رقم الحديث ۹۸۳۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بچے کو یہ کہا کہ یہاں آ (اور یہ لے) پھر اُس کو اُس نے نہیں دیا، تو یہ ایک مرتبہ (یا ایک طرح) کا جھوٹ ہے (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّہُ قَالَ : أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِنَا وَأَنَا صَبِیٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِأَلْعَبَ، فَقَالَتْ أُمِّیْ : یَا عَبْدَ اللّٰہِ تَعَالَ أُعْطِکَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِیَہُ؟ قَالَتْ : أُعْطِیْہِ تَمْرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : أَمَا إِنَّکِ لَوْ لَمْ تَفْعَلِیْ کُتِبَتْ عَلَیْکِ کَذْبَةٌ (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۵۷۰۲) [2]

ترجمہ: انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس ہمارے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور میں اس وقت بچہ تھا، میں کھیلنے کے لئے نکلا، تو میری والدہ نے کہا کہ اے عبداللہ! اِدھر آ ؤ، میں آپ کو کچھ دوں گی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا اس کو کیا دینے کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں اس کو کھجور دوں گی؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

[1] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغيره.

خبردار! اگر آپ ایسا نہ کرتیں، تو آپ پر ایک مرتبہ (یا ایک طرح) کا جھوٹ لکھ دیا جاتا (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچہ کے ساتھ بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں۔

(والتفصیل فی: مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب الوعد، ج۷، ص ۳۰۶۰)

مزاح میں جھوٹ نہ بولنے والے کی فضیلت وانعام

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : أَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَإِنْ کَانَ مُحِقًّا، وَبِبَیْتٍ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَکَ الْکَذِبَ وَإِنْ کَانَ مَازِحًا وَبِبَیْتٍ فِیْ أَعْلَی الْجَنَّۃِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَہٗ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت کے اطراف (وکناروں) میں ایک گھر کا ضامن (وذمہ دار) ہوں، اس کے لئے جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے کو چھوڑ دے، اور جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں، اس شخص کے لیے جو مزاح میں بھی جھوٹ کو چھوڑ دے، اور جنت کے اعلیٰ حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں، اس کے لیے جو اپنے اخلاق کو اچھا کرے (ابوداؤد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَنَا الزَّعِیْمُ بِبَیْتٍ فِیْ رِبَاضِ الْجَنَّۃِ، وَبِبَیْتٍ فِیْ أَعْلَاھَا، وَبِبَیْتٍ فِیْ أَسْفَلِھَا لِمَنْ تَرَکَ الْجَدَلَ

---

[1] رقم الحدیث ۴۸۰۰، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق۔

قال الالبانی: للحدیث شواھد یرتقی بھا إلی درجۃ الحسن علی أقل الأحوال (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۲۷۳)

وَهُوَ مُحِقٌّ، وَتَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ لَاعِبٌ وَحَسَّنَ خُلُقَهُ لِلنَّاسِ

(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۱۲۹۰، ج ۱۱ ص ۱۳۹) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک گھر کا جنت کے اطراف (وکناروں) میں اور ایک گھر کا جنت کے اعلیٰ حصے میں اور ایک گھر کا جنت کے نیچے والے حصہ میں ضامن ہوں، اُس شخص کے لئے جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے کو چھوڑ دے، اور کھیل وتفریح کی حالت میں بھی جھوٹ کو چھوڑ دے، اور لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو درست رکھے (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان تینوں باتوں پر عمل کرے، تو اس کے لئے جنت میں تین طرح کے مکان ہیں، اور جو کوئی ان میں سے ایک چیز پر عمل کرے، تو اس کے لئے ایک مکان ہے، جس کی تفصیل حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث میں ذکر کی گئی ہے۔

اور اس سے ملتی جلتی حدیث حضرت معاذ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] قال الالباني: وإسناده حسن إن شاء الله تعالى .... وقد اتفقا على أن البيت الذى فى أعلى الجنة لمن حسن خلقه، على خلاف هذا، فإنه جعل له البيت الذى فى أسفلها، هذا إن اعتبرنا الترتيب المذكور فيه من قبيل لف ونشر مرتب (سلسلة الأحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ۲۷۳)

[2] عن معاذ بن جبل، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أنا زعيم ببيت فى ربض الجنة، وبيت فى وسط الجنة، وبيت فى أعلى الجنة لمن ترك المراء وإن كان محقا، وترك الكذب وإن كان مازحا، وحسن خلقه (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۱۷)

قال الالباني: وجملة القول أن هذا الإسناد ضعيف، ولكن ليس شديد الضعف، فيصلح شاهدا لحديث أبى أمامة، فيرتقى به إلى درجة الحسن .والله أعلم (سلسلة الأحاديث الصحيحة،تحت رقم الحديث ۲۷۳)

عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :بيت فى عرف الجنة وبيت فى فناء الجنة وبيت فى وسط الجنة لمن ترك الكذب، وإن كان مازحا ولمن ترك المراء ، وإن كان محقا ولمن حسن خلقه(مسند البزار، رقم الحديث ۶۶۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْإِيْمَانَ كُلَّهُ، حَتّٰى يَتْرُكَ الْكَذِبَ فِي الْمَزَاحَةِ، وَيَتْرُكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

(مسند أحمد، رقم الحديث ۸۶۳۰) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کا ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتا، جب تک کہ مزاح میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑ دے، اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑے کو نہ چھوڑ دے (مسند احمد)

اسی قسم کی حدیث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۲]

مطلب یہ ہے کہ کامل ایمان اس وقت ہوتا ہے، جبکہ مزاح میں بھی جھوٹ کو چھوڑ دے، اور حق اور سچ پر ہونے کے باوجود جھگڑا نہ کرے۔

حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ، يَقُوْلُ:

إِنَّ الْكَذِبَ لَا يَصْلُحُ مِنْهُ جِدٌّ وَلَا هَزْلٌ. وَقَالَ عَفَّانُ مَرَّةً: جِدٌّ - وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ صَبِيًّا، ثُمَّ لَا يُنْجِزُ لَهُ قَالَ : وَإِنَّ مُحَمَّدًا قَالَ لَنَا : لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا، وَلَا يَزَالُ الرَّجُلُ

---

[۱] قال محمد ابن حجر العسقلاني: لا يؤمن العبد الإيمان كله حتى يترك الكذب في المزاحة الحديث وهو وإن كان منكرا من جهة إسناده لأن مكحولا لم يسمع من أبي هريرة ولأن منصورا راويه مجهول فليس المتن بكذب فإن له شواهد من حديث فضالة بن عبيد وأنس وأبي امامة رضى الله تعالى عنهم وغيرهم فليس هو بكذب فى نفسه والله اعلم(تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة، ج۲،ص۲۸۲)

وقال شعيب الارنؤط فى تخريج مسند احمد بعد البحث الطويل: وأسانيدها ضعيفة، لكن بمجموع هذه الشواهد يمكن تحسين الحديث باللفظ الذى أوردناه من حديث أبي أمامة.

[۲] عن عبد الرحمن بن غنم، عن عمر بن الخطاب، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال :لا يبلغ (العبد) صريح الإيمان حتى يترك الكذب فى المزاح، وحتى يترك المراء وهو محق(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۲۱۱۵)

يَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا (مسند أحمد، رقم الحديث ۳۸۹۶) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جھوٹ کی نہ تو حقیقت میں گنجائش ہے، اور نہ مذاق میں، اور کوئی آدمی بچہ سے کوئی ایسا وعدہ نہ کرے کہ جس کو بعد میں پورا نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کو صدیق (یعنی انتہائی سچا) لکھ دیا جاتا ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کو کذاب (یعنی انتہائی جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے (مسند احمد)

ان احادیث وروایات سے مذاق اور مزاح کی حالت میں بھی جھوٹ کو چھوڑنے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی، اور جب مذاق اور مزاح کی حالت میں بھی جھوٹ بولنے کو شریعت نے پسند نہیں کیا، تو عام حالات میں اس کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے۔

(كذا في: دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب حسن الخلق، ج۵، ص۸۳، و۸۴)

مزاح میں نکاح، طلاق اور رجعت وغیرہ کا حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: اَلنِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں کی حقیقت بھی حقیقت

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] رقم الحديث ۱۱۸۴، ابواب الطلاق واللعان، باب ما جاء فی الجد والهزل فی الطلاق.
قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب، والعمل على هذا عند أهل العلم من أصحاب النبی صلى الله عليه وسلم وغيرهم :.وعبد الرحمن هو ابن حبيب بن أردک المدنی، وابن ماهک هو عندی يوسف بن ماهک.

ہے، اور اُن کی مذاق بھی حقیقت ہے، ایک نکاح، دوسرے طلاق، اور تیسرے رجعت (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ایک اور سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔ [1]

اور اسی طرح کی حدیث حضرت فضالہ بن عبید انصاری اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

اور بعض صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام سے بھی اسی طرح کی روایات مروی ہیں۔ [3]

---

[1] محمد قال اخبرنا ابراهيم بن محمد المدنى قال حدثنى محمد بن حبيب عن عطاء بن ابى رباح عن يوسف بن ماهك عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث جدهن جد وهزلهن جد الطلاق والنكاح والرجعة(الحجة على أهل المدينة، ج٣ص ٢٠٣ ،باب النكاح فى الهزل واللعب والجد)

[2] عن فضالة بن عبيد الأنصارى، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ثلاث لا يجوز اللعب فيهن، الطلاق، والنكاح، والعتق(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٧٨٠)

عن عبادة بن الصامت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :لا يجوز اللعب فى ثلاث :الطلاق والنكاح والعتاق ,فمن قالهن فقد وجبن "(بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، رقم الحديث ٥٠٣)

وقال أحمد بن منيع :ثنا أبو معاوية، عن إسماعيل بن مسلم، عن الحسن، عن عبادة بن الصامت قال :(كان الرجل على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يطلق امرأته ويقول :كنت لاعبا، ويعتق مملوكه ويقول :كنت لاعبا .ويزوج ابنته ويقول :كتب لاعبا فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -ثلاث من قالهن لاعبا كن جائزات عليه :العتاق، والطلاق، والنكاح .فأنزل الله فى ذلك :(ولا تتخذوا آيات الله هزوا) رواه الحارث بن محمد بن أبى أسامة :ثنا بشر بن عمر، ثنا عبد الله بن لهيعة، ثنا عبيد الله بن أبى جعفر ,عن عبادة بن الصامت :(أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال: لا يجوز اللعب فى ثلاث :الطلاق، والنكاح، والعتاق ,فمن قالهن فقد وجبن)(إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة،رقم الحديث ٣١٣٩/ ١-٢)

وقال محمد بن يحيى بن أبى عمر :ثنا سفيان، عن إسماعيل بن مسلم، عن الحسن، عن رجل، عن أبى الدرداء -رضى الله عنه -قال" :كان الرجل يطلق ثم يقول :لعبت .ويعتق فيقول :لعبت .فأنزل الله -عز وجل -(ولا تتخذوا آيات الله هزوا) الآية، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من طلق أو أعتق فقال :لعبت .فليس قوله بشىء يقع عليه ويلزمه."قال سفيان :يقوله يلزمه الشىء.

هذا الإسناد ضعيف؟ لجهالة تابعيه، وله شاهد من حديث عبادة بن الصامت وتقدم فى كتاب النكاح فى باب من عرض ابنته(إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة،رقم الحديث ٥٦٣٠)

[3] عن الحسن ، عن أبى الدرداء ، قال :ثلاث لا يلعب بهن :النكاح ، والعتاق ، والطلاق (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ١٨٧١٤)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہزل یا مذاق اس کو کہا جاتا ہے، جس میں انسان کا ارادہ تو ہوتا ہے، لیکن وہ نیت کسی اور معنیٰ کی کرتا ہے۔

کیونکہ نکاح اور طلاق کا تعلق الفاظ سے ہے، اور نیت کا حال کسی کو معلوم نہیں، اس لئے جب کوئی شخص ہوش وحواس میں نکاح یا طلاق سے متعلق، اور اسی طرح رجعی طلاق دینے کے بعد رجوع کے بارے میں صاف الفاظ ادا کرے، تو اس کے ظاہری الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے، اگرچہ وہ بعد میں یہ دعویٰ کیوں نہ کرے کہ اس نے مذاق میں وہ الفاظ ادا کئے تھے، اور یہی مطلب ہے ان چیزوں کے مذاق بھی حقیقت ہونے کا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(والتفصیل فی: مرقاۃ، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، ج۵، ص ۲۱۴۰)

مزاح میں کسی کو ڈرانے یا چیز اُٹھانے کی مذمت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عن سعيد بن المسيب ، عن عمر ، قال :أربع جائزات على كل حال :العتق ، والطلاق، والنكاح ، والنذر (ايضاً، رقم الحديث ۱۸۷۱۵)

عن الضحاک ؛ قال سمعته يقول :ثلاث لا يلعب بهن :الطلاق ، والنكاح ، والنذر (ايضاً، رقم الحديث ۱۸۷۱۶)

عن عمرو بن مهاجر ، قال :كتب عبد الملک بن مروان ، وسليمان ، وعمر بن عبد العزيز ، ويزيد بن عبد الملک :ما أقلتم السفهاء عن شىء ، فلا تقيلوهم الطلاق والعتاق (ايضاً، رقم الحديث ۱۸۷۱۷)

عن سعيد بن المسيب ، قال :ثلاث لا لعب فيهن :النكاح ، والطلاق ، والعتاق (ايضاً، رقم الحديث ۱۸۷۱۸)

عن أبى الدرداء ، قال :كان الرجل فى الجاهلية يطلق ثم يرجع ، يقول :كنت لاعبا ، ويعتق ثم يرجع ، يقول :كنت لاعبا ، فأنزل الله تعالى :(ولا تتخذوا آيات الله هزوا) ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من طلق ، أو حرر ، أو أنكح ، أو نكح ، فقال إنى كنت لاعبا فهو جائز (ايضاً، رقم الحديث ۱۸۷۱۹)

عن سليمان بن حبيب المحاربى ، قال :كتب إلى عمر بن عبد العزيز :مهما أقلت السفهاء من أيمانهم ، فلا تقلهم العتاق والطلاق (ايضاً، رقم الحديث ۱۸۷۲۰)

عن سعيد ، قال :ثلاث ليس فيهن لعب :العتاق ، والطلاق ، والنكاح (ايضاً، رقم الحديث ۱۸۷۲۱)

حَدَّثَنَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُمْ كَانُوْا يَسِيْرُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ، فَنَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ، فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلٰى نَبْلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهَا، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ فَزِعَ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ، فَقَالَ : مَا يُضْحِكُكُمْ ؟ فَقَالُوْا : لَا، إِلَّا أَنَّا أَخَذْنَا نَبْلَ هٰذَا فَفَزِعَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا (مسند احمد) [۱]

ترجمہ: ہمیں کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر پر جا رہے تھے، ان میں سے ایک آدمی سو گیا، تو ایک آدمی چپکے سے اس کی طرف بڑھا اور اس کا تیر اٹھا لیا جب وہ آدمی اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ (اپنا تیر نہ پا کر) خوفزدہ ہو گیا، جس سے لوگ ہنسنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ان کے ہنسنے کی وجہ پوچھی، تو لوگوں نے کہا کہ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے، بس ہم نے اس کا تیر لے لیا تھا جس پر یہ خوفزدہ ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو خوفزدہ کرے

(مسند احمد، ابوداؤد)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [۲]

---

[۱] رقم الحديث ٢٣٠٦٤، ابوداؤد، رقم الحديث ٥٠٠٤.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح

[۲] عن يحيى بن عبيد الله، قال : سمعت أبى، يقول: سمعت أبا هريرة، يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يحل لمسلم أن يروع مسلما (شرح السنة للبغوى، رقم الحديث ٢٥٧١، باب لا يحل لمسلم أن يروع مسلما، الزهد والرقائق لابن المبارك، رقم الحديث ٦٨٨)

عن النعمانِ بنِ بَشيرٍ، قال : كنا مع رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فى مسير، فخفق رجل على راحلته، فأخذ رجل سهما من كنانته، فانتبه الرجل ففزع، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يحل لرجل أن يروع مسلما (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٣٥)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوسائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتاعَ صَاحِبِهٖ جَادًّا وَلَا لَاعِبًا، وَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ عَصَا صَاحِبِهٖ فَلْيَرُدُّهَا عَلَيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۹۴۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کا سامان نہ تو حقیقت میں لے، اور نہ مزاق میں، اور جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی لکڑی (وغیرہ) ملے، تو وہ اُس کے پاس پہنچادے (مسنداحمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَشَارَ إِلٰى أَخِيهِ بِحَدِيْدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهٖ (مسلم) [2]

ترجمہ: جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے، تو اُس پر فرشتے اُس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اگرچہ وہ شخص اُس کا سگا بھائی

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير والأوسط، ورجال الكبير ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۰۵۲۹، باب في من أخاف مسلما)

عن الأعمش، عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال :لا يحل لمسلم أن يروع مسلما (تاريخ اصبهان، ج ۱، ص ۳۳۴، تحت ترجمة الحسين بن محمد بن غفير الأنصاري)

عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لا يحل لمسلم، أو مؤمن، أن يروع مسلما (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۱۵۲۱، باب لا يحل لمسلم أن يروع مسلما)

عن سليمان بن صرد، أن أعرابيا صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم ومعه قرن، فأخذها بعض القوم، فلما سلم النبي صلى الله عليه وسلم قال الأعرابي :فأين القرن؟ فكأن بعض القوم ضحك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يروعن مسلما (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۶۴۸۷)

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث، ۲۶۱۶ "۱۲۵" كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن الاشارة بالسلاح الى مسلم.

کیوں نہ ہو (مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا (بخاری) [1]

ترجمہ: جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا، تو وہ ہم میں سے نہیں (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ إِلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ہرگز اپنے (مسلمان) بھائی پر اسلحہ سے اشارہ نہ کرے، مبادا شیطان اس کے ہاتھ سے وہ (اسلحہ) چھڑوادے (اور مسلمان بھائی کو لگ کر اُسے زخمی یا ہلاک کردے) پس (اس طرح یہ اسلحہ لہرانے والا) جہنم کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں جا گرے (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو مزاق میں کسی طرح سے ڈرانا اور خوف زدہ کرنا جائز نہیں، البتہ کسی کو تنبیہ کرنے کے لئے ڈرانا جائز ہے، جبکہ شرعی حدود میں ہو، اور اس میں جھوٹ وغیرہ شامل نہ ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح اور اس کی کیفیت

احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کرنے کا ذکر ملتا ہے، جس کی کیفیت کو سمجھ لینا

---

[1] رقم الحدیث ۷۰۷۰، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم :من حمل علینا السلاح فلیس منا.

[2] رقم الحدیث ۲۶۱۷ "۱۲۶" کتاب البر والصلة والآداب، باب النهی عن الإشارة بالسلاح إلی مسلم.

ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ : فَإِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ : إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں صرف حق بات کہتا ہوں؛ آپ کے بعض صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے مزاح بھی تو کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف حق بات کہتا ہوں (مسند احمد، ترمذی)

مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول نہیں تھا، البتہ کبھی کبھار مزاح فرمالیا کرتے تھے، مگر اُس میں سچ کا اہتمام فرماتے تھے، اور جھوٹ سے پوری طرح اجتناب اور کنارہ کشی فرماتے اور بچتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح بھی دوسرے کا دل خوش کرنے اور اُس کو اپنے سے مانوس کرنے کے لئے ہوتا تھا، لہٰذا اس تفصیل کے ساتھ مزاح کرنا جائز ہے۔

اگر مزاح میں غلو کیا جائے اور اُس کی عام عادت بنالی جائے، تو اس سے دل سخت ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے، اور دین کی طرف سے توجہ ہٹتی ہے، اور انسان کے وقار میں خلل آتا ہے، اور اس سے دوسروں کو ایذاء پہنچتی ہے، اور ایسے شخص سے دوسرے کو کینہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتح الباری لابن حجر، ج۱۰، ۵۲۶، وص۵۲۷، کتاب الادب، باب الانبساط إلى الناس)

---

[1] رقم الحديث ۸۴۸۱، واللفظ لهٗ؛ ترمذی، رقم الحديث ۱۹۹۰.
قال الترمذی: هذا حديث حسن.
وفی حاشية مسند احمد: إسناده قوی من أجل محمد.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا اِسْتَحْمَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنِّىْ حَامِلُکَ عَلٰى وَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ: وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوْقُ؟

(سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو اونٹنی کا بچہ دیدوں گا؛ اُس آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کو اونٹنیاں ہی جنتی ہیں (ترمذی)

اُس آدمی نے سوار ہونے کے لئے سواری مانگی تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا بچہ دینے کا ذکر کیا، تو اُس آدمی کو یہ شبہ ہوا کہ وہ اونٹ کے بچہ پر کس طرح سوار ہوگا، کیونکہ اُس پر تو سوار ہونا مشکل ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ مزاح کے جو یہ فرمایا، وہ سچ اور حق پر مبنی تھا

(ملاحظہ ہو: مرقاة، کتاب الآداب، باب المزاح، ج۷، ص ۳۰۶۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے کا گناہ

جھوٹ کی ایک بدترین اور سنگین صورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۹۱، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی المزاح.
قال الترمذی: ھذا حدیث صحیح غریب.

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تَكْذِبُوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، پس بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے (بخاری)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری) [2]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے کوئی جھوٹی حدیث بیان کرنا سخت وبال کی بات ہے، اور اسی وجہ سے احادیث کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

محدثینِ عظام نے اسی وجہ سے احادیث کی سندیں محفوظ کرنے کا بہت اہتمام کیا ہے، اور احادیث کی سند میں آنے والے راویوں کی خوب اچھی طرح تحقیق اور چھان بین سے کام لیا ہے۔

آج کل احادیث کے بیان کرنے میں غفلت پائی جاتی ہے، اور بلا تحقیق کئی جھوٹی یا غیر حدیث کی باتوں کو احادیث کے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے، جس سے بچنا چاہیے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: عمدة القاری، ج ۲ ص ۱۵۲، کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبی صلی الله علیه وسلم)

---

[1] رقم الحديث ۱۰۶، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم.

[2] رقم الحديث ۱۲۹۱، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت.

جھوٹا خواب بیان کرنے کا وبال

جھوٹ کی ایک صورت جھوٹا خواب بیان کرنے کی ہے، یہ بھی سخت گناہ ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُّرِىَ عَيْنَيْهِ فِى الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَيَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین افتراء پردازی یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھوں کو خواب میں وہ چیز دکھائے (یعنی دوسرے کے سامنے بیان کرے) جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو (مسند احمد، بخاری)

مطلب یہ ہے کہ کسی کے سامنے ایسا خواب یا خواب کا ایسا پہلو بیان کرنا کہ جو اس نے خواب میں نہ دیکھا ہو، یہ بدترین جھوٹ اور افتراء پردازی ہے۔

(والتفصيل فى: مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۹۳۴، كتاب الرؤيا. ودليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۸ص ۳۷۵، باب فى تحريم الكذب)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرٰى أَنْ يَّدَّعِىَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يُرِىَ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور سب سے بڑا جھوٹ) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (ونسبت) کرے (یعنی اپنے نسب میں غلط بیانی سے کام لے) یا

---

[1] رقم الحديث ۵۷۱۱، واللفظ لهٗ، بخارى، رقم الحديث ۷۰۴۳.
فى حاشية مسنداحمد: إسناده صحيح على شرط البخارى.

[2] رقم الحديث ۳۵۰۹، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن إلى إسماعيل.

اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) جو اس نے نہیں دیکھی، یا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی (بخاری)

اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

إِنَّ أَعْظَمَ الْفِرٰى ثَلَاثَةٌ : أَنْ يَّفْتَرِيَ الرَّجُلُ عَلٰى عَيْنَيْهِ، يَقُوْلُ : رَأَيْتُ وَلَمْ يَرَ، وَأَنْ يَّفْتَرِيَ عَلٰى وَالِدَيْهِ، فَيَدَّعِيْ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يَقُوْلَ سَمِعَنِيْ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنِّيْ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۰۸) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازیاں تین ہیں، ایک یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں پر جھوٹ باندھے یعنی یہ کہے کہ میں نے (خواب میں یہ) دیکھا ہے، حالانکہ اس نے نہیں دیکھا، دوسرے یہ کہ اپنے والدین پر جھوٹ باندھے، پس اپنے والد کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (ونسبت) کرے، تیسرے یہ کہے کہ اس نے میرے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے (بلا واسطہ یا بالواسطہ) یہ بات سنی ہے، حالانکہ اس نے مجھ سے (بلا واسطہ یا بالواسطہ) یہ بات نہیں سنی (مسند احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ، وَلَنْ يَّفْعَلَ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی کے سامنے) ایسا خواب بیان کیا کہ جو اس نے نہیں دیکھا، تو اُس کو (قیامت کے دن) جَو کے دو دانوں

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] رقم الحديث ۷۰۴۲، كتاب التعبير، باب من كذب فی حلمه.

کے درمیان گرہ لگانے کا مکلّف کیا جائے گا، اور وہ ہرگز (ان کے درمیان) گرہ نہیں لگا سکے گا (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ تَحَلَّمَ حُلُمًا كَاذِبًا، كُلِّفَ أَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ، وَيُعَذَّبُ عَلٰى ذٰلِکَ (سنن ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا، تو اس کو (قیامت کے دن) جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلّف کیا جائے گا، اور اس پر اس کو عذاب دیا جائے گا (ابن ماجہ)

جَو کا دانہ گندم کے دانے کی طرح ہوتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانا ممکن نہیں، لہٰذا جو شخص کسی کے سامنے جھوٹا خواب بیان کرے، اس کو اس جھوٹ کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کا مکلّف کیا جائے گا، اور وہ اس کام کو نہیں کر سکے گا، لہٰذا اس کو مسلسل عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا۔

جھوٹے خواب کے بیان کرنے پر اتنی سخت وعید اور عذاب کی وجہ یہ ہے کہ اچھے خواب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور نبوت کے علم کی طرف کی گئی ہے، اور جھوٹے خواب میں عام طور پر انسان کوئی اچھی چیز گھڑ کر بیان کرتا ہے، اس طرح سے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرتا ہے۔

آج کل جو لوگ اپنی بات کا دوسروں پر اثر ڈالنے اور دوسروں سے اپنی بات منوانے کے لئے جھوٹے خواب گھڑ کر بیان و نشر کرتے ہیں، ان کو اس شدید گناہ سے توبہ کرنی چاہئے۔

(والتفصيل في: مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۲۸۵۳، باب التصاوير. وفيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۵۷۷، ج۶، ۹۹. ودليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۸ص ۳۷۳، ۳۷۴، باب في تحريم الكذب)

---

[1] رقم الحديث ۳۹۱۶، كتاب تعبير الرؤيا، باب من تحلم حلما كاذبا.

خلاصہ یہ کہ کسی کے سامنے جھوٹا خواب بیان کرنا، یا خواب میں ایسی چیز شامل کر کے بیان کرنا، جو اس نے نہ دیکھی ہو، یہ بدترین جھوٹ اور سخت عذاب کا باعث ہے۔

سچ سے دل کو اطمینان اور جھوٹ سے بے چینی ہوتی ہے

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِيْنَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد محفوظ کیا کہ آپ اس چیز کو چھوڑ دیں جس میں آپ کو شبہ ہو، اور اس چیز کو اختیار کریں جس میں آپ کو شبہ نہ ہو، پس بے شک سچ اطمینان کی چیز ہے اور جھوٹ شبہ والی چیز ہے (ترمذی، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جب کسی چیز کے جائز و ناجائز، حلال و حرام میں شک و شبہ ہو تو اس کو چھوڑ دینا چاہیے، اور اس کے بجائے ایسی چیز کو اختیار کرنا چاہیے جس کے جائز و حلال ہونے میں کوئی شک و شبہ نہ ہو۔

اور سچ میں اطمینان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سچ سے دل کو اطمینان اور سکون ملتا ہے، اور جھوٹ میں شبہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے دل بے چین ہوتا ہے۔

یہ بات تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ سچ بولنے والے کی حالت اطمینان و سکون اور قرار والی اور جھوٹ بولنے والے کی حالت بے اطمینانی و بے سکونی اور بے قراری والی ہوتی ہے، آج کل بعض مشینوں کے ذریعہ سے بھی قلب و دل کی حرکت اور بلڈ پریشر کے غیر معتدل و ناہموار ہونے سے انسان کے کسی بات میں جھوٹا ہونے کا اندازہ لگا لیا جاتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، ج۵، ص ۱۸۹۹. وفیض القدیر، حرف الدال، ج۳ ص ۵۲۹ تحت رقم الحدیث ۴۲۱۳)

---

[1] رقم الحدیث ۲۵۱۸، ابواب صفة القیامة والرقائق والورع، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۲۳.
قال الترمذی: هذا حدیث صحیح.

روزہ رکھ کر جھوٹ بولنے کا نقصان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ، فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (بخاری) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو (روزہ رکھ کر) اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَیْسَ الصِّیَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَحْدَہٗ وَلٰکِنَّہٗ مِنَ الْکِذْبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ وَالْحَلْفِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [۲]

ترجمہ: روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل، لغو باتوں اور جھوٹی قسموں سے بچنا بھی ضروری ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

اَلَا اِنَّ الصِّیَامَ لَیْسَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ، وَلٰکِنْ مِنَ الْکِذْبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ (شعب الایمان للبیہقی) [۳]

ترجمہ: خبردار کہ روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے (شعبُ الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔ [۴]

---

[۱] رقم الحديث ١٩٠٣، كتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور، والعمل به فى الصوم.

[۲] رقم الحديث ٨٩٧٥، كتاب الصيام، باب ما يؤمر به الصائم من قلة الكلام وتوقى الكذب.

[۳] رقم الحديث ٣٣٧٢، كتاب الصيام، باب الصائم ينزه صيامه، عن اللغط والمشاتمة، وما لا يليق به.

[۴] عن أبى هريرة -رضى الله عنه -أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: (ليس الصيام من الطعام والشراب؛ إنما الصيام من اللغو والرفث (الترغيب والترهيب لقوام السنة، رقم الحديث ١٧٧٤)

معلوم ہوا کہ روزہ رکھ کرجھوٹ بولنے سے روزہ کی نورانیت متأثر ہوجاتی ہے،اورروزہ کی جو ایک اہم حکمت یعنی تقوے کا حاصل ہونا ہے،وہ بھی کمزور پڑ جاتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج۴ص ۱۳۸۸ ،باب تنزیہ الصوم)

ایک روایت میں جھوٹ بولنے والے سے شیطان کے میلوں دور بھاگنے کا ذکر ہے۔

مگراس روایت کی سند پرمحدّثینِ کرام نے کلام کیا ہے۔ [1]

دوسرے کوغلط مشورہ دینا جھوٹ اورخیانت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ

---

[1] حدثنا يحيى بن موسى، قال :قلت لعبد الرحيم بن هارون الغسانى، حدثكم عبد العزيز بن أبى رواد، عن نافع، عن ابن عمر، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إذا كذب العبد تباعد عنه الملك ميلا من نتن ما جاء به؟ قال يحيى :فأقر به عبد الرحيم بن هارون، فقال :نعم، :هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه تفرد به عبد الرحيم بن هارون(سنن الترمذى،رقم الديث ۱۹۷۲)

حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن ثعلب البصرى ,حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمى، حدثنا عبد الرحيم بن هارون الواسطى، حدثنا عبد العزيز بن أبى رواد، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم قال :إن العبد ليكذب الكذبة ,فيتباعد منه الملك مسيرة ميل من نتن ما جاء به لم يروه عن نافع إلا ابن أبى رواد، تفرد به عبد الرحيم بن هارون(المعجم الصغير للطبرانى،رقم الحديث ۸۵۳)

قال الالبانى: قلت :وهو ضعيف جدا، أورده الذهبى فى "الضعفاء والمتروكين "، وقال: "كذبه الدارقطنى ."وقال الحافظ فى "التقريب " :"ضعيف، كذبه الدارقطنى "(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للالبانى،تحت رقم الحديث ۱۸۲۸)

[2] رقم الحديث ۲۸۲۲،ابواب الادب،باب أن المستشار مؤتمن.

قال الترمذى:هذا حديث حسن، وقد روى غير واحد عن شيبان بن عبد الرحمن النحوى، وشيبان هو صاحب كتاب وهو صحيح الحديث، ويكنى أبا معاوية.

امانت دار ہے (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جس انسان سے مشورہ طلب کیا جائے، وہ انسان مشورہ طلب کیے جانے والے معاملے میں مشورہ طلب کرنے والے کا امین ہوتا ہے، اور اچھی رائے اُس کے پاس مشورہ طلب کرنے والے کی امانت ہوتی ہے، جو مشورہ طلب کرنے والے کے حوالے کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔

لہٰذا مشورہ طلب کرنے والے کی مصلحت اور فائدہ کو چھپانا دراصل اس کے ساتھ خیانت کرنا اور جھوٹ بولنا اور غلط بیانی سے کام لینا ہے جو کہ جائز نہیں اور گناہ ہے۔

(مرقاة، تحت رقم الحديث ۵۰۶۱، كتاب الآداب، باب الحذر والتأنى فى الأمور، ج۸، ص۳۱۶۶)

فعلی وعملی جھوٹ اور اس کی صورتیں

شریعت نے زبان کے علاوہ اپنے فعل وعمل کے ذریعے سے بھی جھوٹ کو ناجائز قرار دیا ہے، جس کو بعض احادیث میں ''زُور'' یا ''تزویر'' کہا گیا ہے، اور اسی وجہ سے شریعت نے اپنے عمل کے ذریعے سے دھوکہ دہی اور مکروفریب کو بھی گناہ قرار دیا ہے۔ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] لغت میں زور کے معنی کذب اور جھوٹ کے آتے ہیں، اور تزویر کذب کے مزین کرنے کو کہا جاتا ہے، اور اصطلاح میں زور یا تزویر ہر ایسے قول یا فعل کو کہا جاتا ہے، جس سے باطل کی تزیین کی جائے اور اس کے نتیجے میں وہ حق محسوس ہونے لگے۔

اور کذب اور تزویر کے درمیان یہ فرق ہے کہ کذب قول کے ذریعے سے ہوتا ہے، اور تزویر قول وفعل دونوں کے ذریعے سے ہوتا ہے، اور زور کے مترادف ایک لفظ ''غش'' ہے، اور اس سے ملتا جلتا ایک لفظ ''خلابہ'' ہے، جس کے معنی دھوکہ دینے کے ہیں، اور ایک لفظ ''تلبیس'' ہے جس کے معنی حق وباطل کو خلط ملط کرنے اور حقیقت کو چھپا کر غیر حقیقت کو ظاہر کرنے کے ہیں، اور ایک لفظ ''تغریر'' ہے جس کے معنی دھوکہ دہی اور باطل وغلط چیز میں ڈالنے کے ہیں، اور انہی کے مترادف الفاظ ''تدلیس، تحریف، اور تصحیف'' بھی ہیں۔

(ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰، ص۱۹۹، مادہ تحريف. وج۱۱، ص۲۵۵، مادہ تزوير)

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلاً فَقَالَ :مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ : أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، پھر اس (غلہ کے ڈھیر) کے اندر اپنا ہاتھ داخل فرمایا، تو آپ کی اُنگلیوں پر تری لگ گئی، آپ نے فرمایا کہ اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اس کو بارش لگ گئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے اس بھیگے ہوئے غلہ کو اوپر کیوں نہیں کر دیا، تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں، جس نے دھوکہ دیا، تو وہ مجھ میں سے نہیں ہے (مسلم)

وہ غلہ اوپر سے خشک تھا اور اندر سے پانی سے تر تھا، جس کا وزن پانی کی وجہ سے زیادہ ہوجاتا ہے، اور خریدار کو بھی گیلے گندم سے اپنی ضرورت پوری کرنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے اوپر کے خشک حصے کو دیکھ کر خریدار کو دھوکہ ہوسکتا تھا، اور یہ عملی جھوٹ میں داخل تھا، لہٰذا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، اور یہ فرمایا کہ جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں، یعنی ہمارے طریقے پر نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَالْمَكْرُ وَالْخِدَاعُ فِي النَّارِ (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۵۵۵۹، کتاب الحظر والاباحۃ) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمیں (یعنی مسلمانوں کو) دھوکہ دے، تو وہ ہم میں سے نہیں؛ اور دھوکہ اور فریب (کا گناہ) جہنم میں (لے جانے

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۲، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم :من غشنا فلیس منا.
[2] فی حاشیۃ ابنِ حبان: إسنادہ حسن.

والا) ہے (ابنِ حبان)

آج کل ہمارے معاشرے میں اور خاص طور پر تجارتی شعبہ میں دھوکہ اور فریب کی مختلف شکلیں رائج ہیں، وہ سب مذکورہ وعید میں داخل ہیں۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِى سُفْيَانَ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ، قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا، فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ، فَقَالَ : مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِى الْوِصَالَ فِى الشَّعَرِ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے، پھر ہمیں خطبہ دیا، پھر آپ نے بال کا ایک گُچھا (آج کل کی وِگ کی طرح کا) نکالا، اور فرمایا کہ میرے خیال میں یہ فعل صرف یہودی کرتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زُور (یعنی جھوٹ) رکھا ہے، یعنی بالوں میں بال ملانے کا (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بالوں میں بال ملانے والی عورت اور بالوں میں بال ملوانے والی عورت پر لعنت فرماتے ہیں (بخاری)

زمانۂ جاہلیت میں بالوں میں بال ملانے کا زیادہ تر عورتوں میں رواج تھا، اس لیے عورت کا ذکر کیا گیا، ورنہ مرد حضرات کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۳۴۸۸، كتاب احاديث الانبياء، باب حديث الغار.

[2] رقم الحديث ۵۹۳۳، كتاب اللباس، باب الوصل فى الشعر.

مصنوعی بال لگا کر جب دوسرے کو دھوکہ ہو، اور دیکھنے والا اُن کو اصلی بال سمجھے، یا کوئی اس عمل کے ذریعے سے بڑھاپے کو چھپائے، تو اس میں عملی جھوٹ پایا جاتا ہے، اور جھوٹ عملی طور پر بھی ناجائز ہے؛ اس لئے اس عمل کا نام جھوٹ رکھا گیا۔ [1]

اور عملی جھوٹ یا دھوکہ وفریب کے گناہ ہونے کی وجہ سے احادیث میں سفید بالوں کو سیاہ خضاب کرنے بلکہ سفید بالوں کو اُکھاڑنے کی بھی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

قَوْمٌ يَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ آخِرَ الزَّمَانِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (نسائی) [2]

ترجمہ: آخری زمانہ میں کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب کرنے والی ایک قوم آئے گی، جو کہ جنت کی خوشبو (بھی) نہیں پاسکے گی (نسائی)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَوِّدُوْنَ أَشْعَارَهُمْ، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۳۸۰۳) [3]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی، جو اپنے بالوں کو سیاہ کرے گی، جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا (طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور بالوں میں بال ملانے اور بالوں کی مصنوعی پیوندکاری کی مختلف صورتوں کا حکم ہم نے اپنے دوسرے رسالہ ''بالوں میں وصل کی تحقیق'' میں بیان کردیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمالیا جائے۔

[2] رقم الحديث ۵۰۷۵، كتاب الزينة، باب النهى عن الخضاب بالسواد.

[3] قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، وإسناده جيد(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۷۹۳، باب ما جاء فى الشيب والخضاب)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَلَا تُقَرِّبُوْهُ السَّوَادَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۳۵۸۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (بالوں کی) سفیدی کو (خضاب کے ذریعے سے) تبدیل کردو، مگر سیاہ (خضاب) کو اس کے قریب نہ کرو (مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ بِأَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ، وَاجْتَنِبُوْا السَّوَادَ (مسلم) [2]

ترجمہ: ابو قحافہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد) کو فتح مکہ کے دن (نبی ﷺ کی خدمت میں) لایا گیا، اور ان کا سر اور ان کی داڑھی ثغامہ (ایک مخصوص درخت جس کے پھل، پھول سفید ہوتے ہیں) کی طرح سفید تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سفیدی کو کسی چیز (مہندی وغیرہ کے خضاب) سے تبدیل کردو، اور سیاہ (خضاب) سے پرہیز کرو (یعنی سیاہ خضاب استعمال نہ کرو) (مسلم)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

[2] رقم الحدیث ۲۱۰۲ "۷۹" کتاب اللباس والزینة، باب فی صبغ الشعر وتغییر الشیب.

[3] سئل أنس بن مالک عن خضاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: إن رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن شاب إلا یسیرا، ولکن أبا بکر وعمر بعده خضبا بالحناء والکتم . قال: وجاء أبو بکر بأبیه أبی قحافة إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم فتح مکة یحمله حتی وضعه بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لأبی بکر " :لو أقررت الشیخ فی بیته، لأتیناه تکرمة لأبی بکر . "فأسلم ولحیته ورأسه کالثغامة بیاضا، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :غیروهما، وجنبوه السواد "(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۶۳۵)

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح علی شرط مسلم.

حضرت عمرو بن عبداللہ بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ، وَقَالَ : إِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ (سنن الترمذی) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال اُکھاڑنے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ یہ مسلمان کا نور ہے (ترمذی)

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر عام حالات میں سفید بالوں میں خالص سیاہ خضاب کرنا منع ہے۔

البتہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک غازی کو عملاً جہاد کرنے کے موقع پر دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے سیاہ خضاب کرنا جائز ہے۔

(ماخوذاز: الموسوعة الفقهية الكويتية، ۱۱، ص ۳۵۱، مادہ تسوید)

اور یہ حکم اس خضاب کے بارے میں ہے، جس میں دھوکہ دہی اور عمر کو چھپانا لازم آتا ہے، اور یہ بات خالص سیاہ خضاب میں پائی جاتی ہے، جس میں بالوں کی سفیدی چھپ کر حقیقی سیاہی کے مشابہ ہو جاتی ہے۔

اور کیونکہ سیاہ خضاب کے ممنوع ہونے کی علت عمر کو چھپانا یا بالفاظِ دیگر زور وتزویر ہے، جس کے پیشِ نظر اگر کسی جوان آدمی کے بال قبل از وقت کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے سفید ہو جائیں، تو اسے بالوں میں سیاہ خضاب لگانے کی گنجائش ہے۔ [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۲۸۲۱، ابواب الادب، باب ما جاء فی النهی عن نتف الشيب.
قال الترمذی: هذا حديث حسن "قد روى عن عبد الرحمن بن الحارث، وغير واحد عن عمرو بن شعيب.

[۲] کیونکہ اس صورت میں عمر کو چھپانا اور دوسرے کے سامنے اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کا گناہ نہیں پایا جاتا، بلکہ ایک طرح کا اظہارِ حقیقت ہے، کیونکہ سیاہ بال اس کی طبعی عمر کا تقاضا ہے، نیز قبل از وقت یعنی جوانی میں بالوں کا سفید ہونا ایک عیب ہے، اور ازالۂ عیب شرعاً جائز ہے (کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۱۴، احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۱۸۳)
اب رہا یہ کہ بڑھاپا کس عمر سے شروع ہوتا ہے، تو اس سلسلہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سال پورے ہونے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جو خضاب خالص سیاہ نہ ہو، بلکہ کسی اور رنگ کا ہو، مثلاً مہندی کے رنگ کا، تو اس کی ممانعت نہیں، کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ دہی لازم نہیں آتی، اور اگر کوئی خضاب خالص اور بالکل سیاہ تو نہ ہو، البتہ اُس میں کچھ سیاہی شامل ہو (جس سے بالوں کی سفیدی چھپ کر مکمل سیاہی میں تبدیل نہ ہو) تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاة، کتاب اللباس، باب الخاتم، ج۷، ص ۲۸۰۳. والعرف الشذی للکشمیری، باب ما جاء فی الخضاب، ج۳، ص ۲۵۸)

تعریض یا توریہ کا حکم

کذب یا صریح جھوٹ کے مقابلے میں عربی زبان میں ایک لفظ تعریض یا توریہ آتا ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ صریح اور صاف جھوٹ تو نہ بولا جائے، لیکن گول مول انداز میں ایسے الفاظ بولے جائیں کہ جن کے ایک سے زیادہ معنیٰ ومطلب ہو سکتے ہوں، جن میں سے بعض معنیٰ حقیقت اور واقعہ کے خلاف نہ ہوں، بلکہ اس کے مطابق ہوں اور ان الفاظ کو سننے والا، دوسرے معنیٰ سمجھے۔ [1]

تعریض وتوریہ کا حکم یہ ہے کہ کسی ضرورت اور مفید مقصد کے بغیر تو یہ بھی درست نہیں ہے، البتہ ضرورت یا کسی مقصد کے تحت جبکہ کسی کی حق تلفی یا دوسرے کو نقصان پہنچانا لازم نہ آ رہا ہو، اس کی اجازت ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کے بعد انحطاط اور کمزوری شروع ہو جاتی ہے (ملاحظہ ہو: معارف القرآن ج۶ ص۲۲۲)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سال سے پہلے بال سفید ہونے کی صورت میں سیاہ خضاب کی گنجائش ہے، لیکن اگر پرہیز کیا جائے اور کچھ سیاہی کی آمیزش والے خضاب (جیسے بھورے رنگ) سے تقاضا پورا کرنے پر اکتفاء کیا جائے تو زیادہ احتیاط معلوم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] والمعاريض والمعارض بإثبات الياء أو بحذفها كما تقدم جمع معراض من التعريض بالقول قال الجوهري هو خلاف التصريح وهو التورية بالشيء عن الشيء وقال الراغب التعريض كلام له وجهان في صدق وكذب أو باطن وظاهر قلت والأولى أن يقال كلام له وجهان يطلق أحدهما والمراد لازمه(فتح الباری، ج۱۰، ص ۵۹۴،قوله باب بالتنوين المعاريض)

حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجْنَا نُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ، فَأَخَذَهٗ عَدُوٌّ لَهٗ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَحْلِفُوْا، وَحَلَفْتُ أَنَّهٗ أَخِيْ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ، فَأَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهٗ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوْا أَنْ يَحْلِفُوْا، وَحَلَفْتُ أَنَّهٗ أَخِيْ، قَالَ : صَدَقْتَ: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے نکلے، اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر بھی تھے (جو ہمارے قبیلہ کے نہ تھے) تو ان کو دشمن نے پکڑ لیا، لوگوں (یعنی میرے ساتھیوں) نے مجھے مجبور کیا کہ میں قسم کھاؤں (کہ یہ اپنے ہی آدمی ہیں، کسی اور قبیلہ وخاندان کے نہیں ہیں، تاکہ ان کی جان چھوٹ جائے) تو میں نے یہ قسم کھالی کہ وہ میرے بھائی ہیں، تو ان کو دشمن نے چھوڑ دیا، پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور میں نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی کہ مجھ سے لوگوں نے زبردستی قسم لی، اور میں نے یہ قسم کھالی کہ یہ میرا بھائی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے ان کو اپنا بھائی کہا، اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، لہٰذا اس حیثیت سے آپ نے کوئی صریح جھوٹ نہیں بولا۔

معلوم ہوا کہ جب ظلماً کوئی قسم اٹھوائے، یا ظلم وزیادتی کا خوف ہو، تو نقصان سے بچنے کے لیے ایسے انداز میں قسم اٹھانا اور ایسے الفاظ کہنا جائز ہے کہ جو تعریض وتوریہ میں داخل ہوں۔ یعنی مخاطب اس کے کوئی اور معنیٰ سمجھے اور قسم اٹھانے والا اپنی نیت میں کسی اور معنیٰ کو مراد لے،

---

[1] رقم الحديث ۳۲۵۶، كتاب الأيمان والنذور، باب المعاريض في اليمين.

جو واقع اور حقیقت کے مطابق ہو۔ ۱؎

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، ج۶ص ۲۲۴۰، باب الأیمان والنذور. الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج۱۸، ص ۸۴، مادہ حلف)

حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ : إِنَّ فِیُ الْـمَعَارِیُضِ مَا یَکُفُّ، أَوُ یَعِفُّ الرَّجُلَ عَنِ الْکَذِبِ

(مُصنف ابن أبی شیبۃ) ۲؎

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاریض (یعنی تعریض وتوریہ) میں آدمی (ضرورت کے وقت) جھوٹ سے بچتا یا پا کی حاصل کرتا ہے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت مطرّف بن عبداللہ بن شخّیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنُ عِمُرَانَ بُنِ حُصَیُنٍ، قَالَ إِنَّ فِی الْـمَعَارِیُضِ لَمَنُدُوحَةً عَنِ الْکَذِبِ (مُصنف ابن أبی شیبۃ) ۳؎

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاریض (یعنی تعریض وتوریہ) میں جھوٹ سے نجات حاصل ہوجاتی ہے (ابنِ ابی شیبہ)

جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

کَانَ لَهُمُ کَلامٌ یَتَکَلَّمُوْنَ بِهٖ یَدُرَؤُوْنَ بِهٖ عَنُ أَنُفُسِهِمُ مَخَافَةَ الْکَذِبِ

۱؎ اوراس کے برعکس اگر کسی کو قسم اٹھوانے کا استحقاق ہو، وہ قسم اٹھوائے تو قسم اٹھوانے والے کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے کہ وہ جس غرض سے قسم اٹھوا رہا ہے قسم اسی لحاظ سے معتبر ہوتی ہے، اوراس میں قسم اٹھانے والے کی طرف سے تعریض وتوریہ کا اعتبار نہیں ہوتا۔

عن أبی ہریرۃ، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :یمینک علی ما یصدقک علیہ صاحبک، وقال عمرو :یصدقک بہ صاحبک(مسلم، رقم الحدیث ۱۶۵۳ ''۲۰'')

عن أبی ہریرۃ، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :الیمین علی نیۃ المستحلف (مسلم، رقم الحدیث ۱۶۵۳ ''۲۱'')

۲؎ رقم الحدیث ۲۶۶۱۹، کتاب الادب، من کرہ المعاریض ومن کان یحب ذلک.

۳؎ رقم الحدیث ۲۶۶۲۰، کتاب الادب، من کرِہ المعارِیض ومن کان یحِبّ ذلِک.

(مُصنف ابن أبی شیبة) [۱]

ترجمہ: صحابہ وتابعین ایسا کلام کیا کرتے تھے کہ جس کے ذریعہ سے اپنی ذات سے نقصان کو دُور کیا کرتے تھے، جھوٹ کے خوف کی وجہ سے (ابنِ ابی شیبہ)

یعنی وہ اپنی ذات سے نقصان دُور کرنے کے وقت جھوٹ سے بچنے کے لئے تعریض وتوریہ کو اختیار کیا کرتے تھے۔

حضرت ابنِ شہاب زہری رحمہ اللہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَيْسَ بِكَاذِبٍ مَنْ وَرّٰى عَنْ نَفْسِهٖ (شعب الایمان للبیهقی) [۲]

ترجمہ: وہ شخص جھوٹا نہیں جو اپنے سے تکلیف کو دُور کرے (بیہقی)

اس قسم کی اور بھی روایات اور آثار ہیں۔ [۳]

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایسی ضرورت وحالت پیش آئے کہ صاف سچ بولنے میں کوئی نقصان ہوتا ہو، یا تکلیف پہنچتی ہو، تو ایسی بات کر دی جائے کہ جس سے مخاطب کوئی اور مطلب سمجھے، جو اگرچہ واقع اور حقیقت کے مطابق نہ ہو، مگر بات کرنے والا اپنی نیت ایسے معنیٰ کی کرے کہ جو واقع اور حقیقت کے مطابق ہو، مثلاً کوئی شخص گھر میں موجود ہے، اور آرام کر رہا ہے، یا اپنے کسی اہم کام میں مصروف ومشغول ہے، اور ایسے وقت دروازہ پر کوئی ایسا شخص ملنے کے لیے آجاتا ہے کہ اس سے ملاقات کرنے سے آرام یا اہم کام میں خلل

---

[۱] رقم الحدیث ۲۶۶۲۲، کتاب الادب، من کرِہ المعارِیض ومن کان یحِبّ ذلِک.

[۲] رقم الحدیث ۴۴۶۱، باب حفظ اللسان عما لایحتاج الیه.

[۳] عن معاویة بن قرة ، أن عمر بن الخطاب قال :ما یسرنی أن لی بما أعلم من معاریض القول مثل أهلی ومالی ,أولا یحسبون أنی أود أن لی مثل أهلی ومالی وددت أن لی مثل أهلی ومالی ، ثم مثل أهلی ومالی (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۲۶۶۱۸، من کرِہ المعارِیض ومن کان یحِبّ ذلِک)

عن منصور ، قال :بلغنی عن ابن عباس ، أنه قال :ما أحب لی بالمعاریض کذا و کذا(ایضاً، رقم الحدیث ۲۶۶۲۱)

عن عمرو بن سعید ، قال :قال حمید بن عبد الرحمن :ما أحب أن لی بنصیبی من المعاریض مثل أهلی ومالی ، ولعلکم ترون أنی لا أحب أن لی مثل أهلی ومالی ، ووددت أن لی مثل أهلی ومالی(ایضاً، رقم الحدیث ۲۶۶۲۳)

آئے گا اور تکلیف پہنچے گی، جس سے بچنے کی ضرورت ہے، اور صاف گوئی سے کام لینے میں اس سے چھٹکارا مشکل ہے، تو ایسے وقت اگر گھر سے کوئی فرد یہ جواب دیدے کہ وہ یہاں موجود نہیں ہیں، اور جواب دیتے وقت یہاں سے مراد مخصوص جگہ لے، جہاں وہ شخص اس وقت نہیں ہے، تو اس کی اجازت ہے، مگر یہ اس وقت ہے کہ اس سے دوسرے کی حق تلفی لازم نہ آ رہی ہو۔

اور کبھی کبھی کسی دوسرے کا دل خوش کرنے کے لیے بھی مزاحاً تعریض وتوریہ جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، مگر یہ شرط ہے کہ اس میں کسی کا نقصان یا دھوکہ دہی وغیرہ لازم نہ آئے، اور اعتدال ملحوظ رکھا جائے، عام معمول اور عادت نہ بنالی جائے، اور یہ جھوٹ کا ذریعہ نہ بنے۔

(کذا فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴، ص ۲۱۲، وص ۲۱۳، مادة "كذب")

مجبوری کے وقت جھوٹ کا حکم

بعض احادیث میں مخصوص مواقع پر جھوٹ کی اجازت دی گئی ہے، جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت امّ کلثوم بنتِ عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَقُوْلُ : لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ أَسْمَعْ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ: اَلْحَرْبُ، وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيْثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا (مسلم) [1]

---

[1] رقم الحديث ۲۶۰۵ "۱۰۱" كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح منه.

فهؤلاء ثلاثة من الثقات الأثبات اتفقوا على رفع هذه الزيادة، فصلها اثنان منهما عن أول الحديث ووصلها به الآخر وهو صالح، فاتفاقهم حجة وذلك يدل على أنها مرفوعة ثابتة وأنها ليست مدرجة كما زعم الحافظ (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۵۴۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور فریقین میں سے کسی کو کوئی خیر کی بات کہہ دے، اور خیر کی بات پہنچا دے (جس سے دوسرے کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور جھگڑا ختم ہو جائے)

ابنِ شہاب راوی (اپنی روایت میں) کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کسی بات میں جھوٹ کی اجازت دی ہو سوائے تین موقعوں کے، ایک جنگ کے موقع پر (تا کہ دشمنوں کو اپنی جنگی تدبیروں کا پتہ نہ چلے) اور دوسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے موقع پر (تا کہ بغض وعداوت ختم ہو جائے، اور اتفاق ہو جائے) اور تیسرے آدمی کے اپنی بیوی سے بات کرنے اور بیوی کے اپنے شوہر سے بات کرنے کے موقع پر (تا کہ میاں بیوی کی آپس کی بدمزگی ختم ہو جائے) (مسلم)

یہ تین مواقع جو ذکر کیے گئے ایسے ہیں کہ ان میں اپنے یا کسی دوسرے مسلمان بھائی سے ضرر اور نقصان کو دور کیا جاتا ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

(وراجع للتفصیل: فیض القدیر، حرف اللام، تحت رقم الحدیث ۷۵۸۱، ج۵، ص ۳۵۹)

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ: يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا، وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ (سنن ترمذی) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۳۹، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی إصلاح ذات البین، شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۴۴۵۹.

قال الترمذی: وقال محمود فی حدیثه: لا یصلح الكذب إلا فی ثلاث هذا حدیث حسن غریب لا نعرفه من حدیث أسماء، إلا من حدیث ابن خثیم، وروی داود بن أبی هند، هذا الحدیث، عن شهر بن حوشب، عن النبی صلی الله علیه وسلم ولم یذكر فیه عن أسماء، حدثنا بذلك محمد بن العلاء قال: حدثنا ابن أبی زائدة، عن داود وفی الباب عن أبی بكر.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین موقعوں کے علاوہ جھوٹ حلال نہیں، ایک یہ کہ آدمی اپنی بیوی کی ناراضگی ختم کرنے کے لیے کوئی بات کرے، اور دوسرا جھوٹ جنگ کے موقع پر، اور تیسرا جھوٹ لوگوں کے درمیان صلح کرانے (اور عداوت ختم کرانے) کے لیے (ترمذی)

اسی قسم کی حدیث حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

جلیل القدر تابعی حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلُ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنُ أَكُذِبَ أَهُلِيُ؟ قَالَ: لاَ، فَلاَ يُحِبُّ اللّٰهُ الْكَذِبَ. قَالَ يَا رَسُوُلَ اللّٰهِ أَسُتَصُلِحُهَا وَأَسُتَطِيُبُ نَفُسَهَا . قَالَ : لاَ جُنَاحَ عَلَيُکَ

(مسند الحمیدی، رقم الحدیث ۳۴۸، مسند اِم کلثوم بنت عقبة) [2]

---

[1] عن النواس بن سمعان الکلابی، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم " :ما لی أراکم تتهافتون فی الکذب، تهافت الفراش فی النار کل الکذب مکتوب کذبا لا محالة، إلا أن یکذب الرجل فی الحرب، فإن الحرب خدعة، أو یکذب بین الرجلین لیصلح بینهما، أو یکذب علی امرأته لیرضیها "(شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۴۴۶۰، عمل الیوم واللیلة لابن السنی، رقم الحدیث ۶۱۲)

[2] قال الالبانی: لا جناح علیک .یعنی فی الکذب علی الزوجة تطییبا لنفسها ."

أخرجه الحمیدی فی "مسنده "(رقم ۳۲۹) : حدثنا سفیان قال: حدثنی صفوان ابن سلیم عن عطاء بن یسار قال ":جاء رجل إلی النبی صلی الله علیه وسلم فقال :یا رسول الله هل علی جناح أن أکذب أهلی؟ قال :لا، فلا یحب الله الکذب، قال :یا رسول الله استصلحها واستطیب نفسها، قال: لا جناح علیک ."هکذا وقع فیه عن عطاء بن یسار مرسلا، وهو قد أورده تحت "أحادیث أم کلثوم بنت عقبة بن أبی معیط رضی الله عنها "، فلا أدری أسقط اسمها من السند، أو الناسخ أم الروایة عند الحمیدی هکذا مرسلا .والسند صحیح إلی عطاء بن یسار، وقد جاء موصولا من طریق أخری عنها.أخرجه مسلم (۲۸/۸)وأحمد(۴۰۴،۴۹۳/۶) من طریق ابن شهاب عن حمید ابن عبد الرحمن بن عوف عن أمه أم کلثوم بنت عقبة قالت :ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم رخص فی شیء من الکذب إلا فی ثلاث :الرجل یقول القول یرید به الإصلاح، والرجل یقول القول فی الحرب، والرجل یحدث امرأته، والمرأة تحدث زوجها .وله شاهد من حدیث أسماء بنت یزید نحوه.أخرجه الترمذی(۳۵۲/۱)وأحمد(۴۶۰،۴۵۹،۴۵۴/۶)من طریق شهر ابن حوشب عنها.وقال الترمذی " :حدیث حسن (سلسلة الأحادیث الصحیحة،تحت رقم الحدیث ۴۹۸)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میرے اوپر اس بات میں کوئی گناہ ہے کہ میں اپنی گھر والی (یعنی بیوی) کے ساتھ جھوٹ بولوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں (یعنی ایسا نہ کرنا چاہیے) پس اللہ جھوٹ کو پسند نہیں کرتا، اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس کو درست (اور اس کی اصلاح) کرنا چاہتا ہوں، اور اس (یعنی ناراضگی کو دُور کر کے بیوی) کو خوش کرنا چاہتا ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس صورت میں) آپ پر کوئی گناہ نہیں (مسند حمیدی)

جنگ کے موقع کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی مجاہد یا فوجی یا کوئی اور مسلمان، دشمن کے قبضہ میں آ گیا، جس سے دشمن جنگی راز داری کے معاملات کا سراغ لگانا چاہتا ہے، تو ایسے موقع پر حقیقت کو ظاہر نہ کرنا گناہ نہیں ہے، کیونکہ حقیقت کو ظاہر کرنے میں مسلمانوں کا اجتماعی نقصان ہے۔

اور اسی وجہ سے احادیث میں جنگ کے موقع پر خداع و دھوکہ کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

اور خداع و دھوکہ کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کو اپنے جنگی معاملات سے بے خبر رکھا جائے، جس سے وہ دھوکہ کھا جائے، اور مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی سازشوں میں کامیاب نہ ہو، یا مثلاً دشمن کے سامنے مسلمانوں کے لشکر کا زیادہ ہونا ظاہر کیا جائے، جس سے دشمن مرعوب و خوف زدہ ہو جائے۔

اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور بُغض و عداوت ختم کرانے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً مسلمانوں کے دو فریقوں یا قبیلوں میں تصادم ہے، اور یہ شخص ایک فریق کی طرف سے اچھی

---

[۱] عن أبی هريرة رضی الله عنه، قال: سمى النبی صلى الله عليه وسلم الحرب خدعة (بخاری، رقم الحديث ۳۰۲۹)

عن عمرو، سمع جابر بن عبد الله رضی الله عنهما، قال: قال النبی صلى الله عليه وسلم: الحرب خدعة (بخاری، رقم الحديث ۳۰۳۰)

اور خیر خواہی کی بات دوسرے فریق تک پہنچا دے، جیسے یہ کہے کہ وہ آپ کے خیر خواہ ہیں، اور صلح چاہتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

اور اس طرح دونوں فریقوں کے غصہ اور بغض وعداوت کی آگ کو بجھا کر آپس میں مصالحت کروادے، اور زوجین کے درمیان صلح کرانے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً میاں بیوی کی ناراضگی دور کرنے کے لیے یہ ظاہر کرے کہ وہ ایک دوسرے سے صلح چاہتے ہیں، اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، یا مثلاً کسی شخص کی بیوی ناراض ہے، اور وہ اس کی ناراضگی دور کرنے کے لیے کہے کہ وہ اس سے بہت محبت کرتا ہے، یا اس کے دل میں بیوی کی بہت محبت ہے، کسی اور فرد سے اتنی محبت نہیں، یا کسی اور عورت کی اس کے دل میں محبت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

(ماخوذاز: مرقاۃ المفاتیح، ج۶ ص ۲۵۳۵، باب القتال فی الجهاد، و ج۸ص ۳۱۵۱، باب ما ینهی عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات)

مذکورہ احادیث کے پیشِ نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ یہی حکم ایسی دوسری چیزوں کا بھی ہے کہ جب جھوٹ سے کسی کو دھوکہ دینا اور نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ فساد ونقصان کو دور کرنا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے کا فائدہ پیشِ نظر ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے، تاہم پھر بھی بہتر یہ ہے کہ اس موقع پر بھی صریح جھوٹ سے پرہیز کیا جائے اور تعریض وتوریہ سے کام لیا جائے۔ [۱]

---

[۱] وقد صح فی الحدیث جواز الکذب فی ثلاثة أشیاء .وقال الطبری :إنما یجوز من الکذب فی الحرب المعاریض، وحقیقته لا تجوز، والظاهر إباحة حقیقة الکذب، لکن الاقتصار علی التعریض أفضل (مرقاۃ المفاتیح، ج۶، ص۲۵۳۵، کتاب الجهاد، باب القتال فی الجهاد)

قیل :لا مطابقة بین الحدیث والترجمة، لأن الذی وقع من محمد بن مسلمة فی قتل کعب بن الأشرف یمکن أن یکون تعریضا .وأجیب :بوجود المطابقة، فإن محمد بن مسلمة، قال :فأذن لی، فأقول؟ قال :قد فعلت فإنه یدخل فیه الإذن فی الکذب تصریحا وتلویحا .فإن قلت :لیس فی حدیث الباب هذا .قلت :هذه الزیادة ثابتة فی حدیث الباب الذی یلیه، والحدیث واحد فی الأصل عن جابر علی أنه قد جاء من ذلک صریحا فیما أخرجه الترمذی من حدیث أسماء بنت یزید مرفوعا :لا یحل الکذب إلا فی ثلاث :یحدث الرجل امرأته لیرضیها، والکذب فی الحرب، وفی الإصلاح بین الناس .وقال النووی :الظاهر إباحة حقیقة الکذب فی الأمور الثلاثة، لکن التعریض

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جن مخصوص موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے ان میں بھی صریح اور حقیقی جھوٹ بولنا جائز نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أولى (عمدة القارى، ج۱۴ ص۲۷۶، باب الكذب فى الحرب)

ذكر فيه حديث جابر فى قصة قتل كعب بن الأشرف وسيأتى مطولا مع شرحه فى كتاب المغازى قال ابن المنير الترجمة غير مطابقة لأن الذى وقع منهم فى قتل كعب بن الأشرف يمكن أن يكون تعريضا لأن قولهم عنانا أى كلفنا بالأوامر والنواهى وقولهم سألنا الصدقة أى طلبها منا ليضعها مواضعها وقولهم فنكره أن ندعه إلخ معناه نكره فراقه ولا شك أنهم كانوا يحبون الكون معه أبدا انتهى والذى يظهر أنه لم يقع منهم فيما قالوه بشيء من الكذب أصلا وجميع ما صدر منهم تلويح كما سبق لكن ترجم بذلك لقول محمد بن مسلمة للنبى صلى الله عليه وسلم أولا ائذن لى أن أقول قال قل فإنه يدخل فيه الإذن فى الكذب تصريحا وتلويحا وهذه الزيادة وإن لم تذكر فى سياق حديث الباب فهى ثابتة فيه كما فى الباب الذى بعده على أنه لو لم يرد ذلك لما كانت الترجمة منافرة للحديث لأن معناها حينئذ باب الكذب فى الحرب هل يسوغ مطلقا أو يجوز منه الإيماء دون التصريح وقد جاء من ذلك صريحا ما أخرجه الترمذى من حديث أسماء بنت يزيد مرفوعا لا يحل الكذب الا فى ثلاث تحدث الرجل امرأته ليرضيها والكذب فى الحرب وفى الإصلاح بين الناس وقد تقدم فى كتاب الصلح ما فى حديث أم كلثوم بنت عقبة لهذا المعنى من ذلك ونقل الخلاف فى جواز الكذب مطلقا أو تقييده بالتلويح قال النووى الظاهر إباحة حقيقة الكذب فى الأمور الثلاثة لكن التعريض أولى وقال ابن العربى الكذب فى الحرب من المستثنى الجائز بالنص رفقا بالمسلمين لحاجتهم إليه وليس للعقل فيه مجال ولو كان تحريم الكذب بالعقل ما انقلب حلالا انتهى ويقويه ما أخرجه أحمد وابن حبان من حديث أنس فى قصة الحجاج بن علاط الذى أخرجه النسائى وصححه الحاكم فى استئذانه النبى صلى الله عليه وسلم أن يقول عنه ما شاء لمصلحته فى استخلاص ماله من أهل مكة وأذن له النبى صلى الله عليه وسلم وإخباره لأهل مكة أن أهل خيبر هزموا المسلمين وغير ذلك مما هو مشهور فيه ولا يعارض ذلك ما أخرجه النسائى من طريق مصعب بن سعد عن أبيه فى قصة عبد الله بن أبى سرح وقول الأنصارى للنبى صلى الله عليه وسلم لما كف عن بيعته هلا أومأت إلينا بعينك قال ما ينبغى لنبى أن تكون له خائنة الأعين لأن طريق الجمع بينهما أن المأذون فيه بالخداع والكذب فى الحرب حالة الحرب خاصة وأما حال المبايعة فليست بحال حرب كذا قال وفيه نظر لأن قصة الحجاج بن علاط أيضا لم تكن فى حال حرب والجواب المستقيم أن تقول المنع مطلقا من خصائص النبى صلى الله عليه وسلم فلا يتعاطى شيئا من ذلك وإن كان مباحا لغيره ولا يعارض ذلك ما تقدم من أنه كان إذا أراد غزوة ورى بغيرها فإن المراد أنه كان يريد أمرا فلا يظهره كأن يريد أن يغزو وجهة الشرق فيسأل عن أمر فى جهة الغرب ويتجهز للسفر فيظن من يراه ويسمعه أنه يريد جهة الغرب وأما أن يصرح بإرادته

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ اگر اضطراری حالت ہو، مثلاً کوئی ظالم شخص دوسرے آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہو، اور وہ دوسرا آدمی اس کے پاس چھپا ہوا ہو، تو وہ اس کی جان بچانے کی خاطر جھوٹ بول سکتا ہے۔ [1]

اور ان حضرات نے فرمایا کہ جن احادیث میں مخصوص مواقع پر جھوٹ کی اجازت دی گئی ہے، اُس سے حقیقی جھوٹ مراد نہیں، بلکہ تعریض وتوریہ مراد ہے، اور اس کو جھوٹ صورتاً کہا گیا ہے، حقیقتاً نہیں۔

(ماخوذ از: دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، كتَاب الأمُور المَنهى عَنهَا، باب فى بيان مَا يجوز من الكذب، وردالمحتار، ج٦، ٤٢٧، وص ٤٢٨، كتاب الحظروالاباحة، فرع يكره إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم يتخط رقاب الناس)

ہمارے نزدیک اس سلسلے میں راجح یہ ہے کہ جب اضطراری حالت پیش آ جائے، مثلاً جھوٹ بولے بغیر ظلماً جان چلی جانے کا غالب گمان ہو تو صریح وحقیقی جھوٹ بولنا بلا شبہ جائز ہے، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الغرب وإنما مراده الشرق فلا والله أعلم وقال ابن بطال سألت بعض شيوخى عن معنى هذا الحديث فقال الكذب المباح فى الحرب ما يكون من المعاريض لا التصريح بالتأمين مثلا قال وقال المهلب موضع الشاهد للترجمة من حديث الباب قول محمد بن مسلمة قد عنانا فإنه سألنا الصدقة لأن هذا الكلام يحتمل أن يفهم أن اتباعهم له إنما هو للدنيا فيكون كذبا محضا ويحتمل أن يريد أنه أتعبنا بما يقع لنا من محاربة العرب فهو من معاريض الكلام وليس فيه شىء من الكذب الحقيقى الذى هو الإخبار عن الشىء بخلاف ما هو عليه ثم قال ولا يجوز الكذب الحقيقى فى شىء من الدين أصلا قال ومحال أن يأمر بالكذب من يقول من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار انتهى وقد تقدم جواب ذلك بما يغنى عن اعادته(فتح البارى، ج٦، ص ١٥٩، باب الكذب فى الحرب)

[1] قال الطبرى ذهبت طائفة إلى جواز الكذب لقصد الإصلاح وقالوا إن الثلاث المذكورة كالمثال وقالوا الكذب المذموم إنما هو فيما فيه مضرة أو ما ليس فيه مصلحة وقال آخرون لا يجوز الكذب فى شىء مطلقا وحملوا الكذب المراد هنا على التورية والتعريض كمن يقول للظالم دعوت لك أمس وهو يريد قوله اللهم اغفر للمسلمين ويعد امرأته بعطية شىء ويريد إن قدر الله ذلك وأن يظهر من نفسه قوة قلت وبالأول جزم الخطابى وغيره وبالثانى جزم المهلب والأصيلى وغيرهما وسيأتى فى باب الكذب فى الحرب فى أواخر الجهاد مزيد لهذا إن شاء الله تعالى واتفقوا على أن المراد بالكذب فى حق المرأة والرجل إنما هو فيما لا يسقط حقا عليه أو عليها أو أخذ ما ليس له أو لها وكذا فى الحرب فى غير التأمين واتفقوا على جواز الكذب عند الاضطرار كما لو قصد ظالم قتل رجل وهو مختف عنده فله أن ينفى كونه عنده ويحلف على ذلك ولا يأثم والله أعلم(فتح البارى، ج٥، ص ٣٠٠، باب ليس الكاذب الذى يصلح بين الناس)

جب اضطراری حالت کا سامنا تو نہ ہو، البتہ سچ بولنے کے نتیجے میں غیر معمولی مالی نقصان یا تکلیف ومشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہو (مثلاً اگر اپنی ملکیت میں موجود مال کا حاکم کو علم ہو تو وہ ظالمانہ طریقہ پر اس مال کو حاصل کرلے یا قانونی طور پر غیر معمولی تکلیف پیش آئے یا کسی ڈاکو وغیرہ سے اپنے مال کی حفاظت کی خاطر مال کو چھپائے اور جھوٹ بولے کہ اس کے پاس مال نہیں ہے، یا اور مال نہیں ہے، یا وہ مال گھر پر موجود نہیں ہے) تو ایسی حالت میں جب تک تعریض وتوریہ سے کام چلتا ہو، اس وقت تک تو تعریض وتوریہ کو ہی اختیار کرنا چاہیے، اور صریح جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، لیکن اگر کسی وقت تعریض وتوریہ سے کام نہ چلے اور صاف جھوٹ بولے بغیر اس نقصان وتکلیف سے نجات نہ ملے تو پھر صریح جھوٹ کی گنجائش والے علماء کی تحقیق کے مطابق عمل کرلینے میں امید ہے کہ گناہ نہ ہوگا (اور اس طرزِ عمل کو رخصت قرار دیا جائے گا) لیکن اس کے باوجود کوئی صریح جھوٹ سے پرہیز کرے اور اپنے ذاتی نقصان وتکلیف کو برداشت کرے، تو اس میں بھی کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ اس طرزِ عمل کو عزیمت پر محمول کیا جائے گا) [1]

کیونکہ اپنے حلال مال بلکہ دین کی حفاظت ایسی چیز ہے کہ اس کی حفاظت کی خاطر کسی

---

[1] وفيه :الحيل فى التخلص من الظلمة، بل إذا علم أنه لا يتخلص إلا بالكذب جاز له الكذب الصراح، وقد يجب فى بعض الصور بالاتفاق لكونه ينجى نبيا أو وليا ممن يريد قتله أو لنجاة المسلمين من عدوهم، وقال الفقهاء :لو طلب ظالم وديعة لإنسان ليأخذها غصبا وجب عليه الإنكار والكذب فى أنه لا يعلم موضعها(عمدة القارى، ج۱۲ ص۳۲،باب شراء المملوك من الحربى وهبته وعتقه)

وفى شرح العينى للبخارى فى باب شراء المملوك من الحربى فى حديث قتيبة عن الليث بن سعد ما نصه :وفيه أى :الحديث، الحيل فى التخليص من الظلمة بل إذا علم أنه لا يتخلص إلا بالكذب جاز له الكذب الصريح، وقد يجب فى بعض الصور بالاتفاق ككونه ينجى نبيا أو وليا ممن يريد قتله أو لنجاة المسلمين من عدوهم.

وقال الفقهاء لو طلب ظالم وديعة لإنسان ليأخذها غصبا وجب عليه الإنكار والكذب فى أنه لا يعلم موضعها (انتهى) . فليحفظ(غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر للحموى، ج۱ ص۲۶۶،القاعدة الخامسة الضرر يزال، الخامسة درء المفاسد أولى من جلب المصالح)

سے مقاتلہ کرنا پڑے، تو اس کو بھی شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔ [1]

اور اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اپنے تمام مال کو خطرہ لاحق ہو کہ اس کے چلے جانے کے بعد اضطراری حالت کا سامنا کرنا پڑے۔ [2]

---

[1] عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما، قال :سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول :من قتل دون ماله فهو شهيد(بخارى ، رقم الحديث ۲۴۸۰)

عن عبد الله بن عمرو بن العاص، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :من قتل دون ماله مظلوما فله الجنة(نسائى ، رقم الحديث ۴۰۸۶)

عن عبد الله بن عمرو، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من قتل دون ماله فهو شهيد وفى الباب عن على، وسعيد بن زيد، وأبى هريرة، وابن عمر، وابن عباس، وجابر :حديث عبد الله بن عمرو حديث حسن، وقد روى عنه من غير وجه وقد رخص بعض أهل العلم للرجل :أن يقاتل عن نفسه وماله وقال ابن المبارك :يقاتل عن ماله ولو درهمين(ترمذى، رقم الحديث ۱۴۱۹)

عن ابن عباس، عن النبى صلى الله عليه وسلم " :من قتل دون مظلمته فهو شهيد "(مسند احمد، رقم الحديث ۲۷۷۹)

عن سعيد بن زيد، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون أهله، أو دون دمه، أو دون دينه فهو شهيد(ابو داود، رقم الحديث ۴۷۷۲)

(وعن سعيد بن زيد) : أحد العشرة المبشرة (أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :(من قتل) : بصيغة المجهول (دون دينه) : أى :قدام دينه قال الشاعر:تريك القذى دونها وهى دونه أو عند حفظ دينه .(فهو شهيد) : وهذا إنما يتصور إذا قصد المخالف من الكافر أو المبتدع خذلانه فى دينه، أو توهينه وهو يذب عنه، ويحجز بينه وبين ما أراد كالحامى يذب عن حقيقته .(ومن قتل دون دمه فهو شهيد، ومن قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون أهله) : أى :عند محافظة محارمه (فهو شهيد) : قال ابن الملك :وعامة العلماء على أن الرجل إذا قصد ماله أو دمه أو أهله فله دفع القاصد بالأحسن، فإن لم يمتنع إلا بالمقاتلة فقتله فلا شىء عليه (رواه الترمذى، وأبو داود، والنسائى) : وفى الجامع الصغير :رواه أحمد والثلاثة وابن حبان فى صحيحه عنه ولفظه :(من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد، ومن قتل دون دينه فهو شهيد، ومن قتل دون أهله فهو شهيد) ورواه النسائى، والضياء عن سويد بن مقرن بلفظ جامع، وهو :(من قتل دون مظلمته فهو شهيد(مرقاة المفاتيح، ج۶ ص ۳۲۰۵،باب ما لا يضمن من الجنايات)

[2] ذكر ما يستفاد منه :فيه :جواز قتل القاصد لأخذ المال بغير حق، سواء كان المال قليلا أو كثيرا، لعموم الحديث، وهذا قول جماهير العلماء .وقال بعض أصحاب مالك :لا يجوز قتله إذا طلب شيئا يسيرا :كالثوب والطعام، وهذا ليس بشىء ، والصواب ما قاله الجماهير .وأما المدافعة عن الحريم فواجبة بلا خلاف، وقال النووى :وفى المدافعة عن النفس بالقتل خلاف فى مذهبنا ومذهب غيرنا، والمدافعة عن المال جائزة غير واجبة .وفيه :أن القاصد إذا قتل لا دية له ولا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ظاہر ہے کہ عام حالات میں کسی کے ساتھ مقاتلہ کرنا حرام ہے، اور اس کی حرمت اور اپنی جان کی ہلاکت سے حفاظت، کذب وجھوٹ سے کم درجہ کی نہیں ہے۔ [۱]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قصاص .وفيه :أن الدافع إذا قتل يكون شهيدا .وقال الترمذى :وقد رخص بعض أهل العلم للرجل أن يقاتل عن نفسه وماله .وقال ابن المبارك :يقاتل ولو درهمين .وقال المهلب :وكذلك فى كل من قاتل على ما يحل له القتال عليه من أهل أو دين فهو كمن قاتل دون نفسه وماله، فلا دية عليه ولا تبعة، ومن أخذ فى ذلك بالرخصة وأسلم المال والأهل والنفس فأمره إلى الله تعالى، والله يعذره ويأجره، ومن أخذ فى ذلك بالشدة وقتل كانت له الشهادة .وقال ابن المنذر :وروينا عن جماعة من أهل العلم أنهم رأوا قتال اللصوص ودفعهم عن أنفسهم أموالهم، وقد أخذ ابن عمر لصا فى داره، فأصلت عليه السيف، قال سالم :فلولا أنا لضربه به، وقال النخعى :إذا خفت أن يبدأك اللص فابدأه .وقال الحسن :إذا طرق اللص بالسلاح فاقتله، وسئل مالك عن القوم يكونون فى السفر فتلقاهم اللصوص؟ قال :يقاتلونهم ولو على دانق .وقال عبد الملك : إن قدر أن يمتنع من اللصوص فلا يعطهم شيئا .وقال أحمد :إذا كان اللص مقبلا، وأما موليا فلا .وعن إسحاق مثله. وقال أبو حنيفة فى رجل دخل على رجل ليلا للسرقة ثم خرج بالسرقة من الدار، فاتبعه الرجل فقتله :لا شىء عليه .وقال الشافعى :من أريد ماله فى مصر أو فى صحراء ، أو أريد حريمه، فالاختيار له أن يكلمه أو يستغيث، فإن منع أو امتنع لم يكن له قتاله، فإن أبى أن يمتنع من قتله من أراد قتله، فله أن يدفعه عن نفسه وعن ماله، وليس له عمد قتله، فإذا لم يمتنع فقاتله فقتله لا عقل فيه ولا قود ولا كفارة(عمدة القارى، ج۱۳ ص۳۵،باب من قاتل دون ماله)

[۱] قال الله تعالىٰ:

ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة(سورة البقرة، رقم الآية: ۱۹۵)

وما كان لمؤمن أن يقتل مؤمنا إلا خطأ ومن قتل مؤمنا خطأ فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلمة إلى أهله إلا أن يصدقوا فإن كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة وإن كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة إلى أهله وتحرير رقبة مؤمنة فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليما حكيما .ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه وأعد له عذابا عظيما (سورة النساء، رقم الآية: ۹۲،۹۳)

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

قتال المسلم أخاه كفر، وسبابه فسوق وفى الباب عن سعد، وعبد الله بن مغفل، حديث ابن مسعود حديث حسن صحيح، وقد روى عن عبد الله بن مسعود من غير وجه(سنن الترمذى، رقم الحديث ۲۶۳۴)

(۱۶)

جھوٹا دعویٰ ومقدمہ کرنے کا گناہ

زبان اور تحریر کے ذریعہ سے سرزَد ہونے والا ایک سنگین گناہ کسی پر جھوٹا دعویٰ اور مقدمہ کرنے کا ہے، جس پر احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں، آگے اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

جھوٹا دعویٰ کرنے والے کا ٹھکانہ جہنّم میں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی ایسی بات کا دعویٰ کرے، جو اس کے لیے (جائز) نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (ابنِ ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز کسی کی ملکیت نہ ہو، اس کے بارے میں اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنا سخت گناہ ہے۔

(والتفصيل فى: فتح البارى، لابن حجر، ج٦، ص ٥٤١، باب نزل القرآن بلسان قريش. وعمدة القارى، ج١٦ ص ٨٠، باب نسبة اليمن إلى إسماعيل صلى الله عليه وسلم. وشرح النووى، ج٢ ص ٥٠، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر)

جھوٹا دعویٰ ومقدمہ کرنے والا برابر اللہ کی ناراضگی کا مستحق

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٢٣١٩، كتاب الاحكام، باب من ادعى ما ليس له وخاصم فيه.

وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۵۳۸۵)[1]

ترجمہ: اور جس نے کسی باطل (وغلط) معاملہ میں جانتے بوجھتے ہوئے مخاصمت (ومنازعت یا مقدمہ بازی) کی تو وہ برابر اللہ کی ناراضگی میں رہے گا، یہاں تک کہ وہ اس سے الگ نہ ہوجائے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے ساتھ ناجائز مخاصمت اور مقدمہ بازی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

جھوٹا دعویٰ ومقدمہ، نفاق کی خصلت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا - أَوْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْ أَرْبَعَةٍ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ - حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (بخاری)[2]

ترجمہ: چار چیزیں جس میں ہوں، تو وہ منافق ہوگا، یا اُن چار میں سے کوئی ایک خصلت ہو، تو اس میں نفاق کی خصلت ہوگی، یہاں تک کہ اُس کو چھوڑ دے؛ ایک تو جب بات کرے، جھوٹ بولے؛ دوسرے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے؛ تیسرے جب عہد کرے تو دھوکہ دے؛ اور چوتھے جب کسی سے مخاصمت (مقدمہ بازی وغیرہ) کرے، تو غلط بیانی (والزام تراشی) کرے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں نفاق کی علامت ونشانی ہیں، جن میں ایک چیز یہ ہے کہ دوسرے سے معاملہ وتنازعہ کے وقت غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لے۔

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث ۲۴۵۹، كتاب المظالم والغصب، باب: إذا خاصم فجر.

(ملاحظہ ھو: مرقاۃ، ج ۱، ص ۱۲۸، کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات النفاق. وشرح النووی علی مسلم، ج ۲، ص ۴۸، باب بیان خصال المنافق)

جھوٹے دعویٰ ومقدمہ سے لی گئی چیز آگ کا ٹکڑا ہے

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَیَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ، فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ أَخِیْہِ شَیْئًا، بِقَوْلِہٖ ،فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ فَلَا یَأْخُذْھَا (بخاری) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم میری طرف اپنے جھگڑے پیش کرتے ہو، اور شاید تم میں سے کوئی شخص دلیل پیش کرنے میں دوسرے سے زیادہ تیز ہو اور میں اس کو اس کے بھائی کے حق میں سے اس کے کہنے (اور دلیل پیش کرنے) کی وجہ سے کچھ دلا دوں تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے جو میں اسے دے رہا ہوں وہ اسے نہ لے (بخاری)

اور مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ جَلَبَۃَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِہٖ، فَخَرَجَ إِلَیْھِمْ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّہٗ یَأْتِیْنِی الْخَصْمُ، فَلَعَلَّ بَعْضَھُمْ أَنْ یَّکُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ، فَأَحْسِبُ أَنَّہٗ صَادِقٌ، فَأَقْضِیْ لَہٗ، فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَإِنَّمَا ھِیَ قِطْعَۃٌ مِّنَ النَّارِ، فَلْیَحْمِلْھَا أَوْ یَذَرْھَا (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑے والے کا شور اپنے حجرہ کے دروازے پر سنا تو آپ ان کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں بشر (یعنی

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۸۰، کتاب الشھادات، باب من أقام البینۃ بعد الیمین.

[2] رقم الحدیث ۱۷۱۳ "۵" کتاب الاقضیۃ، باب الحکم بالظاھر، واللحن بالحجۃ.

انسان) ہوں اور بے شک میرے پاس ایک مقدمہ والا آتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے اپنی بات اچھے انداز سے پہنچانے والا ہو، تو میں یہ گمان کروں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں فیصلہ کردوں پس میں جس کے حق میں کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کروں تو وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے پس (اب اس کی مرضی ہے کہ) وہ اسے اٹھالے یا چھوڑ دے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ، فَمَنْ قَطَعْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ قِطْعَةً، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ (ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو انسان ہوں، اور شاید کہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ تیز ہو (اور اپنی بات کی تیزی کی وجہ سے دوسرے کو کمزور ثابت کردے) تو جس کے لئے میں اُس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کردوں، تو میرا یہ فیصلہ اُس کے لئے جہنّم کا ٹکڑا ہوگا (ابنِ ماجہ)

اس جیسی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم وقاضی کا فیصلہ ظاہر پر ہوتا ہے، یعنی وہ ظاہری دلائل کے مطابق فیصلہ کیا کرتا ہے، اور وہ خفیہ یا چھپے ہوئے پہلو یا باطن کا مکلّف نہیں ہوتا۔

اسی لئے اگر کوئی کسی چیز کے متعلق جھوٹا دعویٰ کرے، اور کسی چالاکی ومکاری سے کام لے کر (قاضی وجج، یا پنچایت وغیرہ کے ذریعہ سے) فیصلہ اپنے حق میں کرالے، تو اس کے لئے وہ چیز جائز اور حلال نہیں ہوجاتی۔

آج کل جھوٹے دعووں اور مقدموں کی کثرت ہے، اور بعض دعوے ومقدمے بنیادی طور پر تو کسی درجہ میں سچ پر مبنی ہوتے ہیں، لیکن اپنے مدعا ومقصد کو ثابت کرنے اور منوانے کے لئے

---

[1] رقم الحديث ۲۳۱۸، کتاب الاحکام، باب قضية الحاکم لا تحل حراما ولا تحرم حلالا.

قدم قدم پر جھوٹ کا سہارا حاصل کیا جاتا ہے، دعوے اور مقدمات کے کیس تیار کرنے والے وکلاء اور رپورٹ تیار کرنے والے پولیس کے اہل کار قدم قدم پر غلط بیانی اور جھوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں، اور اوپر سے اس گناہ وجرم پر پیسے بھی لیتے ہیں، جو کہ رشوت اور حرام خوری میں داخل ہے۔

پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہرگز کسی پر جھوٹا دعویٰ ومقدمہ نہ کرے، اور وکلاء، جج اور پولیس والوں کو بھی چاہئے کہ جھوٹے دعوے ومقدمے پر کسی کا تعاون نہ کریں، اور اس طرح کے عمل پر پیسہ لے کر حرام خوری نہ کریں، ورنہ اس کا وبال دنیا وآخرت کے اعتبار سے بڑا سخت ہے۔

اگر سب لوگ اور وکلاء اور اشٹامپ فروش سب جھوٹے دعوے ومقدمے کرنے اور ان پر کسی کا تعاون کرنے سے توبہ کرلیں، تو بہت سے جھگڑے وقضیے ختم ہوجائیں، اور تھانوں، کچہریوں اور عدالتوں میں امن قائم ہوجائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو۔

اللہ تعالیٰ جھوٹے دعوے اور مقدمے کرنے اور جھوٹے دعوے ومقدمے میں کسی طرح سے معاون بننے سے سب لوگوں کو نجات عطاء فرمائے، اور سچا اور صاف ستھرا نظام عطاء فرمائے۔ آمین۔

(۱۷)

سچی گواہی کی اہمیت اور جھوٹی گواہی کی مذمَّت

زبان اور تحریر کے اہم اعمال میں سے ایک عمل سچی گواہی دینا ہے، جس کی بڑی تاکید ہے، اور اس کے مقابلہ میں جھوٹی گواہی شدید ترین گناہ اور سخت عذاب اور وبال کا باعث ہے۔

گواہی کو چُھپانے کی ممانعت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے گواہی چھپانے سے منع فرمایا ہے، اور اللہ کے لئے سچی گواہی کو قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ آثِمٌ قَلْبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۸۳)

ترجمہ: اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو گواہی کو چھپائے گا، تو اس کا دل گناہ گار ہوگا؛ اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے (سورہ بقرہ)

معلوم ہوا کہ گواہی کی ضرورت پڑنے پر اُسے چھپانا دل کا گناہ ہے۔

سچ و حق کی گواہی کو قائم کرنے کا حکم

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (سورة النساء، رقم الآية ۱۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر، گواہی دو اللہ کے لئے اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا والدین کا یا قرابت والوں (یعنی رشتہ داروں وعزیزوں) کا، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیر خواہ تم سے زیادہ ہے سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں، اور اگر تم (فیصلے کے وقت) بات کو گھما پھرا کر کہو گے یا (حق سے) اعراض کرو گے تو بے شک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے (سورہ نساء)

قرآن مجید ہی میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَـآنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورة المائدة، رقم الآية ۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کے لئے ہو جاؤ قائم کرنے والے عدل (وانصاف) کی گواہی کو، اور کسی قوم کی دشمنی تم کو عدل (وانصاف) سے نہ ہٹائے، عدل (وانصاف) کرو، یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ پوری طرح خبر رکھنے والا ہے تمہارے اعمال کی (سورہ مائدہ)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ کرنے اور گواہی دینے کا حکم فرمایا ہے، خواہ وہ فیصلہ یا گواہی اپنے یا اپنے والدین یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

لہٰذا جب کوئی فیصلہ یا گواہی حق پر مبنی ہو، تو اپنے یا اپنے کسی عزیز وقریب کے نقصان کی خاطر حق سے کنارہ کشی جائز نہیں؛ البتہ اگر وہ گواہی حق پر مبنی نہ ہو بلکہ ظلم پر مبنی ہو، اور ایسی گواہی پر کسی کو مجبور کیا جائے، تو اس کا معاملہ جدا ہے۔

(تفسیر ابنِ کثیر، سورة النساء، تحت آية ۱۳۵، وتفسير الخازن، سورة المائدة، تحت آية ۸)

اللہ کے لئے گواہی کو قائم کرنے کا حکم

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (سورة الطلاق، رقم الآية ۲، ۳)

ترجمہ: اور تم گواہی کو اللہ کے لئے قائم کرو؛ اللہ اس کی نصیحت کرتا ہے، اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں؛ اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، تو اللہ اُس کے لئے نجات کا راستہ بنا دے گا، اور اُس کو ایسے طریقہ سے رزق دے گا، جس کا اُس کو گمان نہیں ہوگا، اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے، تو اللہ ہی اُس کے لئے کافی ہے؛ بے شک اللہ اپنے کام کو انجام تک پہنچانے والا ہے، اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کر رکھی ہے (سورہ طلاق)

اس آیت سے گواہی کو قائم کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی، اور قائم کرنے میں سچی گواہی دینا اور اُسے نہ چھپانا سب داخل ہے۔

گواہی چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے کی کثرت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيمَ الْخَاصَّةِ، وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ، حَتّٰى تُعِينَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ، وَقَطْعَ الْأَرْحَامِ، وَشَهَادَةَ الزُّورِ، وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ، وَظُهُورَ الْقَلَمِ (مسند احمد، رقم الحديث ۳۸۷۰) [1]

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

ترجمہ: قیامت کے قریب خاص خاص لوگوں کو سلام کیا جائے گا، اور تجارت بہت پھیل جائے گی، یہاں تک کہ عورت اپنے شوہر کی تجارت میں مدد کرے گی، اور (رشتہ داروں سے) قطع رحمی (وبدسلوکی) ہوگی، اور جھوٹی گواہی عام ہوگی، اور حق بات کی گواہی کو چھپانا عام ہوگا، اور قلم عام ہو جائے گا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ قُربِ قیامت کے دور میں جہاں بہت سے فتنے رونما ہوں گے، اُن میں ایک فتنہ جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور حق بات کی گواہی کو چھپانے کا بھی ہوگا۔

اور قلم کے عام ہونے سے مراد یہ ہے کہ کتابت اور لکھائی کی بہت سی صورتیں عام ہو جائیں گی، جیسا کہ آج کل پریس، ذرائع ابلاغ کے ذریعہ (کمپیوٹر اور دوسرے ڈیجیٹل طریقوں سے یہاں تک کہ موبائل کے ذریعہ سے) لکھائی عام ہے۔

جھوٹی گواہی کبیرہ ترین گناہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَبَائِرِ، قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور کسی جان کو قتل کرنا، اور جھوٹی گواہی دینا (بخاری)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ

---

[1] رقم الحديث ۲۶۵۳، كتاب الشهادات، باب ما قيل فى شهادة الزور.

الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلاَ وَقَوْلُ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، أَلاَ وَقَوْلُ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ. فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا، حَتّٰى قُلْتُ: لاَ يَسْكُتُ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اکبر الکبائر (یعنی کبیرہ ترین گناہوں) کی خبر نہ دے دوں؟ ہم نے عرض کیا کہ بے شک اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے (اس کے بعد آپ (نے اپنی کمر کو ٹیک سے ہٹایا اور) بیٹھ گئے، پھر فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ اور (ایک بدترین کبیرہ گناہ) جھوٹی بات ہے اور جھوٹی گواہی ہے، آپ یہ بات بار بار دوہراتے رہے، یہاں تک کہ میں نے (اپنے دل میں اس بات سے خوف زدہ ہو کر) کہا کہ (شاید اب) آپ خاموش نہیں ہوں گے (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ اور جھوٹی گواہی کے گناہ کی شدت اور برائی کو بیان کرنے کے لیے ٹیک ہٹا کر اس جملے کو بار بار دہرایا، جس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی دینا بدترین گناہ ہے (والتفصیل فی: فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۱۳۷۴، ج۲، ص۷۷)

جھوٹی گواہی دینے والا اللہ کی ناراضگی کا مستحق

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ أَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِظُلْمٍ، أَوْ يُعِيْنُ عَلٰى ظُلْمٍ، لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ (سنن ابن ماجه) [2]

---

[1] رقم الحديث ۵۹۷۶، كتاب الادب، باب: عقوق الوالدين من الكبائر.
[2] رقم الحديث ۲۳۲۰، كتاب الاحكام، باب من ادعى ما ليس له وخاصم فيه.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی معاملہ (ومقدمہ) کی ظلم کے ساتھ اعانت (ومدد) کی، یا کسی ظلم پر اعانت (ومدد) کی، تو وہ برابر اللہ کی ناراضگی میں رہے گا، یہاں تک کہ اس سے الگ نہ ہو جائے (ابن ماجہ)

اعانت کرنے میں گواہی دینا بھی شامل ہے، کیونکہ ظلم کی حقیقت کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا ہے، لہٰذا اس میں کسی غلط اور جھوٹے معاملہ پر گواہی دینا بھی داخل ہے۔

آجکل جھوٹی گواہی دینا عام ہے، تھانوں، کچہریوں اور عدالتوں میں بعض لوگ بطور پیشہ کے گواہی دینے کے عمل کو اختیار کرتے ہیں، اور پیسہ ملنے پر ہر قسم کی گواہی دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، اس طرح گواہی دینا سخت گناہ اور حرام ہے، اور اس پر اجرت اور معاوضہ لینا بھی حرام ہے۔

اگر کسی سرکاری یا نیم سرکاری یا پورے غیر سرکاری ادارہ کی طرف سے کسی شخص پر اعتماد حاصل کرنے کے لئے زبانی یا تحریری طور پر گواہی حاصل کی جائے، مثلاً کسی طالبِ علم کو مدرسہ میں داخل کرنے کے لئے یا بینک میں اکاؤنٹ کھلوانے کے لئے، یا کسی حکمران کو منتخب کرنے کے لئے ووٹ کی شکل میں، تو اس کے بارے میں زبانی یا تحریری جھوٹی گواہی دینا بھی جائز نہیں، بلکہ اگر اس گواہی پر ملک وملت کا اجتماعی مفاد داؤ پر لگا ہوا ہو، تو ایسے موقع پر جھوٹی گواہی کا وبال اور زیادہ سنگین گناہ اور فساد کی صورتِ حال اختیار کر لیتا ہے۔

غرضیکہ گواہی دینے کی جتنی بھی قدیم وجدید اور کاروباری وغیر کاروباری صورتیں ہیں، اُن سب میں جھوٹی گواہی دینا سخت گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

(۱۸)

غیرُ اللہ کی قسم اٹھانا

جھوٹی قسم یا جھوٹے حلف کا گناہ اور شدید گناہ ہونا آگے آتا ہے۔
قسم کے متعلق ایک گناہ غیرُ اللہ کی قسم کھانے کا ہے، اس کی بھی احادیث میں ممانعت آئی ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

ضرورت کے وقت قسم صرف اللہ کی ذات یا صفات کی......

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قسم اٹھائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی قسم اٹھائے، یا خاموش رہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ اوّلاً تو بلاضرورت قسم نہ اُٹھائی جائے، اور اگر قسم اُٹھانے کی ضرورت ہو، تو اللہ کی ذات یا اس کی صفات کی قسم اُٹھائی جائے؛ کسی مخلوق کی قسم نہ اُٹھائی جائے، کیونکہ جس چیز کی قسم اُٹھائی جائے، اس سے اُس چیز کی مخصوص تعظیم کا اظہار ہوتا ہے، اور حقیقی تعظیم رب تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، لہٰذا اس مخصوص تعظیم میں کسی دوسرے کو حصہ دار نہیں بنانا چاہئے، خواہ وہ دوسری چیز کعبہ ہو، یا نبی ہو، یا فرشتہ ہو، یا باپ ہو، یا بیٹا ہو، یا کوئی اور چیز۔
(کذا فی: مرقاۃ، کتاب العتق، باب الأیمان والنذور، ج٦، ص ۲۲۳۴)

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۷۹، کتاب الشهادات، باب کیف یستحلف)

باپ دادا کی قسم اُٹھانے کی ممانعت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَلاَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلاَ يَحْلِفُ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا، فَقَالَ: لاَ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ! جو شخص قسم اٹھائے تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے، اہلِ قریش اپنے آباء واجداد (یعنی باپ دادا) کی قسم اٹھاتے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آباء واجداد (یعنی باپ دادا) کی قسم مت اٹھاؤ (بخاری)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ، فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلاَ، إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ، وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ (بخاری) [2]

ترجمہ: انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک سواری پر اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے پایا، تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اور فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ! بے شک اللہ نے تمہیں اپنے آباء واجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، پس جو شخص قسم کھانا ہی چاہتا ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے، ورنہ خاموش رہے (بخاری)

اور حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۳۸۳۶، كتاب مناقب الانصار، باب ايام الجاهلية.

[2] رقم الحديث ۶۱۰۸، كتاب الادب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولا أو جاهلا.

قَالَ عُمَرُ : حَدَّثْتُ قَوْمًا حَدِيْثًا، فَقُلْتُ : لاَ وَأَبِیْ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِیْ: لاَ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، قَالَ: فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ حَلَفَ بِالْمَسِيْحِ لَهَلَكَ، وَالْمَسِيْحُ خَيْرٌ مِّنْ آبَائِكُمْ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں سے کوئی بات بیان کی، تو میں نے کہا کہ ہرگز نہیں، میرے باپ کی قسم، تو میرے پیچھے سے ایک آدمی نے کہا کہ تم اپنے آباء واجداد کی قسم نہ اٹھاؤ، میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، پھر فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی مسیح (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام) کی بھی قسم اٹھائے گا، تو وہ ہلاک ہو جائے گا، حالانکہ مسیح تمہارے بہترین آباء واجداد میں سے ہیں (ابنِ ابی شیبہ)

مطلب یہ ہے کہ آباء واجداد کی قسم اُٹھانا ہلاکت کا باعث ہے، اور اس میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام بھی داخل ہیں، جو کہ امت کے بہترین آباء واجداد کہلاتے ہیں؛ جب اُن کی قسم اُٹھانا بھی جائز نہیں، تو کسی اور کی قسم اُٹھانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، قَالَ عُمَرُ : فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا ذَاكِرًا، وَلَا آثِرًا (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل تمہیں اپنے

---

[1] رقم الحديث ۱۲۴۱۰، كتاب الأيمان والنذور والكفارات، باب الرجل يحلف بغير الله، أو بأبيه.
قال ابن حجر: هذا مرسل يتقوى بشواهده (فتح البارى، ج ۱۱ ص ۵۳۱، باب بالتنوين لا تحلفوا بآبائكم)

[2] رقم الحديث ۱۶۴۶ "۱" كتاب الأيمان، باب النهى عن الحلف بغير الله تعالى.

آباء واجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی، تو میں نے نہ اپنی بات کرتے ہوئے اور نہ کسی اور کی بات کرتے ہوئے ایسی (یعنی باپ دادا کی) قسم اٹھائی (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آباء واجداد یعنی باپ دادا وغیرہ کی قسم اُٹھانا جائز نہیں۔

بُتوں کی قسم اُٹھانے کی ممانعت

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ، وَلَا بِآبَائِكُمْ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہ تو بتوں کی قسم کھاؤ، اور نہ اپنے آباء واجداد (یعنی باپ دادا) کی قسم کھاؤ (مسلم)

اس حدیث میں بتوں کے لئے طواغی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اور عربی زبان میں طواغی طاغیۃ کی جمع ہے، جو کہ طغیان سے نکلا ہے، جس کے معنیٰ سرکشی کے آتے ہیں، کیونکہ بُت ظاہر میں سرکشی اور گمراہی کا سبب بنتے ہیں، اس لئے اُن کو طواغی کہا گیا۔

زمانۂ جاہلیت میں آباء واجداد کے ساتھ ساتھ بتوں کی قسم کھانے کا بھی رواج تھا، جس سے اسلام نے منع کردیا۔

(مرقاة المفاتيح، ج٦، ص٢٢٣٥، كتاب العتق، باب الأيمان والنذور. وحاشية السندى على سنن ابن ماجه، باب النهى أن يحلف بغير الله)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ:

---

[1] رقم الحديث ١٦٤٨ "٦" كتاب الأيمان، باب من حلف باللات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله.

وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی، فَلْيَقُلْ: لاَ اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قسم اٹھائی اور اپنی قسم میں لات و عزیٰ (بتوں) کا نام لیا (یعنی لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی) تو اسے چاہیے کہ وہ (اپنے ایمان کی تجدید کرنے کے لیے) ”لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہے (بخاری)

ایسی قسم کے بعد لا الٰہ الا اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بتوں کی تعظیم کرکے شرک میں مبتلا ہو چکا ہے،اس لئے ایمان کی تجدید ضروری ہوگئی۔

(ارشاد الساری، ج۷، ص ۳۶۱، باب ”أفرأيتم اللات والعزى“)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی، فَقَالَ أَصْحَابِیْ: قَدْ قُلْتَ هُجْرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ قَرِيبًا، وَإِنِّیْ حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ثَلَاثًا، ثُمَّ انْفُثْ عَنْ يَّسَارِكَ ثَلَاثًا، وَتَعَوَّذْ وَلَا تَعُدْ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۹۰) [2]

ترجمہ: میں نے لات اورعزیٰ (نامی بتوں) کی قسم کھالی، میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے بے ہودہ بات کہی ہے، پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،اورعرض کیا کہ میں نے ابھی (تازہ تازہ) اسلام قبول کیا ہے،اور میری زبان سے (سابقہ عادت کی وجہ سے) لات اورعزیٰ (نامی بتوں) کے نام کی قسم نکل گئی ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تین مرتبہ ”لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ“ کہہ دو، پھر اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھتکار دو،اوراعوذ باللہ پڑھ لو، اور آئندہ ایسا مت کہنا (مسند احمد)

---

[1] رقم الحديث ۴۸۶۰،كتاب تفسير القرآن،باب أفرأيتم اللات والعزى.

[2] فی حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط الشيخين.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

معلوم ہوا کہ بتوں کی قسم اُٹھانا ایمان کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔

(والتفصيل في: حاشية السندي على سنن ابن ماجه، تحت رقم الحديث ۲۰۹۶، و۲۰۹۷، باب النهي أن يحلف بغير الله)

غیرُ اللہ کی قسم اُٹھانے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ، وَلَا بِالْأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰهِ، وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ (ابو داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آباء واجداد (یعنی باپ دادا) کی قسم نہ اٹھاؤ، اور نہ اپنی ماؤں کی قسم اٹھاؤ، اور نہ اللہ کے علاوہ دوسرے بنائے ہوئے شریکوں کی قسم اٹھاؤ، اور تم اللہ ہی کی قسم اٹھاؤ، اور اللہ کی قسم بھی صرف اس وقت اٹھاؤ، جبکہ تم سچے ہو (ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ غیرُ اللہ کی قسم اٹھانا جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی چیز ہو۔

امانت کی قسم اُٹھانے کی ممانعت

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا (سنن ابی داؤد) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۲۴۸، كتاب الأيمان والنذور، باب في كراهية الحلف بالآباء.

[2] رقم الحديث ۳۲۵۳، كتاب الأيمان والنذور، في باب كراهية الحلف بالأمانة، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۹۸۰، مستدرك حاكم، رقم الحديث ۷۸۱۶.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے امانت کی قسم اٹھائی، تو وہ ہم میں سے نہیں ہے (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ امانت کی قسم اُٹھانا بھی جائز نہیں، کیونکہ وہ بھی غیرُ اللہ میں داخل ہے۔

(والتفصيل فى: مرقاة، ص ۲۲۴۲، وص ۲۲۴۳، كتاب العتق، باب الايمان والنذور)

کعبہ کی قسم اُٹھانے کی ممانعت

حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ (ترمذی) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا جو یہ کہہ رہا تھا کہ ”ہرگز نہیں، کعبہ کی قسم“ اس پر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الذهبى فى التلخيص: صحيح.

وفى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير الوليد بن ثعلبة الطائى فقد روى له أبو داود وابن ماجه والنسائى فى "عمل اليوم والليلة"، وهو ثقة.

[1] رقم الحديث ۱۵۳۵،ابواب النذور والأيمان،باب ما جاء فى كراهية الحلف بغير الله،ابن حبان، رقم الحديث.

قال الترمذى:هذا حديث حسن وفسر هذا الحديث عند بعض أهل العلم :أن قوله فقد كفر أو أشرك على التغليظ، والحجة فى ذلك حديث ابن عمر، أن النبى صلى الله عليه وسلم سمع عمر يقول :وأبى وأبى، فقال :ألا إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم، وحديث أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال " :من قال فى حلفه واللات، والعزى فليقل :لا إله إلا الله ":"هذا مثل ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :إن الرياء شرك وقد فسر بعض أهل العلم هذه الآية: (فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا)الآية، قال :لا يرائى.

و فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

قسم نہیں اٹھائی جاتی، پس بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی تو اس نے کفر کیا یا شرک کیا

(ترمذی؛ ابن حبان)

اگر کسی نے غیرُ اللہ کی قسم اس عقیدے کے ساتھ اُٹھائی کہ اس نے غیرُ اللہ کو اللہ کی تعظیم میں شریک کرلیا، تو یہ کھلا ہوا شرک ہے؛ اور اگر اس عقیدے کے ساتھ نہ ہو، تو پھر شرک کے مشابہ ہے، کیونکہ یہ عمل اُن لوگوں کا طریقہ ہے، جو غیرُ اللہ کو اللہ کی ذات یا صفات میں شریک کرتے ہیں، اس لئے یہ مشرکوں والا عمل ہے، جس سے مسلمان کو بچنا چاہئے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ، کتاب العتق، باب الایمان والنذور، ج۶، ص ۲۲۴۲. وارشاد الساری، ج۹، ص ۳۷۵، تحت رقم الحدیث ۶۶۴۷، کتاب الایمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائکم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : كُلُّ يَمِيْنٍ يُحْلَفُ بِهَا دُوْنَ اللّٰهِ شِرْكٌ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر وہ قسم جو اللہ کے علاوہ کی اٹھائی جائے شرک ہے (حاکم)

اگر غیرُ اللہ کو اللہ کا درجہ دے کر غیرُ اللہ کی قسم اُٹھائی جائے، تو حقیقت میں شرک ہے، ورنہ ظاہری اعتبار سے یعنی صورت وشکل کے لحاظ سے شرک ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

(فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۶۳۶۷، ج۵، ص۳۷)

حضرت قتیلہ بنتِ صیفی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَتٰى حَبْرٌ مِّنَ الْأَحْبَارِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: تَقُوْلُوْنَ إِذَا حَلَفْتُمْ وَالْكَعْبَةِ، قَالَتْ: فَأَمْهَلَ

---

[1] رقم الحدیث ۴۶، کتاب الایمان، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۹۵۰.

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ : إِنَّهُ قَدْ قَالَ : فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٧٠٩٣) [1]

ترجمہ: اہلِ کتاب کے چند اہلِ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، پھر انہوں نے کہا کہ اے محمد! تم بہت اچھے لوگ ہو، اگر تم شرک نہ کرو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سبحان اللہ" وہ شرک کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ تم قسم اٹھاتے ہو تو یہ کہتے ہو کہ "کعبہ کی قسم"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر توقف کیا، پھر فرمایا کہ جو شخص قسم اٹھائے وہ ربِ کعبہ کی قسم اٹھائے (خاص کعبہ کی قسم نہ اٹھائے) (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ غیرُ اللہ کی قسم اُٹھانا سنگین گناہ ہے، اور کعبہ کی قسم اُٹھانا بھی منع ہے، البتہ ربِ کعبہ (یا کعبہ کے رب) کی قسم اُٹھانا درست ہے۔

(فيض القدير، تحت رقم الحديث ٨٦٤٣، ج٦، ص ١٢٠)

مذہبِ اسلام کے علاوہ کی قسم اُٹھانا

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی جھوٹی قسم اٹھالی، تو وہ اسی طرح ہوگا، جس طرح اس نے کہا (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ اگر اسلام کے ماسوا کسی مذہب کی قسم اس کی تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُٹھائی، تو وہ اس مذہب کو ماننے کے مترادف اور سخت خطرناک ہے، ورنہ کم از کم گناہ تو بہر حال ہے ہی،

---

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[2] رقم الحديث ١٣٦٣، كتاب الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس.

لہٰذااس سے ہر حال میں بچنا چاہئے۔

(والتفصيل فی: ارشاد السارى، ج ۲، ص ۴۵۶، باب ما جاء فی قاتل النفس)

غیرُ اللہ کی قسم، اللہ کی جھوٹی قسم اُٹھانے کے مقابلہ میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَأَنْ أَحْلِفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ بِغَيْرِهِ وَأَنَا صَادِقٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة)[1]

ترجمہ: میں اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھاؤں، یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں اللہ کے علاوہ کی سچی قسم کھاؤں (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے نام کی جھوٹی قسم اٹھانے کے عمل کو غیرُ اللہ کے نام کی قسم اٹھانے سے ہلکا قرار دیا، جس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کی قسم اٹھانا توحید کی دلیل ہے، اور غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھانا بظاہر شرک ہے، جبکہ جھوٹ بولنا گناہ ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ گناہ کا درجہ شرک سے ہلکا ہوتا ہے۔

(شرح سنن ابی داؤد للعباد، كتاب الصلاة، رقم الدرس ۵۹، ص ۷)

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت تو سِرے سے قسم ہی نہیں اُٹھانا چاہئے، اور ضرورت کے وقت بھی اللہ کی ذات یا صفات کی قسم اُٹھانا چاہئے۔

اورغیرُ اللہ کی قسم اُٹھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

غیرُ اللہ کی قسم اُٹھانا نہ صرف یہ کہ منع اور سخت گناہ ہے، بلکہ اگر کسی نے ایسی قسم اُٹھائی تو وہ شرعی

---

[1] رقم الحديث ۱۲۴۱۴، كتاب الأيمان والنذور والكفارات، باب الرجل يحلف بغير الله ، أو بأبيه؛ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۸۹۰۲)

قال المنذرى: رواه الطبرانى موقوفا ورواته رواة الصحيح (الترغيب والترهيب للمنذرى، رقم الحديث ۴۴۸۰)

وقال الالبانى: قلت :وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين (إرواء الغليل فى تخريج أحاديث منار السبيل، تحت رقم الحديث ۲۵۶۲)

قسم وحلف میں داخل نہیں، اور اسی وجہ سے اس کی خلاف ورزی پر قسم کا کفارہ بھی واجب نہیں۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷ص ۲۶۴، مادہ: ایمان. الدرالمختار مع شرحه ردالمحتار، ج۳ص ۷۱۱ الیٰ ۷۱۳، کتاب الأيمان)

قرآن مجید کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جس کی وجہ سے وہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام میں داخل ہے، اس لئے راجح یہ ہے کہ قرآن مجید کی قسم اُٹھانا معتبر ہوجاتا ہے، اور خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔ [1]

جو قسم شرعاً معتبر ہو، اور ایسی قسم اُٹھا کر توڑ دی جائے تو اُس کے کفارہ کا ذکر آگے آتا ہے۔

---

[1] المعتمد فى مذهب الحنفية :أن الحلف بالقرآن يمين؛ لأن القرآن كلام الله تعالى الذى هو صفته الذاتية، وقد تعارف الناس الحلف به، والأيمان تبنى على العرف.

أما الحلف بالمصحف، فإن قال الحالف :أقسم بما فى هذا المصحف فإنه يكون يمينا .أما لو قال: أقسم بالمصحف، فإنه لا يكون يمينا؛ لأن المصحف ليس صفة لله تعالى، إذ هو الورق والجلد، فإن أراد ما فيه كان يمينا للعرف.

وقال المالكية :ينعقد القسم بالقرآن وبالمصحف، وبسورة البقرة أو غيرها، وبآية الكرسى أو غيرها، وبالتوراة وبالإنجيل وبالزبور؛ لأن كل ذلك يرجع إلى كلامه تعالى الذى هو صفة ذاتية، لكن لو أراد بالمصحف النقوش والورق لم يكن يمينا.

وقال الشافعية :تنعقد اليمين بكتاب الله والتوراة والإنجيل ما لم يرد الألفاظ، وبالقرآن وبالمصحف ما لم يرد به ورقه وجلده؛ لأنه عند الإطلاق لا ينصرف عرفا إلا لما فيه من القرآن.

وقال الحنابلة :الحلف بكلام الله تعالى والمصحف والقرآن والتوراة والإنجيل والزبور يمين، وكذا الحلف بسورة أو آية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۷ص ۲۵۶، مادة"أيمان"، الحلف بالقرآن أو المصحف)

(۱۹)

سچی یا جھوٹی قسم یا حلف اُٹھانا

غیرُ اللہ کی قسم یا حلف اُٹھانے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، کہ یہ گناہ ہے، اور ضرورت کے وقت اللہ کی ذات یا صفت کی قسم یا حلف اُٹھانا چاہئے۔

پھر اللہ کے نام کی قسم یا حلف اُٹھانے کی مختلف صورتیں ہیں، جن کے احکام میں بھی کچھ تھوڑا بہت فرق اور فقہی اختلاف پایا جاتا ہے۔

چنانچہ قسم یا حلف کی ایک صورت عربی میں ''یمینِ لغو'' کہلاتی ہے، اور دوسری ''یمینِ منعقدہ'' کہلاتی ہے، اور تیسری ''یمینِ غموس'' کہلاتی ہے۔

یمینِ غموس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجود واقعہ کے متعلق معلوم ہوتے ہوئے واقعہ کے برخلاف جھوٹی قسم اُٹھانا، جھوٹی قسم زبان کے بدترین گناہ میں داخل ہے، اور اس پر شریعت کی طرف سے بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، اور لغو اور منعقد قسم وحلف کا ذکر آگے آتا ہے۔

لغو اور منعقد ہونے والی قسم اور اس کا کفارہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (سورۃالبقرۃ، رقم الآیۃ ۲۲۵)

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑتا لیکن تم سے ان قسموں پر پکڑ کرتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا، حِلم والا ہے (سورہ بقرہ)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 0092515507530

قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورة المائدة، رقم الآية ۸۹)

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر پکڑ نہیں کرتا لیکن ان قسموں پر پکڑتا ہے جنہیں تم منعقد کرو، سو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا گردن (یعنی غلام) کو آزاد کرنا ہے، پھر جو یہ نہ پائے (یعنی ان تینوں چیزوں میں سے کسی چیز کی طاقت نہ ہو) تو تین دن کے روزے رکھنے ہیں، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات بیان کرتا ہے تا کہ تم شکر کرو (سورہ مائدہ)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ لغو قسم وحلف پر مؤاخذہ نہیں، اور اس کا کوئی کفارہ بھی نہیں، اور لغو قسم وہ ہے کہ جو کسی ماضی کے واقعہ پر اس کو کسی غلط فہمی کی وجہ سے سچ سمجھتے ہوئے اُٹھائی جائے، اور واقعہ اس کے خلاف ہو، مثلاً کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ بارش فلاں دن ہوئی تھی، اور وہ اسی دن بارش ہونے کا دل میں یقین رکھتا ہے، مگر واقعہ اس کے خلاف ہو، اور بارش کسی اور دن ہوئی ہو، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جو قسم بغیر ارادہ وقصد کے زبان سے نکل جائے کہ مثلاً قسم کھانے کا دل میں ارادہ نہ تھا، اور یکلخت زبان سے قسم کے الفاظ نکل گئے، وہ لغو ہے، اور جو قسم ارادہ وقصد سے کھائی جائے، اس پر مؤاخذہ ہے، اور ایسی قسم کو عربی میں "یمینِ منعقدہ" کہا جاتا ہے، اور یمینِ غموس یا جھوٹی قسم کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر الجلالین، تحت سورة البقرة، رقم الآية ۲۲۵، الموسوعة الفقهية الكويتية،

ج۷، ص ۲۸۳، مادة "ایمان"، احکام الیمین، انواع الیمین القسمیة)

اور قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں وناداروں کو اوسط درجہ کا دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے، یا دس مسکینوں کو لباس فراہم کرے، یا ایک شرعی غلام و باندی (اگر میسر ہو) آزاد کرے، اور اگر ان میں سے کسی چیز کی قدرت نہ ہو، مثلاً کوئی شخص غریب و مسکین ہو، تو پھر تین دن کے روزے رکھے۔

اور اگر تین دن روزہ رکھنے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کے بجائے دس صدقۂ فطر کے برابر رقم دے دے، تو بھی جائز ہے۔

اور مذکورہ آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم سوچ سمجھ کر اُٹھانی چاہئے، اور قسم اُٹھانے کے بعد اگر قسم گناہ والی نہ ہو، تو اس کو حتی الامکان پورا کرنا چاہئے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص۱۱۶، مادة "اطعام"، كفارة اليمين. تفسير الجلالين، تحت سورة المائدة، رقم الآية ۸۹)

قسم کھانے کے بعد توڑنے کا حکم

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ. وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُوْنَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبٰى مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ

(سورة النحل، رقم الآيات ۹۱، و۹۲)

ترجمہ: اور اپنی قسموں کو توڑو نہیں، ان کو پکا کرنے کے بعد، حالانکہ تم لوگ (قسم یا حلف اٹھا کر) اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو، بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جانا کہ جس نے محنت سے سوت کاتا پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو

کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ غالب رہے، بس اس کے ذریعے سے اللہ تمہارا امتحان لیتا ہے، اور اللہ ضرور بالضرور قیامت کے دن تمہارے سامنے ان چیزوں کو واضح کردے گا، جن میں تم اختلاف کرتے ہو (سورہ نحل)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قسمیں کھانے کے بعد جبکہ کوئی شرعی مجبوری نہ ہو، ان کو توڑ ڈالنا گناہ ہے، اور اسی طرح دنیا میں کسی پر بلا شرعی وجہ کے غلبہ حاصل کرنے کے لئے بھی قسموں کو ذریعہ بنانا گناہ ہے (ملاحظہ ہو: تفسیر الجلالین، تحت سورۃ النحل، رقم الآیات ۹۱، و۹۲)

اور قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ (سورة التحريم، رقم الآية ۲)

ترجمہ: اللہ نے تمہارے لیے اپنی (گناہ والی) قسموں کا توڑ دینا مقرر کر دیا ہے (سورہ تحریم)

یہ آیت حلال چیز کو حرام کر لینے کی قسم کھانے کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایسی قسم کھانے کے بعد اس کو توڑ دینا چاہیئے، اور کفارہ دینا چاہیئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا، فَأْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ (بخاری) [۱]

ترجمہ: اور جب آپ کسی چیز پر قسم اٹھالیں، پھر آپ اس کے علاوہ میں خیر دیکھیں، تو آپ اس خیر والے کام کو کرلیں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیں (بخاری)

اسی طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۲]

---

[۱] رقم الحديث ٦٧٢٢، كتاب كفارات الأيمان، باب الكفارة قبل الحنث وبعده.

[۲] عن أبى هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من حلف على يمين، فرأى غيرها خيرا منها، فليأت الذى هو خير، وليكفر عن يمينه (مسلم، رقم الحديث ١٦٥٠ "١٣")

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ عَلَى الْيَمِيْنِ، فَرَأَى خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْهَا، وَلْيَأْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی چیز پر قسم اٹھالے، پھر اس کے علاوہ میں خیر دیکھے، تو اس قسم کا کفارہ دیدے، اور جو خیر والی چیز ہے، اس کو اختیار کرلے (مسلم)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت مالک بن نضر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِیْ أَتَيْتُهٗ أَسْأَلُهٗ فَلَا يُعْطِيْنِیْ وَلَا يَصِلُنِیْ، ثُمَّ يَحْتَاجُ إِلَیَّ فَيَأْتِيْنِیْ فَيَسْأَلُنِیْ، وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَا أُعْطِيَهٗ وَلَا أَصِلَهٗ، فَأَمَرَنِیْ أَنْ آتِیَ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ، وَأُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِیْ (سنن نسائی) [3]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے کہ میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس اپنی کسی ضرورت کا سوال کرنے کے لئے جاتا ہوں، اور وہ میری مدد نہیں کرتا، اور نہ میرے ساتھ صلہ رحمی (یعنی رشتہ داری

---

[1] رقم الحديث ۱۶۵۱ "۱۷" كتاب الأيمان، باب ندب من حلف يمينا فرأى غيرها خيرا منها، أن يأتى الذى هو خير، ويكفر عن يمينه.

[2] عن أبى بردة، عن أبيه، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إنى والله إن شاء الله، لا أحلف على يمين فأرى غيرها خيرا منها، إلا كفرت عن يمينى، وأتيت الذى هو خير، أو قال: إلا أتيت الذى هو خير، وكفرت يمينى (ابوداؤد، رقم الحديث ۳۲۷۶)

عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها فليكفر عن يمينه وليأت الذى هو خير (نسائى، رقم الحديث ۳۷۸۱)

[3] رقم الحديث ۳۷۸۸، كتاب الأيمان والنذور، باب الكفارة بعد الحنث، واللفظ لهٗ، السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۴۷۱۲.

کے حقوق پورے) کرتا ہے، پھر اس کو میری طرف کوئی ضرورت پیش آ جاتی ہے، اور وہ میرے پاس آ کر اس ضرورت کا سوال کرتا ہے، اور میں یہ قسم کھا چکا ہوں کہ اس کو نہیں دوں گا (یعنی اس کی مدد نہیں کروں گا) اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا (تو میرے لئے کیا حکم ہے؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اس کام کو کروں، جو خیر والا ہے (یعنی اس کی مدد اور صلہ رحمی کروں) اور اپنی قسم کا کفارہ دوں (نسائی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی قسم کھانے کے بعد اگر اس کی خلاف ورزی میں خیر ہو، تو اس قسم کو توڑ دینا چاہئے، اور اس کا کفارہ دیدینا چاہئے، اور اگر قسم تو ایسی چیز پر کھائی تھی کہ جو گناہ نہیں تھی، پھر اس کو توڑ دیا، تو بھی کفارہ دینا لازم ہوتا ہے۔ [1]

قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنا

اگر کوئی قسم کھاتے وقت اس کے ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ دے، تو پھر اس قسم کی خلاف ورزی کرنے پر قسم کا کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَمْ يَحْنَثْ (مسنداحمد، رقم الحديث ۸۰۸۸) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قسم اُٹھائی اور ان شاء اللہ کہا، تو وہ حانث (یعنی قسم توڑنے والا شمار) نہیں ہوگا (مسند احمد)

---

[1] پھر حنفیہ کے نزدیک قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا جائز نہیں، جبکہ جمہور فقہائے کرام (مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ) کے نزدیک پہلے بھی جائز ہے، اور بعد میں بھی جائز ہے، البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ سے کفارہ ادا کرنے کی صورت میں قسم ٹوٹنے سے پہلے روزے رکھنا جائز نہیں (ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۲، ص ۲۲۷، تعجيل الكفارات، تعجل كفارة اليمين قبل الحنث)

[2] فی حاشية مسنداحمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ حَلَفَ فَقَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰہُ، لَمْ یَحْنَثْ (صحیح ابن حبان،رقم الحدیث ۴۳۴۰،کتاب الأیمان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قسم اُٹھائی، اور ان شاء اللہ کہا، تو وہ حانث (یعنی قسم توڑنے والا شمار) نہیں ہوگا (ابنِ حبان)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دے، مثلاً اس طرح قسم اٹھائے کہ اللہ کی قسم میں ان شاء اللہ تعالیٰ آج روزہ رکھوں گا، تو اس کی خلاف ورزی پر وہ قسم توڑنے والا شمار نہیں ہوتا، اور اسی وجہ سے اس پر کفارہ بھی لازم نہیں ہوتا۔

بلکہ قرآن وسنت کی تعلیم یہ ہے کہ جب آئندہ کسی کام کا ارادہ ظاہر کرے، تو اس پر ان شاء اللہ کہہ دینا بہتر ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ إِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا. إِلَّا أَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ (سورۃ الکہف، رقم الآیات ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور آپ کسی کام کی نسبت ہرگز بھی یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر ان شاء اللہ کہہ لیا کریں (سورہ کہف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ نَبِیُّ اللّٰہِ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّیْلَۃَ عَلٰی سَبْعِیْنَ امْرَأَۃً، کُلُّھُنَّ تَأْتِیْ بِغُلَامٍ یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، فَقَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ - أَوِ الْمَلَکُ - قُلْ: إِنْ شَاءَ اللّٰہُ، فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ، فَلَمْ تَأْتِ وَاحِدَۃٌ مِّنْ نِسَائِہٖ إِلَّا وَاحِدَۃٌ جَاءَ تْ بِشِقِّ

[1] فی حاشیۃ ابنِ حبان: إسنادہ صحیح، رجالہ ثقات.

غُلامٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَلَوْ قَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ دَرَكًا لَهُ فِيْ حَاجَتِهٖ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نبی حضرت سلیمان بن داؤد نے (ایک مرتبہ یہ) فرمایا کہ میں آج رات ستر عورتوں (یعنی اپنی بیویوں اور اپنی باندیوں) کے پاس جاؤں گا، ان میں سے ہر عورت سے ایک بچہ پیدا ہوگا، جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرے گا، تو ان سے ان کے ساتھی یا فرشتے نے کہا کہ آپ ان شاء اللہ کہہ لیں، انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا اور وہ بھول گئے، اور ان کی بیویوں میں سے سوائے ایک عورت کے کسی کے ہاں بچہ کی ولادت نہ ہوئی، اور اس ایک عورت کے ہاں بھی ناقص الخلقت (نامکمل) بچے کی ولادت ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی بات رَد نہ جاتی اور اپنے مقصد کو بھی حاصل کر لیتے (مسلم)

دنیا والوں کو راضی کرنے کے لئے اللہ کی ناراضگی والی قسم اُٹھانا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَحَقُّ أَنْ يُّرْضُوْهُ إِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورة التوبة، رقم الآية ٦٢)

ترجمہ: یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں اور اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا زیادہ ضروری ہے اگر وہ مؤمن ہیں (سورہ توبہ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو توڑ کر دنیا کے مفاد کی خاطر قسم اُٹھانا گناہ والا کام ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۱۶۵۴ ”۲۳“ كتاب الأيمان، باب الاستثناء.

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ (سورة التوبة، رقم الآية ۹۶)

ترجمہ: وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ تو بھی اللہ فاسقوں سے خوش نہیں ہوتا (سورہ توبہ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کو خوش کرنے کے لئے قسمیں کھانا اور اس کے نتیجہ میں اللہ کو ناراض کرنا فاسقوں (اور گناہ گاروں) کا کام ہے۔

اللہ کے راستہ سے روکنے کے لئے قسموں کو ڈھال بنانے کی ممانعت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورة المجادلة، رقم الآية ۱۶)

ترجمہ: انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال (یعنی اپنے بچاؤ کا ذریعہ) بنالیا ہے، پس وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (سورہ مجادلہ)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِتَّخَذُوْا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورة المنافقون، رقم الآية ۲)

ترجمہ: انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال (یعنی اپنے بچاؤ کا ذریعہ) بنالیا ہے پس (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک کیسا برا کام ہے جو وہ کر رہے ہیں (سورہ منافقون)

اس سے معلوم ہوا کہ قسم کو ڈھال یعنی اپنے بچاؤ کا ذریعہ بنا کر اس کی آڑ میں اللہ کے راستہ سے روکنا، یعنی لوگوں کو گمراہ کرنا، یا کسی دوسری طرح سے اپنے مذموم عزائم پورے کرنا سخت بُرا کام اور ذلت والے عذاب کا ذریعہ ہے۔

قسم کے عوض دنیا کا سودا کرنے والے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ (سورة آل عمران، رقم الآية ۷۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے حقیر معاوضہ لیتے ہیں آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور ان سے اللہ کلام نہیں کرے گا اور قیامت کے دن ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہ دیکھے گا اور انہیں پاک بھی نہ کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (سورہ آلِ عمران)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قسم کے بدلہ اور عوض میں حقیر دنیا کا سودا کرنے والا آخرت میں بڑے خسارہ اور نقصان کو اُٹھائے گا، اور اللہ کی سخت ناراضگی کا مستحق ہوگا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ أَعْرَابِىٌّ بِشَاةٍ فَقُلْتُ تَبِيْعُنِيْهَا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ ثُمَّ بَاعَنِيْهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ (صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۴۹۰۹، كتاب البيوع) [1]

ترجمہ: ایک دیہاتی بکری لے کر گزرا، تو میں نے اس سے کہا کہ آپ مجھے یہ بکری

---

[1] فی حاشية ابنِ حبان: إسناده حسن.

تین درہم کی فروخت کردیجئے، اس دیہاتی نے (جواب میں) کہا کہ اللہ کی قسم! نہیں، پھر اس کے بعد اُس نے مجھے وہ بکری فروخت بھی کردی، میں نے یہ (واقعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس (دیہاتی) نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلہ میں فروخت کردیا (ابنِ حبان)

حضرت ابوحازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ، وَمَعَهُ غُنَيْمَاتٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ بِكَمْ تَبِيعُ غَنَمَكَ هٰذِهِ؟ قَالَ : بِكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : آخُذُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَبِيعَهَا، فَانْطَلَقَ ابْنُ عُمَرَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ فَمَرَّ عَلَيْهِ فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ خُذْهَا بِالَّذِيْ أَعْطَيْتَنِيْ قَالَ : حَلَفْتُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَلَمْ أَكُنْ لِأُعِيْنَ الشَّيْطَانَ عَلَيْكَ، إِنِّيْ أُحْنِثُكَ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۳۰۷۲، ج۱۲ ص۲۶۷) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا ایک ایسے آدمی پر گزر ہوا جس کے ساتھ اُس کی بکریاں تھیں، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اُس آدمی سے فرمایا کہ آپ مجھے اپنی یہ بکریاں کتنے کی فروخت کریں گے؟ اُس آدمی نے کہا کہ اتنے اور اتنے میں (فروخت کروں گا) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو یہ بکریاں اتنے اور اتنے کی لوں گا، تو اُس آدمی نے قسم کھا کر کہا کہ وہ یہ بکریاں نہیں بیچے گا، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ چلے گئے، اور اپنی ضرورت پوری کرلی، پھر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا اُس آدمی کے پاس سے (دوبارہ) گزر ہوا، تو اُس آدمی نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! جتنی (قیمت) آپ مجھے دے رہے تھے، اُتنے میں

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۶۹۳۴، باب إبرار القسم)

خرید لیجئے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے (اُس قیمت پر نہ بیچنے کی) قسم کھائی ہے، اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپ کی قسم تڑوا کر آپ پر شیطان کی مدد کروں (طبرانی)

مذکورہ آیت اور احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نام کی قسم کے عوض اور بدلہ میں حقیر دنیا کا سودا کرنا سخت عذاب کا ذریعہ ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو اس طرح کی قسم اٹھانے سے بچنا چاہئے۔

ضرورت کے وقت سچی قسم کھانے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِکُمْ، وَلَا بِأُمَّھَاتِکُمْ، وَلَا بِالْأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰہِ، وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰہِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے آباء واجداد اور ماؤں کی قسم نہ کھاؤ، اور نہ بتوں کی قسم کھاؤ، اور نہ (بلاضرورت) اللہ کی قسم کھاؤ، اور (ضرورت کے وقت) اللہ کی قسم صرف اُس وقت کھاؤ جبکہ تم سچے ہو (ابوداؤد)

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اللہ کی اور سچی قسم ہی اُٹھانی چاہئے۔

جھوٹی قسم کبیرہ گناہوں میں سے ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۳۲۴۸، کتاب الأیمان والنذور، باب فی کراھیة الحلف بالآباء ؛ ابنِ حبان، رقم الحدیث ۴۳۵۷.

فی حاشیة ابنِ حبان: إسنادہ صحیح علی شرطھما.

اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (بخاری) [1]

ترجمہ: (شدید ترین) کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور جان کو قتل کرنا، اور جھوٹی قسم (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قُلْتُ: وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ: اَلَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ، هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ (بخاری) [2]

ترجمہ: ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پھر اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول: کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا گناہ ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر والدین کی ایذاء رسانی ونافرمانی کرنا، اس نے عرض کیا کہ پھر کون سا گناہ ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی قسم، میں نے عرض کیا کہ جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (قسم کھا کر) کسی مسلمان آدمی کے مال کی حق تلفی کرے، جبکہ وہ قسم میں جھوٹا ہے (بخاری)

احادیث میں جھوٹی قسم کے بارے میں دوسرے کی مالی حق تلفی کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ بطور مثال کے ہے، کہ کسی کی مالی حق تلفی میں زیادہ برائی پائی جاتی ہے، ورنہ بذاتِ خود جھوٹی قسم

[1] رقم الحديث ٦٦٧٥، كتاب الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس.

[2] رقم الحديث ٦٩٢٠، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إثم من أشرك بالله، وعقوبته فى الدنيا والآخرة.

اٹھانا گناہ ہے، خواہ اس کے نتیجہ میں کسی کی مالی حق تلفی بھی لازم نہ آئے۔

(عمدة القاری، ج۲۴ ص۷۶، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم ،باب حكم المرتد والمرتدة)

جھوٹی قسم کھانے والے کے ساتھ قیامت میں اللہ کا برتاؤ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِيْ عَلٰى أَرْضٍ لِيْ كَانَتْ لِأَبِيْ، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِيْ فِيْ يَدِيْ أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيْهَا حَقٌّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَكَ يَمِيْنُهُ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ، فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَدْبَرَ: أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا، لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرموت (نام کے قبیلہ) کا ایک آدمی اور کندہ کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، پھر حضرمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اس آدمی نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے جو میرے والد کی تھی، اور کندی نے کہا کہ یہ میری زمین ہے جو میرے قبضے میں ہے، میں اس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں، جس میں اس کا کوئی حق نہیں ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس گواہ ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

[1] رقم الحديث ۱۳۹ ”۲۲۳“ كتاب الايمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار.

آپ کو اس سے قسم لینے کا حق ہے، اس پر حضرمی نے کہا کہ اے اللہ رسول! یہ فاجر (اور جھوٹا) آدمی ہے، جو کسی چیز پر قسم اٹھانے کی پرواہ نہیں کرتا، اور نہ کسی چیز سے احتیاط کرتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو اس (یعنی قسم لینے) کے علاوہ کسی اور چیز کا حق نہیں، تو وہ آدمی حلف لینے کے لیے چلا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جانے کے لئے مُڑنے کے بعد فرمایا کہ خبردار ہوجاؤ، اگر اس آدمی نے دوسرے کے مال پر قسم اٹھالی تا کہ اس کو ظلماً ہڑپ کرلے، تو وہ یقیناً اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس سے اعراض فرمائے گا (مسلم)

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْـرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ثُمَّ قَـرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ : (إِنَّ الَّـذِيْـنَ يَشْتَـرُوْنَ بِـعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ (مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے مال پر ناحق قسم اٹھائے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق (و دلیل) کے طور پر کتابُ اللہ کی یہ آیت آخر تک قرائت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے

---

[1] رقم الحدیث ۱۳۸ ”۲۲۲“ کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرۃ بالنار.

عہد اور اپنی قسموں کی (دنیا کی) تھوڑی سی قیمت کے بدلے میں خریداری کرتے ہیں (ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور اللہ ان سے قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا، اور ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، اور ان کو پاک نہیں فرمائے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے)'' (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِخْتَصَمَ رَجُلَانِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَرْضٍ أَحَدُهُمَا مِنْ أَهْلِ حَضْرَمَوْتَ، قَالَ: فَجَعَلَ يَمِيْنَ أَحَدِهِمَا، قَالَ: فَضَجَّ الْآخَرُ، وَقَالَ: إِنَّهُ إِذًا يَذْهَبُ بِأَرْضِيْ. فَقَالَ: إِنْ هُوَ اقْتَطَعَهَا بِيَمِيْنِهِ ظُلْمًا، كَانَ مِمَّنْ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيْهِ، وَلَهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ قَالَ: وَوَرِعَ الْآخَرُ فَرَدَّهَا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۵۱۴) [۱]

ترجمہ: دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمین کے متعلق قضیہ (وجھگڑا) لے کر آئے، ان میں سے ایک حضر موت کے لوگوں میں سے تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کے حق میں قسم کھانے کو مقرر کیا، تو دوسرا آدمی چیخنے لگا، اور اس نے کہا کہ اس صورت میں تو یہ (جھوٹی قسم اُٹھا کر) میری زمین لے جائے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس نے اپنی قسم کے ذریعہ سے ظالمانہ طریقہ پر اس زمین کو لیا (یعنی جھوٹی قسم اُٹھائی) تو یہ ان لوگوں میں سے ہو جائے گا، جس کی طرف اللہ عزوجل قیامت کے دن (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا، اور نہ اس کو (گناہوں سے) پاک فرمائے گا، اور اس کو دردناک عذاب ہوگا (یہ سن کر) دوسرا آدمی ڈر گیا، اور اس نے اس زمین کو واپس کر دیا (مسند احمد)

---

[۱] فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح.

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم اُٹھانا، خاص طور پر جبکہ اس کی وجہ سے دوسرے کی حق تلفی لازم آئے، یہ اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب ہے۔

قیامت کے دن کوڑھی ہونے کی حالت میں اٹھنا

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ، امْرِءٍ مُسْلِمٍ، وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللّٰهَ أَجْذَمَ (ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹی قسم اٹھائی، تا کہ وہ کسی مسلمان کی مالی حق تلفی کرے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا (ابنِ حبان)

اس حدیث سے جھوٹی قسم کھا کر کسی کی حق تلفی کرنے سے ایک اور شدید وبال کا ہونا معلوم ہوا۔

جھوٹی قسم کھانے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے

حضرت حارث بن برصاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : وَهُوَ يَمْشِىْ بَيْنَ جَمْرَتَيْنِ مِنَ الْجِمَارِ، وَهُوَ يَقُوْلُ : مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِّنْ مَالِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا مِنَ النَّارِ (صحيح ابن حبان) [2]

---

[1] رقم الحديث ۵۰۸۸، كتاب القضاء، باب الاستحلاف.
فی حاشية ابنِ حبان: اسناده حسن.
[2] رقم الحديث ۵۱۶۵، كتاب الغصب.
فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا، جبکہ آپ (منیٰ میں) دو جمروں (یعنی پتھر نما شیطانوں) کے درمیان چل رہے تھے کہ جس نے کسی مسلمان کے مال میں سے جھوٹی قسم کے ذریعہ ایک بالشت بھی (کوئی چیز) لی، تو اسے چاہئے کہ جہنم میں اپنا گھر تیار کرلے (ابنِ حبان)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ بَيْنَ الْجَمْرَتَيْنِ وَهُوَ يَقُوْلُ: مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ بِيَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۸۰۳، كتاب الأيمان والنذور) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے موقع پر دو جمروں (یعنی منیٰ میں پتھر نما شیطانوں) کے درمیان سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جس نے کسی اپنے مسلمان بھائی کا مال جھوٹی قسم کے ذریعے سے لیا، تو اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کرلے، چاہئے کہ تمہارے حاضر لوگ غائب لوگوں کو یہ بات پہنچا دیں، آپ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی (حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم اُٹھا کر کسی سے ناجائز مال حاصل کرنا یا کسی کی حق تلفی کرنا جہنم کے عذاب اور جہنم میں ٹھکانے کا سبب ہے۔

جھوٹی قسم کھانے سے دل پر سیاہ نکتہ

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ

---

[1] قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه بهذه السياقة.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ كَانَتْ نُكْتَةً سَوْدَاءَ فِيْ قَلْبِهٖ لَا يُغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کی جھوٹی قسم کے ذریعہ سے مالی حق تلفی کی، تو وہ اس کے دل میں سیاہ نکتہ بن جائے گی، جس کو قیامت کے دن تک کوئی چیز ختم نہیں کرے گی (حاکم)

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ، وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنَ صَبْرٍ، فَأَدْخَلَ فِيْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةً فِيْ قَلْبِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکبرُ الکبائر (یعنی کبیرہ ترین گناہوں) میں سے یہ ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی وایذاء رسانی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا، کوئی قسم کھانے والا اگر قسم کھائے اور فیصلہ اسی قسم پر موقوف ہو پھر وہ اس قسم میں مچھر کے پر کے برابر بھی جھوٹ شامل کردے تو اس کے دل پر ایک (سیاہ) نکتہ بنا دیا جاتا ہے جو قیامت تک رہے گا (ترمذی، حاکم)

---

[1] رقم الحدیث ۷۸۰۰، کتاب الأیمان والنذور.
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاہ بھذہ السیاقة "إنما اتفقا علی حدیث الأعمش، ومنصور، عن أبی وائل، عن عبد الله، بلفظه
وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

[2] رقم الحدیث ۳۰۲۰، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النساء، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۸۰۸.
قال الترمذی: وأبو أمامة الأنصاری هو: ابن ثعلبة، ولا نعرف اسمه، وقد روی عن النبی صلی الله علیه وسلم أحادیث. وهذا حدیث حسن غریب.
وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ.
وقال الذهبی: صحیح.

قسم میں تھوڑا سا جھوٹ شامل کرنے سے دل پر قیامت تک سیاہ نکتہ قائم ہو جاتا ہے، جس سے دل دنیا میں بھی متأثر رہتا ہے، اور آخرت میں بھی وبال وعذاب کا سبب ہوگا۔

جھوٹی قسم کھانے پر جنت کا حرام اور جہنم کا واجب ہونا

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَإِنْ قَضِيْبًا مِنْ أَرَاكٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنی قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کی حق تلفی کی، تو اللہ اس پر جہنم کو واجب فرمادے گا، اور اس پر جنت کو حرام فرمادے گا، تو ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگرچہ تھوڑی سی چیز کی حق تلفی کرے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ پیلو (درخت) کی ایک شاخ (کے بقدر چیز) کی حق تلفی کرے (مسلم، مسند احمد)

پیلو دراصل ایک مخصوص درخت کا نام ہے، جس کی مسواک کثرت سے استعمال کی جاتی ہے۔

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَدْخَلَهُ النَّارَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَ سِوَاكًا، وَإِنْ كَانَ

---

[1] رقم الحديث ۱۳۷ "۲۱۸" كتاب الايمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، واللفظ لهٗ، اَلْمُلْحَقُ، مسند احمد، رقم الحديث ۵۷.
في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

سِوَاکًا(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۸۰۴، کتاب الأیمان والنذور) ۱

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنی قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کی مالی حق تلفی کی، تو اللہ اس پر جنت کو حرام فرمادے گا، اور اس کو جہنم میں داخل فرمائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگرچہ تھوڑی سی چیز کی حق تلفی ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ مسواک ہو، اگرچہ مسواک ہو (دو مرتبہ بطور تاکید وتوضیح کے آپ نے یہ بات فرمائی) (حاکم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مِنْبَرِيْ هٰذَا، عَلٰى يَمِيْنٍ آثِمَةٍ، وَلَوْ عَلٰى سِوَاكٍ أَخْضَرَ، إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ أَوْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ(ابو داود) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بھی میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے، اگرچہ وہ ایک سبز (یعنی قابلِ استعمال) مسواک کے لیے ہی کیوں نہ ہو، تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا یا یہ فرمایا کہ اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منبر کے قریب قسم اٹھانے کا معمول تھا، اس لئے منبر کا ذکر کیا گیا، ورنہ کسی بھی جگہ جھوٹی قسم اٹھانے پر یہی وعید ہے، جیسا کہ اور احادیث میں ذکر ہے، اور مسجد یعنی اللہ کے گھر میں جھوٹی قسم اٹھانا اور زیادہ شدید گناہ ہے۔

معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم اُٹھا کر دوسرے کی ادنیٰ سی حق تلفی کرنے پر جہنم کا مستحق ہوجاتا ہے۔

---

۱ قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه بهذه السیاقة.
وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

۲ رقم الحدیث ۳۲۴۶، کتاب الأیمان والنذور، باب ما جاء فی تعظیم الیمین عند منبر النبی.

آج کل لوگ چھوٹی چھوٹی سی چیزوں پر جھوٹی قسم اُٹھا لیتے ہیں، بعض تاجر گاہک کو پکا کرنے اور معمولی اضافی منافع وصول کر لینے کے لئے جھوٹی قسم اُٹھاتے ہیں، وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، کتاب الإمارۃ والقضاء، باب الأقضية والشهادات، ج٦، ص٢٤٤٨)

جھوٹی قسم سے حاصل کیے گئے مال میں برکت نہیں

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ. وَمَنْ تَوَلّٰى مَوْلٰى قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ. وَمَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ، فَلا بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٤٠) [1]

ترجمہ: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سُنا کہ جس نے ناحق زمین کی ایک بالشت بھی لے لی، تو اُس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا، اور جو شخص کسی قوم کی اجازت کے بغیر ان سے موالات (اور مخصوص تعلق) کی نسبت اختیار کرتا ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہے اور جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال ناجائز طور پر حاصل کر لیتا ہے، تو اللہ اس میں برکت نہیں دے گا (مسند احمد)

موالات کی نسبت سے مراد مخصوص معاہدہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو شخصوں کے درمیان باہم ایک دوسرے کی اعانت ونصرت کے لیے ہوتا تھا۔

(والتفصيل فی: عمدۃ القاری، ج١٠ ص٢٣٣، باب حرم المدينة. وفيض القدير، ج٦ ص١١١، حرف الميم، تحت رقم الحديث ٨٦١١)

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده قوی.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اَلْيَمِيْنُ الْفَاجِرَةُ تُذْهِبُ الْمَالَ أَوْ تَذْهَبُ بِالْمَالِ (مسند البزار، رقم الحدیث ۱۰۳۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی قسم مال کو ضائع کر دیتی ہے، یا مال کو لے جاتی ہے (بزار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْيَمِيْنُ الْكَاذِبَةُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۷۲۹۳) [2]

ترجمہ: جھوٹی قسم مال تو فروخت کرانے کا ذریعہ بن جاتی ہے، لیکن آمدنی (یعنی نفع) کو مٹا دیتی (اور ختم کر دیتی) ہے (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم سے حاصل کئے گئے مال اور سودے میں برکت نہیں ہوتی، اور وہ مال یا سودا کسی طرح بھی ضائع یا ہلاک ہو جاتا یا مشکلات وحادثات کا سبب بن جاتا ہے۔

جھوٹی قسم سے گھر بے برکتا ہو جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ شَيْءٌ أُطِيْعَ اللّٰهُ فِيْهِ أَعْجَلَ ثَوَابًا مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ وَلَيْسَ شَيْءٌ أَعْجَلَ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ وَالْيَمِيْنِ الْفَاجِرَةِ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ (سنن البیہقی) [3]

---

[1] قال المنذری: رواه البزار وإسناده صحيح لو صح سماع أبي سلمة من أبيه عبد الرحمن بن عوف(الترغيب والترهيب،باب: الترهيب من اليمين الكاذبة الغموس)

[2] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[3] رقم الحديث ۱۹۸۷۰، كتاب الأيمان،باب ما جاء في اليمين الغموس.

قال الالبانی: و جملة القول أن الحديث بمجموع هذه الطرق و الشواهد صحيح ثابت(السلسلة الصحيحة ، تحت حديث رقم ۹۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چیز اللہ کی اطاعت کے کاموں میں صلہ رحمی کے مقابلہ میں ثواب کے اعتبار سے تیز ترین نہیں ہے، اور کوئی چیز عذاب اور پکڑ کے اعتبار سے بغاوت اور قطع رحمی اور جھوٹی قسم سے زیادہ تیز نہیں ہے، جو کہ گھروں کو ویران (و بے برکتا) کر چھوڑتی ہے (بیہقی)

اسی قسم کی حدیث حضرت عبدالرحمٰن سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت مکحول کی سند سے بھی مرسلاً مروی ہے۔ [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم کھانے والے کا گھر ویران ہو جاتا ہے، اور ویران ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ اس گھر میں رزق کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

(کذا فی فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۷۶۰۱)

جھوٹی قسم سے فروخت کرنے والے کے لئے وعید

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ أَبُوذَرٍّ: خَابُوا

---

[1] چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے کچھ تفصیل کے ساتھ اس طرح روایت کیا ہے کہ:

عن أبی سلمة بن عبد الرحمن، عن أبيه، أن النبی صلی الله عليه وسلم قال " " :إن أعجل الطاعة ثوابا صلة الرحم، حتى إن أهل البيت ليكونون محارا فی أموالهم، ويكثر عددهم إذا وصلوا الرحم، وإن أعجل المعصية عقابا البغی، واليمين الفاجرة تذهب المال، وتعقم الرحم، وتذر الديار بلاقع "(شعب الإيمان، رقم الحديث ۷۶۰۱)

[2] عن مكحول، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إن أعجل الخير ثوابا صلة الرحم، وإن أعجل الشر عقوبة البغی، واليمين الصبر الفاجرة تدع الديار بلاقع(سنن البيهقی رقم الحديث ۱۹۸۷۲ ،واللفظ لهٗ،الزهد لهناد بن السری ، رقم الحديث ۱۰۱۲ ، واللفظ لهٗ، الزهد لوكيع رقم الحديث ۳۹۹)

قال الالبانی:قلت :و هذا مرسل صحيح الإسناد (السلسلة الصحيحة ، تحت حديث رقم ۹۷۸)

وَخَسِرُوْا، مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلَفِ الْكَاذِبِ(مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف (رحمت کی) نظر سے دیکھے گا نہ انہیں (گناہوں سے) پاک وصاف کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ لوگ تو سخت نقصان اور خسارے میں ہیں، یہ کون لوگ ہیں؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا اور دے کر (یعنی کسی کا تعاون کر کے) احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا (مسلم)

اس حدیث سے جھوٹی قسم کھا کر سامان فروخت کرنے والے کے لئے سخت وعید معلوم ہوئی۔

جھوٹی قسم اُٹھانے والے تجّار، فجّار ہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ قَالَ: رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَلَمْ يُحِلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فَيَكْذِبُوْنَ، وَيَحْلِفُوْنَ وَيَأْثَمُوْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۶۶۹) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر تجار فجار (یعنی فاسق اور گناہ گار) ہوتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اللہ نے بیع

---

[1] رقم الحدیث ۱۷۱ "۱۰۶" کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار، والمن بالعطیة، وتنفیق السلعة بالحلف.

[2] فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح.

(یعنی خرید وفروخت) کو حلال نہیں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں، لیکن یہ (تاجر) لوگ جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسم اٹھا کر گناہگار ہوتے ہیں (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ تاجر بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں، اور جھوٹی قسم اُٹھاتے ہیں، یا قسم اُٹھا کر ذرا سے مال کے لالچ میں قسم توڑ دیتے ہیں، اس لئے ایسے تُجّار، فُجّار (یعنی گناہ گار) ہیں۔

جھوٹی یا زیادہ قسمیں کھانے والے تاجروں کی مذمت

خرید وفروخت میں بلاضرورت اور خاص طور پر کثرت سے قسم اٹھانا بھی شرعی اعتبار سے پسندیدہ نہیں، اور ایسے تاجروں کی بُرائی آئی ہے۔

حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ؛ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ، ثُمَّ يَمْحَقُ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۵۴۵) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم خرید وفروخت میں زیادہ قسم کھانے سے بچو، کیونکہ وہ مال تو فروخت کرا دیتی ہے، لیکن پھر برکت مٹا دیتی ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم یا زیادہ قسمیں کھانے کے ذریعہ سے خرید وفروخت تو ہو جاتی ہے لیکن مال کی برکت ختم ہو جاتی ہے (مرقاۃ المفاتیح، کتاب البیوع، باب المساہلۃ فی المعاملۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيْقٍ، يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ، وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطٰى بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ (قیامت کے دن) کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف (رحمت کی) نظر اٹھائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور (ضرورت پڑنے پر) مسافر کو نہ دے، دوسرے وہ شخص جو کسی (حکمران، یا بزرگ وغیرہ) سے بیعت صرف دنیا کی خاطر کرے اگر وہ اس کی مرضی کے مطابق دیتا ہے تو (بیعت پر) قائم رہتا ہے، ورنہ بیعت کو توڑ دیتا ہے، تیسرے وہ شخص جو کسی سے عصر کے بعد کسی سامان کا سودا کرے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھائے کہ اس کو یہ چیز اتنے اتنے داموں میں ملی ہے اور خریدار اس کو خرید لے (بخاری)

اس حدیث میں عصر کی نماز کا ذکر خاص وجہ سے کیا گیا، کیونکہ ایک تو یہ وقت خاص اہمیت رکھتا ہے، دوسرے اس وقت بندوں کے اعمال لے کر دن کے فرشتے، اللہ کے پاس جاتے ہیں، اور رات کا حساب لکھنے والے فرشتے آتے ہیں (کذا فی: عمدۃ القاری، ج۱۳ص۲۵۲، باب الیمین بعد العصر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۲۶۷۲، کتاب الشهادات، باب اليمين بعد العصر.

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِى، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ (سنن النسائى) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار آدمی ایسے ہیں کہ جن کو اللہ عزوجل بغض (یعنی سخت ناپسند) رکھتے ہیں، ایک قسم کھا کر سامان واشیاء بیچنے والا، دوسرے متکبر فقیر، تیسرے بوڑھا بدکار، چوتھے ظلم کرنے والا حاکم و بادشاہ (نسائی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أُشَيْمِطٌ زَانٍ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ، وَرَجُلٌ جَعَلَ اللّٰهَ بِضَاعَةً، لَا يَشْتَرِىْ إِلَّا بِيَمِيْنِهِ، وَلَا يَبِيْعُ إِلَّا بِيَمِيْنِهِ (المعجم الكبير للطبرانى) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کی طرف قیامت کے دن اللہ (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا، ایک بوڑھا بدکار، دوسرے متکبر فقیر، تیسرے جس کو اللہ تعالیٰ نے سامان دیا، لیکن وہ اس کو قسم کے ذریعہ سے ہی خریدتا ہے، اور قسم کے ذریعہ سے ہی فروخت کرتا ہے (طبرانی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ اللہ

---

[1] رقم الحديث ۲۵۷۶، كتاب الزكاة، باب الفقير المختال.

[2] رقم الحديث ۶۱۱۱، ج۶ ص۲۴۶، المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۵۵۷۷، المعجم الصغير للطبرانى، رقم الحديث ۸۲۱)

قال المنذرى: رواه الطبرانى فى الكبير وفى الصغير والأوسط إلا أنه قال فيهما ثلاثة لا يكلمهم الله ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم فذكره ورواته محتج بهم فى الصحيح.

أشيمط مصغر أشمط وهو من ابيض بعض شعر رأسه كبرا واختلط بأسوده والعائل الفقير (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۷۵۳، كتاب البيوع، باب ترغيب التجار فى الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف وإن كانوا صادقين)

بہت قسمیں کھانے والے تاجر کو پسند نہیں کرتا (مسند احمد) [۱]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خرید وفروخت میں کثرت سے قسم کھانے کی عادت، اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اگرچہ سچی قسمیں ہی کیوں نہ کھائی جائیں، کیونکہ دنیا کے مال ودولت کی خاطر قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے نام کو ڈھال بنانا، یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ عظمت کے خلاف ہے۔

جھوٹی قسم اٹھانے والے کے لیے اللہ کی طرف سے جواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِیْ أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ دِيْکٍ رِجْلَاهُ فِی الْأَرْضِ وَعُنُقُهُ مَثْنِيَّةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ وَهُوَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَکَ مَا أَعْظَمَ رَبَّنَا قَالَ : فَيَرُدُّ عَلَيْهِ مَا يَعْلَمُ ذٰلِکَ مَنْ حَلَفَ بِیْ کَاذِبًا (مستدرک حاکم) [۲]

---

[۱] عن ابن الأحمسی، قال :لقيت أبا ذر، فقلت له :بلغنی عنک أنک تحدث حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم .فقال :أما إنه لا تخالنی أكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعدما سمعته منه، فما الذی بلغک عنی؟ قلت :بلغنی أنک تقول" :ثلاثة يحبهم الله، وثلاثة يشنؤهم الله "قال :قلت :وسمعته .قلت :فمن هؤلاء الذين يحب الله؟ قال" :الرجل يلقى العدو فی الفئة فينصب لهم نحره حتى يقتل، أو يفتح لأصحابه، والقوم يسافرون فيطول سراهم حتى يحبوا أن يمسوا الأرض، فينزلون فيتنحى أحدهم، فيصلی حتى يوقظهم لرحيلهم، والرجل يكون له الجار يؤذيه جواره، فيصبر على أذاه حتى يفرق بينهما موت أو ظعن "قلت :ومن هؤلاء الذين يشنؤهم الله؟قال" :التاجر الحلاف، أو قال :البائع الحلاف، والبخيل المنان، والفقير المختال (مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۳۴۰)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[۲] رقم الحديث ۷۸۱۳،كتاب الأيمان والنذور، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۳۲۴.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

وقال الذهبی فی التلخيص: صحيح.

وقال المنذری: رواه الطبرانی بإسناد صحيح والحاكم وقال صحيح الإسناد(الترغيب والترهيب،باب: الترهيب من اليمين الكاذبة الغموس)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے مجھے اجازت دی کہ میں اُس مرغ (یعنی مرغ کی شکل میں فرشتہ) کی حالت بیان کروں کہ جس کے پیر زمین میں ہیں، اور اُس کی گردن عرش کے نیچے مُڑی ہوئی ہے، اور وہ یہ تسبیح کرتا ہے کہ ''سُبْحَانَکَ مَا أَعْظَمَ رَبَّنَا'' (کہ اے ہمارے رب! آپ کی ذات انتہائی عظیم اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہے) تو اس کے جواب میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس (میری عظمت و کبریائی) کو وہ شخص نہیں جانتا، جو میرے نام کی جھوٹی قسم اُٹھاتا ہے (حاکم؛ طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عظیم اور بڑے جسم والا ایک فرشتہ مرغ کی شکل میں پیدا فرمایا ہے، جس کی گردن عرش کے نیچے اور پاؤں زمین پر ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص انداز میں تسبیح و تعظیم بیان کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ میری اس عظمت اور مرتبہ کو میرے نام کی جھوٹی قسم اُٹھانے والا نہیں جانتا۔

کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عظمت سے واقف ہو، وہ ہرگز بھی اللہ تعالیٰ کے نام کو درمیان میں لا کر جھوٹ نہیں بول سکتا، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نام کی جھوٹی قسم اُٹھانا، اللہ تعالیٰ کی عظمت کے خلاف ہے۔

(کذا فی: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۱۶۸۰، ج۲، ص۲۰۸)

قسم اُٹھانے میں کوئی دوسری نیت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَمِيْنُکَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُکَ عَلَيْهِ صَاحِبُکَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی قسم اُس کے مطابق ہوگی

[1] رقم الحدیث ۱۶۵۳ ''۲۰'' کتاب الأیمان، باب یمین الحالف علی نیة المستحلف.

جس کی آپ کا ساتھی تصدیق کرے (مسلم)

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَلْیَمِیْنُ عَلٰی نِیَّۃِ الْمُسْتَحْلِفِ

(مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم کا اعتبار قسم دینے والے کی نیت کے مطابق ہوتا ہے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے کو اپنے کسی حق کے معاملے میں قسم دے، تو ایسی قسم دینے والے صاحبِ حق کی نیت کا اعتبار ہوگا، وہ جس نیت وغرض سے اپنے حق کے لئے قسم اُٹھوا رہا ہے، اُسی کا اعتبار ہوتا ہے؛ اور اگر ایسے موقع پر قسم اُٹھانے والا کوئی اور نیت کرلے، جو حقیقت کے خلاف نہ ہو، مگر دوسرا شخص یہ قسم اپنی غرض کے مطابق سمجھے، تو ایسی صورت میں قسم اُٹھانے والے کی کوئی اور نیت کرنا اُسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری نہیں کرتا۔ [2]

خرید وفروخت میں شامل، لغو باتوں اور قسموں کا کفارہ

خرید وفروخت کے وقت جو فضول اور لغو باتیں اور قسم وغیرہ شامل ہوجاتی ہیں، جبکہ وہ سچی ہوں، جھوٹی نہ ہوں، اُن کے ازالہ کے لئے شریعت کی طرف سے صدقہ کے عمل کو تجویز کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنَّا نَبْتَاعُ الْأَوْسَاقَ بِالْمَدِیْنَۃِ، وَکُنَّا نُسَمَّی السَّمَاسِرَۃَ ، قَالَ: فَأَتَانَا

---

[1] رقم الحدیث ۱۶۵۳ ''۲۱'' کتاب الأیمان، باب یمین الحالف علی نیۃ المستحلف.

[2] البتہ اگر دوسرا شخص بغیر استحقاق کے ظالمانہ طریقہ پر قسم اُٹھوائے، تو اس کا معاملہ الگ ہے، جس کا ذکر تعریض وتوریہ کے بیان میں گزر چکا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، ج۶ص ۲۲۴۰، باب الأیمان والنذور. والموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج۱۸، ص۸۴، مادۃ ''حلف'')

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِمَّا كُنَّا نُسَمِّيْ بِهِ أَنْفُسَنَا، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ، وَالْحَلِفُ، فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۱۳۵) [1]

ترجمہ: ہم مدینہ کے بازاروں میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے، اور ہمارا نام سماسرہ رکھا جاتا تھا، تو (اسی دوران) ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارا اُس سے بہتر نام رکھا، جو ہم نے پہلے سے اپنا نام رکھا ہوا تھا، اور فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت! اس خرید وفروخت میں لغو باتیں اور قسم شامل ہو جاتی ہے، تو تم اس میں صدقہ کو شامل کرلیا کرو (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا سماسرہ کے بجائے تاجروں کی جماعت نام رکھا۔

خرید وفروخت کے وقت زبان یا عمل سے لغو اور فضول باتیں اور حرکات سرزد ہونے کا بہت امکان ہوتا ہے، اور بہت سے تاجر اپنی بات پر یقین دِلانے کے لئے کثرت سے قسمیں بھی کھاتے ہیں، اگرچہ وہ قسمیں جھوٹ پر مشتمل نہ ہوں، بلکہ سچ پر مبنی ہوں، لیکن اس میں ضرورت اور بلاضرورت کا خیال نہیں کیا جاتا۔

اس قسم کے اقوال وافعال کی تلافی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے عمل کو تجویز فرمایا، کیونکہ صدقہ کا عمل انتہائی مبارک عمل ہے، اور اُس کے ذریعہ سے اس قسم کی لغو اور غیر ضروری باتوں کی تلافی ہو جاتی ہے۔

(كذا في: مرقاة المفاتيح، ج۵ص ۱۹۱۰، كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة)

خلاصہ یہ کہ جھوٹا حلف یا دوسرے لفظوں میں جھوٹی قسم اُٹھانا سخت ترین اور بدترین گناہ ہے، جس کو شریعت کی زبان میں ''یمینِ غموس'' کہا جاتا ہے، ''یمین'' کے معنیٰ قسم کے آتے ہیں، اور ''غموس'' کے معنیٰ دھنسنے کے آتے ہیں؛ اس طرح کی جھوٹی قسم اُٹھانے والا کیونکہ گناہ کی دلدل میں دھنس جاتا ہے، اور اس کے وبال سے بآسانی نجات بھی نہیں پاتا، اس لئے اس کو

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

''یمینِ غموس'' کہا جاتا ہے۔

اگر کسی نے جھوٹی قسم اور جھوٹے حلف کے گناہ کا ارتکاب کیا ہو، تو اس کے گناہ سے نجات پانے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قسم وحلف کے ذریعہ سے کسی کی حق تلفی کی ہو، تو اُس کی تلافی کی جائے، اور انتہائی اہتمام کے ساتھ توبہ واستغفار کیا جائے۔

اور بعض فقہاء (مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ) کے نزدیک اس قسم وحلف کا کفارہ بھی واجب ہے، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، جبکہ حنفیہ کے نزدیک اس طرح کی قسم کا کفارہ واجب نہیں۔

اگر حنفی فقہ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص توبہ واستغفار کے ساتھ دل کے اطمینان اور اختلاف سے بچنے کے لئے ایسی قسم کا کفارہ دے دے، تو بہت اچھی بات ہے۔ [1]

(والتفصيل فی: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٧ص ٢٨٦ الى ٢٩٠، باب الحكم المترتب على تمامها، مادة"ايمان")

آج کل کثرت سے جا بجا قسمیں اُٹھانا اور ان کو بلاوجہ کے توڑ دینا اور اس سے بڑھ کر جھوٹی قسمیں اُٹھانا عام ہے، بعض لوگ تو عدالت میں پہنچ کر بھی جھوٹی قسم اُٹھا لیتے ہیں، اور بعض لوگ بطور پیشہ کے اس کام کو اختیار کرتے ہیں، اور قسم کو کوئی اہمیت نہیں دیتے؛ قانونی نقطۂ نظر سے بھی حلفیہ بیان کی زیادہ اہمیت نہیں ہے، اور انتہائی کم داموں پر حلفیہ بیان کے لئے سرکاری کاغذات (یعنی اشٹام) مل جاتے ہیں، اور لوگ حلفیہ بیان میں سچ اور جھوٹ ہر طرح کی بات لکھوا دیتے ہیں۔ اس غفلت سے بچنے کی ضرورت ہے۔

پھر اگر کوئی قسم وحلف اجتماعی معاملہ پر اُٹھایا جائے، کہ جس سے ملک کا اہم نقصان لازم آرہا ہو، جیسا کہ بعض سیاستدان، حکمران یا دوسرے کسی ادارہ کے بڑے عہدیداران ملکی امانت وخزانہ میں خرد برد کر کے جھوٹا حلف اُٹھا لیتے ہیں، یہ اور بھی شدید گناہ ہے، اور ایسی قسم وحلف کے گناہ میں دھنسے کی شدت اتنی سنگین ہے کہ جس سے نکلنا بہت مشکل ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

---

[1] اور ہمارے خیال میں جھوٹی قسموں کے عام ہو جانے کی وجہ سے توبہ واستغفار کے ساتھ کفارہ کا حکم دینے سے لوگوں کو تنبیہ بھی ہوگی۔

(۲۰)

نذر ومنت ماننا

زبان کے اعمال میں سے ایک عمل نذر ومنت کا ہے، جس کے کئی احکام زبان سے قسم کھانے کی طرح ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی بھی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں نذر ومنت کا ذکر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ (سورة الحج، رقم الآية ۲۹)

ترجمہ: اور لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی نذریں (ومنّتیں) پوری کریں (سورہ حج)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ (سورة الدهر، رقم الآية ۷)

ترجمہ: (نیک لوگ) اپنی نذروں (ومنتوں) کو پورا کرتے ہیں (سورہ دہر)

اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام کی نذر ومنت کو پوری کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے، اور اس کو پورا کرنا نیک لوگوں کی شان ہے۔

کیا نذر ومنت ماننا منع ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَنْهَانَا عَنِ النَّذْرِ، وَيَقُولُ: إِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ (مسلم) [1]

[1] رقم الحديث ۱۶۳۹ "۲" كتاب الأيمان، باب النهى عن النذر وانه لايرد شيئا.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں نذر و منت ماننے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ یہ نذر (ومنت) کسی چیز کو نہیں ٹالتی، البتہ اس کے ذریعے بخیل سے (مال اور عبادت کو) نکلوایا جاتا ہے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَنْذِرُوْا، فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نذر و منت نہ مانو، کیونکہ نذر و منت تقدیر (کے فیصلہ) کو نہیں بدلتی، البتہ اس کے ذریعے بخیل شخص سے (مال وغیرہ کو) نکلوایا جاتا ہے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَرِّبُ مِنِ ابْنِ آدَمَ شَيْئًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ قَدَّرَهُ لَهُ، وَلٰكِنِ النَّذْرُ يُوَافِقُ الْقَدَرَ، فَيُخْرَجُ بِذٰلِكَ مِنَ الْبَخِيْلِ مَا لَمْ يَكُنِ الْبَخِيْلُ يُرِيْدُ أَنْ يُّخْرِجَ (مسلم) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نذر و منت ابنِ آدم کے کسی ایسی چیز کو قریب نہیں کرتی، جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر نہیں فرمایا، نذر و منت تو تقدیر کے موافق ہوا کرتی ہے، اور اس کے ذریعے سے بخیل سے وہ چیز نکلوائی جاتی ہے، جس کو بخیل (بغیر نذر و منت کے) نکالنا نہیں چاہتا (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نذر و منت مان لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقدیر کا فیصلہ تبدیل نہیں ہوتا، اور جو شخص سخی و متقی ہوتا ہے، وہ نذر و منت کے بغیر بھی اپنا مال نیک کام میں خرچ کرتا ہے، اور دیگر عبادت والے کام بھی بغیر نذر و منت کے انجام دیا کرتا ہے، جبکہ بخیل شخص کو

---

[1] رقم الحديث ۱۶۴۰ "۵" كتاب الأيمان، باب النهى عن النذر وانه لايرد شيئا.

[2] رقم الحديث ۱۶۴۰ "۷" كتاب الأيمان، باب النهى عن النذر وانه لايرد شيئا.

نذر و منت مان کر ہی اس کی توفیق ہوتی ہے۔

کسی کام کی نذر و منت اس عقیدہ کے ساتھ ماننا کہ اس سے تقدیر بدل جائے گی، یہ منع ہے، کیونکہ نذر و منت کے ذریعے سے تقدیر تبدیل نہیں ہوتی، زمانۂ جاہلیت میں اس عقیدہ کے ساتھ نذر و منت مانی جاتی تھی کہ نذر و منت ماننے سے تقدیر کا فیصلہ تبدیل ہوجائے گا، اور آج بھی بہت سے لوگ اسی عقیدہ و نظریہ کے ساتھ نذر و منت مانتے ہیں، اور نذر و منت مان لینے کے بعد جب وہ کام ان کی منشاء کے مطابق نہیں ہوتا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہوجاتے ہیں، اور دین و شریعت کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح بعض اوقات ایک انسان جوش و جذبہ میں خاص حالات کے تحت ایسی نذر و منت مان لیتا ہے کہ جس کو بعد میں پورا کرنا مشکل ہوجاتا ہے، یا پھر خواہی نہ خواہی، خوش دلی کے بغیر اس کام کو کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے اس عبادت میں مطلوبہ اخلاص اور خشوع موجود نہیں ہوتا، اور بعض اوقات دنیا کا کام ہوجانے کے بعد انسان اس عبادت کو اپنے اس دنیا کے کام کا معاوضہ اور بدلہ سمجھ کر ادا کرتا ہے، جو اخلاص کی شان کے خلاف ہے۔

ان جیسی خرابیوں کی وجہ سے احادیث میں نذر و منت ماننے سے منع کیا گیا ہے۔

اور اگر اس طرح کی خرابیوں سے بچ کر کسی عبادت کے کام کی نذر و منت مانی جائے، تو اس کے جائز ہونے میں شبہ نہیں ہوگا۔

(والتفصیل فی: مرقاۃ المفاتیح ، ج۶، ص۲۲۴۶، باب فی النذر)

نیک اور گناہ کے کام کی نذر و منت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ نَذَرَ أَنْ یُّطِیعَ اللّٰہَ فَلْیُطِعْہُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ یَعْصِیَہُ فَلَا یَعْصِہٖ (بخاری) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۶۶۹۶، کتاب الایمان والنذور، باب النذر فی الطاعۃ.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی اطاعت (وفرمانبرداری یعنی عبادت کے کام) کی نذر (ومنت) مانی، تو اُسے چاہئے کہ وہ اُس اطاعت (عبادت کے کام) کو کرے، اور جس نے اللہ کی نافرمانی (اور گناہ والے کام) کی نذر (ومنت) مانی، تو اُسے چاہئے کہ وہ اُس نافرمانی (یعنی گناہ کے کام) کو نہ کرے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نذر ومنت عبادت والے کام کے لئے ہوتی ہے، گناہ والے کام کے لئے نہیں ہوتی۔

حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلٰى أَعْرَابِيٍّ قَائِمًا فِي الشَّمْسِ، وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: نَذَرْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَنْ لَا أَزَالَ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى تَفْرُغَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ هٰذَا نَذْرًا، إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد، رقم الحديث ۶۹۷۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی (ودیہاتی شخص) کو دھوپ میں کھڑے ہوئے دیکھا، درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو کیا ہوگیا؟ اس (دیہاتی) نے جواب میں کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے یہ نذر (ومنت) مانی ہے کہ میں آپ کے (خطبہ سے) فارغ ہونے تک دھوپ میں ہی کھڑا رہوں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نذر (ومنت) نہیں ہے، نذر (ومنت) تو وہ ہوتی ہے، جس کے ذریعہ سے اللہ عزوجل کی رضاء کو حاصل کیا جائے (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث حسن.

بَيْـنَـا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَـنْهُ فَقَالُوْا : أَبُـوْإِسْـرَائِيْلَ، نَذَرَ أَنْ يَّقُوْمَ وَلاَ يَقْعُدَ، وَلاَ يَسْتَظِلَّ، وَلاَ يَتَـكَلَّمَ، وَيَصُوْمَ. فَـقَـالَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مُـرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، آپ نے ایک آدمی کو کھڑا ہوا دیکھا، آپ نے اس کے متعلق معلوم کیا، تو لوگوں نے جواب دیا کہ ابواسرائیل (نام کا شخص) ہے، جس نے یہ نذر و منت مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں، اور سائے میں بھی نہیں ٹھہرے گا، اور نہ بات کرے گا، اور روزہ رکھے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو یہ حکم دو کہ وہ بات چیت کرے، اور سایہ بھی حاصل کرے، اور بیٹھ جائے، البتہ اپنے روزے کو پورا کرے (بخاری)

کیونکہ دھوپ میں کھڑا ہونا اور سایہ میں نہ بیٹھنا اور بات نہ کرنا عبادت کے کام نہیں تھے، جبکہ نذر و منت عبادت والے کاموں کی مانی جاتی ہے، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نذر و منت سے منع کیا، اور روزہ عبادت والا کام تھا، اس لئے اس کے پورا کرنے کا حکم دیا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی نافرمانی والے کام میں نذر و منت نہیں ہے، اور نہ اس چیز میں جس کا ابنِ آدم (یعنی انسان) مالک نہ ہو (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا نَـذْرَ وَلَا يَمِيْنَ فِيْمَا لَا

[1] رقم الحديث ۶۷۰۴، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية.
[2] رقم الحديث ۳۸۱۲، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك.

يَـمْـلِكُ ابْـنُ آدَمَ، وَلَا فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۳۲۷۴، كتاب الأيمان والنذور، باب اليمين فی قطيعة الرحم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نذر ومنت اور قسم ان چیزوں میں نہیں ہوتی، جن کا ابنِ آدم مالک نہیں ہے، اور نہ اللہ کی نافرمانی (یعنی گناہ کے کام) میں اور نہ قطع رحمی (یعنی رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے) میں (ابوداؤد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نذر ومنت نہ تو گناہ کے کام کے لئے ہوتی ہے اور نہ ہی فضول اور مہمل کام کے لئے، اور نہ ہی ایسے کام کے لئے جس کا انسان مالک نہیں ہوتا، البتہ عبادت والے کام کے لئے ہوتی ہے۔

گناہ کے کام کی نذر ومنت کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ الـنَّبِـيُّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا وَفَـاءَ لِـنَـذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ (مسندأحمد، رقم الحديث ۱۴۱۶۷)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی نافرمانی والے (یعنی گناہ کے) کام کی نذر ومنت کو پورا نہیں کیا جائے گا (مسند احمد)

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَـذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْحَرَ إِبِلاً بِبُـوَانَةَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلاً بِبُوَانَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَـانِ الْـجَـاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قَـالُوْا: لَا، قَـالَ: هَلْ كَـانَ فِيْـهَا عِيْدٌ مِنْ أَعْيَـادِهِـمْ؟ قَـالُـوْا: لَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْفِ

[1] فی حاشية مسند احمد: صحيح لغيره

بِـنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ (سنن ابی داود) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ نذرومنت مانی کہ وہ بُوانہ مقام میں اونٹ ذبح کرے گا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے بُوانہ مقام میں اونٹ ذبح کرنے کی نذرومنت مانی ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس جگہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی ایسا بت ہے جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہاں جاہلیت والوں (یعنی مشرکوں وکافروں) کی کوئی عید (ومیلہ ہوتا) ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ اپنی اس نذرومنت کو پوری کر لیجئے، پس اللہ کی نافرمانی کی نذر کو پورا کرنا درست نہیں ہے، اور نہ ہی اس چیز کی نذر کو پورا کرنا درست ہے جس کا ابنِ آدم مالک نہیں ہے (ابوداؤد)

جس جگہ کوئی شرک والی بات پائی جاتی ہو، یا مشرکوں کا کوئی مذہبی تہوار منایا جاتا ہو، وہاں ذبح کرنے کی نذرومنت سے اس لئے منع کیا گیا تا کہ مشرکوں کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کے کام کی اگر نذرومنت مان لی جائے، تو اس کو پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا، کیونکہ گناہ کے کام کی نذرومنت ماننا گناہ ہے، تو اس طرح کی نذرومنت کو پورا کرنا ایک اور گناہ ہے، لہٰذا گناہ کے کام کی نذرومنت نہیں ماننی چاہئے، اور اگر مان لی ہو تو توبہ کرنی چاہئے، اور اس نذرومنت کو پورا نہیں کرنا چاہئے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ج٦، ص ٢٢٥١، باب فی النذور)

گناہ والی نذرومنت کا کفارہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ٣٣١٣، کتاب الأیمان والنذور، باب ما یؤمر به من الوفاء بالنذر.

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: 00925155075330

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ (سنن أبي داود) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ کے کام کی نذر ومنت جائز نہیں، اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے (ابوداؤد)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ [2]

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اس طرح مروی ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ: فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ وَفِيْهِ الْوَفَاءُ، وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ، وَيُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ (نسائی) [3]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ نذر ومنت دو طرح کی ہے، ایک تو وہ جو اللہ کی اطاعت والے کام کی ہو، تو یہ تو اللہ کے لئے ہوتی ہے، اور اس کو پورا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے، اور دوسری وہ نذر ومنت جو کہ اللہ کی نافرمانی والے کام کی ہو، تو یہ شیطان کے لئے ہے، اور اس کو پورا نہیں کیا جائے گا، اور اس کا وہی کفارہ ادا کیا جائے گا، جو قسم کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے (نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر گناہ کے کام کی نذر ومنت مان لی جائے، تو اس کی خلاف ورزی پر قسم کا کفارہ ہوگا (تحفۃ الفقہاء، کتاب الایمان، باب النذر)

خلاصہ یہ کہ نذر ومنت درحقیقت عبادت کے کام کے لئے ہوتی ہے، گناہ کے کام کے لئے

---

[1] رقم الحديث ۳۲۹۰، كتاب الأيمان والنذور، باب من رأى عليه كفارة إذا كان في معصية.

[2] عن عمران بن حصين، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا نذر في معصية، وكفارته كفارة يمين (نسائی، رقم الحديث ۳۸۴۰)

[3] رقم الحديث ۳۸۴۵، كتاب الأيمان والنذور، باب كفارة النذر.

نہیں ہوتی۔

(ملاحظہ ہو: فیض القدیر، تحت رقم الحديث ٩٠٥٦. الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴٠، ص ١٣٧، مادة: نذر، مشروعية النذر)

پس اگر کوئی زبان سے نذر ومنت مان کر اپنے ذمہ ایسی عبادت کو لازم کرلے، جو کہ پہلے سے اس کے ذمہ لازم نہیں تھی، تو اس کے ذمہ اس نذر ومنت کا پورا کرنا ضروری ہوجاتا ہے، خواہ وہ نذر ومنت غیر مشروط ہو (مثلاً یہ کہ اس پر اتنی رکعت نفل نماز واجب ہے) یا مشروط ہو (مثلاً اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میرے ذمہ اتنے روزے لازم ہیں)

لیکن نذر ومنت کے منعقد ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ زبان سے نذر ومنت مانے، کیونکہ نذر ومنت کا تعلق زبان سے ہے، صرف دل میں کسی عبادت کی نیت کرلینے سے وہ نذر ومنت نہیں بنتی (ملاحظہ ہو: الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج ۴۰، ص ۱۴۱، مادۃ: نذر، صیغۃ النذر)

اوراگر کسی نے نعوذ باللہ تعالیٰ ایسے کام کی نذر ومنت مانی جو بذاتِ خود گناہ یا حرام ہے، مثلاً شراب پینے کی، یا قتل کرنے کی، یا بے وضو نماز پڑھنے کی، یا غیرُ اللہ کے لئے عبادت کرنے کی، تو اس طرح کی نذر ومنت منعقد نہیں ہوگی، اوراس کو پورا کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اوراگر کسی نے ایسی نذر ومنت مان لی، تو خلاف ورزی پر بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک اس پر اس طرح کی نذر ومنت کا کفارہ بھی لازم ہوگا، جو کہ قسم ٹوٹنے کے کفارہ کی طرح ہے۔ [1]

---

[1] اوروجہ اس کی یہ ہے کہ اس طرح گناہ وحرام کام کی نذر ومنت ماننا دراصل تحلیلِ حرام ہے، اورکفارہ کا یہ حکم اس صورت میں ہے، جبکہ اس طرح کی نذر یمین الفاظ کے ساتھ ہو، کیونکہ نذر ویمین کا تعلق الفاظ کے ساتھ ہے۔

اوراگر خدانخواستہ تحلیلِ حرام عقیدہ کے ساتھ ہو، اوراس میں کوئی تاویل بھی ممکن نہ ہو، تو پھر یہ کفر ہے۔

اسی سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کسی نے غیرُ اللہ کے لئے نذر ومنت مانی، تو الفاظ کے اعتبار سے یہ نذرِ معصیت ہے، جس کی خلاف ورزی پر اُصولی اعتبار سے قسم والا کفارہ واجب ہے، اوراگر کوئی غیرُ اللہ کے لئے نذر ومنت کو اپنے عقیدے میں حلال اوراس سے بڑھ کر عبادت سمجھے اوراسی نیت کے ساتھ اس کو انجام دے، تو یہ کفر وشرک ہے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴٠، ص ١۴٨ الى ١٥٢، مادة: نذر، نذر المعصية)

(۲۱)

وعدہ اور اس کی خلاف ورزی

زبان اور تحریر کا ایک اہم عمل وعدہ ہے۔

جب کسی سے کوئی جائز وعدہ کیا جائے تو حتی الامکان اس کو پورا کرنا ضروری ہے اور وعدہ میں سچا ہونا نبیوں کی صفات میں سے اور ایمان کے تقاضوں میں سے ہے اور اس کے برعکس وعدہ کر کے اس کو توڑ دینا منافق کی صفات میں سے اور سخت گناہ ہے، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

وعدہ نبھانا اللہ و نبیوں کی اور وعدہ خلافی شیطان کی صفت ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا (سورة مريم، رقم الآية ۵۴)

ترجمہ: اور اس کتاب (یعنی قرآن) میں اسماعیل (علیہ الصلاۃ والسلام) کا ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ وعدے کے سچے اور رسول اور نبی تھے (سورہ مریم)

اس سے معلوم ہوا کہ وعدہ نبھانا عظیم المرتبت انبیائے کرام کی صفات میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید ہی میں ایک مقام پر ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا

بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ (سورة إبراهيم، رقم الآية ۲۲)

ترجمہ: اور جب (قیامت کے دن) معاملات کا فیصلہ کر دیا جائے گا، تو شیطان (اہلِ جہنم سے ان کے گلے شکووں کے جواب میں) کہے گا کہ اللہ نے تم سے (جو) وعدہ کیا تھا (وہ) سچا وعدہ تھا اور وعدہ تو تم سے میں نے بھی کیا تھا، مگر میں نے تمہارے ساتھ وعدہ خلافی کی، اور میری طرف سے تم پر کوئی زبردستی تو تھی نہیں (کہ تم میرا کہنا مانو) بات اتنی تھی کہ میں نے تمہیں (اپنی طرف) دعوت دی، اور تم نے میری دعوت کو قبول کرلیا، پس (اب) مجھے ملامت نہ کرو، ملامت تو تم اپنے آپ کو کرو (اب) نہ تو میں تمہاری مدد کرسکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کرسکتے ہو، تم نے (اس سے) پہلے (دنیا میں) جو مجھے (اللہ کا) شریک ٹھہرا لیا تھا تو میں (تمہارے اس فعل سے) بیزار ہوں، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے (سورہ ابراہیم)

اس سے معلوم ہوا کہ وعدہ نبھانا اللہ کی اور وعدہ خلافی شیطان کی صفات میں سے ہے۔

وعدہ نبھانا جنت کی ضمانت کی خصلتوں میں سے

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ : أُصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوْا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ، وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا أَيْدِيَكُمْ

(مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۷۵۷) [1]

---

[1] صحیح ابنِ حبان، رقم الحديث ۲۷۱، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۰۶۶.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه وشاهده حديث سعد بن سنان، عن انس.
وفي حاشية مسند احمد: حسن لغيره.
وفي حاشية ابن حبان: حديث صحيح.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دیدو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، ایک تو جب تم بات کرو، تو سچ بولو، دوسرے جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، تیسرے جب تمہیں کوئی (مال یا عہدہ ومنصب وغیرہ کی) امانت سپرد کی جائے، تو اسے صحیح ادا کرو، چوتھے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، پانچویں اپنی نظروں کو نیچا رکھو، چھٹے اپنے ہاتھوں کو (حق تلفی کرنے اور دوسرے گناہوں سے) روک کر رکھو (مسند احمد، ابنِ حبان)

اس طرح کا مضمون اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۱]

معلوم ہوا کہ وعدہ پورا کرنا ان صفات میں سے ہے، جن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔

وعدہ شکنی منافق کی خصلتوں میں سے ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] عن يزيد، عن ابن سنان عن أنس بن مالك، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :تقبلوا لى ستا أتقبل لكم بالجنة، قالوا :ما هى؟ قال :إذا حدث أحدكم فلا يكذب، وإذا وعد فلا يخلف، وإذا اؤتمن فلا يخن، وغضوا أبصاركم، وكفوا أيديكم، واحفظوا فروجكم (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۴۲۵۷)

قال الهيثمى: رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح إلا أن يزيد بن سنان لم يسمع من أنس، والله أعلم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۶۹، باب ما جاء فى الصمت وحفظ اللسان)

عن الزبير أن النبى صلى الله عليه و سلم قال من ضمن لى ستا ضمنت له الجنة قالوا ما هن يا رسول الله قال إذا حدث صدق وإذا وعد أنجز وإذا اؤتمن أدى ومن غض بصره وحفظ فرجه وكف يده أو قال لسانه(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۲۰۲۰۰)

عن أبى أمامة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :اكفلوا لى بست أكفل لكم الجنة :إذا حدث أحدكم فلا يكذب، وإذا وعد فلا يخلف، وإذا اؤتمن فلا يخن، وغضوا أبصاركم، واحفظوا فروجكم، وكفوا أيديكم "(المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۸۰۱۸)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير والأوسط، وفيه فضال بن الزبير، ويقال ابن جبير، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۷۰، باب ما جاء فى الصمت وحفظ اللسان)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی نشانیاں تین ہیں، ایک یہ کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، اور دوسری یہ کہ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور تیسری یہ کہ جب اس کو (مال، یا کسی عہدہ ومنصب کی) امانت سپرد کی جائے، تو وہ اس میں خیانت کرے (بخاری)

اس طرح کی حدیث اور بھی کئی سندوں سے مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۳، كتاب الايمان، باب علامة المنافق.

[2] عن عبد الله بن عمرو، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :ثلاث إذا كن فى الرجل فهو المنافق الخالص :إن حدث كذب، وإن وعد أخلف، وإن اؤتمن خان، ومن كانت فيه خصلة منهن، لم يزل -يعنى -، فيه خصلة من النفاق، حتى يدعها "(مسند احمد، رقم الحديث ۶۸۷۹)

فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

عن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :ثلاث من كن فيه فهو منافق وإن كان فيه خصلة ففيه خصلة من النفاق، إذا حدث كذب، وإذا أؤتمن خان، وإذا وعد أخلف ، وهذا الحديث لا نعلم إسناده إلا أبو داود، عن شعبة بهذا الإسناد، وغير أبى داود يرويه موقوفا(مسند البزار، رقم الحديث ۱۶۶۲)

قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۱۶، باب فى النفاق وعلاماته وذكر المنافقين)

عن أبى وائل، قال :قال عبد الله " :ثلاث من كن فيه فهو منافق :إذا حدث كذب، وإذا اؤتمن خان، وإذا وعد أخلف، فمن كانت فيه واحدة منهن لم تزل فيه خصلة من النفاق حتى يتركها "(نسائى، رقم الحديث ۵۰۲۳)

عن أبى سعيد الخدرى قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من أعلام المنافق : إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمنته خانك .لم يروه عن زيد إلا ابنه عبد الرحمن، ولا يروى عن أبى سعيد إلا من هذا الوجه (المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۲۹۵۰)

عن جابر بن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :ثلاث فى المنافق :إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان .لا يروى هذا الحديث عن جابر إلا بهذا الإسناد، تفرد به شبابة "(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۷۹۱۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ (صحیح ابن حبان) ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عن عائشة، عن أبي بكر الصديق، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال :آيات المنافق :من إذا حدث كذب، وإن ائتمن خان، وإن وعد أخلف لا يروى هذا الحديث عن أبي بكر إلا بهذا الإسناد، تفرد به :سعيد بن عبد الجبار (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۱۸۷)

عن علي بن أبي طالب، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :لا يكون المؤمن مؤمنا، ولا يستكمل الإيمان حتى يكون فيه ثلاث خصال :اقتباس العلم، وصبر على المصائب، وترفق في المعاش، وثلاث خصال تكون في المنافق :إذا حدث كذب، وإذا ائتمن خان، وإذا وعد أخلف (معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ۴۹۴۹)

عن مجاهد ، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ثلاث من كن فيه ، فهو منافق : الذي إذا حدث كذب ، وإذا وعد أخلف ، وإذا أؤتمن خان (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۲۶۱۲۶)

عن قتادة، عن الحسن، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ثلاث في المنافق : وإن صلى وصام وزعم أنه مسلم :إن حدث كذب، وإن اؤتمن خان، وإن وعد أخلف (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۲۰۱۹۱)

طيسلة بن علي البهدلي ,قال :رأيت عبد الله بن عمر في أصول الأراك يوم عرفة قال: وبين يديه رجل من أهل العراق ,فقال :يا ابن عمر ما المنافق؟ قال :المنافق الذي إذا حدث كذب ,وإذا وعد لم ينجز ,وإذا اؤتمن لم يؤد ,وذئب بالليل وذئب بالنهار . قال :يا ابن عمر فما المؤمن؟ قال :الذي إذا حدث صدق ,وإذا وعد أنجز ,وإذا اؤتمن أدى، يأمن من أمسى بعقوبته من عارف أو منكر (الابانة الكبرىٰ لابن بطة، رقم الحديث ۹۰۴)

عن أبي طوالة ,قال :كنت جالسا عند سعيد بن المسيب بالسوق ,فمر به رجل فدعاه ,فقال :كيف سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في المنافق؟ قال :إذا حدث كذب ,وإذا اؤتمن خان ,وإذا وعد خلف ,فمر به آخر فدعاه فقال مثل ذلك , ثم مر به آخر فسأله ,فقال مثل ذلك (الابانة الكبرىٰ لابن بطة، رقم الحديث ۹۳۲)

۱؎ رقم الحديث ۲۵۷،كتاب الايمان،باب ما جاء في الشرك والنفاق، مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۵۸، مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۶۵۳۳ .

في حاشية مسند احمد وابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں جس میں ہوں گی، وہ منافق ہوگا، اگرچہ وہ روزہ رکھے، اور نماز پڑھے، اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلم ہے، ایک تو یہ کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، اور دوسرے یہ کہ جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور تیسرے یہ کہ جب اس کو (مال، دولت، کسی عہدہ، ومنصب وغیرہ کی) امانت سپرد کی جائے، تو وہ خیانت کرے (ابنِ حبان، ابویعلیٰ)

اس طرح کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

اِعْتَبِرُوا الْمُنَافِقَ بِثَلَاثٍ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ(وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ فَلَمَّا آتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُوْنَ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا أَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ) (الزهد والرقائق لابن المبارك) [2]

---

[1] عن أنس بن مالك ، أن رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم قال : في المنافق ثلاث وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا ائتمن خان (صفة النفاق وذم المنافقين للفريابي، رقم الحديث ١١)

حدثنا يزيد الرقاشي، قال : سمعت أنس بن مالك قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " : ثلاث من كن فيه فهو منافق وإن صام وصلى وحج واعتمر وقال : إني مسلم : إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۴۰۹۸)

قال الهيثمي: رواه أبو يعلى، وفيه يزيد الرقاشي،وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۱۲، باب فی النفاق وعلاماته وذكر المنافقين)

[2] رقم الحديث ۱۰۶۷، ج ۱ ص۳۷۷، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت.

ترجمہ: منافق کو تین چیزوں کے ذریعہ سے شمار کرو، ایک جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، دوسرے جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، تیسرے جب اس کو (مال، دولت، کسی عہدہ ومنصب وغیرہ کی) امانت سپرد کی جائے تو خیانت کرے، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (اس کی تصدیق میں سورہ توبہ کی یہ آیت قرائت فرمائی کہ)

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ فَلَمَّا آتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُوْنَ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا أَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (سورة التوبة، رقم الآية۷۵)

''اور اُن منافقین میں سے وہ لوگ بھی ہیں، جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے عطا کردے تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ضرور صالحین (ونیکو کاروں) میں سے ہوجائیں گے، پھر جب ان کو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمادیا، تو انہوں نے اس میں بخل کیا اور پھر گئے اعراض کرنے کی حالت میں، پس اللہ نے ان کے دِلوں میں نفاق ڈال کر سزا دی، اُس دن تک کہ یہ اللہ سے ملاقات کریں، اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ سے اپنے کئے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کی، اور اس سبب سے کہ یہ جھوٹ بولتے رہے'' (سورہ توبہ)

اس طرح کا مضمون حضرت عبداللہ بن عمرو، اور حضرت محمد بن کعب قرظی سے بھی مروی ہے۔[1]

---

[1] عن عبد الله بن عمرو، قال: ثلاث من كن فيه فهو منافق: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أؤتمن خان: قال: وتلا هذه الآية: (ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله) إلى قوله: (نفاقا فى قلوبهم) إلى قوله: (بما كانوا يكذبون) (مصنف ابن ابى شيبة، رقم الحديث ۲۶۱۲۵)

عن محمد بن كعب القرظي، قال ": سمعت بالثلاث التى، يذكر المنافق: إذا اؤتمن خان، وإذا وعد أخلف، وإذا حدث كذب، قال: فالتمستها فى الكتاب زمانا حتى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض روایات میں خیانت کے بجائے عہد و معاہدہ کرکے دھوکہ دینے کا ذکر ہے۔ [۱]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وعدہ خلافی نفاق کی خصلتوں میں سے ہے، ایمان کی خصلتوں میں سے نہیں ہے، لہٰذا ہر مومن کو وعدہ خلافی کی خصلت و عادت سے بچنا چاہئے۔

مقروض کا وعدہ خلافی کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَعِيْذُ مِنَ الدَّيْنِ . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَاكَ تَسْتَعِيْذُ مِنَ الدَّيْنِ . فَقَالَ : نَعَمْ . إِنَّ الدَّائِنَ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ (مسند أبى يعلى، رقم الحديث ۴۵۴۵) [۲]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دَین (یعنی قرض) سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ کو دَین (یعنی قرض) سے پناہ طلب کرتے ہوئے دیکھتی ہوں، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

سقطت عليها بعد حين، وجدت الله يذكر فيه (ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين)إلى قوله (فأعقبهم نفاقا فى قلوبهم إلى يوم يلقونه بما أخلفوا الله ما وعدوه وبما كانوا يكذبون)ووجدت فى الأحزاب (إنا عرضنا الأمانة على السموات والأرض والجبال فأبين أن يحملنها وأشفقن منها وحملها الإنسان إنه كان ظلوما جهولا)" (تعظيم قدر الصلاة للمَرْوَزِى، رقم الحديث ۷۱۵)

[۱] عن عمارة بن عمير،عن عبد الرحمن بن يزيد، قال :قال عبد الله " :اعتبروا المنافقين بثلاث :إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا عاهد غدر، وأنزل الله تصديق ذلک فى كتابه :(ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله)إلى آخر الآية " (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۹۰۷۵، الزهد لوكيع، رقم الحديث ۴۷۲، ورقم الحديث ۴۰۰)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۱۷، باب فى النفاق وعلاماته وذكر المنافقين)

[۲] فى حاشية مسند ابى يعلىٰ: إسناده صحيح.

ہاں! دائن (یعنی مقروض) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے (ابو یعلیٰ)

معلوم ہوا کہ قرض اور کسی کا حق ادا کرنے میں جھوٹ بولنا، مثلاً یہ کہ اس کے پاس ادائیگی کا انتظام نہیں، یا وعدہ خلافی کرنا مثلاً کسی وقت ادائیگی کا وعدہ کر کے اس وقت ادائیگی نہ کرنا بھی جائز نہیں، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرض سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ وعدہ خلافی شدید گناہ اور نفاق کی خصلتوں میں سے ہے۔

وعدہ خواہ زبانی ہو، یا تحریری، اور خواہ کسی انفرادی شخص سے ہو، یا چند لوگوں یا کسی ادارہ وغیرہ کے ساتھ، بہر حال اس کو نبھانا ضروری ہے، البتہ اگر کوئی عذر پیش آ جائے، تو اس کا معاملہ الگ ہے، لیکن ایسی صورت میں بھی دوسرے کو مطلع کر دینا مناسب ہے، تاکہ دوسرا انتظار میں نہ رہے، اور بلا وجہ کی کوفت نہ اُٹھائے۔

آج بہت سے لوگ بات بات پر وعدہ کر کے اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، بلکہ بھول جاتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں دوسرے کو ایذاء وتکلیف الگ پہنچاتے رہتے ہیں۔

خاص طور پر ملازم اور کسی دوسرے کا کام کرنے والے لوگ وعدہ خلافی میں زیادہ مبتلاء پائے جاتے ہیں۔

بعض سیاستدان اپنے انتخاب کے لئے ووٹ حاصل کرنے کی خاطر عوام سے طرح طرح کے وعدے کر لیتے ہیں، اور بعد میں ان کو پورا نہیں کرتے، بلکہ یاد بھی نہیں رکھتے، کہ ہم نے کیا کیا وعدے کئے ہیں، اس طرح کی وعدہ خلافی انتہائی سنگین جرم ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسی تجارت، ملازمت اور سیاست میں خیر و برکت عطا نہیں فرماتا۔

(۲۲)

عَہد، مُعاہدہ اور اس کی خلاف ورزی

وعدہ کے علاوہ ایک چیز عہد یا معاہدہ کہلاتی ہے، اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ وعدہ تو یک طرفہ ہوتا ہے، اور معاہدہ دوطرفہ ہوتا ہے، مثلاً یہ کہ ایک سے زیادہ افراد یا جماعتیں ومما لک آپس میں کسی چیز کا زبانی یا تحریری معاہدہ کریں، یا مثلاً کسی شرط کے ساتھ معاہدہ کیا جائے، کہ اگر تم یہ کرو گے تو ہم یہ کریں گے، خواہ وہ عہد یا معاہدہ تجارت سے متعلق ہو، یا جنگ بندی وغیرہ سے متعلق ہو، یا کسی اور چیز سے متعلق ہو۔

اس طرح کے عمل کو شریعت کی زبان میں عہد یا معاہدہ کہا جاتا ہے، جس کو پورا کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی شریعت کی طرف سے بڑی تاکید کی گئی ہے، اور عہد شکنی کو سخت گناہ اور وبال کا باعث قرار دیا گیا ہے، خواہ عہد و معاہدہ مسلم سے ہو یا غیر مسلم سے اور خواہ کسی فرد سے ہو یا جماعت سے (ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۴، ص ۷۳، مادة وعد)

قرآن مجید میں عہد کو پورا کرنے کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (سورة الاسراء، رقم الآية ۳۴)

ترجمہ: اور تم پورا کرو عہد کو، بے شک عہد کے بارے میں (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا (سورہ اسراء)

اور قرآن مجید ہی میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ

جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ. وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُوْنَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبٰى مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (سورة النحل، رقم الآيات ۹۱، و ۹۲)

ترجمہ: اور تم پورا کرو اللہ کے عہد کو، جب تم آپس میں کوئی عہد کرو، اور اپنی قسموں کو توڑو نہیں، ان کو پکا کرنے کے بعد، حالانکہ تم لوگ اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو، بے شک اللہ جانتا ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔

اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جانا کہ جس نے محنت سے سوت کاتا پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ غالب رہے، بس اس کے ذریعے سے اللہ تمہارا امتحان لیتا ہے، اور اللہ ضرور بالضرور قیامت کے دن تمہارے سامنے ان چیزوں کو واضح کر دے گا، جن میں تم اختلاف کرتے ہو (سورہ نحل)

اللہ کے عہد میں وہ عہد بھی داخل ہے جو بندوں نے عالمِ ارواح میں اللہ کے ساتھ کیا تھا، جس کو ''عَھْدِ اَلَسْتُ'' کہا جاتا ہے، اور اللہ کے احکام پر عمل کا عہد بھی داخل ہے، اور اس کے علاوہ جو عہد و معاہدے بندوں سے کئے جائیں وہ بھی داخل ہیں، کیوں کہ ان کو بھی پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے، اس لئے اس حیثیت سے وہ بھی اللہ کے عہد میں داخل ہیں۔

(ملاحظہ ہو: تفسير القرطبی، سورة النحل، تحت رقم الآية ۹۱، حاشية السندی علی سنن ابن ماجه، ج۲، ۴۸۹، باب العقوبات)

عہد پورا کرنا سچا اور متقی ہونے کی صفات میں سے ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور سچے و متقی لوگوں کی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ

وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٧٧)

ترجمہ: اور پورا کریں لوگوں کے عہد کو جب لوگوں سے کوئی عہد کریں اور صبر کرنے والے ہوں سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت، یہی لوگ سچے ہیں، اور یہی لوگ متقی ہیں (سورہ بقرہ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عہد کو پورا کرنا سچے اور متقی ہونے کی صفت ہے۔

عہد شکن دیندار نہیں ہوتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَا خَطَبَنَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ: لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهٗ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ (مسنداحمد، رقم الحديث ١٢٣٨٣) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جب بھی خطبہ دیا (اور وعظ فرمایا) تو یہ ضرور فرمایا کہ جو امانت دار نہ ہو، اس کا ایمان نہیں، اور جو عہد کو پورا کرنے والا نہ ہو، اس کا دین نہیں (مسنداحمد)

معلوم ہوا کہ عہد و معاہدہ کو پورا کرنا دین اور دیندار ہونے کی علامت ہے، اور جو عہد کو پورا نہ کرے، وہ دیندار نہیں ہوتا، اگرچہ وہ نمازی اور دوسرے طریقوں سے پرہیزگار کیوں نہ ہو۔

عہد شکنی، نفاق کی خصلت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

---

[1] في حاشية مسند احمد: حديث حسن.

حَتّٰى يَدَعَهَا : إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار خصلتیں (وعادتیں) جس میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہوگا، اور جس میں اُن چار میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی، تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، جب تک کہ اُسے چھوڑ نہ دے، ایک تو جب اس کو (مال، دولت، یا کسی عہدے ومنصب وغیرہ کی) امانت سپرد کی جائے، تو وہ اس میں خیانت کرے، اور دوسری یہ کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، اور تیسری یہ کہ جب وہ عہد کرے تو دھوکہ دے، اور چوتھی یہ کہ جب کسی سے اختلاف ہو، تو بدزبانی (وگالی گلوچ) کرے (بخاری، مسند احمد)

معلوم ہوا کہ عہد شکنی نفاق کی خصلت ہے، جو مؤمن کی شان سے بعید ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

عہد شکنی سے قتل وغارت گری پیدا ہوتی ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ قَطُّ، إِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ، وَلَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ، إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، وَلَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ، إِلَّا حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۴، كتاب الايمان، باب علامة المنافق، مسند احمد، رقم الحديث ۶۸۶۴.
فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] رقم الحديث ۲۵۷۷، كتاب الجهاد، مسند البزار، رقم الحديث ۴۴۶۳.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم بھی کبھی عہد کو توڑتی ہے، تو ان کے درمیان قتل وغارت گری پیدا ہو جاتی ہے، اور جس قوم میں جب بھی فحاشی پھیلتی ہے، تو ان پر اللہ موت کو مسلط فرمادیتا ہے (جیسا کہ فحاشی والے ممالک میں ایڈز وغیرہ کی مہلک بیماریاں عام ہیں) اور جو قوم بھی زکاۃ کو روکتی ہے، تو ان سے اللہ بارش کو روک لیتا ہے (حاکم)

معلوم ہوا کہ عہد شکنی ایسا گناہ ہے کہ جس کی وجہ سے قتل وغارت گری پیدا ہوتی ہے، آج جگہ جگہ قتل وقتال اور دہشت گردی عام ہے، اس کی اہم وجہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ کئے گئے عہد معاہدوں کو توڑنا ہے، خواہ وہ حکمرانوں کے عوام کے ساتھ کئے گئے عہد معاہدے ہوں، یا عوام کے عوام کے ساتھ، یا پھر ایک ملک کے دوسرے ملک کے ساتھ، اور خواہ وہ معاہدے انفرادی نوعیت کے ہوں، یا اجتماعی نوعیت کے۔

عہد شکنی دشمنوں کے غلبہ کا باعث ہے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خَمْسٌ بِخَمْسٍ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خَمْسٌ بِخَمْسٍ؟ قَالَ : مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ، وَمَا حَكَمُوْا بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْفَقْرُ، وَلَا ظَهَرَتْ فِيْهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا طَفَّفُوْا الْمِكْيَالَ إِلَّا مُنِعُوْا النَّبَاتَ وَأُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ، وَلَا مَنَعُوْا الزَّكَاةَ إِلَّا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال الذهبی فی التلخيص: على شرط مسلم
و قال الهيثمی: رواه البزار، ورجاله رجال الصحيح غير رجاء بن محمد وهو ثقة(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٢١٥٠، باب وجوب إنكار المنكر)
و قال البوصيری: وقال الحاكم :صحيح على شرط مسلم .وهو كما قال.وله شاهد من حديث ابن عمر، رواه ابن ماجه والبزار والبيهقی بإسناد حسن(اتحاف الخيرة المهرة، ج٣، ص ١، باب مانع الزكاة وعقوبة من كنز)

حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۰۹۹۲، ج ۱۱ ص ۴۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کے بدلہ میں پانچ چیزیں ہیں، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ کون سی پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بدلہ میں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم بھی عہد شکنی کرتی ہے، تو ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کردیا جاتا ہے، اور جو لوگ بھی اللہ کے نازل کردہ احکام کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں، تو ان میں فقر (وافلاس) پھیل جاتا ہے، اور جس قوم میں بھی فحاشی پھیلتی ہے، اس میں موت پھیل جاتی ہے، اور جو لوگ بھی (خرید وفروخت اور لین دین کے وقت) ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، تو ان سے فصل کو روک لیا جاتا ہے، اور قحط سالی کے عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے، اور جو لوگ بھی زکاۃ کو روک لیتے ہیں، تو ان سے بارش کو روک لیا جاتا ہے (طبرانی)

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير، وفيه إسحاق بن عبد الله بن كيسان المروزي، لينه الحاكم، وبقية رجاله موثقون، وفيهم كلام(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۳۴۶، باب فرض الزكاة)

وقال المنذري: رواه الطبراني في الكبير وسنده قريب من الحسن وله شواهد(الترغيب و الترهيب، ج ۱، ص ۳۱۰، كتاب الصدقات الترغيب في أداء الزكاة وتأكيد وجوبها)

وبالجملة فالحديث بهذه الطرق والشواهد صحيح بلا ريب، وتوقف الحافظ ابن حجر في ثبوته إنما هو باعتبار الطريق الأولى .والله أعلم(سلسلة الاحاديث الصحيحة، ج ۱، ص ۲۱۷، تحت رقم الحديث ۱۰۷)

[2] الحسين بن واقد، عن عبد الله بن بريدة، عن ابن عباس، قال " :ما نقض قوم العهد إلا سلط الله عليهم عدوهم، ولا فشت الفاحشة في قوم إلا أخذهم الله بالموت، وما طفف قوم الميزان إلا أخذهم الله بالسنين، وما منع قوم الزكاة إلا منعهم الله القطر من السماء ، وما جار قوم في حكم إلا كان البأس بينهم -أظنه قال :والقتل كذا " -قال :عن ابن عباس موقوفا(شعب الايمان، رقم الحديث ۳۰۳۹)

الحسين بن واقد، عن عبد الله بن بريدة، عن ابن عباس قال " :ما نقض قوم العهد قط إلا سلط الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کی روایت میں ہے کہ جو قوم بھی اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے تو ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عليهم عدوهم، ولا فشت الفاحشة فى قوم إلا أخذهم الله بالموت، وما طفف قوم الميزان إلا أخذهم الله بالسنين، وما منع قوم الزكاة إلا منعهم الله القطر من السماء ، وما جار قوم فى حكم إلا كان البأس بينهم، أظنه قال :والقتل "(السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۶۳۹۸)

عن شعبة، عن الحكم، عن الحسن بن مسلم، عن ابن عباس، قال " :ما ظهر البغى فى قوم قط إلا ظهر فيهم الموتان ,ولا ظهر البخس فى الميزان ,وقال ابن كثير :والقفيز والمكيال إلا ابتلوا بالسنة ,ولا ظهر نقض العهد فى قوم إلا أديل منهم عدوهم "(السنن الواردة، رقم الحديث ۳۲۲)

[1] عن عطاء بن أبى رباح، عن عبد الله بن عمر، قال :أقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال " :يا معشر المهاجرين خمس إذا ابتليتم بهن، وأعوذ بالله أن تدركوهن :لم تظهر الفاحشة فى قوم قط، حتى يعلنوا بها، إلا فشا فيهم الطاعون، والأوجاع التى لم تكن مضت فى أسلافهم الذين مضوا، ولم ينقصوا المكيال والميزان، إلا أخذوا بالسنين، وشدة المئونة، وجور السلطان عليهم، ولم يمنعوا زكاة أموالهم، إلا منعوا القطر من السماء ، ولولا البهائم لم يمطروا، ولم ينقضوا عهد الله، وعهد رسوله، إلا سلط الله عليهم عدوا من غيرهم، فأخذوا بعض ما فى أيديهم، وما لم تحكم أئمتهم بكتاب الله، ويتخيروا مما أنزل الله، إلا جعل الله بأسهم بينهم "(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۴۰۱۹، المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۴۶۷۱)

قال البوصيرى: رواه ابن ماجه والبزار والبيهقى بإسناد حسن(اتحاف الخيرة المهرة، ج۳، ص ۱، باب مانع الزكاة وعقوبة من كنز)

عن عطاء بن أبى رباح، قال :كنا مع ابن عمر بمنى، فجاءه فتى من أهل البصرة، فسأله عن شىء ، فقال :سأخبرك عن ذلك، قال :كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم عاشر عشرة فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم :أبو بكر، وعمر، وعثمان، وعلى، وابن مسعود، ومعاذ، وحذيفة، وأبو سعيد الخدرى، ورجل آخر سماه، وأنا، فجاء فتى من الأنصار فسلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم جلس فقال : يا رسول الله، أى المؤمنين أفضل؟ قال :أحسنهم خلقا، قال :فأى المؤمنين أكيس؟ قال :أكثرهم للموت ذكرا، وأحسنهم له استعدادا قبل أن ينزل بهم، أو قال :به، أولئك الأكياس، ثم سكت الفتى، وأقبل علينا النبى صلى الله عليه وسلم، فقال :لم تظهر الفاحشة فى قوم قط إلا ظهر فيهم الطاعون والأوجاع التى لم تكن مضت فى أسلافهم، ولا نقصوا المكيال والميزان إلا أخذوا بالسنين، وشدة المؤنة، وجور السلطان عليهم، ولم يمنعوا زكاة أموالهم إلا منعوا القطر من السماء ، ولولا البهائم لم

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اللہ اور اس کے رسول کے عہد میں بندوں کے ساتھ کیا گیا عہد بھی داخل ہے، بلکہ غیر مسلموں سے کیا گیا عہد بھی داخل ہے، کیونکہ ان سب کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے پورا کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

معلوم ہوا کہ عہد شکنی کی وجہ سے دشمنوں کا غلبہ اور تسلط ہوتا ہے، جیسا کہ آج کل جگہ جگہ دشمن مسلط ہیں، بلکہ خفیہ دشمنوں کی ایسی یلغار ہے کہ جن کا کوئی سراغ اور اتہ پتہ بھی نہیں ملتا، لہٰذا اس وبال سے نجات پانے کے لئے عہد شکنی کے گناہ سے باز آنا اور اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

قربِ قیامت میں عہد شکنی گھٹیا لوگوں کا شیوہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يُوْشِكُ أَنْ يَّأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ غَرْبَلَةً، وَيَبْقٰى حُثَالَةٌ مِّنَ النَّاسِ قَدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ، وَاخْتَلَفُوْا فَكَانُوْا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، قَالُوْا:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يمطروا، ولم ينقضوا عهد الله وعهد رسوله إلا سلط الله عليهم عدوهم، وأخذوا بعض ما كان فى أيديهم، وإذا لم يحكم أئمتهم بكتاب الله جعل الله بأسهم بينهم، قال :ثم أمر عبد الرحمن بن عوف أن يتجهز لسرية أمره عليها، فأصبح قد اعتم بعمامة كرابيس سوداء ، فدعاه النبى صلى الله عليه وسلم فنقضها، فعممه، وأرسل من خلفه أربع أصابع، ثم قال :هكذا يابن عوف فاعتم، فإنه أعرب وأحسن، ثم أمر النبى صلى الله عليه وسلم بلالا أن يدفع إليه اللواء ، فحمد الله، ثم قال :اغزوا جميعا فى سبيل الله، فقاتلوا من كفر بالله، لا تغلوا، ولا تغدروا، ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا، فهذا عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته فيكم(مسند البزار، رقم الحديث ٦١٧٥)

قال الهيثمى: رواه البزار ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٩٦١٥، باب ما نهى عن قتله من النساء وغير ذلك)

[1] (عهد الله) هو ما جرى بينهم وبين أهل الحرب، وفى الزوائد هذا حديث صالح للعمل به(حاشية السندى على سنن ابن ماجه، ج٢، ٤٨٩، باب العقوبات)

فَكَيْفَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: تَأْخُذُوْنَ مَا تَعْرِفُوْنَ وَتَذَرُوْنَ مَا تُنْكِرُوْنَ، وَتُقْبِلُوْنَ عَلٰى أَمْرِ خَاصَّتِكُمْ، وَتَدَعُوْنَ أَمْرَ عَامَّتِكُمْ (مستدرک حاکم)[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے کہ جس میں ایک ایک کر کے اچھے لوگ رخصت ہو جائیں گے، اور گھٹیا لوگ باقی رہ جائیں گے، جن کے عہد و معاہدے ٹوٹ جائیں گے، اور امانتیں ضائع ہو جائیں گی، اور آپس میں اختلاف پیدا ہوگا، پس وہ اس طرح (خلط ملط اور ایک دوسرے سے گُتھم گتھا) ہو جائیں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بات بیان فرماتے وقت) اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر لیا۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اس وقت میں ہمارا کیا بنے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تم معروف (یعنی نیک) کاموں کو اختیار کرو، اور بُرے کاموں کو چھوڑ دو، اور اپنے خاص (معاملے اور خاص لوگوں) سے مطلب رکھو، اور عام لوگوں کے معاملات کو چھوڑ دو (حاکم، ابوداؤد، مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَيْفَ أَنْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو لَوْ بَقِيْتَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ؟ قَالَ: وَذَاكَ مَا هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ذَاكَ إِذَا مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ، وَصَارُوْا هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ، قَالَ: فَكَيْفَ بِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :

[1] رقم الحديث ٢٦٧١، كتاب قتال أهل البغى وهو آخر الجهاد، سنن ابى داود، رقم الحديث ٤٣٤٢، مسند احمد، رقم الحديث ٧٠٦٣.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه بهذه السياقة.
و قال الذهبى فى التلخيص: على شرط البخارى ومسلم.
و فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

تَعْمَلُ بِمَا تَعْرِفُ، وَتَدَعُ مَا تُنْكِرُ، وَتَعْمَلُ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَتَدَعُ عَوَامَ النَّاسِ (صحیح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو! اگر آپ گھٹیا لوگوں کے زمانہ میں باقی رہے، تو آپ کا کیا بنے گا؟ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں کی یہ حالت کب ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وہ اپنے عہد و معاہدوں اور امانتوں کو ضائع کریں گے، اور اس طرح (خلط ملط) ہوجائیں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بات بیان فرماتے وقت) اپنی انگلیوں میں انگلیاں داخل فرمائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرا اس وقت کیا بنے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (اگر اس زمانہ کو پائیں تو) جس کام کو نیک سمجھیں اس پر عمل کریں، اور جس کو برا سمجھیں اس کو چھوڑ دیں، اور صرف اپنی ذات کی حد تک عمل کریں، اور عوام الناس کو چھوڑ دیں (ابن حبان)

اور ایک روایت میں ایسے وقت میں اپنے گھر کو لازم پکڑنے اور زبان کو قابو میں رکھنے کا بھی حکم مذکور ہے۔ [2]

اور اس طرح کی حدیث حضرت سہل بن سعد اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی

---

[1] رقم الحديث ٦٧٣٠، كتاب التاريخ، باب إخباره صلى الله عليه وسلم عما يكون فى أمته من الفتن والحوادث.

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] عن هلال بن خباب أبى العلاء، قال: حدثنى عكرمة، حدثنى عبد الله بن عمرو، قال: بينما نحن حول رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذ ذكروا الفتنة -أو ذكرت عنده، فقال: إذا رأيت الناس قد مرجت عهودهم، وخفت أماناتهم، وكانوا هكذا، وشبک بين أصابعه، قال: فقمت إليه، فقلت له: كيف أفعل عند ذلک، جعلنى الله فداک؟ قال الزم بيتک، واملک عليک لسانک، وخذ ما تعرف، ودع ما تنكر، وعليک بأمر خاصة نفسک، ودع عنک أمر العامة (مسند أحمد، رقم الحديث ٦٩٨٧)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

مروی ہے۔ [1]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب عہد معاہدوں کو توڑنا اور امانتوں کو ضائع کرنا گھٹیا لوگوں کا وطیرہ ہوگا، آج کل کے حالات سے بھی یہی واضح ہے، اور اسی لئے ایسے حالات میں اپنے کام سے کام رکھنے اور اپنے گھر کو لازم پکڑنے اور بغیر شدید ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلنے میں ہی عافیت ہے۔

غیر مسلموں سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کا وبال

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ قَتَلَ مُعَاھَدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ، وَإِنَّ رِیْحَھَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ أَرْبَعِیْنَ عَامًا (بخاری) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسے (غیر مسلم) شخص کو قتل کیا کہ جس سے (قتل وقتال نہ کرنے کا) معاہدہ تھا، تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پاسکے گا، اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پالی جاتی ہے (بخاری)

---

[1] عن سهل بن سعد قال :خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما ونحن فى مجلس فيه عمرو بن العاص وابنه، فقال :كيف ترون إذا أخرتم فى زمان حثالة من الناس، قد مزجت عهودهم ونذورهم فاشتبكوا، فكانوا هكذا؟ وشبك بين أصابعه، قالوا :الله ورسوله أعلم، قال :تأخذون ما تعرفون، وتدعون ما تنكرون، ويقبل أحدكم على خاصة نفسه ويذر أمر العامة(المعجم الكبير للطبرانى ، رقم الحديث ۵۸۶۸)

عن الحكم بن عبد الله، أن محمد بن كعب القرظى، حدثه، أن الحسن بن أبى الحسن، حدثه أنه: سمع شريحا، يقول :قال عمر بن الخطاب :إن النبى صلى الله عليه وسلم قال :ستغربلون حتى تصيرون فى حثالة من الناس، مرجت عهودهم، وخربت أماناتهم ، فقال قائلنا :كيف بنا يا رسول الله؟ فقال :تعملون بما تعرفون وتتركون ما تنكرون، وتقولون :أحد أحد، انصرنا على من ظلمنا، واكفنا من بغانا .لا يروى هذا الحديث عن شريح القاضى إلا بهذا الإسناد، تفرد به يعقوب بن حميد "(المعجم الأوسط للطبرانى ، رقم الحديث ۲۲۵۲)

[2] رقم الحديث ۳۱۶۶، كتاب الجزية، باب إثم من قتل معاهدا بغير جرم.

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۱]

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِيْ غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (سنن أبی داود) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایسے (غیر مسلم) شخص کو ناحق قتل کیا کہ جس سے (قتل وقتال نہ کرنے کا) معاہدہ تھا، تو اللہ اس پر جنت کو حرام فرمادے گا (ابوداؤد)

حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن أبی داود) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے معاہدہ کیے ہوئے شخص پر ظلم کیا، یا اس کی حق تلفی وتحقیر کی، یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا، یا اس کی خوش دلی کے بغیر اس کی کوئی چیز لی، تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے مدِ مقابل بنوں گا (اور اس کے حق کے لئے کھڑا ہوں گا) (ابوداؤد)

مسلمان کو ناحق قتل کرنے اور اس کی مالی وجانی حق تلفی کرنے کا وبال تو اپنی جگہ ہے، مذکورہ

---

[۱] عن أبی هريرة، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :ألا من قتل نفسا معاهدا له ذمة الله وذمة رسوله، فقد أخفر بذمة الله، فلا يرح رائحة الجنة، وإن ريحها ليوجد من مسيرة سبعين خريفا وفی الباب عن أبی بكرة :حديث أبی هريرة حديث حسن صحيح، وقد روی من غير وجه عن أبی هريرة، عن النبی صلى الله عليه وسلم(سنن الترمذی، رقم الحديث ۱۴۰۳)

[۲] رقم الحديث ۲۷۶۰، كتاب الجهاد، باب فی الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته.

[۳] رقم الحديث ۳۰۵۲، كتاب الخراج والامارة والفيیء، باب فی تعشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات.

احادیث میں معاہدہ کیے ہوئے فرد سے مراد ایسا غیر مسلم فرد ہے کہ جو مسلمانوں سے معاہدہ کے تحت ان کے ملک میں رہتا ہو، جس کو شریعت کی زبان میں ذمی اور آج کل کی زبان میں اقلّیات کہا جاتا ہے، یا وہ فرد ہے جو مسلمانوں کے ملک میں امن طلب کر کے (یعنی ویزا حاصل کر کے) آیا ہو۔

اور اگر کسی غیر مسلم قوم اور ملک سے مسلمانوں کا کوئی (جنگ بندی، فائر بندی وغیرہ کا) معاہدہ ہو جائے، تو اس کی خلاف ورزی بھی جائز نہیں، جیسا کہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ، ج٦، ٢٦٢٥، باب الصلح)

حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ مُعَاوِيَةُ يَسِيرُ بِأَرْضِ الرُّوْمِ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ أَمَدٌ، فَأَرَادَ أَنْ يَّدْنُوَ مِنْهُمْ، فَإِذَا انْقَضَى الْأَمَدُ غَزَاهُمْ، فَإِذَا شَيْخٌ عَلٰى دَابَّةٍ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَلَا يَحِلَّنَّ عُقْدَةً وَلَا يَشُدَّهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَرَجَعَ، وَإِذَا الشَّيْخُ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روم کے علاقہ میں سفر کر رہے تھے اور روم والوں کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک مدت تک (جنگ و قتال نہ کرنے کا) عہد و معاہدہ تھا، تو حضرت معاویہ نے یہ چاہا کہ وہ روم والے لوگوں کے قریب پہنچ جائیں، پھر جونہی (عہد و معاہدہ کی) مدت ختم ہو تو فوراً ان سے جنگ کریں (اور دشمنوں کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ اتنے قریب اور ہمارے سر پر موجود ہیں) اسی دوران ایک سواری پر ایک بزرگ یہ کہتے ہوئے آئے کہ اللہ

---

[1] رقم الحديث ١٧٠١٥، سنن الترمذي، رقم الحديث ١٥٨٠.
قال الترمذي: هذا حديث حسن صحيح.
و في حاشية مسند احمد: حديث صحيح بشاهده.

اکبر، اللہ اکبر، عہد پورا کرنا چاہیے، دھوکہ نہیں دینا چاہیے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا کسی قوم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے نہ تو اس معاہدہ کو توڑے اور نہ اس کو بدلے، یا ان کی طرف پیغام بھیج کر (کہ تمہاری طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو چکی ہے) برابری کی سطح پر معاملہ کرے، یہ بات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (اپنے لشکر کو لے کر) واپس لوٹ گئے، اور وہ بزرگ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے (مسند احمد، ترمذی)

محدثین نے فرمایا کہ جب دشمنوں اور کافروں سے ایک خاص مدت تک جنگ بندی اور قتل وقتال اور جہاد نہ کرنے کا معاہدہ ہو جائے، تو جنگ بندی کے معاہدے میں اتنی مدت بھی شامل ہوتی ہے کہ جتنی مدت میں سفر کر کے ان تک پہنچا جا سکے۔

لہٰذا جنگ بندی کے معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے جنگ کے لئے چلنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر دشمنوں کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ظاہر ہو، تو ان کو معاہدہ وصلح ختم ہو جانے کی اطلاع دے کر ہی جنگ کرنے کی اجازت ہے، اس سے پہلے نہیں۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ج۶، ص ۲۵۶۳، باب الامان)

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عہد ومعاہدہ کو پورا کرنے کی شریعت کی طرف سے بڑی تاکید ہے، اور اس کی خلاف ورزی اور عہد شکنی سخت وبال کا باعث ہے، خواہ کسی کافر سے عہد ومعاہدہ ہو، یا ملک سے، اور وہ ملک غیر مسلموں کا ہو یا مسلمانوں کا۔

آج کل مختلف ممالک کے جو باہم جائز معاہدے ہوتے رہتے ہیں، ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے، اور ویزا لے کر ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والا شخص بھی ایک معاہدہ کے تحت آتا جاتا ہے، اسے بھی اس ملک کے قوانین کی پابندی کرنی چاہئے، بلکہ کسی ملک میں مستقل سکونت اور رہائش رکھنے والے کو بھی مخصوص عہد ومعاہدوں کے ساتھ رہائش وسکونت ملتی ہے۔

پھر مختلف ممالک کے درمیان جو اس قسم کے معاہدات ان ممالک کے حکمرانوں کے ذریعہ

سے طے ہوتے ہیں، اس ملک کے باشندوں پر بھی ان کی پابندی لازم ہوگی، کیونکہ اولاً تو ملک کے ہر ہر فرد کا خود سے معاہدہ کرنا ممکن نہیں، دوسرے حکمران ولی ہونے کی حیثیت سے اس سلسلہ میں عوام کے نمائندے شمار ہوتے ہیں۔

اسی طرح اگر کسی سیاسی یا غیر سیاسی عہدہ کو حاصل کرنے کے لئے لوگوں سے کوئی وعدہ کیا، جس کے نتیجہ میں لوگوں نے اس کو اس عہدہ کے لئے منتخب کیا، تو یہ وعدہ معاہدہ سے تبدیل ہو کر بڑی اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے، اور اس عہد معاہدہ کو پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

کسی لڑکی کا کسی لڑکے سے نکاح کرنے کا جو وعدہ کیا جاتا ہے، اور اس کو رشتہ یا منگنی کہا جاتا ہے، جب اس قسم کا وعدہ دونوں طرف سے ہو تو یہ معاہدہ ہے، اور صرف ایک طرف سے ہو تو یہ وعدہ ہے، اور دونوں صورتوں میں حتی الامکان اس کو نبھانا ضروری ہے۔

آج کل بہت سے سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں داخلہ، یا ملازمت واجارہ کا معاملہ باہمی کچھ شرائط کے ساتھ ہوتا ہے، جن میں سے بعض شرائط تحریر شدہ بھی ہوتی ہیں، ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے، اور ان شرائط کے فارم وغیرہ پر دستخط کر دینا بھی معاہدہ کر لینے میں داخل ہے، اسی طرح میاں بیوی کا جو نکاح ہوتا ہے، اس میں بھی ایجاب وقبول کی شکل میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق پورا کرنے کا معاہدہ شامل ہوتا ہے، اور اسی طرح کسی عہدہ پر ملازمت کے نتیجہ میں اس عہدہ ومنصب کی صحیح خدمت وذمہ داری بھی معاہدہ کا حصہ ہوتی ہے۔

غرضیکہ وعدہ اور معاہدہ کی بہت ساری صورتیں اور شکلیں ہیں، اور بعض وعدے اور معاہدے زبانی یا تحریری طور پر منعقد ہوتے ہیں، جبکہ بعض عملی طور پر وجود میں آجاتے ہیں، اور بعض کسی ایک وعدے یا معاہدہ کے ضمن میں شامل ہوتے ہیں، ان سب کو اہمیت دینی چاہئے، اور اولاً تو کوئی خلافِ شریعت وعدہ نہیں کرنا چاہئے، اور اگر کوئی وعدہ یا معاہدہ کسی جائز چیز کے بارے میں کرلیا جائے، جو پہلے سے لازم نہیں تھی، وہ بھی لازم ہو جاتی ہے۔

(۲۳)

دوغلہ پن یا دورُخا پَن

زبان کا ایک سنگین گناہ دوغلہ پن یا دورُخا ہونا ہے، جس میں انسان اپنی زبان سے دوسرے کے سامنے وہ بات نہیں کہتا، جو اس کے دل میں ہوتی ہے، اور اس کے بجائے مخاطب سے اپنی فاسد غرض پوری یا اس کو خوش کرنے کے لئے خوش کن بات کہتا ہے، اور اسی وجہ سے ایسا شخص جس کے سامنے بھی جاتا ہے، اس کی رضا والی بات کرتا ہے، ایسے شخص کو ہماری زبان میں دوغلہ یا دورُخا یا دورَنگا یا دورُویا دورُوپ والا یا دو چہرے والا، اور عربی زبان میں ''ذو لسانین'' یا ''ذو وجہین'' کہا جاتا ہے۔

قرآن وسنت میں اس حالت پر سخت وعیدیں آئی ہیں، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں منافقین کے دورُخے پَن کا ذکر

منافقین کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَا يَعْلَمُوْنَ. وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُوْنَ. اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ. أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ(سورة البقرة، رقم الآية ۱۳ الیٰ ۱۵)

ترجمہ: اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان

لے آئے تم بھی ایمان لے آؤ تو یہ کہتے ہیں کہ بھلا جس طرح بیوقوف ایمان لے آئے ہیں اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سن لو کہ یہی بے وقوف ہیں لیکن یہ جانتے نہیں، اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں (یعنی کافروں) کی طرف الگ ہو کر جاتے ہیں تو (ان سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم تو (مومنوں سے) ہنسی کرتے ہیں، ان (منافقوں) سے اللہ ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیے جاتا ہے کہ شرارت وسرکشی میں پڑے بہکتے رہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر ضلالت خریدی، نہ تو ان کی تجارت نے کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہی ہوئے (سورہ بقرہ)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا منافقین کے متعلق ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۷۶)

ترجمہ: اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں ایک دوسرے کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جو کچھ (تورات میں) اللہ نے تم پر ظاہر کیا ہے کیا تم مسلمانوں کو بتا دیتے ہو تا کہ وہ تمہارے خلاف تمہارے رب کے حضور اس کو دلیل کے طور پر پیش کریں؟ تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے؟ (سورہ بقرہ)

اور ایک مقام پر قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ کا منافقین کے متعلق ارشاد ہے کہ:

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا إِلٰى هٰؤُلَاءِ وَلَا إِلٰى هٰؤُلَاءِ (سورة النساء، رقم الآية ۱۴۳)

ترجمہ: یہ (منافقین) مذبذب ہیں، نہ ان کی طرف ہوتے ہیں اور نہ ان کی طرف

(سورۃ النساء)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا جو نقشہ کھینچ کر برائی اور مذمت فرمائی ہے، دورُخے یا دوغلے انسان کی حالت اسی طرح ہوتی ہے۔

دورُخا یا دو چہرے والا شخص لوگوں میں بدترین ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ اللّٰہِ ذَا الْوَجْهَیْنِ، الَّذِیْ یَأْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ، وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

(بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں شریرترین دو چہرے والے کو پائیں گے، جو اِن لوگوں کے پاس ایک چہرے کے ساتھ آئے، اور اُن (یعنی دوسرے) لوگوں کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ آئے (بخاری)

دوغلہ یا دو چہرے والے آدمی کے قیامت کے دن لوگوں میں شریرترین ہونے سے معلوم ہوا کہ دوغلہ پن یا دوغلہ رویہ، اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، کیونکہ یہ منافقین کا طرز ہے۔

(والتفصیل فی :فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۳۲۴۱)

دورُخے آدمی کی قیامت کے دن آگ کی دو زبانیں ہوں گی

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ کَانَ لَهٗ وَجْهَانِ فِی

---

[1] رقم الحدیث ۶۰۵۸، کتاب الادب، باب ما قیل فی ذی الوجهین.

الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ (سنن أبي داود) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی کے دنیا میں دو چہرے ہوں گے، تو قیامت کے دن اُس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی (ابوداؤد)

اس طرح کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲

اس سے معلوم ہوا کہ دوغلہ یا دوُرخا آدمی جس طرح دنیا میں دو زبانوں والا کردار ادا کرتا ہے، تو آخرت میں اس کو عذاب بھی اسی طرح کا ہوگا، کہ اس کو آگ کی دو زبانیں لگا کر عذاب دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

دوُرخے آدمی کا امانت دار ہونا مشکل ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَا يَنْبَغِيُ لِذِى الْوَجْهَيْنِ أَنْ يَّكُوْنَ أَمِيْنًا (مسنداحمد، رقم الحديث ۷۸۹۰،ورقم الحديث ۸۷۸۱) ۳

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چہرے والے کی یہ شان نہیں ہوسکتی کہ وہ امین ہو (مسنداحمد)

اسی قسم کا مضمون حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت لقمان علیہ السلام کے قول کی شکل میں بھی مروی ہے۔ ۴

---

۱ رقم الحديث ۴۸۷۳، كتاب الادب، باب فى ذى الوجهين.

۲ عن أنس، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من كان ذا لسانين فى الدنيا كان له لسانان فى النار. وهذا الحديث لا نعلم رواه عن الحسن، عن أنس إلا إسماعيل بن مسلم تفرد به أنس(مسند البزار،رقم الحديث ۶۶۹۹،المعجم الأوسط للطبرانى، رقم الحديث ۸۸۸۵)

۳ فى حاشية مسند احمد:حديث قوى.

۴ عن عكرمة، قال :قال لقمن ذو الوجهين لا يكون عند الله أمينا (مُصنف ابن أبى شيبة، رقم الحديث ۲۵۹۷۵،ما جاء فِى ذِى الوجهينِ)

مطلب یہ ہے کہ دوغلہ یا دو چہرے والا آدمی امانت دار نہیں ہوسکتا، بلکہ وہ خائن ہوتا ہے کہ اس کا اندر اور باہر ایک جیسا نہیں ہوتا، اس لئے ایسے شخص پر ہرگز بھروسہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے یا کوئی امانت مال یا عہدہ، یا کسی ذمہ دارانہ گفتگو کی شکل میں کوئی بات اس کے حوالہ کی جائے۔

دورُخا ہونا نفاق کی علامت ہے

حضرت محمد بن زید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ : إِنَّا نَدْخُلُ عَلٰی سُلْطَانِنَا، فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ، قَالَ: كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا (بخاری) [1]

ترجمہ: کچھ لوگوں نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں، تو ہم ان کے سامنے اس کے خلاف باتیں کرتے ہیں، جو کہ ہم ان کے پاس سے نکلنے کے بعد کرتے ہیں، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو اس کو نفاق شمار کرتے تھے (بخاری)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

بادشاہ یا کسی حکمران کے سامنے اس کی صفات اور خوبیوں کا تذکرہ کرنا یا گُن گانا اور اس سے

---

[1] رقم الحدیث ۷۱۷۸، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من ثناء السلطان، وإذا خرج قال غیر ذلک.

[2] عن عمر بن عبد الله، أنه حدثه أن عبد الله بن عمر لقی ناسا خرجوا من عند مروان فقال: من أین جاء ہؤلاء ؟ قالوا: خرجنا من عند الأمیر مروان قال: وكل حق رأیتموہ تكلمتم به، وأعنتم علیه، وكل منكر رأیتموہ أنكرتموہ ورددتموہ علیه، قالوا: لا والله، بل یقول: ما ینكر، فنقول: قد أصبت، أصلحك الله، فإذا خرجنا من عندہ قلنا قاتله الله، ما أظلمه وأفجرہ قال عبد الله: "كنا بعهد رسول الله صلی الله علیه وسلم نعد هذا نفاقا لمن كان هكذا" (مسنداحمد، رقم الحدیث ۵۳۷۳)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح، رجاله ثقات.

علیحدہ ہو کر اس کی برائیوں کا ذکر و چرچا کرنا، یہ بھی دوغلہ پن یا دورُخے ہونے کی علامت ہے، اور یہ منافقوں کی خصلت ہے، اس لئے اس طرزِ عمل کو نفاق شمار کرنے کا ذکر کیا گیا، اور اسی لئے حدیث میں بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کو افضل جہاد قرار دیا گیا ہے، جس کی تفصیل آگے ''کتمانِ حق اور اظہارِ حق'' کے بیان میں آتی ہے۔

دو چہرے والے یا دوغلے شخص کے لئے بدترین عذاب اس وجہ سے ہے کہ اس کی حالت منافقوں کی حالت کے مشابہ ہے، اس لئے کہ منافق باطل اور جھوٹ کا سہارا حاصل کرتا ہے، اور خود میٹھا بن کر دوسروں کو دھوکہ اور فساد میں مبتلا کرتا ہے، تاکہ خود اپنے مفادات کو حاصل کرے، اور دوسرے کو نقصان پہنچائے۔

اس لئے ہر مسلمان کو دوغلہ پَن، یا دورُخے پَن، یا دورویہ پَن کی حرکت سے باز رہنا چاہئے، اور اس کے بجائے سچا اور مخلص، صحیح ہمدرد اور خیر خواہ بننا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

(ملاحظہ ہو: فتح البارى لابن حجر، ج ۱۰ ص ۴۷۵، كتاب الادب، باب ماقيل فى ذى الوجهين. شرح صحيح البخارى لابن بطال، ج۸ ص ۲۵۰، كتاب الاحكام، باب ما يكره من الثناء على السلطان وإذا خرج قال غير ذلك)

(۲۴)

نوحہ کرنا

زبان کاایک گناہ نوحہ کرنا ہے۔

نوحہ لغت میں بلند آواز سے رونے کو کہا جاتا ہے،اور شرعی اعتبار سے فوت شدہ شخص کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے نظم یانثر کے ساتھ (یعنی گا گا کر، یابغیر گائے) بلند آواز سے رونے کو کہاجاتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲،ص ۴۹،الی ،ص ۵۱،مادة نیاحة)

احادیث میں اس طرح رونے اور نوحہ کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

اس لئے اہل السنة والجماعة کے نزدیک نوحہ کرنا جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

(کذافی:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲،ص ۵۱،الی ص ۵۵،مادہ نیاحة)

نوحہ کرنے میں شریعتِ مطہرہ کے کئی احکام کی خلاف ورزی لازم آتی ہے،مثلاًغم کو بھڑکانا، بے صبری کا مظاہرہ کرنا اور قضا وتقدیر کی مخالفت وغیرہ،اس لئے نوحہ کرنے پر بڑے سخت عذاب کی وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲،ص ۵۱،الی ص ۵۵،مادة نیاحة)

میت پرنوحہ کرنا کفروشرک سے تعلق رکھتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ (مسلم) [1]

[1] رقم الحديث ۶۷" ۱۲۱ "كتاب الايمان،باب إطلاق اسم الكفر على الطعن في النسب والنياحة على الميت.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں دو چیزیں کفر ہیں، ایک نسب میں طعن کرنا اور دوسرے نوحہ کرنا (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مِّنَ الْكُفْرِ بِاللّٰهِ شَقُّ الْجَيْبِ وَالنِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي النَّسَبِ (ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں اللہ کے ساتھ کفر میں داخل ہیں، ایک گریبان چاک کرنا، دوسرے نوحہ کرنا، تیسرے نسب میں طعن کرنا (ابنِ حبان)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا افْتَتَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ رَنَّ إِبْلِيْسُ رَنَّةً اِجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ جُنُوْدُهٗ، فَقَالَ: ايْئَسُوْا أَنْ نُرِيْدَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى الشِّرْكِ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هٰذَا، وَلٰكِنِ افْتِنُوْهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ، وَأَفْشُوْا فِيْهِمُ النَّوْحَ (المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح فرمایا تو ابلیس چیخا (اور اس نے واویلا) کیا، ابلیس کے پاس اُس کا لاؤ لشکر جمع ہوا، تو ابلیس نے کہا کہ تم اس بات سے مایوس ہو جاؤ کہ آج کے دن کے بعد ہم اُمتِ محمد کو شرک پر آمادہ کریں (کیونکہ بیتُ اللہ جو توحید کا مرکز ہے، وہ ان کو حاصل ہو چکا) البتہ تم ان کے دین

---

[1] رقم الحدیث ۱۴۶۵، کتاب الصلاۃ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ.
فی حاشیۃ ابن حبان: حدیث صحیح.

[2] رقم الحدیث ۱۲۳۱۸، ج۱۲ ص۱۱، الترغیب والترھیب لابن شاھین، رقم الحدیث ۲۴۳۱.
قال الھیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر، ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۴۰۱۴، باب فی النوح)

(کے رنگ میں انہیں) فتنہ میں ڈالو، اور ان میں نوحہ کو پھیلاؤ (طبرانی، ابنِ شاھین)

مطلب یہ ہے کہ نوحہ کرنا کفر وشرک والے کاموں سے تعلق رکھتا ہے، جس سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔

نوحہ کرنا زمانۂ جاہلیت کی خصلت ہے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ: اَلْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ، وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں چار چیزیں جاہلیت کے کاموں سے تعلق رکھتی ہیں، جن کو میری امت نہیں چھوڑے گی، ایک تو (اپنے) حَسَب نَسَب پر فخر کرنا، دوسرے (دوسروں کے) نسبوں پر طعن کرنا، تیسرے ستاروں سے بارش طلب کرنا، چوتھے نوحہ کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنے والی اگر مَرنے سے پہلے توبہ نہیں کرے گی، تو قیامت کے دن اُسے اس حال میں پیش کیا جائے گا، کہ اس پر تارکول کا کرتہ ہوگا اور خارش والی قمیص ہوگی (جو اس کو کاٹے گی) (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مِنْ عَمَلِ

---

[1] رقم الحديث ۹۳۴ "۲۹" كتاب الجنائز، باب التشديد فى النياحة.

الْـجَـاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُنَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ : اَلـنِّيَـاحَةُ وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ وَالتَّعَايُرُ (ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں جاہلیت کے عمل سے تعلق رکھتی ہیں، جن کو اہلِ اسلام چھوڑیں گے نہیں، ایک نوحہ کرنا، دوسرے ستاروں سے بارش طلب کرنا، اور تیسرے (نسب وغیرہ پر ایک دوسرے کو) عار دِلانا (ابنِ حبان)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ اَلطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ (بخاری) [2]

ترجمہ: کسی کے نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر نوحہ کرنا زمانۂ جاہلیت کی خصلت ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ کسی کے فوت ہونے کے بعد اس پر نوحہ کرنا جاہلیت کے کارناموں میں سے ہے، جس سے اسلام نے منع کر دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: شرح النووی علی مسلم، ج۲ ص۵۷، باب إطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب والنیاحة)

نوحہ قیامت تک جاری رہنے والا گناہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ثَلَاثٌ لَا يَزَلْنَ فِيْ أُمَّتِيْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ : اَلنِّيَاحَةُ، وَالْمُفَاخَرَةُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْأَنْوَاءُ

---

[1] رقم الحدیث ۳۱۴۱، کتاب الجنائز، فصل فی النیاحة ونحوها.
فی حاشیة ابن حبان: إسناده صحیح.

[2] رقم الحدیث ۳۸۵۰، کتاب مناقب الانصار، باب القسامة فی الجاهلیة.

(مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۳۹۱۱، مسندالبزار، رقم الحدیث ۶۳۸۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین گناہ میری امت میں قیامت قائم ہونے تک جاری رہیں گے، ایک نوحہ کرنا، دوسرے نسبوں پر فخر کرنا، اور تیسرے ستارہ پرستی (یعنی علم نجوم کی زائچہ بندی بسلسلہ حوادثاتِ عالم پر اعتقاد) (ابویعلیٰ)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے بتلا دیا گیا تھا کہ اس امت میں نوحہ کے گناہ میں کچھ لوگ قیامت تک مبتلا رہیں گے۔

نوحہ کرنے والا ہم میں سے نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (بخاری) [3]

ترجمہ: وہ ہماری جماعت سے نہیں ہے جو منہ اور سینہ پیٹے، اور گریبان پھاڑے اور زمانۂ جاہلیت کی طرح واویلا (اور نوحہ) کرے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ ہمارے مذہبِ اسلام میں سینہ کوبی اور نوحہ وغیرہ کی گنجائش نہیں، لہٰذا جو یہ حرکت کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔

---

[1] فی حاشیة مسند ابی یعلیٰ: إسناده صحیح.
قال الهيثمي: رواه أبو يعلى، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۰۰۸، باب في النوح)

[2] عن أبي هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال " :أربع في أمتي ليس هم بتاركيها :الفخر في الأحساب، والطعن في الأنساب، والنياحة، تبعث يوم القيامة النائحة إذا لم تتب عليها درع من قطران ."قلت :هو في الصحيح باختصار . رواه البزار، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۴۰۱۱، باب في النوح)

[3] رقم الحديث ۱۲۱۴، كتاب الجنائز، باب ليس منا من ضرب الخدود، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۲۹۶.

دو احمق و فاجر اور ملعون آوازیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتِ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ، خَمْشِ وُجُوْهٍ، وَشَقِّ جُيُوْبٍ، وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: میں نے دو احمق، فاجر آوازوں سے منع کیا ہے، ایک مصیبت کے وقت چیخنے کی آواز (یعنی نوحہ) چہرہ نوچنا اور گریبان پھاڑنا، اور شیطانی مرثیہ وعزاداری سے (ترمذی)

اس طرح کی حدیث کچھ اضافہ کے ساتھ ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ ۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ (مسند البزار) ۳

---

۱ رقم الحديث ۱۰۰۵ ،ابواب الجنائز ،باب ما جاء في الرخصة في البكاء على الميت.
قال الترمذي:وفي الحديث كلام أكثر من هذا :.هذا حديث حسن.

۲ عن جابر، عن عبد الرحمن بن عوف، رضي الله عنه قال :أخذ النبي صلى الله عليه وسلم بيدي فانطلقت معه إلى إبراهيم ابنه وهو يجود بنفسه، فأخذه النبي صلى الله عليه وسلم في حجره حتى خرجت نفسه قال :فوضعه وبكى قال :فقلت :تبكي يا رسول الله وأنت تنهى عن البكاء قال :إني لم أنه عن البكاء ولكني نهيت عن صوتين أحمقين فاجرين، صوت عند نغمة لهو ولعب ومزامير الشيطان، وصوت عند مصيبة لطم وجوه وشق جيوب، وهذه رحمة ومن لا يرحم لا يرحم ولولا أنه وعد صادق وقول حق وأن يلحق أولانا بأخرانا لحزنا عليك حزنا أشد من هذا، وإنا بك يا إبراهيم لمحزونون تبكي العين ويحزن القلب، ولا نقول ما يسخط الرب (مستدرك حاكم، رقم الحديث ۶۸۲۵)

قال الالباني: ورجال إسناده ثقات، إلا أن ابن أبي ليلى سيىء الحفظ، فمثله يستشهد به ويعتضد (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۴۲۷)

۳ رقم الحديث ۷۵۱۳، الترغيب والترهيب لابن شاهين، رقم الحديث ۲۴۳۳.
قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۰۱۷، باب في النوح)

ترجمہ: رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آوازیں دنیا وآخرت میں ملعون ہیں، ایک خوشی کے وقت موسیقی کی آواز، اور دوسرے مصیبت کے وقت چیخنے کی آواز (یعنی نوحہ) (بزار)

معلوم ہوا کہ نوحہ کی آواز درحقیقت ملعون اور احمق اور فاجر (یعنی شدید گناہ والی) آواز ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کو سخت ناپسند ہے، اور اس طرح کی حرکت فاجر وگناہ گار اور کم عقل واحمق انسان سے ہی سرزد ہوتی ہے۔

نوحہ کرنا باعثِ لعنت عمل ہے

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ حَلَقَ أَوْ سَلَقَ أَوْ خَرَقَ

(سنن نسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی، اس شخص پر جو (غم میں) بال منڈوائے، یا چیخے چلائے (یعنی نوحہ کرے) یا کپڑے پھاڑے (نسائی)

اس سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا باعثِ لعنت عمل ہے، اور اس سے پہلی حدیث میں نوحہ کی آواز کا ملعون ہونا گزر چکا ہے، جس سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

نوحہ نہ کرنے پر بیعت

حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَّا نَنُوْحَ (بخاری) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۸۶۳، كتاب الجنائز، باب الحلق، مسند احمد رقم الحديث ۱۹۶۲۲.
فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

[2] رقم الحديث ۱۲۲۳، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، مسلم رقم الحديث ۲۲۰۶، نسائی رقم الحديث ۱۴۹۱، مسند احمد رقم الحديث ۲۰۷۹۱.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت (لینے) کے وقت عہد لیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گی (بخاری)

حضرت امِ سلمہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَتْ اِمْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ: مَا هٰذَا الْمَعْرُوْفُ الَّذِیْ لَا یَنْبَغِیْ لَنَا أَنْ نَعْصِیَکَ فِیْهِ؟ قَالَ: لَا تَنُحْنَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: چند عورتوں میں سے ایک عورت نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ وہ کون سا معروف کام ہے کہ جس میں ہمارے لئے آپ کی نافرمانی کرنا جائز نہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نوحہ نہ کرو (ترمذی)

قرآن مجید میں سورہ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے لئے آنے والی عورتوں کے بارے میں یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ معروف کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ [2]

اسی کے متعلق ایک عورت نے سوال کیا تھا، جس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ نہ کرنے کا حکم فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا اتنا قبیح فعل ہے کہ جس سے بچنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت عہد لیا تھا، اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کی بیعت کا حصہ تھا۔

نوحہ کرنے والا جنازہ میں فرشتوں کی شرکت سے محروم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث۳۳۰۷،ابواب تفسیر القرآن،باب :ومن سورة الممتحنة.
قال الترمذی:هذا حدیث حسن غریب وفیه عن أم عطیة قال عبد بن حمید " :أم سلمة الأنصاریة هی :أسماء بنت یزید بن السکن "

[2] یا أیها النبی إذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی أن لا یشرکن بالله شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن أولادهن ولا یأتین ببهتان یفترینه بین أیدیهن وأرجلهن ولا یعصینک فی معروف فبایعهن واستغفر لهن الله إن الله غفور رحیم(سورة الممتحنة، رقم الآیة ۱۲)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلٰى نَائِحَةٍ، وَلَا عَلٰى مُرِنَّةٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۷۴۶) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نوحہ کرنے والی اور میت پر چیخنے والی عورت کے جنازہ میں شرکت نہیں کرتے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ نوحہ کرنے والا اگر اسی حال میں فوت ہوجائے تو اس کے جنازہ میں رحمت کے فرشتے شرکت نہیں کرتے۔

اور زمانۂ جاہلیت میں خاص طور پر عورتیں نوحہ کیا کرتی تھیں اور آج بھی اس قسم کی حرکتیں اکثر عورتیں ہی کرتی ہیں اس لئے احادیث میں عورتوں کا ذکر آیا ہے ورنہ اگر کوئی مرد یہ حرکت کرے تو اس کے لئے بھی یہی وعیدیں ہیں کیونکہ اصل عذاب کی وجہ نوحہ کرنا ہے خواہ کوئی بھی کرے۔

نوحہ کرنے والے کو تارکول اور آگ کے شعلوں کا کُرتہ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ (مسند احمد) [2]

ترجمہ: نوحہ کرنے والی اگر مَرنے سے پہلے توبہ نہیں کرے گی، تو قیامت کے دن اُسے اس حال میں پیش کیا جائے گا، کہ اس پر تارکول کا کرتہ ہوگا اور خارش والی قمیص ہوگی (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده قابل للتحسين.
قال المنذري: رواه أحمد وإسناده حسن إن شاء الله (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۵۳۵۴)

[2] رقم الحديث ۲۲۹۱۲، مصنف ابنِ ابی شيبة رقم الحديث ۱۲۲۲۹.
فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلنِّيَاحَةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا مَاتَتْ، وَلَمْ تَتُبْ، قَطَعَ اللّٰهُ لَهَا ثِيَابًا مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعًا مِنْ لَهَبِ النَّارِ (ابنِ ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں سے تعلق رکھتا ہے، اور نوحہ کرنے والی اگر مَر گئی، اور اُس نے توبہ نہیں کی، تو اُس کے لئے اللہ تارکول کا لباس تیار فرمائے گا، اور آگ کی لپٹوں کی قمیص (ابنِ ماجہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتَ فَإِنَّهَا تَقُوْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيْلُ مِنْ قَطِرَانٍ، ثُمَّ يُعَلُّ عَلَيْهَا دِرْعٌ مِنْ لَهَبِ النَّارِ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۹۰۴) [2]

ترجمہ: پس نوحہ کرنے والی عورت اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کُرتہ ہوگا، جس پر آگ کی لپٹوں والی قمیض چڑھائی جائے گی (مسند احمد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ، مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتَ، فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيْلُ مِنْ قَطِرَانٍ، ثُمَّ يُعْلٰى عَلَيْهَا، بِدِرْعٍ مِّنْ لَهَبِ النَّارِ (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۵۸۲، كتاب الجنائز، باب فى النهى عن النياحة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے، اور بے شک نوحہ کرنے والی اگر موت سے پہلے توبہ نہ

---

[1] رقم الحديث ۱۵۸۱، كتاب الجنائز، باب فى النهى عن النياحة.

[2] فى حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

کرے، تو اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ ہوگا، پھر اس پر آگ کی لپٹوں کی قمیص کو چڑھایا جائے گا (سنن ابنِ ماجہ)

اور عورتوں کے ذکر کی وجہ پہلے گزر چکی ہے، لہٰذا جو بھی نوحہ کرے، خواہ مَرد ہو یا عورت، اُن سب کے لئے یہی وعید ہے۔

ان احادیث سے نوحہ کرنے والے کے لئے آخرت کے سخت عذاب کا ہونا معلوم ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ (مسند البزار، رقم الحديث ۸۰۱۸) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا (بزار)

حضرت حکیم بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ، قَالَ: لَا تَنُوْحُوْا عَلَيَّ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ (سنن النسائی) [۲]

ترجمہ: حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میرے اوپر نوحہ مت کرنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نوحہ نہیں کیا گیا (نسائی)

مطلب یہ ہے کہ اگر نوحہ کی گنجائش ہوتی، اور اس سے بڑھ یہ کوئی عبادت والا کام ہوتا تو اس کے سب سے زیادہ مستحق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نوحہ نہیں کیا گیا، تو اور کسی پر نوحہ کرنے کی کیسے گنجائش ہو سکتی ہے؟

---

[۱] قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه محمد بن عمرو، وفيه كلام، وحديثه حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۰۴۲، باب في النوح)

[۲] رقم الحديث ۱۸۵۱، كتاب الجنائز، باب النياحة على الميت.

نوحہ کرنے والے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیزاری

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَنَا بَرِیْءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس سے بیزار ہوں، جو (غم میں) اپنے بال منڈوائے، اور چیخ چلائے (یعنی نوحہ کرے) اور کپڑے پھاڑے (مسلم)

بیزار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش نہیں ہیں، اور ایسے شخص کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔

نوحہ کرنے کی وجہ سے میت کو عذاب

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِ فَيَقُوْلُ وَا جَبَلَاهُ وَا سَيِّدَاهُ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ إِلَّا وُكِّلَ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ أَهٰكَذَا كُنْتَ (ترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی فوت ہونے والے شخص پر کوئی رونے والا نوحہ کرے اور اس طرح کہے کہ ہائے پہاڑ جیسے (مضبوط) ہائے سردار اور اس جیسے الفاظ کہے تو اس پر دو فرشتے مسلط کر دیے جاتے ہیں جو اسے

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۴، کتاب الجنائز، باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب والدعاء بدعوی الجاھلیة.

[2] رقم الحدیث ۹۲۴، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراھیة البکاء علی المیت.
قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيب

ڈستے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا تو ایسا ہی تھا (ترمذی)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ (بخاری) [1]

ترجمہ: جس (فوت شدہ میت) پر نوحہ کیا جائے تو اس کو اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (بخاری)

محدثین نے فرمایا کہ میت کو عذاب اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ اس نے اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو اپنے مرنے پر نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو یا اس عمل سے راضی ہو اور اسے معلوم ہو کہ میرے مرنے کے بعد ایسا کیا جائے گا مگر پھر بھی منع نہ کرے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ مرنے سے پہلے باقاعدہ اس کی وصیت کی جاتی تھی اور اس نوحہ کو اپنے لئے قابلِ فخر کام سمجھا جاتا تھا۔

(ملاحظہ ہو: شرح النووی علیٰ مسلم، ج۶ ص۲۲۸، ۲۲۹، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء أهله علیه)

رونے اور نوحہ کرنے میں فرق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ. وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَضْرِبُ فِيهِ بِالْعَصَا وَيَرْمِيْ بِالْحِجَارَةِ وَيَحْثِيْ بِالتُّرَابِ (بخاری) [2]

---

[1] رقم الحديث ۱۲۰۹، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۲۱۸۲.

[2] رقم الحديث ۱۲۲۱ كتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض.

ترجمہ: بے شک، اللہ عذاب نہیں دیتا آنسو بہنے اور دل کے غمگین ہونے سے لیکن میت کو عذاب دیا جاتا ہے اِس کی وجہ سے اور آپ نے (یہ فرماتے وقت) اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی زبان سے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے) یا اس پر رحم کیا جاتا ہے (صبر یا رضا بالقضا کے کلمات کہنے کی صورت میں) اور بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے نوحے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نوحہ کرنے والے کو چھڑی سے یا کنکر پھینک کر دھمکاتے تھے اور منہ پر خاک اُڑاتے تھے (بخاری)

دل میں غم ہونا اور آنکھوں سے آنسو آجانا بندہ کے اختیار میں نہیں، اس لئے اس پر نہ گرفت ہے اور نہ یہ بے صبری میں شامل ہے، البتہ زبان کو استعمال کرنا، اور منہ سے آواز نکالنا اور آواز کو بلند کرنا اور چیخنا چلانا، اور گا گا کر بین کرنا یہ سب چیزیں اختیار میں ہیں، اس لئے ان چیزوں پر گناہ اور مؤاخذہ ہے، اور میت کو عذاب دیئے جانے کی وجہ اور صورت پہلے ذکر کی جاچکی ہے (ملاحظہ ہو: دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین ، باب جواز البکاء علی المیت بغیر ندب)

مذکورہ احادیث سے نوحہ کرنے کی ممانعت اور برائی معلوم ہوئی، اور معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا اسلام کے تقاضوں کے خلاف اور صبر وتحمل کے منافی ہے، جس سے ایک طرف تو صبر پر ملنے والا اجر وثواب ضائع ہوجاتا ہے، اور دوسری طرف دنیا وآخرت میں عذاب اور اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کا وبال بھی سر پڑتا ہے، اور تیسرے بعض صورتوں میں میت کو بھی عذاب دیا جاتا ہے۔

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہمت، حوصلہ اور بہادری کا مظاہری کرے، اور بزدلی وغیرہ کا مظاہرہ نہ کرے، اور نوحہ کرنا، ہمت وحوصلہ جیسی عمدہ صفات کے خلاف اور بزدلی کی علامت ہے۔

لہٰذا اس طرزِ عمل کو چھوڑ کر صبر وتحمل اور قضاء وقدر پر بھروسہ کی صفات کو اپنانا چاہئے، اور میت کے لئے شرعی اُصولوں کے مطابق عبادت کرکے ایصالِ ثواب کرنا چاہئے، اور ساتھ ہی خود اپنی آخرت کی تیاری کی فکر میں بھی لگنا چاہئے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

(۲۵)

دوسرے کی تعریف، مدح سرائی، تملُّق وچاپلوسی

اسلام میں دوسرے کی تعریف اور مدح سرائی کو پسند نہیں کیا گیا، خاص طور پر جبکہ اس میں غلو اور مبالغہ شامل ہو، کیونکہ اس کی وجہ سے دوسرا کبر وغرور جیسی چیزوں کا شکار ہوکر تباہ وہلاک ہوجاتا ہے، البتہ ضرورت پڑنے پر دوسرے کی اس انداز میں تعریف کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، کہ جس پر کوئی ضرر ونقصان مرتب نہیں ہوتا۔

اور اگر دوسرے کی تعریف، تملُّق اور چاپلوسی کے طور پر ہو تو پھر اس کے ناجائز ہونے میں شبہ نہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَیُطْرِیْهِ فِیْ مَدْحِهٖ، فَقَالَ: أَهْلَكْتُمْ - أَوْ قَطَعْتُمْ - ظَهَرَ الرَّجُلِ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دوسرے آدمی کی تعریف کرتے ہوئے سنا اور وہ اس کی تعریف میں مبالغہ سے کام لے رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ہلاک کردیا یا تم نے اس آدمی کی پیٹھ کو کاٹ ڈالا (بخاری، مسلم)

دوسرے کی تعریف میں مبالغہ کرنے کو ہلاک کرنا یا پیٹھ کاٹ ڈالنا اس وجہ سے فرمایا گیا کہ اس سے دوسرا آدمی غرور اور عُجب و کبر میں مبتلا ہوجاتا ہے، جو کہ سخت گناہ ہے، اس لئے دوسرے

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۶۳، کتاب الشهادات، باب ما یکره من الإطناب فی المدح، ولیقل ما یعلم، مسلم، رقم الحدیث ۶۷" ۳۰۰۱"، باب النهی عن المدح، إذا کان فیه إفراط وخیف منه فتنة علی الممدوح.

کی تعریف میں مبالغہ کرنا اس کی ہلاکت کا سبب ہے (ملاحظہ ہو: عمدۃ القاری، ج ۱۳، ص ۲۳۸ و ۲۳۹ ، باب ما یکرہ من الإطناب فی المدح ولیقل ما یعلم)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَيْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ - يَقُوْلُهُ مِرَارًا - إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لاَ مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ : أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا، إِنْ كَانَ يُرٰى أَنَّهُ كَذٰلِكَ، وَحَسِيْبُهُ اللّٰهُ، وَلاَ يُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا، تو ایک آدمی نے اس کی خوب تعریف کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا ناس ہو، تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مرتبہ یہی جملہ دہرایا (پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) اگر تم میں سے کوئی تعریف کرنا ضروری اور ناگزیر سمجھے، تو اسے چاہیے کہ وہ یہ کہے کہ میں فلاں کو ایسا اور ایسا سمجھتا ہوں، اگر وہ واقعتاً اسے ایسا سمجھتا ہو، آگے اللہ زیادہ جانتا ہے، اور اللہ کے مقابلے میں کسی کو بے عیب قرار نہ دے (بخاری، مسلم)

گردن کاٹ ڈالنے سے مراد دوسرے کو غرور اور عُجب و کبر میں مبتلا کر کے گناہ گار کرنا ہے۔

اور جب کسی کی تعریف کرنے کی ضرورت ہو، تو اپنے آپ کو دوسرے کے بارے میں جیسا علم ہو اس کے مطابق یہ کہنا چاہیے کہ وہ میرے گمان میں ایسا ہے، باقی اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔

لہٰذا نہ تو دوسرے کی بے جا تعریف کرنی چاہیے، اور نہ اپنے علم کے خلاف دوسرے کی تعریف کرنی چاہیے، اور اپنے علم و معلومات کے مطابق دوسرے کی تعریف کرتے وقت بھی اپنے

---

[1] رقم الحدیث ۶۰۶۱، کتاب الادب، باب ما یکرہ من التمادح، مسلم، رقم الحدیث ۳۰۰۰"۶۵" باب النهی عن المدح، إذا كان فيه إفراط وخيف منه فتنة على الممدوح.

گمان کی طرف نسبت کرنا مناسب ہے، مثلاً یہ کہ فلاں شخص میرے گمان میں ایسا ہے، باقی اللہ ہی کو زیادہ علم ہے، کیونکہ بعض اوقات کوئی شخص کسی کے گمان کے مطابق تو اس تعریف کا مستحق ہوتا ہے، مگر وہ واقعتاً یا اللہ تعالیٰ کی نظر میں تعریف کا مستحق نہیں ہوتا، نیز اس طرح کے انداز سے دوسرے کی تعریف کرنے سے دوسرا غرور وعُجب اور کبر میں بھی مبتلا نہیں ہوتا۔

البتہ اگر کوئی ایسا ہو کہ غرور وعُجب اور کبر میں مبتلا ہوتا ہو تو پھر اس سے پرہیز کرنے میں ہی عافیت ہے۔

(ملاحظه هو: عمدة القارى، ج۱۳، ص۲۳۸، باب إذا زكى رجل رجلا كفاه)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ نَحْثِيَ فِيْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ (مسلم)[1]

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ ہم زیادہ تعریف کرنے والوں کے مونہوں میں مٹی ڈال دیں (مسلم، ابن ماجہ)

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔[2]

بعض حضرات نے اس حدیث کو حقیقت پر محمول کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اگر قدرت ہو تو تعریف میں مبالغہ کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈال دینی چاہیے، تاکہ وہ آئندہ ایسی حرکت سے باز رہے، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے مراد دوسرے کو بے جا تعریف کرنے سے منع اور خاموش کر دینا ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو تعریف کی ہے، اس سے متاثر نہ ہوا جائے، اور اس کو قابلِ ذکر چیز سمجھ کر اپنے آپ کو کوئی

---

[1] رقم الحديث ٣٠٠٢ "٦٨" كتاب الزهد والرقائق، باب النهى عن المدح، إذا كان فيه إفراط وخيف منه فتنة على الممدوح، سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٧٤٢.

[2] عن زيد بن اسلم، قال: سمعت بن عمر يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " :احثوا فى أفواه المداحين التراب "(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٥٧٦٩)

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح.

بڑی چیز نہ سمجھا جائے، جیسا کہ پنجابی زبان میں ایسے موقع پر کہا جاتا ہے کہ ''مٹی پاؤ''۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، ج۷ص ۳۰۳۱، کتاب الادآب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم)

خلاصہ یہ کہ دوسرے کی بے جا اور مبالغہ پر مشتمل تعریف کرنا جائز نہیں، اور عام حالات میں واقعی درجہ کی تعریف کرنا بھی پسندیدہ نہیں، البتہ اگر دوسرے کے غرور وعجب اور کبر میں مبتلا ہونے کا ڈر نہ ہو، اور تعریف کرنے والے کی نیت بھی درست ہو تو پھر اس کی ایک حد تک گنجائش ہے، مگر اس میں بھی نسبت اپنے گمان کی طرف کرنا مناسب ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

پس دوسرے کی تعریف کرنے کی اگر کوئی مصلحت ہو، مثلاً دوسرے کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہو، یا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کے بطورِ شکر کے (نہ کہ بطورِ غرور وعُجب اور ریاکاری کے) اظہار کی ضرورت ہو، تو اس حالت میں دوسرے کی اعتدال کے ساتھ اور مبالغہ وغلو سے بچتے ہوئے مذکورہ تفصیل کے مطابق تعریف کر دینا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اور اگر دوسرے کی تعریف وتوصیف صرف تملُّق اور چاپلوسی پر مبنی ہو، جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے، اور کسی کے لئے اس طرح کا مشغلہ اختیار کرنے کو آج کل کی زبان میں چمچہ گیری کہا جاتا ہے، تو یہ بہر حال ناجائز ہے، کیونکہ اس میں دوسرے کو دھوکہ میں مبتلا کرنا اور اس کو ظاہر میں خوش کر کے اپنی غرضِ فاسد کو پورا کرنا پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو: فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۲۳۴)

مومن سے محبت کا اظہار

یہ بات ملحوظ رہے کہ اگر دوسرے مسلمان سے مخلصانہ محبت ہو، تو اس کے سامنے اس کا اظہار کر دینا باعثِ فضیلت ہے، اور یہ کسی کی ممنوع تعریف میں داخل نہیں۔

چنانچہ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ

فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ (سنن ابی داود) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے مسلمان بھائی سے (مخلصانہ) محبت ہو تو وہ اپنے اس مسلمان بھائی کو اس کی خبر دے دے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے (ابوداؤد، مسند احمد)

یعنی اگر کسی مسلمان بھائی سے مخلصانہ محبت ہو تو اس کے سامنے اس کا اظہار کر دینا بہتر ہے، مگر یہ اسی وقت ہے جبکہ وہ محبت شرعاً جائز ہو، جس سے کافر اور نامحرم عورت خارج ہے، اسی طرح اگر کسی سے محبت نہ ہو، یا وہ محبت دنیاداری کی غرض پر مبنی ہو، تو پھر اس طرح کی غیر مخلصانہ محبت کا اظہار ممنوع ہے۔

(ملاحظه هو: فيض القدير، تحت رقم الحديث ٣٥٧)

اور دوسرے انسان کی طرف سے خیر و بھلائی حاصل ہونے پر اس کا شکریہ ادا کرنا باعثِ فضیلت ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

---

[1] رقم الحديث ٥١٢٤، كتاب الادب، باب إخبار الرجل الرجل بمحبته إياه، مسند احمد، رقم الحديث ١٧١٧١.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

(۲۶)

شکر و ناشکری اور احسان فراموشی

شکر کے معنیٰ نعمت واحسان اور بھلائی کا اعتراف کرنے کے آتے ہیں، جس کا فی نفسہٖ اعتراف دل سے بھی ہوتا ہے، اور زبان سے بھی اور دیگر اعضاء سے بھی۔

دل سے اعتراف تو یہی ہے کہ دل میں اس نعمت واحسان اور بھلائی کو دل سے تسلیم کرے، اور دل سے مُنعم اور مُحسن کا احسان مند ہو، اور زبان سے اعتراف یہ ہے کہ زبان سے مُنعم ومُحسن کی تعریف کرے، اور اعضاء سے اعتراف یہ ہے کہ اعضاء سے اس نعمت کو مُنعم ومُحسن کی رضا والے کام میں استعمال کرے۔

(ماخوذ از: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶، ص ۱۷۴، مادة شكر، تعريف الشكر)

اور شکر کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے، اور دوسرا وہ جو بندوں کے لئے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر تو بہر حال بندہ پر واجب ہے، اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا اہم عبادت اور بے شمار فضائل وفوائد کا باعث ہے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶، ص ۱۷۴ و ۱۷۵، مادة شكر، أحكام الشكر)

جہاں تک بندوں کے شکر کا تعلق ہے، تو شریعت کی طرف سے اس کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶، ص ۱۸۱ و ص ۱۸۲، مادة شكر، شكر العباد على المعروف)

البتہ ایک انسان کا دوسرے پر نیکی وبھلائی اور احسان کر کے خود سے دوسرے کی طرف سے شکریہ کا متلاشی ہونا پسندیدہ نہیں۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶، ص ۱۸۲ و ص ۱۸۳، مادة "شكر"، استدعاء الشكر من المنعم عليه)

ایمان کے ساتھ شکر عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا

(سورۃ النساء، رقم الآیۃ، ۱۴۷)

ترجمہ: اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا، اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ، اور اللہ قدر دان، انتہائی علم والا ہے (سورہ نساء)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر جب کہ ایمان کے ساتھ ہو، یہ عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر البغوی ،سورۃ النساء، تحت رقم الآیۃ، ۱۴۷)

شکر، نعمت کی حفاظت اور زیادتی کا ذریعہ ہے

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (سورۃ ابراھیم، رقم الآیۃ، ۷)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور بالضرور تمہیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم کفرانِ نعمت (وناشکری) کرو گے، تو بے شک میرا عذاب بڑا شدید ہے (سورہ ابراہیم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر کے عمل سے نعمتوں کی حفاظت اور ان میں زیادتی ہوتی ہے۔

(تفسیر المظھری، سورۃ ابراھیم، تحت رقم الآیۃ ۷)

لوگوں کے شکر کے بغیر، اللہ کے شکر کی ادائیگی ممکن نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا (ترمذی)

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لوگوں کا شکر نہیں کیا، اُس نے اللہ کا بھی شکر نہیں کیا (ترمذی)

اور حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ أَشْكَرَ النَّاسِ لِلّٰهِ أَشْكَرُهُمْ لِلنَّاسِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۱۸۴۶) [3]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا شکر کرنے والا وہ ہے، جو سب سے زیادہ لوگوں کا شکر گزار ہو (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب تک بندوں کا شکر ادا نہ کیا جائے، اس وقت تک اللہ کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں، اور اللہ کا سب سے زیادہ شکر ادا کرنے والا وہ شمار ہوتا ہے، جو بندوں کا سب سے زیادہ شکر ادا کرنے والا ہو۔

---

[1] رقم الحديث ۱۹۵۴، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في الشكر لمن أحسن إليك.
قال الترمذي: هذا حديث صحيح.

[2] رقم الحديث ۱۹۵۵، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في الشكر لمن أحسن إليك.
قال الترمذي: وفي الباب عن أبي هريرة، والأشعث بن قيس، والنعمان بن بشير: هذا حديث حسن.

[3] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

بندوں کے شکر کا طریقہ اور احسان فراموشی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهٖ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهٖ، فَمَنْ أَثْنٰى بِهٖ فَقَدْ شَكَرَهٗ، وَمَنْ كَتَمَهٗ فَقَدْ كَفَرَهٗ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی عطیہ (ہبہ وہدیہ) حاصل ہو، تو اگر اس کے پاس وسعت ہو تو اس کا بدلہ دے (یعنی اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق اخلاص کے ساتھ حسبِ موقع دوسرے کو بھی کچھ دے دے) اور اگر وسعت نہ ہو تو اس عطیہ (وہبہ وغیرہ) کی تعریف کردے، پس جس نے اس عطیہ (وغیرہ) پر تعریف کردی تو اس نے اس کا شکر اداء کردیا، اور جس نے اس کو چھپایا (یعنی زبان سے شکریہ بھی اداء نہ کیا) تو اس نے کفرانِ نعمت وناشکری کی (ابوداؤد)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ (سنن الترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو (کسی کی طرف سے) کوئی

---

[1] رقم الحدیث ۴۸۱۳، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف.

[2] رقم الحدیث ۲۰۳۵، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی المتشبع بما لم یعطه، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۳۴۱۳.

قال الترمذی: هذا حدیث حسن جید غریب لا نعرفه من حدیث أسامة بن زید إلا من هذا الوجه وقد روی عن أبی هریرة، عن النبی صلی الله علیه وسلم بمثله، وسألت محمدا فلم یعرفه.

و فی حاشیة ابن حبان : إسناده صحیح علی شرط مسلم.

بھلائی اور خیر حاصل ہو، پھر وہ بھلائی کرنے والے کو یہ کہہ دے کہ ''جزاک اللہ خیرا'' تو اس نے بہت اچھے طریقے سے تعریف کردی (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نیکی واحسان کرنے والے کو دوسرا کوئی بہتر بدلہ نہ دے سکے، تو زبان سے اس کو ''جزاک اللہ خیرا'' کی دعا دے دینا بھی اس کا بہترین طریقہ پر شکریہ اداء کرنے اور ناشکری سے بچنے میں داخل ہے۔

(ملاحظہ ہو: فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۸۸۲۰)

خلاصہ یہ کہ بندوں کو بندوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کا بھی، اور بندوں کا شکر ''جزاک اللہ خیرا'' کہنے سے اچھے طریقہ سے ادا ہو جاتا ہے۔

اور بندوں کا شکریہ ادا کئے بغیر، انسان کو اللہ کے شکر کی ادائیگی ممکن نہیں، لہٰذا جب کسی انسان کی طرف سے کوئی خیر وبھلائی حاصل ہو اور اس کا شکریہ کسی اور طریقہ سے نہ ہو سکے، تو کم از کم زبان سے ''جزاک اللہ خیرا'' کہہ کر ہی ادا کر دینا چاہئے، اس سے بھی بہتر طریقہ سے بندہ کا شکر ادا ہو جاتا ہے، اور بندہ ناشکری واحسان فراموشی سے بچ جاتا ہے۔

(۲۷)

کلام اور بیان میں تکلف، بناوٹ وطوالت کی مذمّت

زبان اور تحریر سے متعلق شریعت کی پاکیزہ تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ کلام اور گفتگو میں سادگی، بے تکلفی اور اعتدال واختصار کا لحاظ کیا جائے، تکلف، تصنع اور بناوٹ وطوالت اور غلو سے پرہیز کیا جائے۔

نبی تکلف کرنے والے نہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (سوره ص، رقم الآية ٨٦)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر معاوضہ کا سوال نہیں کرتا، اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (سورہ ص)

اس سے معلوم ہوا کہ تکلف اور تصنع نبیوں اور خاص کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں ہے، جن کی اتباع وپیروی کا ہمیں حکم ہے۔

سادگی ایمان سے تعلق رکھتی ہے

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلَا تَسْمَعُوْنَ، أَلَا تَسْمَعُوْنَ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ (ابوداؤد) [1]

---

[1] رقم الحديث ۴۱۶۱، كتاب الترجل.

ترجمہ: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے صحابہ نے دنیا کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سُنتے نہیں ہو؟ کیا تم سُنتے نہیں ہو؟ بے شک سادگی ایمان سے تعلق رکھتی ہے، بے شک سادگی ایمان سے تعلق رکھتی ہے (ابوداؤد)

جب سادگی ایمان سے تعلق رکھتی ہے، تو کلام میں بھی سادگی ایمان سے متعلق ہوگی، اور کلام میں تکلف اور بناوٹ زیبا نہیں ہوگی۔

ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ (بخاری) [1]

ترجمہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انہوں نے فرمایا کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ فرمانے کہ ہمیں منع کیا گیا ہے کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مسلمانوں کو تکلف سے منع فرمادیا ہے، اور مسلمانوں کو جب تکلف سے منع کردیا گیا، تو کلام اور دوسری چیزوں میں بھی تکلف منع ہوگیا، اسی وجہ سے کھانے پینے کے معاملات میں بھی تکلف پسندیدہ نہیں۔

چنانچہ حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِيْ عَلٰى سَلْمَانَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خُبْزًا وَمِلْحًا فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا

---

[1] رقم الحديث ۷۲۹۳، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال وتكلف ما لا يعنيه.

عَنِ التَّكَلُّفِ لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں اور میرا ایک ساتھی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے ہمیں (ماحضر) روٹی اور نمک پیش کیا، پھر فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تکلف سے منع نہ کیا ہوتا، تو میں تمہارے لئے تکلف کرتا (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ ضیافت اور مہمان نوازی میں بھی اعتدال ہونا چاہئے، اور تکلف سے پرہیز کرنا چاہئے، البتہ مہمان کی خاطر مدارات میں حرج نہیں، لیکن ایسا تکلف کہ جس کی وجہ سے ضروری اور واجبی حقوق فوت ہو جائیں، یا قرض چڑھ جائے، یہ بے جا تکلف اور غلو ہے، جس سے منع کیا گیا ہے۔

کلام میں تکلف وتصنع ہلاکت کا باعث ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام میں تکلف وتصنُّع اختیار کرنے والے ہلاک ہو گئے، یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ کلام میں تکلف وتصنع کو اختیار کرنا ہلاکت کا باعث ہے، خواہ وہ وعظ وتبلیغ کی صورت میں ہو، یا عام بول چال اور گفتگو کی شکل میں۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ٧١٤٦، كتاب الاطعمة، مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٧٣٣.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وله شاهد بمثل هذا الإسناد.
وقال الذهبي: صحيح.
في حاشية مسند احمد: حديث محتمل للتحسين بمجموع طرقه.

[2] رقم الحديث ٢٦٧٠ "٧" كتاب العلم، باب هلك المتنطعون.

[3] المتنطعون أي: المتكلفون في الفصاحة، أو المصوتون من قعر حلوقهم، والمرددون لكلامهم في أفواههم رعونة في القول (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر)

کلام میں تکلف و تصنُّع، مبغوض اور شریر ترین عمل ہے

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَسَاوِئُكُمْ أَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ ، اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۷۳۲) [1]

ترجمہ: اور مجھے تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق برے ہوں، جو کہ بہت زیادہ بولنے والے، منہ پھٹ اور چرب لسان (یعنی کلام میں تکلف کرنے والے) ہوں (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۸۲۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تم میں شریر ترین لوگ نہ بتادوں، پھر فرمایا کہ جو لوگ خوب بولنے والے ہوں، اور چرب لسان (یعنی کلام میں تکلف کرنے والے) ہوں (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ کلام میں تکلف و تصنع اور بناوٹ کو اختیار کرنا مذموم اور بُرا ہے۔ [3]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ،

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

[2] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

[3] قال فی الأذکار: فیکره التقعیر فی الکلام بالتشدق وتکلف السجع والفصاحة والتصنع بالمقامات التی یعتادها المتفاصحون وزخارف القول فکله من التکلف المذموم (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۱۸۴۹)

كَمَا تَخَلَّلَ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا (مسند احمد) [1]

ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل آدمیوں میں سے ایسے بلیغ شخص سے بغض رکھتے ہیں جو اپنی زبان سے اس طرح باتوں کو لپیٹتا ہے جیسے گائے چارے کو (لپیٹتی ہے) (مسند احمد)

گائے چارہ کھاتے وقت زبان کو خوب لپیٹتی ہے، اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اپنے کلام کو زیب و زینت اور دوسروں کے کلام پر فوقیت جتلانے کے لئے تکلف سے کام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ناپسند و مبغوض فرماتے ہیں۔

(كذا في: مرقاة، كتاب الآداب، باب البيان والشعر. فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۱۸۴۹)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا أَنَا عِنْدَ، رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ مَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَمْلَأَ لِعَيْنِيْ مِنْهُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ إِلَّا أَحَبَّ الرَّجُلُ يَعْلُوْ كَلَامُهٗ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ هٰذَا وَصَوْتَهٗ يَلْوُوْنَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ لَيَّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا كَذٰلِكَ يَلْوِى اللّٰهُ وجُوْهَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ فِى النَّارِ

(مسندالشاميين للطبرانى) [2]

---

[1] رقم الحديث ۶۵۴۳، واللفظ لهٗ؛ ترمذى، رقم الحديث ۲۸۵۳؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۵۰۰۵.

فى حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

[2] رقم الحديث ۱۲۰۴، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۷۰.

قال المنذرى: رواه الطبرانى بأسانيد أحدها صحيح (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۸۴۴)

وقال الهيثمى: رواه الطبرانى بأسانيد، ورجال أحدها رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۸۹۹، باب فضل الفقراء)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، کہ اچانک ایک حسین وجمیل آدمی آیا، میں نے ایسا خوب صورت آدمی نہیں دیکھا، جس سے میری آنکھیں بھر گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بات بھی کرتے تھے، تو وہ آدمی (اپنی طرف سے تکلفانہ کلام کے ذریعہ سے) یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر اپنے کلام کی فوقیت وبرتری ظاہر کرے، پھر وہ کھڑا ہوگیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ اس کو اور اس کی آواز کو پسند نہیں فرماتا، یہ (اور اس جیسے دوسرے لوگ) اپنی زبانوں کو لوگوں (کو دِکھلانے اور ان پر اپنی بات وکلام کی برتری جتلانے) کے لئے اس طرح لپیٹتے ہیں، جس طرح گائے اپنی زبان کو چارہ کھاتے ہوئے لپیٹتی ہے، اسی طرح اللہ ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں لپیٹ دے گا (طبرانی)

اسلام میں فخر وتفاخر سے منع کیا گیا ہے، اور اپنے کلام کو دوسرے سے اونچا ظاہر کرنا اور اس کے مقابلہ میں دوسرے کے کلام کو نیچا ظاہر کرنا بھی فخر وتفاخر میں داخل ہے۔ [1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَخْرُجَ قَوْمٌ یَأْکُلُوْنَ بِأَلْسِنَتِہِمْ کَمَا یَأْکُلُ الْبَقَرُ بِأَلْسِنَتِہَا (مسند أحمد،

---

[1] عن أبی ہریرة، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، إن اللہ عز وجل قد أذہب عنکم عبیة الجاہلیة، وفخرہا بالآباء مؤمن تقی، وفاجر شقی، أنتم بنو آدم وآدم من تراب، لیدعن رجال فخرہم بأقوام، إنما ہم فحم من فحم جہنم، أو لیکونن أہون علی اللہ من الجعلان التی تدفع بأنفہا النتن(ابوداوٗد، رقم الحدیث ۵۱۱۶)

عن أبی سعید، قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :أنا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر، وبیدی لواء الحمد ولا فخر، وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ إلا تحت لوائی، وأنا أول من تنشق عنہ الأرض ولا فخر (ترمذی، رقم الحدیث ۳۱۴۸، باب :ومن سورة بنی إسرائیل)

قال الترمذی: ہذا حدیث حسن.

رقم الحدیث ۱۵۹۷) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ ایسے لوگ پیدا نہ ہوجائیں جو اپنی زبان سے کھائیں گے، جیسا کہ گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے (مسند احمد)

زبان سے کھانے سے یہ مراد بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی زبان سے اس طرح کا شعبدہ بازی والا کلام کریں گے، کہ اس پر انہیں خوب پیسہ ملے گا، جیسا کہ آج کل زبان چلانا ایک پیشہ بن چکا ہے، مختلف قسم کے وکیل، دلّال، بروکرز، ایجنٹ اور ایکٹرز وڈرامہ باز زبان کے کرتب سے پیسہ کمانے کا کھیل کھیلتے ہیں، اور زبان سے خوب تکلف اور تصنع وبناوٹ کو اختیار کرتے ہیں، جس میں جھوٹ، مبالغہ آرائی، بلکہ شرکیہ وکفریہ کلمات تک بھی شامل ہوتے ہیں۔

وعظ وتقریر میں غلو اور تکلف وتصنع

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَا فَتَكَلَّمَا، ثُمَّ قَعَدَا، وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ، ثُمَّ قَعَدَ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ، فَإِنَّمَا تَشْقِيقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا (مسند احمد) [2]

ترجمہ: مشرق کی طرف سے دو خطیب آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[2] رقم الحديث ۵۶۸۷، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۵۷۱۸.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين .

میں آئے، پھر وہ دونوں کھڑے ہوئے، اور انہوں نے کلام کیا، پھر وہ بیٹھ گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب ثابت بن قیس کھڑے ہوئے، پھر انہوں نے کلام کیا، اور وہ بیٹھ گئے، لوگ ان کے کلام سے حیران ہوئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم اپنی بات کہو (یعنی اپنے مقصد کو بلاتکلف واضح کرو، کسی پر برتری وسبقت کو مقصد نہ بناؤ) پس کلام میں تکلف (وتصنع) پیدا کرنا شیطان کی طرف سے ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان جادو(کی طرح اثر انداز) ہوتے ہیں (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام وبیان میں بے جا تکلف وتصنع پیدا کرنا، شیطان کی طرف سے ہے، جو لوگوں پر جادو کی طرح اثر انداز ہوتا ہے، مگر اللہ کے نزدیک اس کی قدر وقیمت نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ رَجُلٌ عِنْدَ عُمَرَ فَأَكْثَرَ الْكَلَامَ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ فِي الْخُطَبِ مِنْ شَقَاشِقِ الشَّيْطَانِ (الادب المفرد للبخاری) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس خطبہ دیا (یعنی بیان کیا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خطبوں (یعنی بیانوں) میں کثرت سے کلام کرنا شیطان کے تکلفات میں سے ہے (الادب المفرد)

اس سے معلوم ہوا کہ وعظ وتقریر میں بے جا طوالت اور کثرت بُری اور شیطان کے تکلفات میں سے ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٨٧٦، ص ٤٧١، باب كثرة الكلام، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض.

[2] (عليكم بقلة الكلام) إلا في خير (ولا يستهوينكم الشيطان فإن تشقيق الكلام) أي التعمق فيه ليخرج أحسن مخرج (من شقائق الشيطان) ومن التشدق تكلف السجع والتصنع فيه (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٥٥٧٢)

حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ أَنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ، وَإِنِّيْ أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا، مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ ونصیحت (یعنی بیان) فرمایا کرتے تھے، تو آپ سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر دن وعظ ونصیحت (یعنی بیان) فرمائیں، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، مجھے اس سے یہ چیز روکتی ہے کہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ تمہیں اُکتاہٹ میں ڈالوں، اور میں تمہیں کبھی کبھی وعظ ونصیحت کرتا ہوں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کبھی کبھی وعظ ونصیحت فرماتے تھے، ہماری طرف سے اُکتاہٹ کے خوف کی وجہ سے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ وعظ ونصیحت اور بیان وتبلیغ میں تکلف اور غلو سے کام لینا درست نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہے، بلکہ اس میں بھی اعتدال ہونا چاہئے، مقدار کے اعتبار سے بھی، اور اوقات کے اعتبار سے بھی، جس کی ایک صورت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے طرزِ عمل سے واضح فرمادی، اور کسی کی روز مرہ وعظ ونصیحت کی خواہش کی تحسین نہیں فرمائی، کیونکہ اس طرح کی خواہش ابتداء میں تو ہوتی ہے، بعد میں پھر باقی نہیں رہتی، بلکہ دین کی بات سُننے ہی سے اُکتاہٹ ہونے لگتی ہے، جو سخت نقصان دہ ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٧٠، كتاب العلم، باب من جعل لأهل العلم أياما معلومة.
[2] ولا يكثر علينا ولا يعظنا متواليا (مرقاة، كتاب العلم)

جس چیز کا علم نہ ہو، اُس کے جواب میں تکلف و ہیرا پھیری

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ: لَا أَعْلَمُ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (بخاری) [1]

ترجمہ: جس شخص کو علم ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ بتادے، اور جس کو علم نہ ہو، تو وہ یہ کہے کہ اللہ اعلم، کیونکہ یہ چیز بھی علم سے تعلق رکھتی ہے، کہ جس چیز کا علم نہ ہو، اُس کے بارے میں ''میں نہیں جانتا'' کہدے، پس بے شک اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''آپ کہہ دیجئے! کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر معاوضہ کا سوال نہیں کرتا، اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں'' (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو، اس کے بارے میں ''اَللّٰہُ اَعْلَمُ'' کہنا چاہئے، کیونکہ یہ بھی علم کی ایک صورت ہے کہ وہ زبان سے وہی بات کہہ رہا ہے، جس کا اُسے علم ہے، کہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔

اور اس کے بجائے جواب میں غلط بات کہنا یا ہیرا پھیری سے کام لینا ممنوع تکلف و تصنع میں داخل اور غلط طریقہ ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، کتاب العلم)

زبان دراز منافق کا خوف

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ

[1] رقم الحدیث ۴۷۷۴، کتاب تفسیر القرآن، باب سورة الروم.

عَلٰی أُمَّتِیْ كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۳) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف زبان کے عالم منافق کا ہے (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ؎۲

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کے علم کی منافقت پر زیادہ خوف ظاہر فرمایا ہے، اور مراد اس سے یہ ہے کہ علم کا صرف زبان سے تقریر و بیان سے اظہار ہو، نہ تو عقیدہ ونظریہ میں اس کا اثر ہو، اور نہ ہی دل میں اس علم کی وجہ سے کوئی خوف وخشیت یا شوق ورغبت موجود ہو، اور وہ اپنی زبان سے لوگوں کو گمراہ کرے (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۳۰۵)

دنیادار خطیب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ عَلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ، فَرَأَيْتُ فِيْهَا رِجَالًا تُقْطَعُ أَلْسِنَتُهُمْ وِشِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ : يَا جِبْرِيْلُ، مَا هٰؤُلَاءِ؟قَالَ : هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ (مسند أبی یعلی) ؎۳

؎۱ فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ قوی.

؎۲ عن عبد اللہ بن بریدۃ ،عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" :أخوف ما أخاف علیکم جدال المنافق علیم اللسان(ابن حبان، رقم الحدیث ۸۰)

فی حاشیۃ ابنِ حبان: إسنادہ صحیح علی شرط البخاری.

عن عبد اللہ بن بریدۃ، عن عمران بن حصین قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :إن أخوف ما أخاف علیکم بعدی کل منافق علیم اللسان(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۵۹۳)

قال الہیثمی :رواہ الطبرانی فی الکبیر والبزار ورجالہ رجال الصحیح(مجمع الزوائد، باب فی البدع والاھواء)

؎۳ رقم الحدیث ۴۱۶۰، مسند انس بن مالک، دار المأمون للتراث -دمشق.

قال حسین سلیم أسد:حدیث صحیح(حاشیۃ مسند ابی یعلیٰ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی رات میں آسمانِ دنیا پر آیا، تو میں نے اس میں ایسے لوگوں کو دیکھا، جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے کہا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت کے (دنیادار) خطیب ہیں (مسند ابی یعلیٰ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِىَ بِىْ عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ .قَالَ :قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ ؟ قَالُوْا :خُطَبَاءُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا مِمَّنْ كَانُوْا يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ ، وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ، أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ دنیا دار خطیب ہیں، جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو بُھلا دیتے ہیں، اور وہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں، کیا یہ سمجھتے نہیں (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ وعید دنیادار خطیبوں کے لئے ہے، جو زبان سے تو میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں، اور خود عمل سے کورے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کے لیے خود پورا عامل ہونا ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی خود عمل میں کوتاہی کرتا ہے، تب بھی حسبِ قدرت وحسبِ حیثیت دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی ذمہ داری عائد رہتی ہے، کیونکہ خود عمل کرنا اور دوسرے کو اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا دو الگ الگ اور مستقل ذمہ داریاں ہیں۔

---

[1] رقم الحديث ١٢٢١١، مؤسسة الرسالة، بيروت.
في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

لہٰذا ایک ذمہ داری میں کوتاہی کرنے سے دوسری ذمہ داری کا حکم اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔

البتہ آخرت میں نجات کے لیے صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا کافی نہیں، بلکہ دین کے ضروری احکام پر خود عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

(والتفصيل في: روح المعاني -للالوسي، ج ا ص ۲۵۰،سورة البقرة. أحكام القرآن للجصاص،سورة آل عمران،باب فرض الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر)

زبان کے نرم اور دل کے نیزوں کی طرح ہونے کا فتنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَنْبَأُتُكُمْ بِأَشْيَاءَ إِذَا كَانَتْ لَمْ يَكُنِ السَّاعَةُ كَبِيْرَ لُبْثٍ إِذَا كَانَتِ الْأَلْسُنُ لَيِّنَةً، وَالْقُلُوْبُ نَيَازِكَ وَرَغِبَ النَّاسُ فِي الدُّنْيَا، وَظَهَرَ الْبِنَاءُ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ وَاخْتَلَفَ الْأَخَوَانِ فَصَارَ هَوَاهُمَا شَتّٰى، وَبِيْعَ حُكْمُ اللّٰهِ بَيْعًا (مصنف ابنِ ابی شيبة) [1]

ترجمہ: میں تمہیں کچھ ایسی چیزوں کی خبر دیتا ہوں کہ جب وہ (زمانے میں) واقع ہوجائیں، تو قیامت کے آنے میں پھر کچھ زیادہ دیر نہیں رہ جائے گی، جب زبانیں نرم (اور میٹھی) ہوجائیں گی اور دل نیزوں کی طرح (خطرناک) ہوں گے، اور لوگ دنیا کی طرف پورے میلان کے ساتھ جھک پڑیں گے، اور تعمیرات زمین کی سطح پر پھیل جائیں گی اور بھائی بندوں میں باہم پھوٹ پڑجائے گی، ہر ایک کی خواہشات وترجیحات ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی، اور احکامِ الٰہی کی (بازاری اشیاء کی طرح) خرید وفروخت ہوگی (ابن ابی شیبہ)

اس حدیث کا مطلب بھی وہی ہے، جو زبان کے عالم منافق کا بیان کیا کہ زبان میٹھی اور دل اس سے خالی ہوں گے، اسی کو ایک شاعر نے کہا کہ:

الٰہی آبرو رکھنا، بڑا نازک زمانہ ہے دِلوں میں خار رکھتے ہیں، بظاہر دوستانہ ہے

---

[1] رقم الحديث ۳۷۵۴۶،باب ماذكر في فتنة الدجال.

فتنوں پر اُبھارنے والے خطیبوں اور تیز سواروں کا فتنہ

حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

أَتَتْكُمَ الْفِتَنُ مِثْلَ قِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ ، يَهْلِكُ فِيْهَا كُلُّ شُجَاعٍ بَطَلٍ وَكُلُّ رَاكِبٍ مُوْضِعٍ وَكُلُّ خَطِيْبٍ مِصْقَعٍ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ) [1]

ترجمہ: تمہارے پاس اندھیری رات کی تہ بتہ تاریکیوں کی طرح کے فتنے آئیں گے، یہ (فتنے) تمام نوجوان بہادروں، اور تمام تیز (قتل کرنے اور دہشت پھیلانے والے) سواروں اور تمام فتنوں پر اُبھارنے والے فصیح وبلیغ خطیبوں کو ہلاک کردیں گے (جو کہ اپنی فصاحت وبلاغت سے لوگوں کو جوش وجذبہ دِلا کر فتنوں پر اُبھاریں گے) (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت ابوطفیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ:

أَنَا لِغَيْرِ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ، قَالَ : فَقُلْنَا : مَا هُوَ يَا أَبَا سَرِيْحَةَ؟ قَالَ : فِتَنٌ كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، قَالَ: فَقُلْنَا : أَيُّ النَّاسِ فِيْهَا شَرٌّ؟ قَالَ : كُلُّ خَطِيْبٍ مُصْقِعٍ، وَكُلُّ رَاكِبٍ مُوْضِعٍ ، قَالَ : فَقُلْنَا : أَيُّ النَّاسِ فِيْهَا خَيْرٌ؟ قَالَ : كُلُّ غَنِيٍّ خَفِيٍّ، قَالَ : فَقُلْتُ : مَا أَنَا بِالْغَنِيِّ وَلَا بِالْخَفِيِّ، قَالَ : فَكُنْ كَابْنِ اللَّبُوْنِ لَا ظَهْرَ فَيُرْكَبَ، وَلَا ضَرْعَ فَيُحْلَبَ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: مجھے اپنے اور تمہارے اوپر دجال کے (فتنے کے) علاوہ بھی (ایک فتنہ کا)

---

[1] رقم الحدیث ۳۸۲۸۰، کتاب الفتن، من کرہ الخروج فی الفتنۃ وتعوذ منھا.

[2] رقم الحدیث ۸۶۱۲، کتاب الفتن والملاحم.

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الإسناد، ولم یخرجاہ "

وقال الذھبی: علی شرط البخاری ومسلم.

خوف ہے، ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اے ابوسریحہ (یہ حضرت حذیفہ کی کنیت ہے) وہ کیا ہے؟ تو حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ گویا کہ اندھیری رات کی تہ بتہ تاریکیوں کی طرح کے فتنے ہوں گے، ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ان فتنوں میں کون لوگ بُرے ہوں گے؟ تو حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ہر فتنوں پر اُبھارنے والا فصیح وبلیغ خطیب (جو اپنے فصیحانہ وبلیغانہ کلام اور بیان سے لوگوں کو جوش وجذبہ دِلا کر فتنوں پر اُبھارے گا) اور ہر تیز سوار (جو کہ تیز سواری پر سوار ہو کر قتل ودہشت پھیلائے گا) ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ان فتنوں میں کون لوگ بہتر ہوں گے؟ تو حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ہر پوشیدہ مالدار، میں نے عرض کیا کہ نہ تو میں غنی ومالدار ہوں، اور نہ (لوگوں کی نظر سے) مخفی ہوں، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو آپ اونٹ کے نَر بچہ کی طرح ہو جائیں، کہ نہ تو اُس کی پُشت ہو، جس پر سوار ہوا جا سکے (یعنی نہ تو کسی کا فتنوں کے لئے چل کر تعاون کرنا) اور نہ اُس کے تھن ہو کہ جس سے دودھ نکالا جا سکے (یعنی نہ کسی کو اپنے مقام پر رہتے ہوئے فتنوں پر اُبھارنے کا مشورہ دینا) (حاکم)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ، فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ كُلُّ غَنِيٍّ خَفِيٍّ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَنَا بِالْغِنَيِّ، وَلَا الْخَفِيِّ قَالَ: كُنْ كَابْنِ لَبُوْنٍ بِلَا ضَرْعٍ فَتُحْلَبَ وَلَا ظَهْرٍ فَتُرْكَبَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ كُلُّ خَطِيْبٍ مُصْقَعٍ أَوْ رَاكِبٍ مُوْضَعٍ (السنن الواردۃ فی الفتن للدانی) [1]

ترجمہ: کیا میں تمہیں اُس (فتنے کے) زمانے میں لوگوں میں بہترین آدمی نہ

---

[1] رقم الحدیث ۱۶۱، باب ما جاء فی الفرار بالدین من الفتن، الناشر: دار العاصمة، الریاض.

بتلادوں؟ ہر وہ آدمی جو کہ غنی ومالدار ہو (اور لوگوں کی نظروں سے) پوشیدہ ہو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں نہ تو غنی ومالدار ہوں، اور نہ (لوگوں کی نظر سے) مخفی ہوں، تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو آپ اونٹ کے نَر بچہ کی طرح ہوجائیں، کہ نہ تو اُس کی پُشت ہو، جس پر سوار ہوا جاسکے، اور نہ اُس کے تھن ہو کہ جس سے دودھ نکالا جاسکے۔ پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں اُس (فتنے کے) زمانے کے شریر ترین لوگ نہ بتلادوں؟ ہر فتنوں پر اُبھارنے والا فصیح وبلیغ خطیب (جو اپنی فصیح وبلیغ گفتگو اور بیان سے لوگوں کو متأثر کرکے فتنوں پر اُبھارے گا) اور ہر تیز سوار (جو تیز سواری کو فتنوں کو جنم دینے کا ذریعہ بنائے گا) (الفتن للدانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتْنَةَ الرَّابِعَةَ لَايَنْجُوْ مِنْ شَرِّهَا إِلَّا مَنْ دَعَا كَدُعَاءِ الْغَرَقِ أَسْعَدُ أَهْلِهَا كُلُّ تَقِيٍّ خَفِيٍّ إِذَا ظَهَرَ لَمْ يُعْرَفْ وَإِنْ جَلَسَ لَمْ يُفْتَقَدْ وَأَشْقٰى أَهْلُهَا كُلُّ خَطِيْبٍ مِسْقَعٍ أَوْ رَاكِبٍ مَوْضَعٍ (الفتن لنعيم بن حماد، جزء ۱ صفحه ۸۲، باب آخر من ملک بنی أمية)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور چوتھے فتنہ کا ذکر فرمایا کہ اُس کے شَر سے وہی بچ سکیں گے جو گڑگڑا کر اور رو رو کر دعا کریں گے، اُس فتنے میں نیک بخت وہ تمام متقی اور پوشیدہ لوگ ہوں گے جو اگر سامنے ہوں تو پہچانے نہ جائیں، اور اگر (مثلاً کہیں پوشیدہ ہوکر) بیٹھ جائیں تو اُنہیں تلاش نہ کیا جائے؛ جبکہ اُس فتنے میں بد بخت فتنے پر اُبھارنے والا فصیح وبلیغ خطیب ہوگا، یا تیز سوار ہوگا (الفتن لنعیم بن حماد)

مطلب یہ ہے کہ فتنوں کے دور میں بُرے لوگ وہ خطیب ہوں گے جو ان فتنوں پر اُبھاریں گے، اور پھر اُن کے اُبھار سے متأثر ہوکر وہ تیز ترین سوار ہوں گے، جو لوگوں کو قتل وہلاک کر کے تیزی سے راہِ فرار اختیار کرلیں گے، اور روپوش ہوجائیں گے، جن کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔

اس طرح کے خطیب اور سواروں کا فتنہ رونما ہونا شروع ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

اور اس دور میں عافیت والے وہ لوگ ہوں گے جو بقدرِ کفایت مال سے اپنا گزر اوقات چلائیں، اور لوگوں سے الگ تھلگ اور مخفی ہوکر ان فتنوں میں شرکت اور کسی بھی قسم کے تعاون کرنے سے باز رہیں۔

(۲۸)

شعروشاعری اور غناء یا گانا

زبان اور تحریر کا ایک عمل شعروشاعری اور غناء ہے۔

شعر ایسے منظوم کلام کو کہا جاتا ہے، جو ایک خاص وزن کے ساتھ مقفّٰی اور تیار کیا جاتا ہے۔

اور غناء یا گانا اس منظوم کلام کو ترنُّم اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کو کہا جاتا ہے، جس کے ساتھ بعض اوقات موسیقی شامل ہوتی ہے، اور بعض اوقات موسیقی شامل نہیں ہوتی (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶، ص ۱۱۲، مادة "شعر") [۱]

جائز مضمون پر مشتمل شعر سازی وشعر گوئی اور اس کو ایک حد تک ترنُّم اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا اگر شرعی حدود میں رہ کر اعتدال کے ساتھ ہو، تو فی نفسہٖ اس سے شریعت نے منع نہیں کیا۔

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں غناء منظوم کلام کو مطلق ترنُّم کے ساتھ پڑھنے کو کہا جاتا ہے، جس کا اُردو میں بعض اوقات معنیٰ گانے سے کر دیا جاتا ہے، لیکن گانے کے یہ معنیٰ آج کل کے دور کے معروف ومشہور گانے کے مفہوم سے بالکل جدا ہے، کیونکہ موجودہ معروف ومشہور گانا کفریہ وفسقیہ مضامین پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ آلاتِ موسیقی سے مرکب ہوتا ہے، اور اس میں شہوت کو اُبھارنے کی تحریک پائی جاتی ہے، اور غناء یا گانے کی یہ صورت شرعاً جائز نہیں۔

جبکہ بعض احادیث وروایات سے جس طرح کے غناء کا جواز یا اجازت ملتی ہے، وہ ان چیزوں سے پاک ہے۔

فأما غناء الأعاجم بآلاتهم فلم تتناوله الرخصة، وإن سمي غناءً، وسميت آلاته دفوفا، لكن بينهما من التباين ما لا يخفى على عاقل، فإن غناء الأعاجم بآلاتها يثير الهوى، ويغير الطباع، ويدعو إلى المعاصي، فهو رقية الزنا. وغناء الأعراب المرخص به، ليس فيه شيء من هذه المفاسد بالكلية البتة، فلا يدخل غناء الأعاجم في الرخصة لفظا ولا معنى، فإنه ليس هنالك نص عن الشارع بإباحة ما يسمى غناء ولا دفا، وإنما هي قضايا أعيان، وقع الإقرار عليها، وليس لها (من) عموم. وليس الغناء والدف المرخص فيهما في معنى ما في غناء الأعاجم ودفوفها المصلصلة، لأن غنائهم ودفوفهم تحرك الطباع وتهيجها إلى المحرمات، بخلاف غناء الأعراب، فمن قاس أحدهما على الآخر فقد أخطأ أقبح الخطأ، وقاس مع ظهور الفرق بين الفرع والأصل، فقياسه من أفسد القياس وأبعده عن الصواب. وقد صحت الأخبار عن النبي -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بذم من يستمع القينات في آخر الزمان، وهو إشارة إلى تحريم سماع آلات الملاهي الماخوذة عن الأعاجم (فتح الباري لابن رجب، ج۸، ص ۴۳۱، ابواب العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام)

البتہ اگر اعتدال کے راستے سے ہٹا جائے، اور خاص طور پر جبکہ اس کو مشغلہ بنالیا جائے، اور اس میں بے جا تکلف وتصنع سے کام لیا جائے، یا اس میں موسیقی کو شامل کیا جائے، یا اس میں کفریہ وفسقیہ مضامین اور فحش گوئی وغیرہ جیسے منکرات شامل ہوں، تو پھر یہ منع اور گناہ ہوجاتا ہے، اور جس درجہ کے اس میں منکرات ومفاسد شامل ہوتے ہیں، اسی درجہ کا گناہ ہوتا ہے، شعروشاعری اور اس کو ترنم وخوش آوازی کے ساتھ پڑھنے میں عموماً مذکورہ شرائط کی پابندی نہیں ہوتی، اس لئے عام حالات میں اس کو شریعت نے پسند نہیں کیا، اور اس سے بچنے میں ہی عافیت وسلامتی سمجھی ہے۔

البتہ انسان کو ترنم اور خوش آوازی کے ساتھ کسی کلام کے پڑھنے اور سُننے کا طبعی طور پر تقاضا ہوتا ہے، اس کا عمدہ حل شریعت نے قرآن مجید کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے اور سُننے کی شکل میں تجویز کیا ہے، بشرطیکہ اس کو عام گانے کے انداز میں نہ پڑھا جائے، کیونکہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، جو اللہ کی یاد وذکر اور حق وسچ پر مبنی ہے، اور شعروشاعری کی طرح تکلفات وتصنّعات اور تخیُّلات اور جھوٹ وغیرہ پر مشتمل نہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو شعر کے بجائے قرآن کی تعلیم دی، اور شعروشاعری کو نبی کی شان کے خلاف قرار دیا۔ [1]

شعروشاعری نبی کی شان نہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّـهٗ لَـقَـوْلُ رَسُـوْلٍ كَرِيْمٍ. وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ (سورة الحاقة، رقم الآية، ۴۰، ۴۱)

ترجمہ: بلاشبہ یہ رسولِ کریم کا قول ہے، اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم لوگ بہت

---

[1] وما علمناه الشعر عطف على قوله انک لمن المرسلين وفيه التفات من الخطاب الى الغيبة يعنى ما علمناه الشعر بتعليم القرآن فانه غير مقفى ولا موزون وليس معناه مثل معنى الاشعار من التخيلات المرغبة والمنفرة والأقوال الكاذبة وما ينبغى له اى ما يصح له ان يضيع وقته الشريف فى إنشاء الشعر ورعاية الوزن والقافية (التفسير المظهرى، ج۸ص۹۶، ۹۷، تحت سورة يٰسٓ)

ہی کم ایمان لاتے ہو (سورہ الحاقہ)

قرآن مجید ہی میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْآنٌ مُّبِينٌ (سورة يس، رقم الآية ٦٩)

ترجمہ: اور ہم نے نبی کو نہ تو شعر کی تعلیم دی، اور نہ نبی کے لئے یہ مناسب ہے، یہ (کلام) صرف ذکر اور واضح قرآن ہے (سورہ یس)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ذیل میں مروی ہے کہ:

قِيلَ لِعَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِّنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيثِ إِلَيْهِ، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِبَيْتِ أَخِي بَنِي قَيْسٍ، فَيَجْعَلُ آخِرَهُ أَوَّلَهُ، وَأَوَّلَهُ آخِرَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّهُ لَيْسَ هٰكَذَا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ: إِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَنَا بِشَاعِرٍ، وَلَا يَنْبَغِي لِي (تفسير الطبري، ج١٩ ص ٤٨٠، سورة يسين) [1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی موزون شعر بھی کہتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام میں شعر سب سے زیادہ ناپسند کلام تھا، البتہ آپ بنی قیس کے شاعر (یہ شاعر اس وقت متکلم اور سامعین کے نزدیک معروف و مشہور ہوگا نام نہیں لیا) کے بعض اشعار (کبھی) پڑھا کرتے تھے، مگر اس کے شعر کے آخری حصہ کو اول میں اور اول حصہ کو آخر میں کر دیا کرتے تھے (تاکہ موزونیت اور نغمگی ختم ہو کر نثر کی طرح رواں کلام ہو جائے) تو آپ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ شعر اس طرح نہیں ہے، تو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ اللہ کی قسم

---

[1] أخرجه ابن جرير الطبري فى "التفسير(١٩/ ٢٣)" بسند صحيح عن قتادة، ولكنه لم يسمع من عائشة كما قال أبو حاتم، فهو مرسل منقطع، ولكنه -كشاهد -لا بأس به (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٣٠٩٥)

میں شاعر نہیں ہوں، اور نہ شعر میری شان کے لائق ہے (طبری)

مطلب واضح ہے کہ اللہ نے نبی کو نہ تو شعر کی تعلیم دی، اور نہ شعروشاعری نبی کی شان ہے، بلکہ نبی کی شان اللہ کا ذکر اور واضح قرآن ہے، اور اس کے مقابلہ میں نبی کو شعر پسند نہیں۔

جبکہ شعروشاعری میں عام طور پر اللہ کے ذکر سے غفلت پائی جاتی ہے، اور اس کا مضمون بھی واضح نہیں ہوتا۔ اس آیت سے شعر اور قرآن میں واضح فرق بھی معلوم ہوا۔

اور جو چیز نبی کی شان کے لائق نہیں، وہ چیز نبی کے متبع یعنی ولی کی شان کے بھی لائق نہیں۔

اسی وجہ سے قرآن مجید میں ایک مقام پر شاعروں کی مذمّت بیان کی گئی ہے۔

شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ. اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ. وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ. اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (سورة الشعراء، رقم الآيات ۲۲۴ تا ۲۲۷)

ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ (یعنی شاعر لوگ) ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور جو وہ کہتے ہیں کرتے نہیں۔ مگر وہ جو مؤمن ہیں، اور نیک اعمال کرتے ہیں، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں (سورہ شعراء)

مذکورہ آیات سے چند باتیں معلوم ہوئیں، ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ شاعروں کی پیروی اور اتباع گمراہ لوگ کرتے ہیں، نہ کہ ہدایت یافتہ لوگ، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ شاعروں کو پسند اور اُن کی اتباع کرنے والے معاشرے میں عام طور پر ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں، نہ کہ ہدایت یافتہ، اور دیندار۔

مذکورہ آیات سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شعراء ہر میدان میں بھٹکتے ہیں، اور کسی متعین راستہ پر نہیں چلتے، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ شاعروں کا کوئی راستہ اور میدان متعین نہیں ہوتا، اُن کے شعروں میں اسی طرح ایران توران کی تخیلاتی اور کنائی و رمزی باتیں ہوتی ہیں، جن کو سمجھنا اور اُن کی مناسب تاویل کرنا بھی بسا اوقات مشکل ہوجاتا ہے۔

مذکورہ آیات سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ شعراء، جھوٹ بولتے ہیں، وہ کہتے کچھ ہیں، اور کرتے کچھ ہیں، اور واقعہ بھی یہی ہے کہ شاعروں کے شعروں میں خلافِ حقیقت اور جھوٹی باتوں کی بھرمار ہوتی ہے، جن کو حقیقت پر منطبق کرنا انتہائی دُشوار ہوتا ہے، اور وہ جتنی بڑی بڑی اور جس جس قسم کی باتیں اپنے شعروں میں بیان کرتے ہیں، اُن کا تعلق زیادہ تر زبان کے ساتھ ہوتا ہے، اور اُن کے مختلف شعروں میں باہم بہت فرق اور تضاد نظر آتا ہے، اور اس کی وجہ شعروں میں جھوٹ اور خلافِ حقیقت وخلاف واقعہ یا تخیلاتی باتوں کا شامل ہونا ہے۔

مذکورہ آیات سے چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ جو مؤمن لوگ ہیں، اور نیک اعمال کرتے ہیں، اور اپنے کلام اور شعر میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں، وہ مذکورہ بُری خصلتوں سے محفوظ ہیں۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جو لوگ مؤمن ہونے کے ساتھ نیک اعمال کرتے ہیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں، اگر کبھی کوئی شعر بھی کہتے ہیں تو ان کے اشعار اللہ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتے، اور ان کے شعر جھوٹ سے پاک ہوتے ہیں، اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دینے والے ہوتے ہیں۔

(تفسير الجلالين، وتفسير مظهری، وابن كثير وغيره، تحت سورة الشعراء)

لہوالحدیث اور گانا اور اللہ کے راستہ سے گمراہی

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورة لقمان، رقم الآية ٦)

ترجمہ: اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تاکہ بغیر سمجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کریں اور اس (یعنی اللہ کے راستہ) کا مذاق بنائیں، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے (سورہ لقمان)

''لہوالحدیث'' (یعنی کھیل کی باتوں) میں گانا بجانا، اور موسیقی کی تمام تر جدید وقدیم شکلیں اور آلات داخل ہیں، جو اللہ کے راستہ سے بھٹکانے اور اللہ کے راستہ و دین کو مزاح اور استہزاء بنانے کا ذوق پیدا کرتی ہیں، جس کا عام طور سے مشاہدہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ لہوالحدیث اور گانے وموسیقی کے شوقین آج کل اس کو روح کی غذاء قرار دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورہ لقمان کی مذکورہ آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

هُوَ وَاللّٰهِ الْغِنَاءُ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: قسم اللہ کی وہ (یعنی لہوالحدیث) گانا ہے (حاکم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے سورہ لقمان کی مذکورہ آیت کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

نُزِلَتْ فِي الْغِنَاءِ وَأَشْبَاهِهٖ (سنن البیهقی) [2]

ترجمہ: یہ آیت گانے اور اس جیسی چیزوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے

(بیہقی، الادب المفرد)

---

[1] رقم الحديث ۳۵۴۲، كتاب التفسير، دار الكتب العلمية -بيروت، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقي رقم الحديث ۴۷۴۳، مصنف ابنِ ابی شيبة رقم الحديث ۲۱۵۳۷.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

[2] رقم الحديث ۲۰۹۸۷، باب: ما جاء في ذم الملاهي من المعازف والمزامير ونحوها، الادب المفرد للبخاري، رقم الحديث ۸۰۹.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ، اور حضرت عکرمہ رحمہ اللہ وغیرہ سے بھی مذکورہ آیت کی یہی تفسیر منقول ہے۔ [1]

گانے اور شعر وشاعری کی ممانعت

حضرت ابوحریز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ النَّاسَ مُعَاوِيَةُ، بِحِمْصَ، فَذَكَرَ فِيْ خُطْبَتِهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ سَبْعَةَ أَشْيَاءَ، وَإِنِّيْ أُبْلِغُكُمْ ذٰلِكَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْهُ، مِنْهُنَّ:

اَلنَّوْحُ، وَالشِّعْرُ، وَالتَّصَاوِيْرُ، وَالتَّبَرُّجُ، وَجُلُوْدُ السِّبَاعِ، وَالذَّهَبُ، وَالْحَرِيْرُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۹۳۵) [2]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقامِ حمص میں لوگوں کو خطبہ دیا، پھر اپنے

---

[1] حدثنا ابن علية ، عن ليث ، عن مجاهد ، قال :هو الغناء ، والغناء منه ، والإستماع إليه (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۱۵۳۹)

حدثنا عبدة بن سليمان ، عن إسماعيل بن أبي خالد ، عن شعيب ، عن عكرمة ، قال :هو الغناء (ايضاً، رقم الحديث ۲۱۵۴۰)

حدثنا وكيع ، عن أسامة بن زيد ، قال :سمعت عكرمة يقول :هو الغناء (ايضاً، رقم الحديث ۲۱۵۴۱)

حدثنا وكيع ، عن شعبة ، عن الحكم ، عن مجاهد ، قال :هو الغناء (ايضاً، رقم الحديث ۲۱۵۴۲)

حدثنا وكيع ، عن سفيان ، عن حبيب ، قال :هو الغناء (ايضاً، رقم الحديث ۲۱۵۴۳)

حدثنا ابن فضيل ، عن عطاء ، عن سعيد بن جبير ، عن ابن عباس ، قال :هو الغناء ونحوه (ايضاً، رقم الحديث ۲۱۵۴۴)

حدثنا وكيع ، قال :حدثنا سفيان ، عن حبيب بن أبي ثابت ، عن مجاهد وإبراهيم ، قال إبراهيم :الغناء ينبت النفاق في القلب ، قال :وقال مجاهد :(ومن الناس من يشتري لهو الحديث) هو الغناء (ايضاً، رقم الحديث ۲۱۵۴۵)

[2] فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

خطبہ میں یہ ذکر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، اور میں ان کو تم تک پہنچاتا ہوں، اور ان سے تمہیں منع کرتا ہوں، ان میں سے ایک چیز نوحہ (یعنی غم ومصیبت کے وقت آواز کے ساتھ کلام کرتے ہوئے رونا) ہے، اور ایک شعر ہے، اور ایک (جاندار چیز کی) تصاویر ہیں، اور ایک (زمانۂ جاہلیت کی طرح) عورتوں کا بے پردہ پھرنا ہے، اور ایک (مرد کو) سونا (پہننا) ہے، اور ایک (مرد کو) ریشم (کا پہننا) ہے (مسند احمد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ سَبْعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْهُنَّ: اَلنَّوْحِ وَالشِّعْرِ وَالْغِنَاءِ وَالتَّصَاوِيْرِ وَجُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالذَّهَبِ وَالْحَرِيْرِ (مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۱۴۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں سے منع فرمایا، اور میں بھی تمہیں ان سے منع کرتا ہوں، ان میں سے ایک چیز نوحہ (یعنی غم ومصیبت کے وقت آواز کے ساتھ کلام کرتے ہوئے رونا) ہے، اور ایک شعر ہے، اور ایک گانا ہے، اور ایک تصاویر ہیں، اور ایک درندے کی کھال ہے، اور ایک سونا ہے، اور ایک ریشم ہے (طبرانی)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ مزید سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] عن كيسان، مولى معاوية، قال: خطب معاوية الناس، فقال "يا أيها الناس إن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن تسع، وأنا أنهاكم عنهن: النوح، والشعر، والتبرج، والتصاوير، وجلود السباع، والغناء، والذهب، والحر، والحرير" (المعجم الكبير، رقم الحديث ۸۷۷)

عن كيسان، مولى معاوية قال: خطبنا معاوية فقال "إن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن تسع، وأنا أنهاكم عنهن، ألا إن منهن: النوح، والغناء، والتصاوير،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ شعروشاعری اور گانا منع اور گناہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سخت ناپسند تھے

حضرت ابونوفل بن ابی عقرب فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ، هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتَسَامَعُ عِنْدَهُ الشِّعْرُ ؟ قَالَتْ كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيْثِ إِلَيْهِ (مسند أحمد) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شعر سنے سنائے جاتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو شعر سب باتوں سے زیادہ ناپسند تھے (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعروشاعری سخت ناپسند تھی۔

پیپ سے پیٹ بھرنا شعر سے پیٹ بھرنے سے بہتر ہے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والشعر، والذهب، والحر، والسروج، والحرير "(المعجم الكبير رقم الحديث ٨٧٨، مكتبة ابنِ تيمية ، القاهرة)

قال الهيثمي: قلت رواه النسائي باختصار رواه الطبراني باسنادين رجال أحدهما ثقات(مجمع الزوائد، ج٨ص ١٢٠، مكتبة القدسي، قاهرة)

عن كيسان مولى معاوية قال :خطبنا معاوية فقال " :إن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن سبع، وأنا أنهاكم عنهن، ألا إن منهن :النوح، والغناء ، والتصاوير، والشعر، والذهب، وجلود السباع، والتبرج ,والحرير "(مسند أبي يعلى الموصلي،رقم الحديث ٧٣٧٤، ج١٣ ص٣٦٤،دار المأمون للتراث -دمشق)

في حاشية مسند ابي يعلىٰ: إسناده حسن.

[1] رقم الحديث ٢٥٠٢٠، مؤسسة الرسالة، بيروت.

في حاشية مسند احمد:إسناده صحيح ، رجاله ثقات رجال الصحيح .

قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ (پَس) سے بھر جائے، اس کے لئے یہ بہتر ہے، اس سے کہ شعر سے بھر جائے (بخاری)

بعض روایات میں پیپ کے ساتھ خون کا بھی ذکر ہے۔ [2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا (مسلم) [3]

ترجمہ: اس درمیان کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرج (نامی) وادی میں چل رہے تھے، کہ ایک شاعر سامنے آیا، جو شعر پڑھ رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کو پکڑو، یا شیطان کو روکو، آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، اس کے لئے یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے پیٹ بھرے (مسلم)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [4]

ان احادیث سے شعر و شاعری اور بطورِ خاص اس میں کثرت سے مشغول ہونے کی بُرائی

---

[1] رقم الحديث ۶۱۵۴، كتاب الادب، باب ما يكره أن يكون الغالب على الإنسان الشعر، دارطوق النجاة، بيروت.

[2] عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لأن يَّمْتَلِئَ جوف أحدكم قيحا أو دما خير له من أن يمتلء شعرا (سنن الدارمی، رقم الحديث ۲۷۴۷)
فی حاشية سنن الدارمي: إسناده صحيح

[3] رقم الحديث ۲۲۵۹ "۹" كتاب الشعر، دار إحياء التراث العربی -بيروت.

[4] عن أبی هريرة رضی الله عنه، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :لأن يمتلئ جوف رجل قيحا يريه خير من أن يمتلئ شعرا (بخاری، رقم الحديث ۶۱۵۵)
عن سعد، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا يريه، خير من أن يمتلئ شعرا (مسلم، رقم الحديث ۲۲۵۸ "۸")

معلوم ہوئی۔ ۱

شعر شیطان کی جھاڑ پھونک ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، وَهَمْزِهٖ، وَنَفْخِهٖ، وَنَفْثِهٖ

قَالَ: هَمْزُهٗ: اَلْمُوْتَةُ، وَنَفْثُهٗ الشِّعْرُ، وَنَفْخُهٗ اَلْكِبْرُ (سنن ابن ماجه) ۲

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کے ذریعے سے شیطانِ رجیم سے پناہ چاہتا ہوں، اس کے وسوسہ سے اور اس کی پھونک (یعنی ہوا) سے اور اس کی جھاڑ پھونک سے۔

(پھر) فرمایا کہ شیطان کا وسوسہ جنون ہے اور شیطان کی جھاڑ پھونک، شعر وشاعری ہے اور شیطان کی پھونک (یعنی ہوا) کبر ہے (ابن ماجہ)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۳

---

۱ فی شرح مسلم قالوا :المراد منه أن يكون الشعر غالبا عليه مستوليا؛ بحيث يشغله عن القرآن أو غيره من العلوم الشرعية، وذكر الله تعالى وهو مذموم من أى شعر كان، وإلا فلا يضره حفظ اليسير من الشعر؛ لأن جوفه ليس ممتلئا شعرا وقيل :هذا الذم مختص بمعين كما يجيء فى الفصل الثالث .وقال السيوطى :قيل :خاص بشعر هجى به النبى -صلى الله عليه وسلم -لرواية " شعرا هجيت به ."قلت :الظاهر الإطلاق وهو يدخل فيه دخولا أوليا، ولعل وجه تخصيصه بالذكر تنبيها على أنه أقبح أنواعه أو إشعارا بأن الشعر مذموم؛ لأنه قد يؤدى إلى ذلك، وإلا فلا يحتاج إلى قيد الامتلاء كما لا يخفى على أرباب الإملاء ، فإن هذا الشعر وما يلحق به من هجو مسلم أو افتراء مذموم، سواء امتلأ الجوف أم لا (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر)

۲ رقم الحديث ۸۰۸، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الاستعاذة فى الصلاة.

۳ عن عبد الله بن مسعود، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه "كان يتعوذ من الشيطان من همزه، ونفثه، ونفخه "قال " :وهمزه :الموتة، ونفثه :الشعر، ونفخه: الكبرياء "(مسند احمد، رقم الحديث ۳۸۲۸)

فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد محتمل للتحسين.

عن عطاء بن السائب، عن أبى عبد الرحمن، عن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم "أنه كان يتعوذ من الشيطان الرجيم :من همزه ونفثه ونفخه "، قال :همزه: الموتة، ونفثه :السحر، ونفخه :الكبر (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۵۳۸۰)

قال حسين سليم أسد: رجاله ثقات.

شعروشاعری کو شیطان کی جھاڑ پھونک اس لئے فرمایا گیا کہ شاعروں پر شیطان اپنی جھاڑ پھونک کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے عام طور پر شاعر اپنی شعروشاعری میں شیطانی اثر سے دوچار ہو کر جھوٹ، غلط بیانی، فحش گوئی اور شہوت ستانی وغیرہ اس طرح کے مضامین اور موسیقی وغیرہ کو شامل کرتا ہے۔

(والتفصيل فی: شرح ابو داؤد للعینی، ج۳، ص ۳۷۲، باب :ما يستفتح به الصلاة من الدعاء. ومرقاة المفاتيح، ج۲، ص ۳۷۹، باب ما يقرأ بعد التكبير)

بعض شعر حکمت پر مبنی اور سچے ہوتے ہیں

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ شعروشاعری کو اسلام میں پسند نہیں کیا گیا، البتہ اگر کوئی شعر حکمت اور سچ وحق پر مبنی ہو، اور نہ تو اس میں غلط بیانی، جھوٹ، فحش گوئی اور آلاتِ موسیقی وغیرہ شامل ہوں، اور نہ بے جا تکلف وتصنع سے کام لیا جائے، اور نہ ہی اس میں غیر معمولی مشغولی اختیار کی جائے، تو اس حد تک شعر کی اجازت ہے۔

چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشِّعْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهُ حَسَنٌ وَقَبِيْحُهُ قَبِيْحٌ (دارقطنی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۶۱۴۵، كتاب الادب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه، دار طوق النجاة، بيروت.

[2] رقم الحديث ۴۳۰۶، كتاب الوكالة، باب خبر الواحد يوجب العمل، مؤسسة الرسالة، بيروت، واللفظ لهٗ، مسند ابی یعلیٰ رقم الحديث ۴۶۳۷، سنن البيهقي رقم الحديث ۲۱۶۴۳، الكامل لابنِ عدی ج۴ص ۲۷۸۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شعر کا تذکرہ کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعر ایک کلام ہے، جو اچھا ہو تو اچھا ہے، اور برا ہو تو برا ہے (دارقطنی)

مطلب یہ ہے کہ شعر کا مضمون کلام ہونے کی حیثیت سے اچھا بھی ہوسکتا ہے، اور برا بھی، مگر یہ صرف کلام کے اچھا، برا ہونے کے پہلو کے اعتبار سے ہے۔

جہاں تک اس میں دوسرے منکرات اور شعر سازی میں تکلفات وتصنعات کا تعلق ہے، تو اس حدیث میں اس سے بحث نہیں۔

بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے شعر کی مثال بھی بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَ لاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللّٰهَ بَاطِلُ (بخاری) [1]

ترجمہ: سب سے زیادہ سچا کلمہ جو شاعر نے کہا ہے، لبید کا یہ کلمہ ہے:

خبردار اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید پر مشتمل شعر کو سچا قرار دیا، اگرچہ اس کے اچھے ہونے کی تحسین نہیں فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ جس شعر میں کفریہ اور فسقیہ بات، جھوٹ اور فحش گوئی اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال البیهقی: وصله جماعة والصحیح عنه عن النبی -صلی الله علیه وسلم- مرسل (حواله بالا)

وقال الهیثمی: رواه أبو یعلی وفیه عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان وثقه دحیم وجماعة وضعفه ابن معین وغیره، وبقیة رجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد، ج۸ص ۱۲۲، باب الشعر فی الکلام، مکتبة القدسی، قاهرة)

وقال الالبانی: قلت: إذا لم یكن له علة غیر ابن ثوبان هذا فهو حسن الإسناد (السلسلة الصحیحة للالبانی، تحت حدیث رقم ۴۴۶)

[1] رقم الحدیث ۶۱۴۷، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر والرجز والحداء وما یكره منه، دار طوق النجاة، بیروت.

موسیقی وغیرہ شامل نہ، اور وہ سچائی اور صداقت اور توحید ورسالت اور شریعت کے اصولوں پر مبنی ہو، وہ جائز ہے۔

گویّے کی تجارت اور پیشہ اور گانے کی تعلیم

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تَبِيْعُوْا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَلَا خَيْرَ فِيْ تِجَارَةٍ فِيْهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَفِيْ مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةُ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ (ترمذی) [1]

ترجمہ: تم گانے والی (عورتوں اور چیزوں) کی خرید وفروخت نہ کرو، اور ان کو (گانا) بھی نہ سکھاؤ، اور ان کی تجارت میں کوئی خیر نہیں، اور ان کی قیمت حرام ہے، اور اسی جیسی چیزوں کے بارے میں سورہ لقمان کی یہ آیت نازل ہوئی:

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ

(ترمذی)

---

[1] رقم الحديث ۳۱۹۵، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة لقمان، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى -مصر، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۷۶۵۰، ورقم الحديث ۷۷۶۳، مسند احمد رقم الحديث ۲۲۲۸۰.

قال الترمذى: هذا حديث غريب انما يروى من حديث القاسم عن ابى امامة والقاسم ثقة وعلى بن يزيد يضعف فى الحديث قاله محمد بن اسماعيل.

وقال الالبانى بعد البحث الطويل: و بقى الحديث على ضعفه ، إلا ما يتعلق منه بنزول الآية فى الغناء ، للشواهد الصحيحة المذكورة عن ابن مسعود و غيره ، فإنها فى حكم المرفوع عند الحاكم و غيره ، لاسيما و قد حلف ابن مسعود ثلاث مرات على نزولها فى الغناء ، و قد صححه ابن القيم فى "إغاثة اللهفان(۱/۲۴۰)عن ابن عباس و ابن مسعود ، ثم تتابعت الآثار بذلك عن التابعين وغيرهم ، و منهم الحسن البصرى ، فقد جزم بأنها نزلت فى الغناء و المزامير . كماأخرجه ابن أبى حاتم عنه كما فى "الدر المنثور "(۱۵۹/۵)(السلسلة الصحيحة ، تحت حديث رقم ۲۹۲۲)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ الْقَیْنَۃَ وَبَیْعَھَا وَثَمَنَھَا وَتَعْلِیْمَھَا وَالْإِسْتِمَاعَ إِلَیْھَا ثُمَّ قَرَأَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ (ذم الملاھی لابن ابی الدنیا) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گانے والی (عورت اور آلات) کو حرام کیا ہے، اس کے بیچنے کو بھی، اور اس کی قیمت کو بھی، اور اس کو (گانا) سکھانے کو بھی، اور اس کا گانا سننے کو بھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ (ابن ابی دنیا)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گانے والوں کی تجارت اور پیشہ اور گانے کی تعلیم اور ریکارڈنگ اور گانے کا سُننا یہ سب چیزیں حرام ہیں۔

گانے کی وجہ سے دنیا میں مسخ اور خسف ہونے کا عذاب

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِیْ ھٰذِہِ الْأُمَّۃِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، وَمَتٰی ذَاکَ؟ قَالَ: إِذَا ظَھَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ (سنن الترمذی) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۲۵، ص ۳۹، مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ - مصر.

[2] رقم الحدیث ۲۲۱۲، ابواب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف.
قال الترمذی: وقد روی ھذا الحدیث، عن الأعمش، عن عبد الرحمن بن سابط، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل وھذا حدیث غریب.
وقال الالبانی: ورجالہ صدوقون غیر أن عبد اللہ ھذا کان یخطیء کما فی "التقریب" فمثلہ یستشھد بہ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، تحت رقم الحدیث ۲۲۰۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں (زمین میں) دھنسنے اور صورتیں مسخ ہونے اور پتھر برسائے جانے کا عذاب ہوگا، مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گانے والی (عورتیں اور چیزیں) اور گانے بجانے کے آلات عام ہوجائیں گے، اور شرابیں پی جائیں گی (ترمذی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَیَبِیْتَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِیْ عَلٰی أَشَرٍ وَبَطَرٍ وَّلَعِبٍ وَلَهْوٍ، فَیُصْبِحُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِیْرَ بِاسْتِحْلَالِهِمُ الْمَحَارِمَ، وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَیْنَاتِ، وَشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ، وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِهِمُ الْحَرِیْرَ (مسند أحمد)[1]

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، میری امت میں سے کچھ لوگ تکبر اور اتراہٹ اور لہو ولعب کے ساتھ رات گزاریں گے، پس صبح ہونے تک وہ بندر وخنزیر بنادیئے جائیں گے، حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے، اور گانے والی (عورتوں اور چیزوں) کو اختیار کرنے کی وجہ سے، اور شراب کے پینے کی وجہ سے، اور سود کے کھانے کی وجہ سے، اور ریشم کے پہننے کی وجہ سے (مسند احمد)

جو لوگ نعوذ باللہ تعالیٰ فسقیہ، فحشیہ بلکہ کفریہ گانوں اور موسیقی کو روح کی غذا قرار دیتے ہیں، وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۲۲۷۹۰، مؤسسة الرسالة، بیروت.
قال الالبانی: للحدیث شواھد یتقوی بھا إن شاء اللہ تعالی، وقد مضی ذکر بعضھا برقم ۹۰ و۹۱، فھو بھا حسن (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۱۶۰۴)

يُمَسَخُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ ، قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَيَشْهَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيَصُوْمُوْنَ؟ قَالَ :نَعَمْ ، قِيْلَ :فَمَا بَالُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :يَتَّخِذُوْنَ الْمَعَازِفَ وَالْقَيْنَاتِ وَالدُّفُوْفَ، وَيَشْرَبُوْنَ الْأَشْرِبَةَ، فَبَاتُوْا عَلٰى شُرْبِهِمْ وَلَهْوِهِمْ، فَأَصْبَحُوْا قَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ (حلية الأولياء لأبى نُعيم الأصبهانى) [1]

ترجمہ: آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر کی شکل سے مسخ کردیا جائے گا، کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ لوگ اللہ کی توحید اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں گے، اور روزے رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں۔

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اُن کے کیا اعمال ہوں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اختیار کریں گے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) رکھیں گے، اور ڈھول، اور دَف رکھیں گے، اور شرابیں پییں گے، تو وہ شراب پی کر اور لہو ولعب کی حالت میں رات گزاریں گے، پھر اس حال میں صبح کریں گے کہ ان کو بندر اور خنزیر کی شکلوں میں مسخ کردیا گیا ہوگا (حلیہ اولیاء)

اور حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُضْرَبُ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْقَيْنَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ

---

[1] ج۳ص ۱۱۹، ۱۲۰ ،دارالکتاب العربی، بیروت،واللفظ لہٗ؛ ذم الملاھی، رقم الحدیث۸.
قال ابونعیم: كذا رواه حسان عن أبى هريرة مرسلاً .ورواه غيره عن الحسن، عن أبى هريرة متصلاً

وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ (التاريخ الكبير للبخارى) [1]

ترجمہ: کچھ لوگ میری امت میں سے شراب پیئیں گے، جس کا نام شراب کے علاوہ کچھ اور رکھیں گے ان کے سروں پر گانے بجانے کے آلات بجائے جائیں گے، اور گانے والیاں گانے گائیں گی، اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے، اور ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ بندر اور خنزیر بنا دیں گے (تاریخ کبیر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يُمْسَخُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ قِرَدَةً وَطَائِفَةٌ خَنَازِيْرَ وَيُخْسَفُ بِطَائِفَةٍ وَيُرْسَلُ عَلٰى طَائِفَةٍ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ بِأَنَّهُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَلَبِسُوا الْحَرِيْرَ وَاتَّخَذُوا الْقِيَانَ وَضَرَبُوْا بِالدُّفُوْفِ (ذم الملاهى لابن ابى الدنيا) [2]

ترجمہ: میری امت کے ایک گروہ کی (شکلیں) مسخ کر کے بندر کی طرح کر دی جائی گے، اور ایک گروہ کی خنزیر کی طرح، اور ایک گروہ کو زمین میں دھنسایا جائے

---

[1] ج ۱ ص ۳۰۵، دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد -الدكن، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة رقم الحديث ۴۰۱۰، كتاب الفتن، باب العقوبات، شعب الايمان رقم الحديث ۵۲۲۷، مصنف ابنِ ابى شيبة رقم الحديث ۲۴۲۲۷، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۳۳۴۲، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۶۷۵۸.

قال المناوى: (ه حب طب هب عنه) أى عن أبى مالك الأشعرى قال ابن القيم :إسناده صحيح (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۷۰۶)

وقال الالبانى: قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات غير مالك هذا فإنه لا يعرف إلا برواية حاتم عنه فهو مجهول ولذلك قال الحافظ فيه " :مقبول "أى عند المتابعة (تحريم آلات الطرب للألبانى، ص ۴۵)

[2] رقم الحديث ۶، ص ۲۸، مكتبة ابن تيمية، القاهرة -مصر.

كنز العمال جلد ۱۵، صفحه ۲۲۳، عن ابن ابى الدنيا فى ذم الملاهى وابو الشيخ فى الفتن.

عن على بن أبى طالب -رضى الله عنه -عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إذا شربت الخمور ولبست الحرير واتخذت القينات والمعازف ولعن آخر هذه الأمة أولها، فليرتقبوا عند ذلك ريحاً صفراء أو خسفاً أو مسخاً (الترغيب والترهيب لقوام السنة، رقم الحديث ۱۲۴۴)

گا، اور ایک گروہ پر نامبارک آندھی بھیجی جائے گی، اور یہ (سب کچھ) اس وجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ شرابیں پئیں گے، اور ریشم پہنیں گے، اور گانے بجانے والی عورتیں (اور چیزیں) رکھیں گے، اور طبلے ڈھول بجائیں گے (ابن ابی دنیا)

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَقَذْفٌ، قِيْلَ وَمَتٰى ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ اِذَا ظَهَرَ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ وَاسْتَحَلَّتِ الْخُمُوْرَ (مسند عبد بن حميد) [1]

ترجمہ: اس امت میں دھنسائے جانے اور صورتیں مسخ کیے جانے اور پتھر برسائے جانے کا عذاب ہوگا، سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب گانے بجانے والی عورتوں اور گانے بجانے کے آلات (موسیقی) کی کثرت ہو جائے گی، اور شرابوں کو حلال سمجھا جانے لگے گا (مسند حمید)

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

يَبِيْتُ قَوْمٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُوْنَ قَدْ مُسِخُوْا خَنَازِيْرَ، وَلَيُخْسَفَنَّ بِقَبَائِلَ فِيْهَا وَفِيْ دُوْرٍ فِيْهَا، حَتّٰى يُصْبِحُوْا فَيَقُوْلُوْا خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِبَنِيْ فُلَانٍ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ بَنِيْ فُلَانٍ، وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمْ حَصْبَاءُ حِجَارَةٌ كَمَا اُرْسِلَتْ عَلٰى قَوْمِ لُوْطٍ، وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ فَتَنْسِفُهُمْ كَمَا نَسَفَتْ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ، وَاَكْلِهِمُ الرِّبَا، وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيْرَ، وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ، وَقَطِيْعَتِهِمُ الرَّحِمَ قَالَ وَذَكَرَ خَصْلَةً اُخْرٰى

---

[1] جلد ۲ صفحہ ۳۸، رقم الحديث ۴۵۴. ومسند الرؤيانی، رقم الحديث ۱۰۲۶.

فَنَسِيْتُهَا (مستدرک حاکم) [۱]

ترجمہ: میری امت میں سے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو (گانے بجانے کے مشغلہ) پر رات گزاریں گے، پھر صبح ہونے پر مسخ کرکے خنزیر بنادیے جائیں گے، اور کچھ قبیلوں اور گھرانوں کو ان کے گھروں سمیت زمین میں دھنسا دیا جائے گا، جب لوگ صبح کریں گے، تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو فلاں قبیلہ کو، فلاں گھرانے کو، زمین میں دھنسا دیا، اور ان پر کنکریاں اور پتھر پھینکے جائیں گے، جیسا کہ قومِ لوط پر پھینکے گئے، اور ان پر تیز وتند طوفان بھیجا جائے گا، جو ان کو تہس نہس کردے گا، جس طرح پہلے لوگوں کو کیا گیا تھا، ان کے شراب پینے کی وجہ سے اور سود کھانے کی وجہ سے اور ریشم پہننے کی وجہ سے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) اختیار کرنے کی وجہ سے، اور ان کے قطع رحمی کرنے کی وجہ سے، اور اس کے علاوہ بھی ایک خصلت ذکر کی، جو مجھے یاد نہیں رہی (حاکم)

اس طرح کی احادیث اور سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۸۵۷۲ كتاب الفتن والملاحم، دار الكتب العلمية -بيروت؛ مسند ابوداؤد الطيالسی، رقم الحديث ۱۲۲۰.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم لجعفر، فاما فرقد فانهما لم يخرجاه.

وقال الذهبی فی التلخيص: صحيح.

[۲] عن أبی سعيد، رفعه إلى النبی صلى الله عليه وسلم قال: يكون فی هذه الأمة خسف، وقذف، ومسخ، فی متخذی القينات، ولابسی الحرير، وشاربی الخمور لم يرو هذا الحديث عن زياد الجصاص إلا محمد بن خالد الوهبی، تفرد به: محمد بن صدقة " (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۰۵)

عن أبی سعيد الخدری عن النبی صلى الله عليه وآله وسلم قال: يكون فی هذه الأمة خسف ومسخ وقذف فی متخذی القيان وشاربی الخمر ولابسی الحرير لم يروه عن زياد الجصاص إلا محمد بن خالد (المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۹۷۳)

عن أنس بن مالک، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا صنعت أمتی خمسا فعليهم الدمار، إذا ظهر فيهم التلاعن، وشرب الخمور ولبسوا الحرير واتخذوا القينات، واكتفى الرجال بالرجال، والنساء بالنساء (مسند الشاميين للطبرانی، رقم الحديث ۵۱۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اس سلسلہ کی بعض احادیث کی سندوں میں اگرچہ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن تمام احادیث مل کر مجموعی طور پر قوت وصحت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ [1]

گانا، دل میں نفاق کو اُگاتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً روایت ہے کہ:

اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ (ابوداؤد مرفوعاً) [2]

ترجمہ: گانا بجانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے (ابوداؤد)

اگر اس حدیث کو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد قرار دیا جائے، تب بھی یہ مرفوع حدیث (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد) کا درجہ رکھتا ہے۔ [3]

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی بسندِ ضعیف اسی طرح کی حدیث کچھ اضافے کے ساتھ مروی ہے۔ [4]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن عبد الرحمن بن سابط، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :إنه كائن قذف ومسخ وخسف ,قيل :ويشهدون أن لا إله إلا الله؟ قال :نعم ,إذا ظهر فيهم القينات والمعازف والحرير والخمر(السنن الواردة فى الفتن للدانى، رقم الحديث ۳۳۹)

[1] فلا يشك حينئذ حديثى أن الحديث يرتقى بمجموع ذلك إلى مرتبة الصحيح، ولاسيما وله شاهد من حديث أبى مالك الأشعرى سبق تخريجه برقم(۹۰ و ۹۱)وأما الشطر الأول منه فقد صح من حديث عبد الله بن عمرو، خرجته فى "الروض النضير(۱۰۰۴) "وله شواهد أخرى تقدم ذكرها برقم (۱۷۸۷)(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۲۰۳)

[2] رقم الحديث ۴۹۲۷،كتاب الادب ،باب كراهية الغناء والزمر،المكتبة العصرية، صيدا - بيروت، شعب الايمان، رقم الحديث ۴۷۴۴؛ تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزى، رقم الحديث ۶۸۷، موقوفاً.

[3] قال العراقى :رفعه غير صحيح لأن فى إسناده من لم يسم وفيه إشارة إلى أن وقفه على إبن مسعود صحيح وهو فى حكم المرفوع إذ مثله لا يقال من قبل الراى (روح المعانى، سورة الحج، جزء۲، صفحه ۲۸)

[4] عن أبى الزبير، عن جابر بن عبد الله قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :الغناء ينبت النفاق فى القلب، كما ينبت الماء الزرع "(شعب الإيمان، رقم الحديث ۴۷۴۶)

نفاق اُگانے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اور باطن میں بگاڑ اور فساد پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت عائشہ کا جھوم کر گانے والے کو شیطان قرار دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک تقریب کے حوالے سے یہ قصہ مذکور ہے:

فَمَرَّتْ عَائِشَةُ فِي الْبَيْتِ فَرَأَتْهُ يَتَغَنّٰى وَيُحَرِّكُ رَأْسَهُ طَرَبًا وَكَانَ ذَاشَعْرٍ كَثِيرٍ . فَقَالَتْ: أُفٍّ شَيْطَانٌ أَخْرِجُوْهُ أَخْرِجُوْهُ (الادب المفرد للبخاری) [۱]

ترجمہ: پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس گھر سے گزر ہوا، تو اس آدمی کو دیکھا کہ وہ گانا گا رہا ہے، اور اپنے سر کو مستی کے ساتھ حرکت دے رہا ہے، اور اس کے بہت زیادہ بال تھے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اُف، یہ شیطان ہے، اسے باہر نکالو، اسے باہر نکالو (ادب المفرد)

آج کل بھی گانے والے اور قوال مستی سے سر ہلا کر اور جھوم جھوم کر گاتے ہیں، اور بال بھی بڑے بڑے رکھتے ہیں، اور ایسے شخص کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شیطان قرار دے کر گھر سے باہر نکالنے کا حکم فرمایا۔

شہوت والے اشعار زبان کا زنا ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ

---

[۱] رقم الحديث ۱۲۴۷ ص ۴۰۸، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض.

قال الالبانی:

قلت: و إسناده محتمل للتحسين ، رجاله ثقات ، غير أم علقمة هذه و اسمها مرجانة وثقها العجلي و ابن حبان ، و روى عنها ثقتان (السلسلة الصحيحة للالبانی، تحت حديث رقم ۷۲۲)

مِنَ الزِّنَا، أَدْرَکَ ذٰلِکَ لاَ مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِکَ كُلَّهٗ وَيُكَذِّبُهٗ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے ابنِ آدم پر اس کے زنا کے حصہ کو لکھ دیا ہے، جس کو وہ ہر حال میں پائے گا (یعنی لامحالہ اس کا ارتکاب کرے گا) پس آنکھ کا زنا (شہوت کے ساتھ ناجائز چیز کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا (شہوت پرستی کی بات کا) بولنا ہے، اور نفس کا زنا تمنا اور شہوت کرنا ہے، اور شرم گاہ ان سب کی تصدیق کرتی ہے اور تکذیب کرتی ہے (بخاری)

جب زبان سے شہوت کی بات کو زبان کا زنا قرار دیا گیا ہے، تو اشعار اور گانے میں ایسے مضامین اور ایسا انداز جو زبان کی شہوت پر مشتمل ہو، جیسا کہ عام طور سے شعر وشاعری اور گانے میں ہوتا ہے، یہ زبان کے زنا میں داخل ہونے کی وجہ سے بھی گناہ ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ قرآن وسنت میں اور بطورِ خاص قولی احادیث میں شعر وشاعری اور غناء کو پسند نہیں کیا گیا، اور شعر وشاعری کی مخصوص شرائط کے ساتھ ہی اجازت دی گئی ہے۔

اور آج کل عام طور پر شعر وشاعری اور گانے کی دنیا میں شرعی اُصول اور قواعد کی پابندیاں عام طور پر ملحوظ نہیں ہیں، اور قدم قدم پر بے اعتدالیاں، مفاسد ومنکَرات پائے جاتے ہیں، مثلاً:

(۱)......بعض اشعار کا کفریہ وشرکیہ مضامین پر مشتمل ہونا، جو کہ سراسر ناجائز ہیں۔

(۲)......بعض اشعار کا جھوٹ اور غلط بیانی کے گناہ پر مشتمل ہونا، جن کے ناجائز ہونے میں شبہ نہیں۔

(۳)......بعض اشعار کا فحش گوئی وبدکلامی کے گناہ پر مشتمل ہونا، ان کا گناہ ہونا بھی واضح ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۶۲۴۳، كتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج.

(۴)......بعض اشعار کے مضامین یا ان کے انداز کا زبان کے زنا پر مشتمل ہونا، جس کو حدیث میں گناہ قرار دیا گیا ہے۔

(۵)......بعض اشعار کا نامحرَم عورت کی پرکشش آواز پر مشتمل ہونا (مثلاً مروجہ موسیقی وغناء) جس کی قرآن مجید میں ممانعت آئی ہے۔

(۶)......بعض اشعار کا دوسرے کی بے جا تعریف و مدح سرائی پر مشتمل ہونا، جس کی احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

(۷)......بعض اشعار کا عیب گوئی، غیبت اور دوسرے کی تحقیر پر مشتمل ہونا، جو کہ قرآن وسنت کی رُو سے سب گناہ ہیں۔

(۸)......بعض اشعار کے پڑھنے میں موسیقی یا ممنوع غناء کا شامل ہونا، جس کی کئی احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

(۹)......شعر سازی میں بے جا تکلف وتصنع وغیرہ کا ارتکاب ہونا، جس کو احادیث میں ناپسند کیا گیا ہے۔

اور اس قسم کے منکرات ومفاسد پر مشتمل شعروشاعری اور گانا شرعاً ناجائز اور ناپسندیدہ ہے۔ [1]

---

[1] البتہ بعض فعلی احادیث وروایات میں بعض اشعار اور ان کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کا ذکر پایا جاتا ہے، جو کہ ظاہر ہے کہ ہر قسم کے مفاسد ومنکرات سے پاک ہو کر ہے، اور اس خوش آوازی کے ساتھ جائز مضامین پر مشتمل، موسیقی کے بغیر اشعار کے پڑھنے کو غناء سے تعبیر کر دیا گیا ہے، جس پر موجود عام شعراء کے شعروں اور گانوں کو قیاس کرنا درست نہیں۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ :لَا بَأْسَ بِالشِّعْرِ وَالْحُدَاءِ وَالْغِنَاءِ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَحْشَاءُ (مستخرج ابی عوانة، رقم الحديث ۳۹۱۸)

وكان الشعر الذى تغنيان به فى وصف الشجاعة والحرب، وهو إذا صرف إلى جهاد الكفار كان معونة فى أمر الدين، فأما الغناء بذكر الفواحش والابتهار للحرم، فهو المحظور من الغناء ، حاشاه أن يجرى بحضرته شىء من ذلك فيرضاه، أو يترك النكير لهُ، وكل من جهر بشىء بصوته وصرح به فقد غنى به .قالَ :وقول عائشة:ليستا بمغنيتين، إنما بينت ذلك؛ لأن المغنية التى اتخذت الغناء صناعة وعادة، وذلك لا يليق بحضرته، فأما الترنم بالبيت والتطريب للصوت إذا لم يكن فيهِ فحش، فهوَ غير محظور ولا قادح فى الشهادة (فتح البارى لابن رجب، ج۸، ص ۴۳۲ وص ۴۳۳، ابواب العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام)

قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ شریعت میں جہاں ایک طرف شعروشاعری اور گانے کو ناپسند کیا گیا ہے، تو اس کے مقابلہ میں اس کا عمدہ ترین بدل قرآن مجید کی شکل میں پیش کیا گیا ہے، جو ہر طرح کے تکلفات وتصنعات اور تخیلات اور جھوٹ وغیرہ سے پاک ہے، اور اس کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا بھی باعثِ فضیلت ہے۔

لہٰذا قرآن مجید بیک وقت شعروشاعری اور غناء کا عمدہ ترین متبادل ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّــهُ سَـمِـعَ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهٖ (مسلم) [1]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کسی چیز کو اس طرح کان لگا کر (یعنی توجہ کے ساتھ) نہیں سنتا جتنا خوش آواز نبی کے بآوازِ بلند قرآن پڑھنے کو سنتا ہے (مسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو خوش آوازی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں (بخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۷۹۲ "۲۳۳"كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۱۴۷۳.

[2] رقم الحديث ۷۵۲۷، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: وأسروا قولكم أو اجهروا به، إنه عليم بذات الصدور، ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: زَیِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِکُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کیا کرو، کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو زیادہ کرتی ہے (حاکم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: إِنَّ حُسْنَ الصَّوْتِ تَزْیِیْنٌ لِلْقُرْآنِ (مسند البزار) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ فرمان سُنا کہ بے شک اچھی آواز قرآن کی زینت ہے (بزار)

قرآن مجید کو تجوید کے قواعد کی رعایت کے ساتھ ساتھ خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا قرآن مجید کے حُسن وتزیین کا باعث ہے، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، اوراس طرح قرآن مجید کی تلاوت اور اُس کی سماعت دِلوں میں زیادہ اَثر کرنے اور ایمان کی زیادتی اور قرآن مجید کے مضامین ومعانی میں تدبُّر اور غور وفکر کرنے کا ذریعہ ہے۔

مگر قرآن مجید میں خوش آوازی اُسی وقت تک مطلوب اور محمود و پسندیدہ ہے، جب تک اس کو اللہ کا کلام سمجھ کر پڑھا جائے، اوراس میں موسیقی اور گانے کے طرز وطریقہ سے بچا جائے۔
(کذا فی: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت رقم الحدیث ۴۵۷۷)

اسی وجہ سے کئی احادیث میں قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے کی تفسیر اللہ کی خشیت وڈر سے کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۲۱۲۵، ج۱ ص۷۶۸، کتاب فضائل القرآن.

[2] رقم الحدیث ۱۵۵۳، ج۴ ص۳۵۳، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ؛ مختصر قیام اللیل لمحمد بن نصر المروزی، رقم الحدیث ۱۵۱.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِـالْقُـرْآنِ، اَلَّذِیْ إِذَا سَمِعْتُمُوْهُ يَقْرَأُ، حَسِبْتُمُوْهُ يَخْشَى اللّٰهَ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے قرآن مجید کو زیادہ اچھی آواز (سے پڑھنے) والا وہ شخص ہے کہ جب تم اُس کو قرائت کرتے ہوئے سُنو تو تم یہ سمجھو کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے (ابنِ ماجہ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْسَنُ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْآنِ؟ قَالَ: مَنْ إِذَا سَمِعْتَ قِرَاءَ تَـهُ رَأَيْتَ أَنَّـهُ يَخْشَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (المعجم الأوسط للطبرانی) [2]

ترجمہ: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قرآن مجید کے ساتھ زیادہ اچھی آواز (سے پڑھنے) والا کون شخص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہے کہ جس کی قرائت کو آپ سُنیں تو آپ یہ سمجھیں کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے (طبرانی)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ١٣٣٩، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب فی حسن الصوت بالقرآن.

[2] رقم الحديث ٢٠٧٤، ج٢ص ٣١١، باب الالف؛ مسند الرويانی، رقم الحديث ١٤٠٤، تاريخ أصبهان، ج ١، ص ٣٥٦.

قال الهيثمي: رواه الطبرانی فی الأوسط، وفيه حميد بن حماد بن خوار، وثقه ابن حبان، وقال: ربما أخطأ، وبقية رجال البزار رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٦٩٧، باب أی الناس أحسن قراءة)

وقال ابن حجر: هذا حديث حسن (نتائج الأفكار فی تخريج أحاديث الأذكار، ج٣، ص ٢٢٠)

[3] عن طاووس، عن ابن عباس، قال: سئل النبی صلى الله عليه وسلم من أحسن الناس قراءة؟ قال ": من إذا قرأ رأيت أنه يخشى الله عز وجل (شعب الإيمان، رقم الحديث ١٩٥٨)

عن طاووس، عن ابن عباس رضی الله تعالى عنه، قال: سأل النبی صلى الله عليه وسلم ": من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جب تلاوت کرنے والا قرآن مجید کو اللہ کی کتاب سمجھ کر اچھی آواز کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اُس میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف ہوتا ہے، جو اُس کی آواز سے ظاہر ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ قرآن مجید کو دوسرے کلام اور بالخصوص موسیقی کے طرز سے پڑھنے سے اجتناب کرتا ہے؛ اس لئے قرآن مجید کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے میں جب اللہ تعالیٰ کی خشیت کے آثار ظاہر ہوں گے، تو اس کو اُس اچھی آواز سے پڑھنا قرار دیا جائے گا، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اور اسی وجہ سے ایسے انداز میں قرآن کی قرائت کرنے اور سننے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اور دل اللہ اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

(کذا فی: مرقاۃ المفاتیح، ج۴ص ۱۵۰۶، کتاب فضائل القرآن،فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۲۵۲)

اور اگر اللہ تعالیٰ کی خشیت سے محروم ہو کر اور اس سے بڑھ کر موسیقی اور گانے کی طرز پر یا دنیاوی مال ودولت اور قدر ومنزلت حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو پھر یہی تلاوت انسان کی ترقی کے بجائے تنزلی کا باعث ہو جاتی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحسن الناس قراء ة؟ قال :من إذا سمعته يقرأ رأيت أنه يخشى الله(حلية الأولياء، للأصبهانى، ج۲،ص۷۷)

ورواه الضياء فى "المختارة(۲/۱۳/۶۳) "من طريق سفيان عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس مثل لفظ الترجمة .ورجاله ثقات .فهو صحيح الإسناد إن كان ابن جريج سمعه من عطاء .وهو مما يرجح اللفظ الذى صححته من جهة(سلسلة الأحاديث الصحيحة، ج۴،ص ۱۱۲)

عن الزهرى قال :بلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :إن من أحسن الناس صوتا بالقرآن، الذى إذا سمعته يقرأ، رأيت أنه يخشى الله عز وجل(الزهد والرقائق لابن المبارك، رقم الحديث ۱۱۴)

عن طاووس ، قال :سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم :أى الناس أحسن قراء ة ؟ قال :الذى إذا سمعته يقرأ رأيت أنه يخشى الله(مصنف ابن أبى شيبة،رقم الحديث۸۸۳۴،فى حسن الصوت بالقرآن)

قال ابن حجر:وهو مرسل حسن السند(نتائج الأفكارفى تخريج أحاديث الأذكار، ج۳،ص ۲۲۰)

قرآن کی قرائت سے دنیا حاصل کرنے والوں کی مذمت

حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَارِءٍ يَقْرَأُ، ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهِ، فَإِنَّهُ سَيَجِيْءُ أَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک قاری کے پاس سے گزرے جو قرائت کر رہا تھا، پھر اُس نے لوگوں سے مانگنا شروع کیا، تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا، اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے قرآن پڑھا، اُسے چاہیے کہ قرآن کے ذریعے اللہ سے سوال کرے، کیونکہ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو پڑھ کر اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کریں گے (مسند احمد)

اس قسم کا مضمون اور احادیث میں بھی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِقْرَءُوْا الْقُرْآنَ، وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ، وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ، وَلَا تَأْكُلُوْا بِهٖ، وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهٖ (مسند أحمد، رقم الحديث ١٥٥٢٩) [2]

---

[1] رقم الحديث ٢٩١٧، ابواب فضائل القرآن، مسند احمد، رقم الحديث ١٩٨٨٥.
قال الترمذی. هذا حديث حسن ليس إسناده بذاك.
وفی حاشية مسند احمد: حسن لغيره.

[2] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد قوی، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير أبی راشد الحُبرانی، فقد روی له البخاری فی "الأدب المفرد"، وأبو داود، والترمذی، وابن ماجه، وروی عنه جمع، ووثقه العجلی، وابن حبان، والحافظ ابن حجر فی "التقريب".

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم قرآن کی قرائت کرو، اور اُس میں غلو نہ کرو، اور اس کی تلاوت سے غفلت اختیار نہ کرو، اور اُس کے ذریعے سے نہ کھاؤ، اور نہ اُس کے ذریعے سے مال بناؤ (مسند احمد)

حضرت ولید بن قیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ (فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ) فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ سَنَةً أَضَاعُوْا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوْا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا، ثُمَّ يَكُوْنُ خَلْفٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يَعْدُوْ تَرَاقِيَهُمْ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةٌ مُؤْمِنٌ وَمُنَافِقٌ وَفَاجِرٌ قَالَ بَشِيْرٌ: فَقُلْتُ لِلْوَلِيْدِ: مَا هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ؟ فَقَالَ: اَلْمُنَافِقُ كَافِرٌ، وَالْفَاجِرُ يَتَأَكَّلُ بِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ يُؤْمِنُ بِهٖ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے (سورہ مریم کی یہ) آیت تلاوت فرمائی کہ "**فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ**" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے بُرے پیروکار آئیں گے، کہ جو نماز کو ضائع کریں گے، اور اپنی خواہشوں کی اتباع کریں گے، سو یہ لوگ عنقریب شر (وہلاکت) میں مبتلا ہوں گے، پھر اس کے بعد ایسے بُرے پیروکار لوگ آئیں گے، جو قرآن کو پڑھیں گے، جو ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا، اور قرآن کو

---

[1] رقم الحديث ٣٤١٦، كتاب التفسير، تفسير سورة مريم، ج٢ص٤٠٦، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ١١٣٤٠ .

قال الحاكم: هذا حديث صحيح رواته حجازيون وشاميون أثبات ولم يخرجاه .

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

تین قسم کے لوگ پڑھتے ہیں، ایک مومن، دوسرے کافر، تیسرا فاجر۔

بشیر (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے ولید (راوی) سے عرض کیا کہ یہ تین قسم کے لوگ کون سے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ منافق تو کافر ہے (کہ اس کا دل سے قرآن پر ایمان نہیں ہوتا، اگرچہ وہ زبان سے الفاظ تلاوت کرے) اور فاجر قرآن کے ذریعہ سے کھاتا ہے، اور مومن اس پر ایمان لاتا ہے (حاکم)

حضرت ایاس بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إِنَّكَ إِنْ بَقِيتَ سَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ: فَصِنْفٌ لِلّٰهِ، وَصِنْفٌ لِلْجِدَالِ، وَصِنْفٌ لِلدُّنْيَا، وَمَنْ طَلَبَ بِهٖ أَدْرَكَ (سنن الدارمی) [1]

ترجمہ: بے شک آپ اگر زندہ رہے، تو عنقریب (آپ دیکھیں گے کہ) تین قسم کے لوگ قرآن کی قرائت کریں گے، ایک قسم کے لوگ تو اللہ کے لئے، اور دوسری قسم کے لوگ جھگڑا (بحث مباحثہ) کرنے کے لئے، اور تیسری قسم کے لوگ دنیا کے لئے، اور جو اس کے ذریعہ سے (دنیا کو) طلب کرے گا، تو اسے حاصل ہوجائے گی (لیکن وہ ثواب سے محروم ہوگا) (دارمی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَنَحْنُ نَقْتَرِءُ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، كِتَابُ اللّٰهِ وَاحِدٌ، وَفِيْكُمُ الْأَبْيَضُ وَفِيْكُمُ الْأَسْوَدُ، اِقْرَأُوْهُ قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَهُ أَقْوَامٌ يُقَوِّمُوْنَهُ، كَمَا يُقَوَّمُ السَّهْمُ، يَتَعَجَّلُ أَحَدُهُمْ أَجْرَهُ، وَلَا يَتَأَجَّلُهُ (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۳۷۲، كتاب فضائل القرآن، باب فضل من قرأ القرآن.
قال حسين سليم :إسناده صحيح(تعليق سنن دارمی)

[2] رقم الحديث ۶۰۲۴، ج۶ ص۲۰۷، ابنِ حبان، رقم الحديث ۷۶۰.
فی حاشية ابنِ حبان: حديث صحيح.

ترجمہ: ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور ہم (اس وقت قرآن مجید کی) قرائت کررہے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ "الحمد للہ" کتابُ اللہ ایک ہے، اور تم میں سفید بھی ہیں اور کالے بھی ہیں، تم اس (اللہ کی کتاب) کی قرائت کرو! اس سے پہلے کہ قرآن کی ایسے لوگ قرائت کریں، جو اسے اس طرح سیدھا کردیں، جس طرح تیر سیدھا ہوتا ہے، اُن میں سے ہر ایک اس کا بدلہ جلدی حاصل کرنا چاہے گا، اور (بدلہ میں) دیر نہ (برداشت) کرے گا (طبرانی، ابنِ حبان)

اور اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں آیا ہے کہ قرآن مجید اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ (ترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی جن کی عمریں کم ہوں گی بے عقل ہوں گے قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ بظاہر نیکی اور خیر والی بات کہیں گے لیکن دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو زبان سے تو خوش الحانی کے ساتھ پڑھیں گے، اور خوش کن باتیں کریں گے، مگر دل میں اس کا اثر اور حقیقت نہیں ہوگی۔

---

[1] رقم الحديث ۲۱۸۸، ابواب الفتن، باب فی صفة المارقة.
قال الترمذی: وفی الباب عن علی، وأبی سعيد، وأبی ذر وهذا حديث حسن صحيح .

قرآن مجید کی قراءت وتلاوت کو سننے کا حکم

جس طرح اخلاص کے ساتھ قرآن مجید کی قرائت وتلاوت اور اس کو عمدہ طریقہ سے قرائت وتلاوت کرنا باعثِ فضیلت ہے، اسی طرح اخلاص کے ساتھ قرآن مجید کی سماعت بھی باعثِ فضیلت ورحمت ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورة الاعراف، رقم الآية ۲۰۴)

ترجمہ: اور جب قرآن کی قرائت کی جائے تو تم اُس کو سُنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے (سورہ اعراف)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی قرائت کو سننے اور اس کی قرائت کے وقت خاموش رہنے کا حکم ہے، اور اس پر عمل کرنا رحمت کا باعث ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ، يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِيْنَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ، لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ (مسلم) [1]

ترجمہ: اور جو شخص کسی راستے پر چلا، جس میں وہ علم کو تلاش کررہا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ذریعہ سے جنت کی طرف کے راستے کو آسان بنادیتے

---

[1] رقم الحدیث ۲۶۹۹ ''۳۸'' کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر.

ہیں، اور جو قوم بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتابُ اللہ کی تلاوت اور باہم درس وتدریس کرتی ہے، توان لوگوں پر سکینہ نازل ہوتا ہے، اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، اور ان کا ذکر، اللہ تعالیٰ اپنے پاس کی مخلوق (یعنی فرشتوں) میں کرتے ہیں، اور جس کا عمل سست ہو، تو اس کو اس کا نسب آگے نہیں بڑھاتا (یعنی عمل خراب ہونے کی صورت میں حسب ونسب اور خاندان کا اچھا ہونا انسان کی نجات کا سامان نہیں کرتا) (مسلم)

اس طرح کی اور بھی روایات ہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسُوْا كَانَ حَدِيْثُهُمْ يَعْنِي الْفِقْهَ - إِلَّا أَنْ يَّقْرَأَ رَجُلٌ سُوْرَةً أَوْ يَأْمُرَ رَجُلًا بِقِرَاءَ ةِ سُوْرَةٍ

(مستدرک حاکم)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام جب کوئی مجلس قائم فرماتے تھے، تو اُن کی فقہ کے متعلق گفتگو ہوتی تھی، مگر یہ کہ کوئی ایک آدمی (قرآن مجید کی) کوئی سورت قرأت کرتا (اور دوسرے قرأت کو سنتے) یا کسی آدمی کو کسی سورت کی قرأت کا حکم فرماتے (تا کہ دوسرے سنیں) (حاکم، بیہقی)

مذکورہ آیت اور احادیث وروایات سے قرآن مجید کی تلاوت وقراءت کو سُننے کا حکم اور فضیلت معلوم ہوئی۔

---

[1] رقم الحدیث ۲۹۴، کتاب العلم، واللفظ لہٗ، المدخل إلی السنن الکبری للبیھقی، رقم الحدیث ۳۲۳.

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم، ولم یخرجاہ ولہ شاھد موقوف عن أبی سعید .

وقال الذھبی فی التلخیص :علی شرط مسلم.

قرآن کو موسیقی اور گانے کے طرز پر پڑھنے و سُننے کی ممانعت

حضرت عابس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَتَخَوَّفُ عَلٰی أُمَّتِہٖ سِتَّ خِصَالٍ: إِمْرَۃُ الصِّبْیَانِ، وَکَثْرَۃُ الشُّرَطِ، وَالرِّشْوَۃُ فِی الْحُکْمِ، وَقَطِیْعَۃُ الرَّحِمِ، واسْتِخْفَافُ بِالدَّمِ، وَنَشْوٌ یَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِیْرَ یُقَدِّمُوْنَ الرَّجُلَ لَیْسَ بِأَفْقَہِھِمْ وَلَا أَفْضَلِھِمْ یُغَنِّیْھِمْ غِنَاءً (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ اپنی امت پر چھ چیزوں کا خوف فرمارہے تھے، بچوں کی حکومت سے، اور پولیس کی کثرت سے، اور فیصلوں میں رشوت سے، اور قطع رحمی سے، اور خون (بہانے) کو ہلکا سمجھنے سے، اور ایسی (نوخیز) نسل سے جو قرآن کو گانا بنائیں گے، اپنے میں سے ایک ایسے آدمی کو آگے بڑھائیں گے جو اُن میں دین کی زیادہ سمجھ رکھنے والا اور افضل نہیں ہوگا (وہ اُسے صرف اس لیے آگے کریں گے کہ) وہ (قرآن کو) اُن کے سامنے گا گا کر سنائے گا (طبرانی، مسند احمد)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحدیث ۶۲، ج۱۸ ص۳۷، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۰۴۰.
فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث صحیح.

[2] عن شداد أبی عمار الشامی، قال :قال عوف بن مالک :یا طاعون خذنی إلیک قال :فقالوا :ألیس قد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول " :ما عمر المسلم کان خیرا لہ ؟ "قال :بلی ولکنی أخاف ستا إمارۃ السفہاء ، وبیع الحکم، وکثرۃ الشرط، وقطیعۃ الرحم، ونشء ینشئون یتخذون القرآن مزامیر، وسفک الدم "(مسند أحمد، رقم الحدیث ۲۳۹۷۰)
فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن کو گانے اور موسیقی کی طرز پر پڑھیں گے، جس سے قرآن مجید کے حروف کی وضع بگڑ جائے گی، اور یہ لوگ دین کی سمجھ سے کورے ہوں گے، اور اسی وجہ سے اس انداز میں قرآن کو پڑھنے اور سننے سے شہوت میں بھی اُبھار پیدا ہوگا، دل میں اللہ کی خشیت اور خوف نہ ہوگا، جس کو اچھی آواز سے قرآن مجید پڑھنے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

آج کئی لوگ قرآن کو موسیقی کی طرز پر پڑھتے ہیں، جبکہ بہت سے لوگ حمدِ باری تعالیٰ اور نظم ونعت بھی اسی انداز میں پڑھتے ہیں، اور دوسرے لوگ انہیں اپنے سامنے کھڑا کر کے ذوق وشوق سے سُنتے ہیں، اور اسی وجہ سے اس انداز میں قرآن مجید پڑھنے اور سننے سے ایمان میں اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ نفسانی شہوت میں اضافہ ہوتا ہے (ملاحظہ ہو: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۳۱۲۰)

(۲۹)

فضول ولغو گوئی اور قیل وقال

قرآن وسنت میں جہاں ایک طرف زبان کے گناہوں کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، وہیں دوسری طرف زبان کو لغویات اور فضولیات سے بچانے کی بھی ترغیب دی گئی اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

اوراس میں شک نہیں کہ جو وقت فضول کلام اور گفتگو میں خرچ ہو، اس کے بجائے اس کو اچھے کلام میں صرف کرنا چاہئے، اور جو شخص فضولیات ولغویات میں مبتلا ہوتا ہے، اس کے گناہوں اور منکرات میں مبتلا ہونے کا غالب گمان ہوتا ہے۔

نیز احادیث میں یا تو خیر کی بات کہنے اور یا پھر خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ لغو اور فضول کلام خیر میں داخل نہیں۔

اس اعتبار سے فضول اور لغو کلام کو چھوڑ دینا خیر والے عمل میں داخل اور عافیت وسلامتی کا راستہ ہے، اور باعثِ اجر وثواب اور کئی فتنوں سے حفاظت کا باعث ہے۔

لغو باتوں سے اعراض کرنے والوں کی فضیلت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ .وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (سورة المومنون، رقم الآية ۱، ۲، ۳)

ترجمہ: کامیاب ہوگئے وہ مومنین جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں،

اور جو لغو چیزوں سے اعراض کرتے ہیں (سورہ مومنون)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (سورة القصص، رقم الآية ۵۵)

ترجمہ: اور جب یہ لوگ لغو بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں، اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں، تم پر سلام ہو، ہم جاہلوں کے پیچھے نہیں پڑتے (سورہ قصص)

لغو ایسے کام یا کلام کو کہا جاتا ہے کہ جس پر کوئی فائدہ مرتب نہ ہو۔

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے لغو چیزوں سے اعراض کرنے والوں کو کامیاب قرار دیا ہے، اور ان کی تعریف فرمائی ہے، جس سے لغو چیزوں اور لغو باتوں سے بچنے کی فضیلت معلوم ہوئی

(ملاحظہ ہو: التفسير المظهری، سورة المومنون، تحت رقم الآية ۳)

ذکر کی کثرت اور لغو سے پرہیز

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَيُقِلُّ اللَّغْوَ، وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ، وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ (سنن النسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ذکر کرتے تھے، اور لغو (ولایعنی بات) نہیں کرتے تھے، اور نماز لمبی پڑھتے تھے، اور خطبہ مختصر کرتے تھے (نسائی، ابن حبان)

---

[1] رقم الحديث ۱۴۱۴، كتاب الجمعة، باب ما يستحب من تقصير الخطبة، صحيح ابن حبان رقم الحديث ۶۴۲۳.
فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لغو اور فضول بات بالکل بھی نہیں کیا کرتے تھے، اور اگر کبھی کوئی بات ایسی کیا کرتے تھے جو بظاہر لغو معلوم ہوتی تھی تو وہ بھی حقیقت میں لغو نہیں ہوتی تھی، بلکہ اس میں دوسرے کی دلجوئی اور تفریحِ طبع پیشِ نظر ہوتی تھی۔ [1]

زبان کو ذکرُ اللہ سے تر رکھنا

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَـى الـنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيَّانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا : مَنْ خَيْرُ الرِّجَالِ يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ طَالَ عُمْرُهُ، وَحَسُـنَ عَـمَلُهُ، وَقَالَ الْآخَرُ : إِنَّ شَـرَائِـعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيْنَا، فَبَابٌ نَتَمَسَّكُ بِهِ جَامِعٌ؟ قَالَ : لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(مسند احمد) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو دیہاتی آئے، پس اُن میں سے ایک نے عرض کیا کہ اے محمد! لوگوں میں بہترین آدمی کون سا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جس کی عمر لمبی ہو، اور عمل اچھا ہو، اور دوسرے دیہاتی نے عرض کیا کہ اسلام کے شرعی احکام ہم پر بہت زیادہ ہیں، تو کون سی جامع چیز پر ہم مضبوطی سے عمل کریں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (مسند احمد، ترمذی)

---

[1] عربی میں تقلیل بعض اوقات نفی کے معنیٰ میں آتا ہے، یا تو یہ معنیٰ مراد ہیں، یا پھر صورتاً لغو مراد ہے، جس میں دوسرے کی دلجوئی وغیرہ شامل ہو، جو اپنی حقیقت کے اعتبار سے لغو میں شامل نہیں۔

(ماخوذ از: فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۷۱۴۲)

[2] رقم الحديث ۱۷۶۸۰، ترمذی، رقم الحديث ۳۳۷۵.

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

زبان کے ہر وقت ذکرُ اللہ میں مشغول رہنے کے بجائے جو یہ فرمایا کہ ”زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تَر رہے“ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ زبان کا ہر وقت عملی طور پر ذکر میں مشغول رہنا ضروری نہیں، البتہ اتنا کافی ہے کہ ذکر کی تَری ہر وقت باقی رہے، اور یہ کیفیت مختلف احوال واوقات اور اسباب کی مسنون دعاؤں میں مشغولی سے بھی حاصل ہو جاتی ہے، کہ ایک حالت سے دوسری حالت اور ایک وقت سے دوسرے وقت اور ایک سبب سے دوسرے سبب کی طرف منتقل ہونے کے وقت جو مسنون ذکر و دعاء کی جاتی ہے، اُس کی تَری اور اثر دوسری حالت اور دوسرے وقت تک باقی رہتا ہے، مثلاً سونے سے پہلے کے مسنون اذکار کی تَری جاگنے تک باقی رہتی ہے، پھر جاگنے پر حالت بدلتی ہے، تو اس وقت ذکر کر لیا جائے، تو ذکر کی تَری برقرار رہتی ہے۔

اسی طرح بیتُ الخلاء میں داخل ہونے کے وقت مسنون دعاء کی تَری نکلنے تک باقی رہتی ہے، پھر بیتُ الخلاء سے نکلنے پر مسنون دعاء پڑھ لی جائے، تو ذکر کی تَری برقرار رہتی ہے، اسی طرح دیگر اوقات اور احوال کی مسنون دعاؤں اور اذکار کا بھی معاملہ ہے۔

زبان کا ذاکر ہونا، افضل مال میں داخل ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُنْزِلَتْ (اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ فَقَالَ : بَعْضُ أَصْحَابِهٖ قَدْ نَزَلَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَا نَزَلَ، فَلَوْ أَنَّا عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ اِتَّخَذْنَاهُ فَقَالَ : أَفْضَلُهٗ لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً تُعِيْنُهٗ عَلٰى إِيْمَانِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۳۹۲) [1]

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حسن لغیره.

ترجمہ: جب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ ”جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں، اور اُن کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے“ (تو اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے)

حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، تو آپ کے بعض صحابہ نے کہا کہ سونے، چاندی کے بارے میں تو یہ حکم نازل ہو چکا ہے، تو اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ بہترین مال کون سا ہے؟ تو ہم اُسے لے لیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کا ذاکر اور دل کا شاکر اور زوجہ کا مؤمنہ ہونا جو مرد کے ایمان پر مددگار ثابت ہو، یہ افضل مال ہے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا ذاکر ہونا افضل مال میں داخل ہے۔

بعض احادیث میں لوگوں کے سونے چاندی کے خزانے جمع کرنے کے وقت سچی زبان کی دعاء کی تعلیم دی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا كَنَزَ النَّاسُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، فَاكْنِزُوْا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۱۱۴) [1]

ترجمہ: کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس وقت

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حدیث حسن بطرقه.

لوگ سونے چاندی کے خزانے جمع کررہے ہوں،توتم ان کلمات کا خزانہ جمع کرنا کہ اے اللہ! میں آپ سے (دین میں) ثابت قدمی،اور ہدایت پر استقامت کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا سوال کرتا ہوں،اور میں آپ کی بہترین عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں،اور میں آپ سے قلبِ سلیم (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے سچی زبان (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے جو کچھ (خیر کی باتیں) آپ جانتے ہیں ان کی خیر (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں،اور میں آپ سے جو کچھ (شر کی باتیں) آپ جانتے ہیں ان کے شر سے پناہ (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں، اور ان تمام گناہوں سے معافی مانگتا ہوں جو آپ کے علم میں ہیں، کیونکہ آپ ہی علّام الغیوب ہیں (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جب لوگ مال جمع کرنے میں لگے ہوئے ہوں،اس وقت زبان کا سچا ہونا مال سے بہتر چیز ہے۔

ذکرُ اللہ کے علاوہ ہر بات لغو ہے سوائے چند خصلتوں کے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ لَغْوٌ وَلَهْوٌ إِلَّا أَرْبَعَةَ خِصَالٍ: مَشْيٌ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، وَتَأْدِيبُهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ، وَتَعْلِيمُ السَّبَّاحَةِ (السنن الكبرىٰ للنسائی) [1]

---

[1] رقم الحديث ٨٨٩١، كتاب عشرة النساء، باب ملاعبة الرجل زوجته، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ١٧٨٥.

رواه الطبرانی فی الكبير بإسناد جيد. الغرض بفتح الغين المعجمة والراء بعدهما ضاد معجمة هو ما يقصده الرماة بالإصابة(الترغيب و الترهيب، ج٢، ص١٨٠، كتاب الجهاد الترغيب فی الرباط فی سبيل الله عز وجل)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جس کا تعلق اللہ کے ذکر اور یاد سے نہ ہو تو وہ لغو اور لہو ہے، سوائے چار خصلتوں کے۔ ایک تو تیراندازی کے درمیان چلنا، دوسرے اپنے گھوڑے کو تربیت دینا، تیسرے اپنے گھر والوں کے ساتھ ملاعبت وکھیل کرنا، اور چوتھے تیرا کی کی تعلیم (نسائی)

جن چیزوں کو لغو ولہو سے خارج کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض چیزیں تو جہاد کی تیاری میں داخل ہیں (جیسا کہ تیراندازی اور گھوڑے کی تربیت) اور بعض چیزیں گناہ سے بچنے کا ذریعہ اور حقوق کی ادائیگی اور عبادت ہیں (جیسا کہ بیوی کے ساتھ ملاعبت وکھیل اور چھیڑ چھاڑ) اور بعض ضرورت وحادثہ کے وقت کارآمد اور صحت کے لئے مفید ہیں (جیسا کہ تیرا کی) اس لئے ان چیزوں کے علاوہ اگر کوئی اور چیز انہی مقاصد کے لئے اختیار کی جائے، اور گناہ پر مشتمل نہ ہو، اس کا بھی یہی حکم ہوگا، مثلاً ورزش، ہواخوری وغیرہ، جو عبادت میں خشوع وبشاشت اور تازگی پیدا کرنے کے لئے ہو۔

ایک نماز سے دوسری نماز تک لغو سے پرہیز کرنے کی فضیلت

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : صَلَاةٌ فِيْ إِثْرِ صَلَاةٍ، لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا، كِتَابٌ فِيْ عِلِّيِّيْنَ (سنن ابی داود) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز جس کے درمیان کوئی لغو بات شامل نہ ہو، وہ علیین (یعنی اعلیٰ درجہ کے نیک لوگوں) میں لکھی جاتی ہے (ابوداؤد)

---

[1] رقم الحدیث ۱۲۸۸، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الضحی.

اس سے معلوم ہوا کہ لغو سے پرہیز کرنا عبادت میں داخل ہے، اسی وجہ سے تو دونمازوں کے درمیان لغو سے پرہیز کرنے پر اتنی عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ. فیض القدیر، تحت رقم الحدیث ۵۱۰۳)

لغو سے پرہیز کر کے جمعہ پڑھنے والے کی فضیلت

حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ، فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ، أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا (ابن ماجه) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن (اپنی بیوی کو) غسل کرایا (یعنی صحبت کی، جس کی وجہ سے اس نے غسل کیا) اور خود بھی غسل کیا، اور جلدی (جمعہ کے لئے) چلا، اور پیدل چلا اور سوار نہیں ہوا، اور امام کے قریب بیٹھا، پھر اس نے توجہ سے (خطبہ) سنا، اور لغو حرکت نہیں کی تو اس کے ہر قدم پر ایک سال کے عمل کا اجر حاصل ہوتا ہے، ایک سال کے (دن میں) روزوں کا اور ایک سال کے (رات میں) قیام کرنے کا (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

یوں تو جمعہ کی نماز کی فضیلت ہی بہت عظیم ہے، پھر اس پر مذکورہ حدیث میں جو عظیم ثواب بیان کیا گیا ہے، یہ ثواب مذکورہ شرائط پائی جانے پر ہے، جس میں لغو سے پرہیز کرنا بھی داخل ہے، اور بیوی سے صحبت کی وجہ یہ ہے، تاکہ جمعہ کی نماز پڑھتے اور آتے جاتے وقت یکسوئی

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۸۷، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ما جاء فی الغسل یوم الجمعة، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۶۱۷۲.

فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحیح.

حاصل رہے، اور خشوع میں اضافہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيبِ امْرَأَتِهِ إِنْ كَانَ لَهَا، وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ، ثُمَّ لَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ، وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا، وَمَنْ لَغَا وَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اپنی بیوی کی خوشبو لگائی اگر اُس کی بیوی کے پاس ہو اور اپنے اچھے کپڑے پہنے، پھر (جمعہ کی نماز والی جگہ آ کر) لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگا، اور خطبہ کے وقت کوئی لغو حرکت نہیں کی، تو ان دونوں (جمعوں) کے درمیان کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جس نے لغو حرکت کی اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگا، تو اس کے لئے بوجھ بن جائے گا (ابوداؤد)

اس حدیث میں بھی لغو سے پرہیز کرنے کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے کی عظیم فضیلت بتلائی گئی ہے، اور لغو حرکت پر اس فضیلت سے محرومی کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ: أَنْصِتْ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ (مسلم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو، اور آپ اپنے ساتھ والے کو یہ کہیں کہ خاموش ہو جا، تو آپ نے لغو کلام کیا (مسلم)

امام کے خطبہ دینے کے وقت بات چیت کرنا منع ہے، اس لئے اس موقع پر بات کرنے والا تو

---

[1] رقم الحدیث ۳۴۷، کتاب الطھارۃ، باب فی الغسل یوم الجمعۃ.

[2] رقم الحدیث ۸۵۱ "۱۱" کتاب الجمعۃ، باب فی الإنصات یوم الجمعۃ فی الخطبۃ.

لغوبات کرنے والا ہے ہی، اس کو چُپ کرنے کا کہنے والا بھی لغوبات کرنے والا ہے۔

بہر حال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ لغو سے پرہیز کرنا بھی عبادت ہے۔

(ملاحظہ ہو: فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۸۰۱)

بسیار گوئی اور منہ پھٹ ہونے کی مذمت

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي فِي الْآخِرَةِ مَسَاوِئُكُمْ أَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ ، اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۷۳۲) [1]

ترجمہ: اور مجھے تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے، جن کے اخلاق برے ہوں، جو کہ بہت زیادہ بولنے والے، منہ پھٹ اور چرب لسان (اور تکلف گو) ہوں (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ: هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۸۸۲۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تم میں شریر ترین لوگ نہ بتادوں، پھر فرمایا کہ جو لوگ خوب بولنے والے (اور بسیار گو) ہوں، اور چرب لسان (اور تکلف گو) ہوں (مسند احمد)

اس سے ملتی جلتی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: حسن لغیرہ.

[2] فی حاشیۃ مسند احمد: حسن لغیرہ.

[3] أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن من أحبکم إلي وأقربکم مني مجلسا یوم القیامۃ أحاسنکم أخلاقا، وإن أبغضکم إلي وأبعدکم مني مجلسا یوم القیامۃ الثرثارون والمتشدقون والمتفیھقون، قالوا: یا رسول اللہ، قد علمنا الثرثارون والمتشدقون فما المتفیھقون؟ قال: المتکبرون: (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۰۱۸، باب ما جاء فی معالی الأخلاق)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زیادہ بولنا اور منہ پھٹ اور چرب لسان یعنی زبان سے تکلف اختیار کرنے والا ہونا، بُرے اخلاق میں داخل ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی خصلت وعادت سے سخت نفرت کا اظہار فرمایا ہے۔

اوراس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ کثرتِ گوئی یا بسیار گوئی یا زیادہ بولنے کی عادت کی وجہ سے زبان سے ہر طرح کی باتیں نکلتی اور سرزد ہوتی ہیں، جن میں کئی گناہ کی باتیں بھی شامل ہوتی ہیں، جس کا تجربہ ومشاہدہ بھی ہے کہ زیادہ بولنے کا عادی خواہ مرد ہو یا عورت، زبان کی آفات اور شرور سے بہت کم محفوظ رہتا ہے۔

(والتفصيل في: فيض القدير شرح الجامع الصغير،تحت حديث رقم ۴۸۶۱. مرقاة المفاتيح، ج۷ص ۳۰۱۹،كتاب الآداب،باب البيان والشعر. شرح السنة۔ للإمام البغوى،باب ذم البيان والتنطع)

کم گوئی ایمان کا اور کثرتِ گوئی نفاق کا شعبہ ہے

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اَلْحَيَاءُ وَالْعَيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيْمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ(سنن الترمذى) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء اور کم گوئی دونوں ایمان کے شعبے ہیں، اور بدگوئی اور کثرتِ گوئی دونوں نفاق کے شعبے ہیں (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ کم گوئی کا تعلق ایمان سے اور کثرتِ گوئی کا نفاق سے ہے۔

---

[1] رقم الحديث ۲۰۲۷،ابواب البر والصلة، باب ماجاء في العي.

قال الترمذى:هذا حديث حسن غريب إنما نعرفه من حديث أبي غسان محمد بن مطرف .والعي قلة الكلام، والبذاء :هو الفحش في الكلام، والبيان :هو كثرة الكلام مثل هؤلاء الخطباء الذين يخطبون فيوسعون في الكلام ويتفصحون فيه من مدح الناس فيما لا يرضى الله .

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه، وقد احتجا برواته عن آخرهم.

وقال الذهبى: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين.

اوراس کی بظاہر وجہ یہ ہے کہ زیادہ بولنے والے کا زبان کے ایسے گناہوں سے بچنا مشکل ہے کہ جو نفاق کی علامت ہیں، مثلاً دوغلہ پَن ، جھوٹ بولنا، وعدہ اور عہد معاہدہ کی خلاف ورزی، لڑائی جھگڑا وغیرہ، جبکہ کم گو ہونے کی وجہ سے اس قسم کی چیزوں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

کم گوئی اسلام کے حُسن میں سے ہے

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ، قِلَّةَ الْكَلَامِ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٧٣٢) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کے حسن میں سے لایعنی چیزوں میں کم کلام کرنا ہے (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ کم بولنا اسلام کے حُسن میں داخل ہے، یعنی اس سے مسلمان کے اسلام میں حُسن اور نکھار پیدا ہوتا ہے، اوراس کی وجہ سے آدمی بہت سے منافقانہ اور کفریہ اور فسقیہ یعنی گناہوں کی چیزوں سے بچ جاتا ہے۔

کثرتِ سوال اور قیل وقال کی برائی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا، مَنْ

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن لِشواهده.

[2] عن أبی هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه هذا حديث غريب لا نعرفه من حديث أبی سلمة، عن أبی هريرة، عن النبی صلى الله عليه وسلم إلا من هذا الوجه "(ترمذی، رقم الحديث ٢٣١٧)

سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ، فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں عظیم ترین جرم کے اعتبار سے وہ شخص ہے کہ جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو کہ حرام نہیں کی گئی تھی، پھر اس کے سوال کرنے کی وجہ سے اس کو حرام کردیا گیا (بخاری)

سوال کرنے کی وجہ سے حرام کئے جانے کی وضاحت اگلی حدیث کے ضمن میں آتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ، فَحُجُّوا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ، ثُمَّ قَالَ: ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ (مسلم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے، لہٰذا تم حج کرو، تو ایک آدمی نے کہا کہ کیا اے اللہ کے رسول! ہر سال؟ (حج فرض کردیا گیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، یہاں تک کہ اس نے تین مرتبہ یہی سوال دھرایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (اللہ کے حکم سے) ہر سال حج فرض ہوجاتا اور پھر تم کو اس (کو نبھانے) کی استطاعت (وقدرت) نہ ہوتی، پھر رسول اللہ صلی

---

۱ رقم الحديث ۷۲۸۹، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال وتكلف ما لا يعنيه ، مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۲۰ .

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

۲ رقم الحديث ۱۳۳۷ "۴۱۲" كتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر.

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز سے میں تم کو چھوڑ دوں (یعنی جس چیز کے بارے میں کوئی حکم نہ دوں) اس سے تم بھی مجھے چھوڑ دو (یعنی تم بھی ایسی چیزوں کے بارے میں سوالات نہ کرو) کیونکہ بس تم سے پہلے لوگ کثرت سے سوال کرنے اور نبیوں سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوچکے ہیں، پس جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں، تو اس پر اپنی استطاعت (وقدرت) کے مطابق عمل کرو، اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کردوں تو اسے چھوڑ دو (مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بلاوجہ کے سوالات، اچھی بات نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ ثَلَاثًا: قِیْلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَۃَ الْمَالِ، وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ (بخاری) [۱]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے، ایک قیل وقال (اور فضول بحث مباحثہ) کرنے کو، اور دوسرے مال ضائع کرنے کو، اور تیسرے کثرت سے سوال کرنے کو (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ یَرْضٰی لَکُمْ ثَلَاثًا، وَیَکْرَہُ لَکُمْ ثَلَاثًا، فَیَرْضٰی لَکُمْ: أَنْ تَعْبُدُوْہُ، وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَیَکْرَہُ لَکُمْ: قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَۃِ الْمَالِ (مسلم) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تم سے تین چیزوں سے راضی ہوتا ہے، اور تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے، پس تم سے اس سے راضی

---

[۱] رقم الحدیث ۱۴۷۷، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی: لا یسألون الناس إلحافا وکم الغنی.

[۲] رقم الحدیث ۱۷۱۵ "۱۰" کتاب الاقضیۃ، باب النھی عن کثرۃ المسائل من غیر حاجۃ، والنھی عن منع وھات، وھو الامتناع من أداء حق لزمہ، أو طلب ما لا یستحقہ.

ہوتا ہے کہ ایکؔ تو تم اس کی عبادت کرو، دوسرےؔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، اور تیسرےؔ یہ کہ اللہ کی رسی کو مل کر مضبوط پکڑلو، اور تفرقہ بازی نہ کرو، اور تم سے ان تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے، ایکؔ تو قیل و قال (یعنی فضول بحث ومباحثہ اور گپ شپ) کو، اور دوسرےؔ کثرت سے سوال کرنے کو، اور تیسرےؔ مال ضائع کرنے کو (مسلم)

بعض اور روایات میں بھی یہ مضمون تھوڑے بہت فرق کے ساتھ آیا ہے۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ کثرتِ سوال اور اس سے بڑھ کر لایعنی سوال اور قیل وقال یعنی فضول بحث ومباحثہ اور غپ شپ سے اللہ راضی نہیں ہوتا، بلکہ اس کو ناپسند فرماتا ہے۔

لہٰذا جو لوگ اس طرح کی حرکات میں مبتلا ہوں، انہیں پرہیز کرنا چاہیئے، اور اپنے قیمتی اوقات کو کارآمد کاموں اور باتوں میں مشغول کرکے دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کرنی چاہیئے۔

(ملاحظہ ہو: فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۱۷۲۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ، حَتّٰى كَأَنَّمَا فُقِئَ فِيْ وَجْنَتَيْهِ الرُّمَّانُ، فَقَالَ: أَبِهٰذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ؟ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ، عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَتَنَازَعُوْا

---

[1] عن أبى هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال" :آمركم بثلاث، وأنهاكم عن ثلاث :آمركم أن تعبدوا الله، ولا تشركوا به شيئا، وتعتصموا بحبل الله جميعا، ولا تتفرقوا، وتطيعوا لمن ولاه الله أمركم، وأنهاكم عن قيل وقال، وكثرة السؤال، وإضاعة المال" (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۵۶۰)

فى حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

عن أبى هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :إن الله كره لكم ثلاثا، ورضى لكم ثلاثا :رضى لكم أن تعبدوه، ولا تشركوا به شيئا، وأن تعتصموا بحبل الله جميعا، وأن تنصحوا لولاة الأمر، وكره لكم قيل وقال، وإضاعة المال، وكثرة السؤال (مسند أحمد، رقم الحديث ۸۳۳۴)

فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

فِيْهِ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تشریف لائے اور ہم تقدیر پر منازعت (اور بحث ومباحثہ) کررہے تھے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، گویا کہ آپ کے چہرے پر انار کا عرق نچوڑ دیا گیا ہو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو اس چیز (یعنی تقدیر کے بارے میں بحث ومباحثہ) کا حکم دیا گیا ہے؟ یا کیا میں اس لئے بھیجا گیا ہوں (کہ تمہیں ان بحثوں میں لگاؤں) تم لوگوں سے پہلے کی قومیں اس میں منازعت (اور بحث ومباحثہ) کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں، میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اس میں آئندہ تنازعہ (اور بحث وتکرار) نہ کرنا (ترمذی)

تقدیر کا مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے کہ جن میں کھود کرید کرنے سے مسئلہ اُلجھ جاتا ہے، اور طرح طرح کے شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں، اس لئے اس میں بحث وتکرار کرنا منع ہے، بس اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ اللہ کو ہر بات کا پہلے سے علم تھا، اور اس علم کی روشنی میں اللہ نے ہر بات لکھ دی ہے، جس میں یہ بھی ہے کہ کون شخص اپنے اختیار وارادہ سے اچھا یا بُرا عمل کرے گا، اور اس کی اس طرح سے جزاء وسزاء پائے گا، اور بس۔

خرید وفروخت اور معاملات میں لغو باتوں کے کفارہ کا طریقہ

حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ، وَالْحَلِفُ، فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۱۳۵) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۱۳۳، ابواب القدر، باب ما جاء فی التشديد فی الخوض فی القدر.
قال الترمذی: وفی الباب عن عمر، وعائشة، وانس هذا حديث غريب.

[2] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

ترجمہ: اے تاجروں کی جماعت! اس خرید و فروخت میں لغو باتیں اور قسم شامل ہو جاتی ہے، تو تم اس میں صدقہ کو شامل کر لیا کرو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ خرید و فروخت کے وقت دوکاندار اور خریدار سے جو بعض ایسی باتیں اور سچی قسمیں سَرزد ہو جاتی ہیں کہ جن کی ضرورت نہیں تھی، اور بلاوجہ ایک دوسرے کو آمادہ کرنے اور سودے پر اُبھارنے کے لئے کی گئی ہوتی ہیں، ان کا کفارہ صدقہ سے ہو جاتا ہے۔

مجلس میں لغو باتوں کے کفارہ کا طریقہ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ، فَقَالَھَا فِیْ مَجْلِسِ ذِکْرٍ کَانَتْ کَالطَّابَعِ یُطْبَعُ عَلَیْہِ، وَمَنْ قَالَھَا فِیْ مَجْلِسِ لَغْوٍ کَانَتْ کَفَّارَتَہٗ (السنن الکبریٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ کلمات کہ:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ.

کسی ایسی مجلس میں کہہ لئے کہ جس میں اس نے اللہ کا ذکر کیا، تو یہ کلمات مہر کے طور پر ہو جائیں گے، جن سے اس مجلس پر مہر لگا دی جائے گی، اور جس نے ان کلمات کو لغو مجلس میں کہہ لیا، تو یہ کلمات اس کے لئے (لغو باتوں سے) کفارہ بن جائیں گے (نسائی)

اگر کوئی شخص ہر مجلس سے اُٹھتے وقت یہ کلمات کہہ لیا کرے، اور اس کی عادت اور معمول بنا لے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی لغو باتوں کا کفارہ ہو جایا کرے گا۔

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۱۸۵، کتاب عمل الیوم واللیلۃ.

قال المنذری: رواہ النسائی والطبرانی ورجالھما رجال الصحیح والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم (الترغیب و الترھیب، تحت رقم الحدیث ۲۳۳۷)

(۳۰)

زیادہ ہنسنے کا نقصان

زبان یا منہ کا ایک عمل ہنسنا ہے، شریعت نے اس کے احکام بھی ذکر کئے ہیں۔

احادیث میں زیادہ ہنسنے کو پسند نہیں کیا گیا، البتہ اعتدال کے ساتھ ہنسنے سے منع نہیں کیا گیا، جس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت سماک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ : أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، وَكَانَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ، قَلِيْلَ الضَّحِكِ، وَكَانَ أَصْحَابُهُ يَذْكُرُوْنَ عِنْدَهُ الشِّعْرَ، وَأَشْيَاءَ مِّنْ أُمُوْرِهِمْ، فَيَضْحَكُوْنَ، وَرُبَّمَا تَبَسَّمَ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٨١٠) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا تم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے! تو انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبی خاموشی اختیار کرنے والے اور کم ہنسنے والے تھے، اور آپ کے صحابہ آپ کے سامنے شعر ذکر کردیتے تھے، اور کچھ اپنے معاملات کا، پھر صحابۂ کرام ہنستے تھے، اور بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرادیتے تھے (مسند احمد)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

وَكَانَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ، قَلِيْلَ الضَّحِكِ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٠٨١٠) [2]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن

[2] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن.

ترجمہ: اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لمبی خاموشی اختیار کرنے والے، اور کم ہنسنے والے تھے (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کم ہنستے اور زیادہ خاموش رہتے تھے، اور اکثر تبسم فرمایا اور مسکرایا کرتے تھے، لیکن دوسروں کو اعتدال میں رہتے ہوئے ہنسنے سے منع نہیں فرماتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم وہ حالات جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم تھوڑا ہنسو، اور زیادہ روؤ (بخاری)

اس طرح کی احادیث اور بھی کئی سندوں سے مروی ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٦٤٨٥، كتاب الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم :لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا.

[2] عن أنس رضى الله عنه، قال :قال النبي صلى الله عليه وسلم :لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا، ولبكيتم كثيرا(بخارى، رقم الحديث ٦٤٨٦، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم :لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا)

عن أنس رضى الله عنه، قال :خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة ما سمعت مثلها قط، قال :لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا، ولبكيتم كثيرا(بخارى، رقم الحديث ٤٦٢١، باب قوله،لا تسألوا عن أشياء إن تبد لكم تسؤكم)

عن عائشة رضى الله عنها :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :يا أمة محمد، ما أحد أغير من الله أن يرى عبده أو أمته تزنى، يا أمة محمد، لو تعلمون ما أعلم، لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا(بخارى، رقم الحديث ٥٢٢١، باب الغيرة)

عن ابن أم مكتوم رضى الله عنه، قال :خرج النبي صلى الله عليه وسلم ذات غداة، فقال :سعرت النار لأهل النار، وجاء ت الفتن كقطع الليل المظلم، لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا(مستدرك حاكم، رقم الحديث ٢٦٧٢)

عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول :سعرت النار وأزلفت الجنة يا أهل الحجرات، لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا، ولبكيتم كثيرا(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٠٣٩٣)

عن سمرة بن جندب، قال :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٧٠٠٥)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَيُّهَا النَّاسُ، أَظَلَّتْكُمُ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، أَيُّهَا النَّاسُ، لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ بَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً، أَيُّهَا النَّاسُ، اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۴۵۲۰) [1]

ترجمہ: اے لوگو! تم پر فتنوں نے اس طرح سایہ کرلیا ہے، جس طرح سے اندھیری رات ڈھانپ لیتی ہے، اے لوگو! اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم روؤ زیادہ اور ہنسو کم، اے لوگو! تم اللہ کے ذریعے سے عذابِ قبر سے پناہ طلب کرو، کیونکہ عذابِ قبر حق ہے (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ، مَا فِيْهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ، وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ (مستدرك حاكم) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (وحی کی برکت سے) وہ کچھ

---

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[2] رقم الحديث ۸۷۲۶، كتاب العلم، ترمذى، رقم الحديث ۲۳۱۲، باب فى قول النبى صلى الله عليه وسلم: لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا)
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه "
وقال الذهبى فى التلخيص: على شرط البخارى ومسلم.
وقال الترمذى: وفى الباب عن أبى هريرة، وعائشة، وابن عباس، وأنس. هذا حديث حسن غريب. ويروى من غير هذا الوجه أن أبا ذر، قال: لوددت أنى كنت شجرة تعضد، ويروى عن أبى ذر موقوفا.

دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ چیزیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چرچراتا ہے اور چرچرانا اس کا حق ہے، آسمان میں چار انگلی کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے کہ وہاں کوئی فرشتہ اللہ کے حضور اپنی پیشانی کو سجدہ میں ٹکائے ہوئے نہ ہو، اللہ کی قسم! اگر تم لوگ وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ، اور تم بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرو، اور تم جنگلوں کی طرف اللہ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے نکل جاؤ (حاکم، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَهْطٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ فَقَالَ: لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَكَ لِمَ تُقَنِّطُ عِبَادِيْ قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا (صحيح ابن حبان) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابۂ کرام کے قریب سے گزرے، جو کہ ہنس رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریلِ امین تشریف لائے، اور انہوں نے کہا کہ بے شک اللہ آپ سے یہ فرماتے ہیں کہ آپ میرے بندوں کو (ہنسنے کی پابندی لگا کر) مایوس کیوں کرتے ہیں؟ نبی ﷺ اُن صحابۂ کرام کے پاس لوٹ کر گئے، اور فرمایا کہ تم اعتدال کے راستے کو اختیار کرو، اور اُس کے قریب رہو، اور خوش رہو (ہنستے بولتے رہو) (ابنِ حبان)

مطلب یہ ہے کہ ہنسنا بذاتِ خود بُری یا گناہ کی چیز تو نہیں ہے، البتہ اس میں غلو کرنا اور اعتدال سے باہر نکلنا پسندیدہ چیز نہیں، لہٰذا ہنسنے میں اعتدال سے کام لینا چاہئے، کیونکہ زیادہ ہنسنے سے

---

[1] رقم الحديث ۱۱۳، كتاب العلم.
في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

دل پر بُرا اَثر پڑتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تُکْثِرُوا الضَّحِکَ، فَإِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ (ابنِ ماجہ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم زیادہ نہ ہنسو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مُردہ کر دیتا ہے (ابنِ ماجہ)

دل کے مُردہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ دل میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے، اور اس کی صلاحیتیں بُری طرح متأثر ہوتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

ثُمَّ وَعَظَھُمْ فِی الضَّحِکِ مِنَ الضَّرْطَۃِ، فَقَالَ : اَلَا لِمَ یَضْحَکُ أَحَدُکُمْ مِمَّا یَفْعَلُ (ابن حبان) [2]

ترجمہ: پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریح خارج ہونے پر ہنسنے کے بارے میں نصیحت فرمائی، پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس چیز سے کیوں ہنستا ہے، جو وہ (خود بھی) کرتا ہے (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی پر تمسخر واستہزاء کے طور پر ہنسنا، جس سے دوسرے کی توہین وتنقیص اور تحقیر لازم آئے، یہ جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہنسنے میں جبکہ کسی کی تحقیر لازم آئے، یہ تو جائز نہیں، اور اگر ایسی کوئی خرابی لازم نہ آئے، تو ہنسنا جائز ہے، مگر زیادہ ہنسنا شریعت کی نظر میں اچھی چیز اور کارِ خیر نہیں، کیونکہ یہ غفلت کی نشانی ہے، اور اس سے دل پر بُرے اثرات بھی پڑتے ہیں، جس کو احادیث میں دل کے مُردہ ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] رقم الحدیث ۴۱۹۳، کتاب الزھد، باب الحزن والبکاء.

[2] رقم الحدیث ۵۷۹۴، کتاب الحظر والاباحۃ، باب المزاح والضحک.
فی حاشیۃ ابن حبان: إسنادہ حسن.

(۳۱)

کتمانِ حق اور اظہارِ حق

اسلام میں کتمانِ حق (یعنی حق چُھپانے) کو ناپسند کیا گیا ہے، اور اظہارِ حق (یعنی حق ظاہر کرنے) کو پسند کیا گیا ہے، جس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی داخل ہے۔

کتمانِ حق کو مداہنت بھی کہا جاتا ہے۔

جو شخص باوجود علم وقدرت اور لوگوں کی ضرورت ہونے کے حق بات کو چھپائے، اس کو شریعت کی زبان میں ''مداہن'' اور اس عمل کو ''مداہنت'' کہا جاتا ہے۔

مداہنت کے معنیٰ نرمی اور ڈھیلے پن کے آتے ہیں، جو کہ عربی کے دھن سے بنا ہے، اور دھن کے معنیٰ تیل کے آتے ہیں، اور شرعی اعتبار سے اس کی حقیقت یہ ہے کہ جہاں حق بات کہنے کی ضرورت ہو، وہاں انسان دنیا کی فاسد غرض سے مثلاً دوسرے کو خوش کرنے کے لئے خاموشی اختیار کرے، اس خصلت کو اسلام میں پسند نہیں کیا گیا، اور اسی وجہ سے ضرورت کے موقع پر قدرت ہوتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خاموشی اختیار کرنے کو احادیث میں مداہنت قرار دیا گیا ہے۔

(شرح مشكل الآثار للطحاوی، تحت رقم الحديث ۳۳۵۰. ومرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم. فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۲۸۴)

حق بات چھپانے کا وبال وعذاب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ ۢبَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ. اِلَّا الَّذِيْنَ

تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

(سورة البقرة، رقم الآيات ۱۵۹، و۱۶۰)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اُن باتوں کو چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلیلیں اور ہدایت نازل کی ہیں، اس کے بعد کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے، یہی لوگ ہیں کہ جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنھوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور کھول کر بیان کر دیا تو یہ لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں ہی بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہوں (سورہ بقرہ)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نازل کردہ واضح احکام کو چھپانے والوں کے لئے سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہدایت کی واضح دلیلیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی کتاب میں کھول کر بیان فرما دیا ہے، ان کو چھپائیں، تو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے، اور اللہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کی بھی لعنت ہوتی ہے، جو اس فعل سے نفرت کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ جو لوگ اپنی اس حرکت سے توبہ کر لیں، اور ان کے اس حق بات کو چھپانے کے عمل سے جو خرابی پیدا ہوئی، اس کی اصلاح کر دیں، تو وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح ہدایت کو چھپانے کی قید لگائی ہے، جس سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ یہ وعید ان علوم اور مسائل کے چھپانے کے بارے میں ہے، جو قرآن وسنت میں واضح بیان کئے گئے ہیں، اور جن کے ظاہر کرنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔

رہے وہ باریک اور دقیق مسائل جو عوام کی سمجھ اور فہم سے بالاتر ہیں، ان کو عوام کے سامنے بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے، اور وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

اسی طرح یہ وعید ان لوگوں کے حق میں ہے، جنہیں کسی مسئلے کا علم ہو، اور ضرورت پڑنے پر قدرت ہونے کے باوجود دوسروں پر ظاہر نہ کریں، کیونکہ چھپانا اسی وقت کہلاتا ہے، جب کہ علم ہو۔

حضرت اعرج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: إِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ أَكْثَرَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ، وَلَوْلَا آیَتَانِ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِیْثًا، ثُمَّ یَتْلُوْ (إِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی) إِلٰی قَوْلِهٖ (الرَّحِیْمُ) إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ كَانَ یَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ یَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِیْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ كَانَ یَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهٖ، وَیَحْضُرُ مَا لَا یَحْضُرُوْنَ، وَیَحْفَظُ مَا لَا یَحْفَظُوْنَ (بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے، اور اگر اللہ کی کتاب میں دو آیتیں نہ ہوتیں، تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی '' سے ''اَلرَّحِیْمُ'' تک، اور (فرمایا کہ) ہمارے مہاجر بھائیوں کو بازار کے معاملات میں مشغولی رہتی تھی، اور ہمارے انصار بھائیوں کو اموال کے کام کاج میں مشغولی رہتی تھی، اور ابو ہریرہ اپنے تنہا ایک پیٹ کی خوراک مہیا کر کے اور کھا کر (مزید کسی دنیا کے دھندے میں مشغول نہ ہوتا، بلکہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا تھا، اور اس کے سامنے (اللہ اور اس کے رسول کی) وہ باتیں آتی تھیں، جو دوسروں کے سامنے نہیں آتی تھیں، اور ابو ہریرہ ان چیزوں کو یاد کرتا تھا، جن کو دوسرے لوگ یاد نہیں کرتے تھے (بخاری)

---

[1] رقم الحدیث ۱۱۸، کتاب العلم، باب حفظ العلم.

قرآن مجید میں مداہنت کا ذکر

قرآن مجید میں کتمانِ حق کے علاوہ مداہنت کا ذکر بھی آیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (سورة القلم، رقم الآية ۹)

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر آپ مداہنت (یعنی نرمی اور ڈھیلا پن) اختیار کریں تو وہ بھی ڈھیلے ہو جائیں (سورہ قلم)

مطلب یہ ہے کہ اہلِ باطل کی یہ خواہش ہے کہ آپ مداہنت اختیار کرلیں، اور حق بات کہنا چھوڑ دیں، تو پھر یہ بھی آپ کے ساتھ مخالفت چھوڑ کر ڈھیلے ہو جائیں گے، اور آپ کی ظاہری مخالفت چھوڑ دیں گے (التفسیر المظھری، سورة القلم)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ. أَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ. وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (سورة الواقعة، رقم الآيات ۸۰ الىٰ ۸۲)

ترجمہ: یہ ربُّ العالمین کی طرف سے اتارا ہوا (کلام) ہے، کیا اس کلام سے تم مداہنت اختیار کرتے ہو، اور تم نے اپنی روزی ہی یہ بنا رکھی ہے کہ تم اسے جھٹلاتے ہو (سورہ واقعہ)

اللہ کے کلام سے مداہنت اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں جو واضح اور حق والی باتیں آئی ہیں، انہیں حق سمجھنے کے باوجود، اس حقیقت کو چھپا لینا اور ظاہر نہ کرنا اور اس سے غفلت و بیگانگی رکھنا اور اس سے بڑھ کر پھر اس کا انکار کر دینا، یہ اور بھی بڑا ظلم ہے۔

حق بات لوگوں سے چھپانا ممکن ہے، مگر اللہ سے نہیں

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا. يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا

(سورة النساء، رقم الآيات ۱۰۷ الیٰ ۱۰۹)

ترجمہ: اور تم ان لوگوں کی طرف سے جدال مت کرو، جو اپنے آپ سے خیانت کرتے ہیں، بیشک اللہ خیانت باز، گناہ گار کو پسند نہیں کرتا، یہ لوگوں سے چھپاتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپا سکتے، اور اللہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے، جب یہ ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں، اور اللہ ان کے اعمال پر محیط و غالب ہے (سورہ واقعہ)

معلوم ہوا کہ انسان لوگوں سے تو اپنی بات کو چھپا سکتا ہے، مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتا کہ دل میں کیا ہے، کیونکہ اللہ تو ہر وقت ساتھ ہے، اور علیمٌ بذات الصدور ہے، اور ایسا شخص خائن اور گنہگار شمار ہوتا ہے، اور در حقیقت ایسا شخص اپنے ساتھ بھی خیانت کرتا ہے کہ اپنی ہی بات کو ظاہر نہیں کر پاتا۔

کتمانِ علم پر قیامت کے دن عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللّٰهُ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن ابی داؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے کسی علم کے بارے میں سوال کیا گیا، پھر اس نے اس کو چھپالیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کی

---

[1] رقم الحديث ۳۶۵۸، كتاب العلم، باب كراهية منع العلم، واللفظ لهٗ، مسند احمد، رقم الحديث ۸۶۳۸.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح.

لگام پہنائیں گے (ابوداؤد)

اسی قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت انس بن مالک اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ ۱

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی سے سوال کیا جائے، اور وہ معلوم ہوتے ہوئے کسی غرضِ فاسد سے اس کو چھپالے، قیامت کے دن اس کو سخت عذاب دیا جائے گا۔

مداہنت اور کتمانِ حق پر وبال

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، وَالْوَاقِعِ فِيْهَا، مَثَلُ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً، فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ أَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا، فَتَأَذَّوْا بِهٖ، فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا : مَا لَكَ، قَالَ : تَأَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّ لِيْ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ (بخاری) ۲

---

۱ عبد اللہ بن عمرو أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال " :من کتم علما ألجمه اللہ یوم القیامة بلجام من نار(صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۹۶)
قال شعیب الارنؤوط:إسنادہ حسن فی الشواھد(حاشیة ابنِ حبان)
حدثنا یوسف بن إبراھیم، قال :سمعت أنس بن مالک، یقول :سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول :من سئل عن علم فکتمه ألجم یوم القیامة بلجام من نار(ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۲۶۴)
عن ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :من سئل عن علم فکتمه جاء یوم القیامة ملجما بلجام من نار، ومن قال فی القرآن بغیر ما یعلم جاء یوم القیامة ملجما بلجام من نار(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۲۵۸۵)

۲ رقم الحدیث ۲۶۸۶، کتاب الشھادات، باب القرعة فی المشکلات، دارطوق النجاة، بیروت، واللفظ لهٗ، ترمذی رقم الحدیث ۲۱۷۳،مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۸۳۶۱.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی حدود (واحکام) میں مداہنت کرنے (یعنی خود عمل کرنے اور دوسروں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے) والے اور ان میں واقع (یعنی اللہ کی حدود اور احکام کو توڑنے) والے ان لوگوں کی طرح ہیں، جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کرکے (اپنا اپنا حصہ منتخب کیا) پس بعض کے حصہ میں کشتی کے نیچے والا حصہ آیا (وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے) اور بعض کے حصہ میں کشتی کے اوپر والا حصہ آیا (وہ اس حصہ میں بیٹھ گئے) پھر نیچے والے پانی کی ضروت کے لئے اوپر والوں کے پاس آنے لگے، جس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوئی (پھر نیچے والوں میں سے) ایک شخص نے بسولہ لیا اور نچلے حصہ میں (سمندر اور پانی کی طرف) سوراخ کرنے لگا تا کہ اس سے پانی لے اور اوپر والوں کو (ہمارے اوپر جانے سے) تکلیف نہ ہو، تو اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے اس نے کہا کہ تم لوگوں کو میرے (اوپر آکر) پانی حاصل کرنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور میرے واسطے پانی ضروری ہے، تو اگر ان (اوپر والے) لوگوں نے اس (کشتی میں سوراخ کرنے والے) کا ہاتھ پکڑ لیا (اور سوراخ کرنے سے روک دیا، تا کہ پانی کشتی کے اندر داخل ہوکر اس کو غرق نہ کرے) تو وہ اس کو بھی (غرق اور ہلاک ہونے سے) نجات دلا دیں گے، ور اپنے آپ کو بھی نجات دلا لیں گے، اور اگر اس کو چھوڑ دیں گے (اور سوراخ کرنے سے نہیں روکیں گے، اور سوراخ سے پانی کشتی کے اندر داخل ہوجائے گا) تو وہ اس (سوراخ کرنے والے) کو بھی ہلاک کریں گے، اور اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈالیں گے (بخاری)

اس حدیث میں ایک مثال دے کر بتلا دیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے احکام پورے کرنے والے

لوگ حق بات سے مداہنت اختیار کریں گے، اور گناہ گاروں کی ضرورت پوری نہ کریں گے، جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، تو گناہ گاروں کے گناہوں کے نتیجے میں آنے والے وبال میں وہ دوسروں کے ساتھ خود بھی ہلاک ہوں گے۔

(عمدة القارى، كتاب الشهادات، باب القرعة فى المشكلات، دار إحياء التراث العربى -بيروت)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَكُوْنُ مِنْهُمْ رَجُلٌ يَعْمَلُ الْمَعَاصِيَ وَهُمْ أَمْنَعُ مِنْهُمْ فَيُدْهِنُوْنَ عَلَيْهِ، ولاَ يُغَيِّرُوْنَ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ (الكامل فى ضعفاء الرجال) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم میں بھی کوئی آدمی گناہ کرتا ہے، اور وہ لوگ اس کو منع کرنے پر قادر ہوتے ہیں، مگر وہ مداہنت اختیار کرتے ہیں، اور نہی عن المنکر نہیں کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عام عذاب نازل فرماتے ہیں (الکامل، طبرانی، مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ اگر قدرت کے باوجود دوسروں کو گناہ سے نہ روکا جائے، اور مداہنت اختیار کی جائے، تو جو گناہ سے بچا ہوا ہے، لیکن باوجود قدرت کے دوسروں کو نہیں روکتا، تو گناہ گاروں پر آنے والے وبال میں وہ بھی شریک ہوگا۔

وہ الگ بات ہے کہ آخرت میں دونوں اپنے اپنے نامۂ اعمال کے مطابق سزا و جزا پائیں گے۔

(ملاحظہ ہو: فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت حديث رقم ۴۰۰، حرف الهمزة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى نَتْرُكُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْىَ عَنِ

---

[1] ج۴ص۴۲۷،۴۲۸، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۲۳۸۵، مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۱۹۲.
فى حاشية مسند احمد: حديث حسن.

الْمُنْكَرِ؟ قَالَ : إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ قَبْلَكُمْ قَالُوا وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : إِذَا ظَهَرَ الْإِدْهَانُ فِي خِيَارِكُمْ وَالْفَاحِشَةُ فِي شِرَارِكُمْ وَتَحَوَّلَ الْفِقْهُ فِي صِغَارِكُمْ وَرَذَالِكُمْ

(مسندالشاميين للطبرانی، رقم الحديث۱۵۴۷، ورقم الحديث ۳۳۶۸) [1]

ترجمہ: عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب چھوڑ دیں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں وہ اعمال ظاہر ہوجائیں گے، جو تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئے تھے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون سے اعمال ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے اچھے لوگوں میں مداہنت ظاہر ہوجائے گی، اور شریر لوگوں میں بے حیائی اور برائی ظاہر ہوجائے گی، اور فقہ تمہارے چھوٹے اور رذیل (کم حیثیت وکم ظرف) لوگوں میں منتقل ہوجائے گی (طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنے کی وجہ مداہنت ہوتی ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ (ترمذی) [2]

---

[1] قال محمد بن طاهر المقدسی: رواه أبو معيد حفص بن غيلان :عن مكحول ، عن أنس . وحفص هذا ضعفه أبو بكر بن أبی داود .ووثقه يحيی بن معين ، ومن روی مثل هذا استحق أن يضعف (ذخيرة الحفاظ، تحت رقم الحديث ۴۹۴۶)

قلت: ولكن لهٗ شواهد كثيرة، فلايضر الضعف.

[2] رقم الحديث ۲۱۶۹،ابواب الفتن، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر،شركة مكتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی -مصر، واللفظ لهٗ،مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۳۳۰۱.

قال الترمذی :هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ :أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ(حواله بالا)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور بالضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے، ورنہ وہ وقت قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے عذاب بھیجے، پھر تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، مگر تمہاری دعا قبول نہ کی جائے (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی اسی طرح روایت ہے۔ [1]

اور اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قدرت ہوتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے اور مداہنت اختیار کرنے پر وبال عام ہو کر آتا ہے۔

حق گوئی جس پر عمل کیا جاتا رہے، صدقۂ جاریہ ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ رَجُلٍ يُنْعِشُ لِسَانَهُ حَقًّا يُعْمَلُ بِهٖ بَعْدَهُ، إِلَّا أَجْرٰى عَلَيْهِ أَجْرُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ وَفَّاهُ اللّٰهُ ثَوَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۸۰۳) [3]

---

[1] حدثنی أبو الرقاد، قال :خرجت مع مولای وأنا غلام فدفعت إلی حذیفة وهو یقول " :إن کان الرجل لیتکلم بالکلمة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فیصیر منافقا "، وإنی لأسمعها من أحدکم فی المقعد الواحد أربع مرات لتأمرن بالمعروف، ولتنهون عن المنکر، ولتحاضن علی الخیر، أو لیسحتنکم الله جمیعا بعذاب، أو لیؤمرن علیکم شرارکم، ثم یدعو خیارکم، فلا یستجاب لکم (مسند الإمام أحمد ، رقم الحدیث ۲۳۳۱۲، مؤسسة الرسالة، بیروت)
أثر حسن(حاشیة مسند احمد)

[2] عن عائشة، قالت :دخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فعرفت فی وجهه أن قد حفزه شیء ، فتوضأ، ثم خرج فلم یکلم أحدا، فدنوت من الحجرات، فسمعته یقول " :یا أیها الناس، إن الله عز وجل یقول :مروا بالمعروف، وانهوا عن المنکر من قبل أن تدعونی فلا أجیبکم، وتسألونی فلا أعطیکم، وتستنصرونی، فلا أنصرکم "(مسند الإمام أحمد ،رقم الحدیث ۲۵۲۵۵)
حسن لغیره(حاشیة مسند احمد)

[3] فی حاشیة مسند احمد:صحیح لغیره، وهذا إسناد حسن.

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی بھی اپنی زبان سے حق کا اظہار (وتبلیغ) کرتا ہے، جس پر اُس کے بعد عمل کیا جاتا رہے، تو اُس کا اجر قیامت تک جاری رہتا ہے، پھر اللہ قیامت کے دن اُس کے ثواب کو پورا پورا عطا فرمائے گا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کو حق بات بتلاتا ہے، یا حق بات کی تبلیغ کرتا ہے، خواہ زبانی ہو، یا تحریری اور پھر اس پر اس کے فوت ہونے کے بعد عمل کیا جاتا ہے، تو یہ انسان کے لئے صدقۂ جاریہ ہے۔

اس طرح کا مضمون مختلف الفاظ کے فرق کے ساتھ اور بھی کئی احادیث میں آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی کو) ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان لوگوں کے عمل کے برابر ثواب حاصل ہوگا جنھوں نے اس کی (ہدایت کی) پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (ہدایت پر چلنے والوں) کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس نے (کسی کو) ضلالت وگمراہی کی طرف بلایا، تو اس کو ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا، جنھوں نے اس کی (ضلالت وگمراہی) کی پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (گناہگاروں) کے

---

[1] رقم الحديث ۲۶۷۴ "۱۶" كتاب الزكاة، باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة؛ ترمذى، رقم الحديث ۲۶۷۴؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۴۶۰۹؛ مسند احمد، رقم الحديث ۹۱۶۰؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ۱۱۲.

گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی (مسلم)

معلوم ہوا کہ حق بات کا اظہار اور نیکی کی بات، بعض اوقات مؤمن بندہ کے لئے صدقۂ جاریہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہماری کتاب ''صدقۂ جاریہ وایصالِ ثواب کے فضائل واحکام'')

زبان کے ذریعہ سے کفر وشرک اور منکرات کے خلاف جہاد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَاھِدُوْا الْمُشْرِکِیْنَ بِأَمْوَالِکُمْ وَأَنْفُسِکُمْ وَأَلْسِنَتِکُمْ (سنن الدارمی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین سے اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ سے جہاد کرو (دارمی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکوں اور غیر مسلموں سے جان، مال کے علاوہ زبان سے بھی جہاد کا حکم ہے، خاص طور پر جبکہ کسی غیر مسلم یا غیر مسلموں کے ملک سے جنگ بندی کا معاہدہ ہو، ان سے زبان کے ذریعہ سے جہاد کیا جائے گا، یعنی اسلام کی حقانیت کو بیان کیا جائے گا، اور کفریہ شکوک وشبہات کے مدلل جواب دیئے جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ أُمَّۃٍ قَبْلِیْ إِلَّا کَانَ لَہُ مِنْ أُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ، وَأَصْحَابٌ یَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِہٖ، ثُمَّ إِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ، وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِیَدِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ،

---

[1] فی حاشیۃ سنن الدارمی: إسنادہ صحیح.

وَلَيُسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ مِنَ الْإِيُمَانِ حَبَّةُ خَرُدَلٍ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے جس امت میں نبی بھیجا گیا ہے، اس کی امت میں سے اس کے کچھ معاون اور صحابی بھی ہوئے ہیں جو اس کے طریقہ پر کار بند اور اس کے حکم کے پیرو کار رہے ہیں، لیکن ان صحابیوں کے بعد کچھ لوگ ایسے ناخلف بھی ہوئے ہیں، کہ جو کچھ وہ کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے، اور ایسے کام کرتے تھے، جن کا (نبی کی طرف سے) ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا، جس شخص نے ہاتھ سے ان کا مقابلہ کیا وہ بھی مومن تھا، اور جس نے زبان سے ان کا مقابلہ کیا وہ بھی مومن تھا، اور جس نے دل سے جہاد کیا وہ بھی مومن تھا، اور اس کے علاوہ رائی کے دانہ کے برابر ایمان کا کوئی درجہ نہیں (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نبی اور اس کے متبعین کی طرف سے جہاد ہاتھ کے علاوہ زبان سے بھی ہوتا رہا ہے، اور یہ بھی ایمان سے تعلق رکھتا ہے، اور دل سے جہاد کی تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَيُّ الْجِهَادِ أَفُضَلُ؟ قَالَ: كَلِمَةُ حَقٍّ عِنُدَ إِمَامٍ جَائِرٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۸۲۸) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۵۰ "۸۰" كتاب الايمان، باب بيان كون النهى عن المنكر من الإيمان.

[2] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

[3] عن أبى أمامة، قال :عرض لرسول الله صلى الله عليه وسلم رجل عند الجمرة الأولى، فقال :يا رسول الله أى الجهاد أفضل؟ فسكت عنه، فلما رمى الجمرة الثانية،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظالم حکمران کے سامنے (نہ کہ پیچھے) حق بات کہنا افضل ترین جہاد ہے، لیکن بعض احادیث وروایات میں یہ بھی وضاحت ہے کہ حکمران کو وعظ ونصیحت علانیہ طور پر نہیں کرنی چاہئے، بلکہ علیٰحدگی میں کرنی چاہئے۔

چنانچہ حضرت عیاض بن غنم کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ، فَلَا يُبْدِ لَهُ عَلَانِيَةً، وَلٰكِنْ لِيَأْخُذْ بِيَدِهٖ، فَيَخْلُوَ بِهٖ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ، وَإِلَّا كَانَ قَدْ أَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ لَهٗ (مسند احمد)[1]

ترجمہ: جو شخص کسی معاملے میں بادشاہ (وحکمران) کو نصیحت کرنا چاہے تو سب کے سامنے نہ کرے بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے خلوت (وتنہائی) میں لے جائے اگر بادشاہ اس کی نصیحت کو قبول کرلے تو بہت اچھا ورنہ اس کی ذمہ داری پوری ہوگئی (مسند احمد)

ہاتھ پکڑنا ایک محاورہ ہے، ورنہ مراد یہ ہے کہ حکمران کے ذاتی کردار ومعاملات کی سب کے سامنے نصیحت کرنے کے بجائے خلوت وتنہائی میں نصیحت مناسب ہے۔

حضرت سعید بن جمہان رحمہ اللہ سے ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

قُلْتُ: فَإِنَّ السُّلْطَانَ يَظْلِمُ النَّاسَ، وَيَفْعَلُ بِهِمْ، قَالَ: فَتَنَاوَلَ يَدِيْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سأله، فسكت عنه، فلما رمى جمرة العقبة، وضع رجله فى الغرز ليركب، قال :أين السائل؟ قال :أنا، يا رسول الله قال :كلمة حق عند ذى سلطان جائر (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۰۱۲)

عن أبى سعيد الخدرى، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، أو أمير جائر (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۳۴۴)

[1] رقم الحديث ۱۵۳۳۳، مسند الشاميين للطبرانى، رقم الحديث۹۷۷.

فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره دون قوله :من أراد أن يَنْصَحَ لسلطان بأمرٍ ..فحسن لغيره.

وقال الهيثمى: رواه أحمد، ورجاله ثقات إلا أنى لم أجد لشريح من عياض وهشام سماعا وإن كان تابعيا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۹۱۶۱، باب النصيحة للأئمة وكيفيتها)

فَغَمَزَهَا بِيَدِهِ غَمْزَةً شَدِيْدَةً، ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ يَا ابْنَ جُمْهَانَ عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ إِنْ كَانَ السُّلْطَانُ يَسْمَعُ مِنْكَ، فَأْتِهِ فِيْ بَيْتِهِ، فَأَخْبِرْهُ بِمَا تَعْلَمُ، فَإِنْ قَبِلَ مِنْكَ، وَإِلَّا فَدَعْهُ، فَإِنَّكَ لَسْتَ بِأَعْلَمَ مِنْهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۴۱۵)[1]

ترجمہ: میں نے (حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا کہ بعض اوقات بادشاہ (وحکمران) عوام کے ساتھ ظلم اور نا انصافی وغیرہ کرتا ہے انہوں نے میرا ہاتھ زور سے دبایا اور بہت تیز چٹکی بھری، اور فرمایا کہ اے ابنِ جمہان! تم پر افسوس ہے، سوادِ اعظم (یعنی اکثریت) کی پیروی کرو، سواد اعظم (یعنی اکثریت) کی پیروی کرو، اگر بادشاہ (وحکمران) تمہاری بات سنتا ہے تو اس کے گھر میں اس کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے وہ ذکر کرو جو تم جانتے ہو اگر وہ قبول کرلے تو بہت اچھا ورنہ تم اس سے زیادہ جاننے والے نہیں ہو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ حکمران کو علیٰحدگی میں حق بات کہنی چاہیے، بشرطیکہ وہ سُننے پر راضی ہو، پھر اگر وہ قبول کرلے، تو بہت اچھا، ورنہ وہ اپنے معاملات کو تم سے زیادہ سمجھتا ہے، اس کو اپنے حال پر رہنے دو، کیونکہ ہم اپنی ذمہ داری پوری کر چکے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہاد ہاتھ اور مال کے علاوہ زبان سے بھی ہوتا ہے، اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو پھر دل سے ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے احادیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکَر کی زبان سے قدرت نہ ہونے کی

---

[1] فی حاشية مسند احمد: رجاله ثقات غير حَشْرَجِ بنِ نُبَاتَةَ، فقد وثقه أحمد ويحيى بن مَعين، وأبو داود، والعباسُ بن عبد العظيم العنبرى، وقال أبو زُرعة :لا بأس به، مستقيمُ الحديث.
وقال الهيثمى: رواه أحمد والطبرانى ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۹۱۶۳، باب النصيحة للأئمة و كيفيتها)

صورت میں دل سے اس کا حکم دیا گیا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قدرت کی صورتیں

اس موقع پر یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اس پر قدرت کی مختلف صورتیں احادیث وروایات میں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ رَّاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ (مسلم) [1]

ترجمہ: تم میں سے جو شخص منکر (گناہ وبُرائی) کو دیکھے، تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسے بدل دے، اور اگر اس کی طاقت وقدرت نہ ہو تو اپنی زبان سے بدل دے، اور اگر اس کی بھی طاقت وقدرت نہ ہو، تو اپنے دل سے بدل دے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے (مسلم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

مَنْ رَّاٰى مُنْكَرًا فَغَيَّرَهٗ بِيَدِهٖ فَقَدْ بَرِءَ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِيَدِهٖ، فَغَيَّرَهٗ بِلِسَانِهٖ فَقَدْ بَرِءَ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِلِسَانِهٖ، فَغَيَّرَهٗ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ بَرِءَ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ (سنن النسائی) [2]

ترجمہ: جو شخص کسی منکر (وگناہ) کو دیکھے، پھر اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، تو وہ

---

[1] ج ۱ ص ۶۹، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الإیمان الخ، دار إحیاء التراث العربی -بیروت.

[2] رقم الحدیث ۵۰۰۹، کتاب الایمان وشرائعہ، باب تفاضل اھل الایمان، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، حلب.

بریٔ الذمہ ہوگیا، اور جو شخص اپنے ہاتھ سے اس کو بدلنے کی طاقت نہ رکھے پھر وہ اپنی زبان سے بدل دے (یعنی زبان سے نہی عن المنکر کردے) تو وہ بھی بریٔ الذمہ ہوگیا، اور جو شخص اپنی زبان سے اس کو بدلنے کی طاقت نہ رکھے پھر وہ اپنے دل سے اس کو بدل دے (یعنی دل سے اس منکر کو برا اور غلط سمجھے) تو وہ بھی بریٔ الذمہ ہوگیا اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے (نسائی)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَانْـهَ عَـنِ الْـمُـنْـكَـرِ، فَإِنْ لَّـمْ تُطِقْ ذٰلِكَ، فَكُفِّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنَ الْخَيْرِ (مسند احمد)[1]

ترجمہ: اور آپ نہی عن المنکر کریں، اور اگر آپ کو اس کی طاقت نہ ہو، تو اپنی زبان کو روکیں، سوائے خیر کی بات کے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ اگر زبان سے نہی عن المنکر کی قدرت نہ ہو، تو زبان سے نہی عن المنکر نہ کریں، اور ایسی حالت میں زبان سے دوسری خیر کی باتیں، اور ذکر وغیرہ کریں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ أَوَّلَ مَا تُـغْـلَبُـوْنَ عَـلَيْـهِ مِنَ الْجِهَادِ اَلْجِهَادُ بِأَيْدِيْكُمْ، ثُمَّ الْجِهَادُ بِأَلْسِنَتِكُمْ، ثُمَّ الْجِهَادُ بِقُلُوْبِكُمْ، فَأَيُّ قَلْبٍ لَمْ يَعْرِفِ الْمَعْرُوْفَ وَلَا يُنْكِرِ الْمُنْكَرَ نُكِّسَ فَجُعِلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ (مُصنف ابن أبی شيبة)[2]

ترجمہ: تم سب سے پہلے اپنے ہاتھوں سے جہاد کرنے کے عمل سے مغلوب

---

[1] رقم الحديث ١٨٦٤٧، مؤسسة الرسالة، بيروت.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

قال الهيثمی: رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۴ ص ۲۴۰، باب العتق والاعانة فيه، مكتبة القدسی، قاهرة)

[2] رقم الحديث ٣٨٧٣٣، كتاب الفتن، باب ماذكر فی فتنة الدجال.

ہوگے، پھر اپنی زبان سے جہاد کرنے سے مغلوب ہوگے، پھر اپنے دِلوں سے جہاد کرنے سے مغلوب ہوگے، تو جو دل معروف (نیکی) کی معرفت (وپہچان) نہ کرے گا، اور نہ منکر کا انکار کرے گا، تو اُس کو اُلٹ دیا جائے گا، اُس کا اوپر والا حصہ نیچے کر دیا جائے گا (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ فَمَا سِوَاهُمْ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ : رَجُلٌ رَاٰى فِئَةً تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَجَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، وَرَجُلٌ جَاهَدَ بِلِسَانِهٖ، وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ، وَنَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ بِقَلْبِهٖ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: لوگ تین قسم کے ہیں، جو ان تین کے علاوہ ہیں، ان میں کوئی خیر نہیں،

---

[1] رقم الحديث ۸۸۹۶،مكتبة ابن تيمية -القاهرة.

قال الهيثمي: رواه الطبراني وفيه من لم أعرفه (مجمع الزوائد، ج۷ص۲۷۶، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسي، قاهرة)

قلتُ: سندهٗ هٰذا:

حدثنا ابوخليفة الفضل بن الحباب، حدثنا مسلم بن ابراهيم، حدثنا حصين بن منيع السدوسي، قال :سمعت ابا محمد النهدي،يقول:قال عبدالله بن مسعود.

و احوال رجال هٰذا السند هٰذا:

(۱)...... أبو خليفة *الامام العلامة، المحدث الاديب الاخباري، شيخ الوقت، أبو خليفة، الفضل بن الحباب (سير اعلام النبلاء، جزء۱۴، صفحه ۷)

(۲)...... مسلم بن إبراهيم الأزدي الفراهيدي، قال يحيى بن معين والعجلي وغيرهما ثقة (كذا في تهذيب الكمال تحت رقم الترجمة ۵۹۱۶)

(۳)...... حصين بن منيع السدوسي بصري روى عن العلاء بن بدر النهدي روى عنه شاذان الاسود بن عامر ومسلم بن ابراهيم سمعت ابي يقول ذلك . حدثنا عبد الرحمن قال ذكره ابي عن اسحاق بن منصور عن يحيى بن معين انه قال :حصين بن منيع السدوسي صالح (الجرح والتعديل، لا بن أبي حاتم، تحت رقم الترجمة ۸۵۴)

(۴)...... أبو محمد النهدي يروى عن عمرو بن قيس الملائي وأبي سنان روى عنه بشر بن الحكم وابن حميد (ثقات ابن حبان، جزء۸، صحفه ۱۹۴)

ایک وہ آدمی جس نے کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہوئے دیکھا، تو اُس نے (ان کے ساتھ شامل ہوکر) اپنی جان اور مال سے جہاد کیا؛ دوسرا وہ آدمی جس نے اپنی زبان سے جہاد کیا، یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا؛ اور تیسرا وہ آدمی جس نے اپنے دل سے حق کو پہچانا (طبرانی)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

إِذَا رَأَيْتَ الْفَاجِرَ فَلَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْهِ فَاكْفَهِرَّ فِيْ وَجْهِهٖ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: جب آپ گناہ گار کو دیکھیں، اور اُس پر آپ کو (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے سے) تغییر کی قدرت نہ ہو، تو اپنے چہرے سے تُرشی کا اظہار کریں (طبرانی)

اور طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ:

قَالَ عِتْرِيْسٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ: هَلَكَ مَنْ لَمْ يَّأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: بَلْ هَلَكَ مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الْمَعْرُوْفَ بِقَلْبِهٖ وَيُنْكِرِ الْمُنْكَرَ بِقَلْبِهٖ (مُصنف ابن أبى شيبة) [2]

ترجمہ: حضرت عتریس (بن عرقوب) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ شخص ہلاک ہوگیا، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے،

---

[1] رقم الحديث ٨٥٨١، مكتبة ابنِ تيمية، قاهرة.

قال الهيثمي: رواه الطبراني باسنادين فى أحدهما شريك وهو حسن الحديث، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج٧ص ٢٧٦، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسي، قاهرة)

[2] رقم الحديث ٣٨٧٣٦، كتاب الفتن، باب ماذكر فى فتنة الدجال واللفظ لهٗ؛ حلية الاولياء فى ترجمة عبدالله بن مسعود؛ شعب الإيمان، رقم الحديث ٧١٨٢؛ المعجم الكبير، رقم الحديث ٨٥٨٤.

قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج٧ص ٢٧٥، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسي، قاهرة)

اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ وہ شخص ہلاک ہوگیا جو اپنے دل سے معروف (نیکی) کی معرفت (وپہچان) اختیار نہ کرے، اور اپنے دل سے منکر کا انکار نہ کرے (ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

بِحَسْبِ الْمَرْءِ أَنْ يَّرٰى مُنْكَرًا لَا يَسْتَطِيْعُ لَهٗ غَيْرًا أَنْ يَّعْلَمَ اللّٰهُ أَنَّهٗ لَهٗ مُنْكِرٌ (المعجم الكبير للطبراني) [1]

ترجمہ: آدمی کی نہی عن المنکر کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جب وہ کسی منکر کو دیکھے اور اس کو (اپنے ہاتھ اور زبان سے) بدلنے کی قدرت نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کی نیت کے بارے میں یہ بات آجائے کہ وہ اس کو دل سے برا سمجھتا ہے (طبرانی)

معلوم ہوا کہ منکر کو دل سے بدلنے کی حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کو ہاتھ اور زبان سے منکر کو روکنے کی قدرت نہ ہو، تو وہ دل میں اس کو برا سمجھے، اور یہ نیت رکھے کہ اگر اس کو زبان یا ہاتھ سے قدرت ہوگئی تو وہ حسبِ قدرت اس کا ازالہ کرے گا، تو وہ اپنی ذمہ داری سے بری سمجھا جائے گا۔

گویا کہ تغییر کی دو قسمیں ہیں ایک حسّی اور ایک معنوی، پہلی قسم کا تعلق تو ہاتھ سے اور بعض اوقات زبان سے ہوتا ہے، اور دوسری قسم کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

(ملاحظہ ہو: فيض القدير للمناوى ج۳، حرف الباء الموحده، تحت حديث رقم ۳۱۲۴.
مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف)

---

[1] رقم الحديث ۱۰۵۴۱، مكتبة ابن تيمية - القاهرة، واللفظ لهٗ، التاريخ الكبير للبخارى، تحت ترجمة ربيع بن سهل بن ركين ج۳ص ۲۷۸.
قال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه الربيع بن سهل وهو ضعيف (مجمع الزوائد ج۷ص ۲۷۵، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسي، قاهرة)

احادیث میں جو دل سے نکیر کرنے کو ایمان کا کمزور درجہ قرار دیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کو دل میں بھی برا نہ سمجھے، تو پھر ایمان سے محروم ہو جاتا ہے، اور ایک مطلب یہ ہے کہ منکر کے انکار کا اپنی ذات میں کمزور درجہ ہے، یہ مطلب نہیں کہ جو ہاتھ و زبان سے طاقت نہ رکھتا ہو، اس کے لیے اور اس کے حق میں بھی کمزور درجہ ہے، کیونکہ ایسے شخص کے حق میں تو اُس کی وسعت اور طاقت کے اعتبار سے یہ کامل ہی درجہ ہے۔

(حاشیة السندی علی النسائی، کتاب الایمان وشرائعه، باب تفاضل اهل الایمان)

اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ اپنے ثمرہ کے اعتبار سے ایمان کا کمزور درجہ ہے، نہ یہ کہ نہی عن المنکر کرنے والے کے اعتبار سے ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

(شرح النووی، تتمة کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر الخ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَا يَنۢبَغِىْ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْإِذْلَالُ؟ قَالَ: يَتَعَرَّضُ لِلسُّلْطَانِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْهُ النِّصْفُ (السنن الواردة فی الفتن للدانی) [1]

ترجمہ: مؤمن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا کس طرح سے ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بادشاہ (یعنی حکومت یا حکامِ وقت، ریاستی منصب دار و عہدے دار) سے تعرض کرے، حالانکہ اُس کے پاس بادشاہ کے مقابلے میں نصف (طاقت) بھی نہیں ہے (الفتن للدانی)

اور حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ آمُرُ السُّلْطَانَ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: إِنْ خِفْتَ أَنْ يَّقْتُلَكَ فَلَا، قَالَ: ثُمَّ عُدْتُ، فَقَالَ لِىْ مِثْلَ

---

[1] رقم الحديث ١٤٨، باب النهی عن الخروج علی الأئمة والأمراء.

ذٰلِکَ، ثُمَّ عُدْتُ، فَقَالَ لِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ وَقَالَ: إِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَفِیْمَا بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ (الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر لابن أبی الدنیا ،رقم الحدیث ۸۰، ص ۱۱۳)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا میں حاکم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں؟ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا کہ اگر آپ کو خوف ہو کہ وہ آپ کو قتل کردے گا، تو پھر نہیں، حضرت سعید بن جبیر نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا، اور حضرت ابنِ عباس نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا، اور حضرت ابنِ عباس نے فرمایا کہ اگر آپ کے لئے حاکم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہو، تو صرف اپنے اور اس کے درمیان کرے (کسی دوسرے کے سامنے نہیں) (ابن ابی دنیا)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ یَخْطُبُ، فَذَکَرَ شَیْئًا أَنْکَرْتُهٗ، فَذَکَرْتُ مَقَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ یُّذِلَّ نَفْسَهٗ. قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، کَیْفَ یُذِلُّ نَفْسَهٗ؟ قَالَ: یَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا یُطِیْقُ (المعجم الأوسط للطبرانی) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۵۳۵۷،دار الحرمین -القاهرة، واللفظ لهٗ؛ امثال الحدیث لابی الشیخ الاصبهانی، رقم الحدیث ۱۳۱)

قال الهیثمی: رواه البزار والطبرانی فی الاوسط والکبیر باختصار واسناد الطبرانی فی الکبیر جید ورجاله رجال الصحیح غیر زکریا بن یحی بن أیوب الضریر ذکره الخطیب روی عنه جماعة ولم یتکلم فیه أحد (مجمع الزوائد، ج۷ص ۲۷۴، باب فیمن خشی من ضرر علی غیره وعلی نفسه، مکتبة القدسی، قاهرة)

وبه قال الطبرانی لا یروی عن ابن عمر إلا بهذا الإسناد تفرد به زکریا قلت رواته موثقون إلا عبد الکریم وهو أبو أمیة بن أبی المخارق فإنه ضعیف لکنه شاهد جید للحدیث الماضی وله شاهد آخر من حدیث علی رضی الله تعالی عنه رویناه فی المعجم الأوسط أیضا وفی إسناده من لا یعرف (الامالی المطلقة لابن حجر، جزء ۱، صفحه ۱۶۸)

ترجمہ: میں نے حجاج (بن یوسف) سے خطبے میں ایسی چیز سُنی، جس کو میں نے منکر (بُرا) سمجھا (میں نے اُس پر نکیر کرنی چاہی) پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آ گیا کہ مؤمن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کرے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی آزمائش میں پڑے، جس کی اُسے طاقت نہ ہو (طبرانی)

اور حضرت حسن بن حسن کے بارے میں روایت ہے کہ:

قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ الْحَجَّاجُ قَدْ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى كَانَ قَرِيبًا مِّنَ الْعَصْرِ قَالَ فَأَقُومُ إِلَيْهِ فَآمُرُهُ بِتَقْوَى اللّٰهِ قَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ إِنَّهُمْ إِذًا يَقْتُلُوْنِيْ قَالَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ أَلَيْسَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ قَالَ الْحَسَنُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَتَكَلَّفُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يُطِيْقُ (بغية الباحث، روایت نمبر ۷۷۳) [1]

ترجمہ: اُن کے سامنے ایک آدمی کھڑا ہوا، اور کہا اے ابوسعید! حجاج (بن

---

[1] قال ابن حجر: رواته ثقات إلا الخليل وهو عند أبي يعلى في قصة طويلة من طريق المعلى بن زياد القردوسي عن الحسن البصري إنما حدث بحديثين ، أحدهما :عن أبي سعيد رضي الله عنه ، والثاني قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .فذكر هذا المتن (المطالب العالية، باب جواز ترك النهي عن المنكر ، لمن لا يطيق)

وقال البوصيري: رواه الحارث بن أبي أسامة عن الخليل بن زكريا وهو ضعيف لكن لم ينفرد به فقد رواه أبو يعلى مطولًا وسيأتي في الفتن في باب ليس للمؤمن أن يذل نفسه (اتحاف الخيرة المهرة، باب إجتناب المحرمات)

یوسف) نے جمعہ کے دن نماز میں بہت تاخیر کی، یہاں تک کہ عصر کا وقت قریب ہوگیا، تو آپ اُن کو کھڑے ہوکر اللہ کا خوف دِلایئے۔

حضرت حسن بن حسن نے اُن سے کہا کہ ایسی صورت میں وہ مجھے قتل کردیں گے، پھر اُن کو اُس آدمی نے کہا کہ کیا اللہ عزوجلّ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ وہ لوگ نہی عن المنکر نہیں کرتے تھے، اور اُن کا طرزِ عمل بہت بُرا تھا۔

حضرت حسن نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابوبکرہ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی آزمائش کو (اپنی طرف سے) اختیار کرے کہ جس کی اُسے طاقت نہ ہو (بغیۃ الباحث)

اور ابو یعلیٰ موصلی نے بھی اپنی مسند میں اس قسم کا ایک تفصیلی واقعہ صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا قطن بن نسير، حدثنا جعفر بن سليمان، حدثنا المعلى بن زياد قال: لما هزم يزيد بن المهلب أهل البصرة قال المعلى: فخشيت أن أجلس فى حلقة الحسن بن أبى الحسن فأوجد فيها فأعرف، فأتيت الحسن فى منزله، فدخلت عليه فقلت: يا أبا سعيد، كيف بهذه الآية من كتاب الله؟ قال: أية آية من كتاب الله؟، قلت: قول الله فى هذه الآية: (وترى كثيرا منهم يسارعون فى الإثم والعدوان وأكلهم السحت لبئس ما كانوا يعملون)، قال: يا عبد الله، إن القوم عرضوا السيف فحال السيف دون الكلام، قلت: يا أبا سعيد، فهل تعرف لمتكلم فضلا؟ قال: لا، قال المعلى: ثم حدث بحديثين: حدثنا أبو سعيد الخدرى، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بحديث، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا يمنعن أحدكم رهبة الناس أن يقول الحق إذا رآه، أن يذكر تعظيم الله فإنه لا يقرب من أجل، ولا يبعد من رزق قال: ثم حدث الحسن بحديث آخر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس للمؤمن أن يذل نفسه قيل: وما إذلاله نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق قيل: يا أبا سعيد فيزيد الضبى وكلامه فى الصلاة؟ قال: أما إنه لم يخرج من السجن حتى ندم، قال المعلى: فقمت من مجلس الحسن فأتيت يزيد فقلت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابنِ عمر اور حضرت حسن کی مذکورہ احادیث اُن صحیح احادیث کے موافق ہیں، جن میں ایسے حکمرانوں کے سامنے جو سنت کی خلاف ورزی کریں گے، بدعات کا ارتکاب کریں گے، نماز کو مؤخر کریں گے، یہ حکم دیا گیا ہے کہ خود آدمی اپنی ذات کو اُن سے بچا کر رکھے، اور حتی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

:يا أبا مودود ، بينما أنا والحسن نتذاكر إذ نصبت أمرك نصبا ، فقال :مه يا أبا الحسن ، قال : قلت :قد فعلت ؟ قال :فما قال الحسن ؟ قلت قال : أما إنه لم يخرج من السجن حتى ندم على مقالته ، قال يزيد :ما ندمت على مقالتي ، وايم الله لقد قمت مقاما أخطر فيه بنفسي ، قال يزيد : فأتيت الحسن فقلت :يا أبا سعيد ، غلبنا على كل شيء ، نغلب على صلاتنا ؟ فقال : يا عبد الله ، إنك لم تصنع شيئا ، إنك تعرض نفسك لهم ، ثم أتيته فقال لي مثل مقالته ، قال :فقمت يوم الجمعة في المسجد والحكم بن أيوب يخطب ، فقلت :رحمك الله ، الصلاة ، قال :فلما قلت ذلك احتوشتني الرجال يتعاورونى ، فأخذوا بلحيتي وتلبيبتي ، وجعلوا يجئون بطني بنعال سيوفهم ، قال :ومضوا بي نحو المقصورة ، فما وصلت إليه حتى ظننت أنهم سيقتلوني دونه ، قال :ففتح لي باب المقصورة ، قال :فدخلت فقمت بين يدي الحكم وهو ساكت ، فقال :أمجنون أنت ؟ قال :وما كنا في صلاة ، فقلت :أصلح الله الأمير ، هل من كلام أفضل من كتاب الله ؟ قال :لا ، قلت :أصلح الله الأمير ، أرأيت لو أن رجلا نشر مصحفا يقرؤه غدوة إلى الليل أكان ذلك قاضيا عنه صلاته ؟ قال :والله إني لأحسبك مجنونا ، قال :وأنس بن مالك جالس تحت منبره ساكت ، فقلت :يا أنس ، يا أبا حمزة ، أنشدك الله فقد خدمت رسول الله صلى الله عليه وسلم وصحبته ، أبمعروف قلت أم بمنكر ، أبحق قلت أم بباطل ؟ قال :فلا والله ، ما أجابني بكلمة ، قال له الحكم بن أيوب :يا أنس ، قال :يقول :لبيك ، أصلحك الله ، قال :وكان وقت الصلاة قد ذهب ، قال :كان بقي من الشمس بقية ، فقال :احبسوه ، قال يزيد :فأقسم لك يا أبا الحسن -يعني للمعلى -لما لقيت من أصحابي كان أشد علي من مقامي ، قال بعضهم :مراء ، وقال بعضهم :مجنون ، قال :وكتب الحكم إلى الحجاج :أن رجلا من بني ضبة قام يوم الجمعة قال :الصلاة ، وأنا أخطب ، وقد شهد الشهود العدول عندي أنه مجنون ، فكتب إليه الحجاج :إن كانت قامت الشهود العدول أنه مجنون فخل سبيله ، وإلا فاقطع يديه ورجليه ، واسمر عينيه ، واصلبه ، قال :فشهدوا عند الحكم أني مجنون فخلى عني .قال المعلى ، عن يزيد الضبي : مات أخ لنا فتبعنا جنازته فصلينا عليه ، فلما دفن تنحيت في عصابة ، فذكرنا الله وذكرنا معادنا ، فإنا كذلك إذ رأينا نواصي الخيل والحراب ، فلما رآه أصحابي قاموا وتركوني وحدي ، فجاء الحكم حتى وقف علي فقال :ما كنتم تصنعون ؟ قلت : أصلح الله الأمير ، مات صاحب لنا فصلينا عليه ودفن ، فقعدنا نذكر ربنا ، ونذكر معادنا ، ونذكر ما صار إليه ، قال :ما منعك أن تفر كما فروا ؟ قلت : أصلح الله الأمير ، أنا أبرأ من ذلك ساحة وآمن للأمير من أن أفر ، قال :فسكت الحكم ، فقال عبد الملك بن المهلب -وكان على شرطته -تدري من هذا ؟ قال :من هذا ؟ قال :هذا المتكلم يوم الجمعة ، قال :فغضب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

الامکان خود اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہے، اور نماز کو وقت پر پڑھے، اور اُن کے ساتھ بامرِ مجبوری پڑھنی پڑجائے تو بامرِ مجبوری نفل کے طور پر اُن کے ساتھ شرکت کرے، اور فتنے کی وجہ سے اُن حکمرانوں کے ساتھ تعرّض اور بھڑنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ [1]

نیز مؤمن کو اپنے آپ کو ذلیل نہ کرنے کی حدیث دوسری سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے۔ [2]

اور اسی وجہ سے قُربِ قیامت کے فتنوں کے دَور میں جبکہ زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحکم وقال :أما إنک لجریء ، خذاه ، قال : فأخذت فضربنی أربعمائة سوط ، فما دریت حین ترکنی من شدة ما ضربنی ، قال : وبعثنی إلی واسط ، فکنت فی دیماس الحجاج حتی مات الحجاج (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ١٣٨١)

قال البوصیری: رواه أبویعلی الموصلی بسند صحیح، والحارث مختصرًا بسند ضعیف، وتقدم لفظه فی المواعظ فی باب من یعمل الحسنات (اتحاف الخیرة المهرة، باب فی التلاعن وتحریم دم المسلم)

[1] عن عبد الله بن الصامت، عن أبی ذر، قال :قال لی رسول الله :کیف أنت إذا کانت علیک أمراء یؤخرون الصلاة عن وقتها؟ -أو -یمیتون الصلاة عن وقتها؟ قال: قلت :فما تأمرنی؟ قال :صل الصلاة لوقتها، فإن أدرکتها معهم، فصل، فإنها لک نافلة ولم یذکر خلف :عن وقتها(مسلم، رقم الحدیث ٦٤٨"٢٣٨")

(سیکون بعدی أئمة) أی فسقة کما فی روایة الدیلمی (یؤخرون الصلاة عن مواقیتها) فإذا فعلوا ذلک (صلوها لوقتها فإذا حضرتم معهم الصلاة فصلوا) قال ابن تیمیة :هذا کالصریح فی أنهم کانوا یفوتونها وهو الصحیح وفیه کما قبله صحة الصلاة خلف الفاسق لأمره بالصلاة خلف أولئک الأئمة وقال جمع منهم المهلب :أراد تأخیرها عن وقتها المستحب لا إخراجها عن وقتها قال ابن حجر :وهو مخالف للواقع فقد صح أن الحجاج وأمیره الولید کانوا یؤخرونها عن وقتها(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث رقم ٤٦٧٤)

عن القاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود، عن أبیه، عن جده عبد الله بن مسعود، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال :سیلی أمورکم بعدی، رجال یطفئون السنة، ویعملون بالبدعة، ویؤخرون الصلاة عن مواقیتها فقلت :یا رسول الله إن أدرکتهم، کیف أفعل؟ قال :تسألنی یا ابن أم عبد کیف تفعل؟ لا طاعة، لمن عصی الله(ابنِ ماجة، رقم الحدیث٢٨٦٥،کتاب الجهاد،باب لا طاعة فی معصیة الله، واللفظ لهٗ؛ مسند احمد، رقم الحدیث ٣٧٩٠؛ سنن البیهقی الکبریٰ، رقم الحدیث ٥٥٢٠)

[2] عن حذیفة قال :قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :لا ینبغی للمؤمن أن یذل نفسه قالوا :وکیف یذل نفسه؟ قال :یتعرض من البلاء لما لا یطیق :هذا حدیث حسن غریب (ترمذی، رقم الحدیث ٢٢٥٤، ابواب الفتن؛ ابنِ ماجه، رقم الحدیث ٤٠١٦)

المنکر کی قدرت نہ رہے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتی اصلاح تک محدود رہنے کی تعلیم دی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ وَكَانُوْا هٰكَذَا. وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنے کا ذکر کیا، پھر فرمایا کہ جب لوگوں کے ساتھ عہد (ومعاہدوں) کی خلاف ورزی ہوگی، اور لوگوں کی امانتوں کو ہلکا سمجھا جائے گا (یعنی اُن کی ادائیگی کی اہمیت دِلوں میں نہ رہے گی) اور لوگ اس طرح (ایک دوسرے میں خلط ملط) ہوجائیں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرلیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ ایسے وقت میں میں کیا طرزِ عمل اختیار کروں؟

---

[1] رقم الحديث ۴۳۴۳، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، واللفظ لهٗ؛ مستدرك حاكم، رقم الحديث ۷۸۶۶؛ مسند احمد، رقم الحديث ۶۹۸۷؛ معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ۴۳۵۹.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص :صحيح.

وفي حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح غير هلال بن خبّاب، فقد روى له أصحاب السنن، وهو ثقة.

اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑلو، اور اپنی زبان کو اپنی ذات تک قابو میں رکھو، اور جو معروف (نیکی) دیکھو، اُسے اختیار کرو، اور جو منکَر (بُرا کام) دیکھو، اُسے چھوڑ دو، اور اپنے اوپر اپنی ذات کے معاملات لازم رکھو، اور عام لوگوں کے معاملات کو اپنے سے چھوڑ دو (ابوداؤد)

اور حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے بھی بسندِ ضعیف استطاعت وقدرت نہ ہونے کی صورت میں صبر کرنے کی حدیث منقول ہے۔ [1]

اور حضرت عرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا . وَقَالَ مَرَّةً أَنْكَرَهَا كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا (ابوداؤد) [2]

ترجمہ: جب زمین میں کوئی گناہ کیا جائے، تو جو شخص اُس جگہ موجود ہو، مگر اُس کو ناپسند کرے، اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ اُس پر نکیر کرے، تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس

---

[1] عن أبى أمامة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إذا رأيتم أمرا لا تستطيعون تغييره، فاصبروا حتى يكون الله هو الذى يغيره(المعجم الكبير، رقم الحديث ۷۶۸۵، واللفظ لهٗ؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۹۳۴۵؛ الكامل فى ضعفاء الرجال)

قال الهيثمى:رواه الطبرانى وفيه عفير بن معدان وهو ضعيف (مجمع الزوائد، ج۷ص۲۷۵، باب الانكار بالقلب، مكتبة القدسى، قاهرة)

قَال عبد الرحمن بن أَبى حاتم :سَأَلتُ أبى عن عفير بن معدان :فقال :ضعيف الحديث ، يكثر الرواية عن سليم بن عامر ، عَن أبى أمامة ، عن النبى صلى الله عليه وسلم ما لا أصل له ، لا يشتغل بروايته.وَقَال أبو عُبَيد الآجرى :سألت أبا داود عن عفير بن معدان ، فقال :شيخ صالح ، ضعيف الحديث ، قال :وسألته أيضا فقال هكذا.وَقَال النَّسَائى :ليس بثقة ولا يكتب حديثه.وَقَال أبو أحمد بن عدى :وعامة رواياته غير محفوظة.(تهذيب الكمال، ج۲۰ص۱۷۸)

[2] رقم الحديث ۴۳۴۵، كتاب الملاحم، باب الامر والنهى ،المكتبة العصرية، صيدا - بيروت.

گناہ کی جگہ سے غائب ہے؛ اور جو اُس گناہ کی جگہ سے غائب تو ہو، لیکن اُس گناہ سے راضی ہو، تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس گناہ کی جگہ موجود ہے (ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا عُمِلَ بِالْخَطِيئَةِ فِي الْأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا (السنن الكبرى للبيهقي)[1]

ترجمہ: جب زمین میں کوئی گناہ کیا جائے، تو جو شخص اُس جگہ موجود ہو، مگر اُس کو ناپسند کرے (اور حسبِ قدرت اُس پر نکیر کرے) تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس گناہ کی جگہ سے غائب ہے؛ اور جو اُس گناہ کی جگہ سے غائب تو ہو، لیکن اُس گناہ سے راضی ہو، تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس گناہ کی جگہ موجود ہے (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص گناہ ہونے والے خطے میں موجود ہو، اور اُس پر حسبِ قدرت نکیر کرے، اگر ہاتھ اور زبان سے قدرت نہ ہو، تو اپنے دل ہی سے نکیر کرے، تو وہ گناہ میں کسی طرح شریک نہیں سمجھا جائے گا، اور اس کے برعکس جو شخص اُس گناہ ہونے والے خطے میں موجود تو نہ ہو، لیکن وہ اس گناہ کو راضی اور پسند کرتا ہو، تو وہ بغیر عمل کیے بھی گناہ میں شریک ہے۔

(كذا في: مرقاة المفاتيح ، كتاب الآداب ،باب الأمر بالمعروف)

احادیث میں بشرطِ قدرت ہاتھ اور زبان اور دل سے برائی کو تبدیل کرنے کی تفصیل اور دوسری احادیث وآثار سے استدلال کرتے ہوئے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ ہاتھ سے برائی کو تبدیل کرنا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے، اور زبان سے علماء اور اہلِ اثر عوام کی ذمہ داری ہے، اور دل سے ضعفاء اور کمزوروں کی ذمہ داری ہے۔

(تفسير القرطبي ج۴،سوره آلِ عمران ، تحت آيت نمبر ۲۱، ۲۲. مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب،باب الأمر بالمعروف. الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني،لأحمد بن غنيم ، باب مشتمل على بيان جمل جمع جملة اى عدة من الفرائض)

---

[1] رقم الحديث ۱۴۵۵۱ ،كتاب الصداق،باب الرجل يدعى إلى الوليمة وفيها المعصية نهاهم فإن نحوا ذلك عنه وإلا لم يجب، دارالكتب العلمية، بيروت.

اپنے زیرِ اثر اور ماتحت افراد (خواہ وہ خانگی اعتبار سے ہوں یا کسی ادارہ، محکمہ و دفتری اعتبار سے) پر بھی انسان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قدرت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ وہ ان کا ایک طرح سے حکمران ہوتا ہے، اس لئے بحیثیت حکمران کے اپنے زیرِ اثر اور ماتحت افراد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا بھی ضروری ہے۔

اور اسی وجہ سے قرآن و سنت میں اپنے ماتحتوں اور بیوی بچوں کو بطورِ خاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم آیا ہے، اور شوہر کو بیوی کا اور والد کو اولاد کا نگران و ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

پھر ہاتھ اور زبان سے طاقت و قدرت ہونے سے لغوی طاقت و قدرت مراد نہیں، بلکہ شرعی طاقت و قدرت مراد ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ یا زبان سے قدرت استعمال کرنے کے نتیجے میں کسی بڑے منکر یا ناقابلِ برداشت تکلیف کا سامنا نہ ہو، مثلاً اگر وہ شراب کے پینے سے منع کرے تو اس کا اس سے منع کرنا کسی کے قتل کا ذریعہ بنے یا وہ گناہ کا مرتکب منع کرنے کی وجہ سے کلماتِ کفر بکنے لگے، جس کے نتیجے میں ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے، یا اسی طرح کی کوئی اور خرابی لازم آئے، اس صورت میں ہاتھ و زبان (جس کی وجہ سے بھی منکر لازم آ رہا ہے) سے منع کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ خود اس سے بچتے ہوئے دل سے منع کرنے پر اکتفاء کرنا ہوگا۔

اور اگر زبان سے منع کرنے کی صورت میں کوئی بڑا منکر تو لازم نہ آئے، البتہ صرف اپنی ذات کو تکلیف پہنچتی ہے (کسی اور کو نہیں) یا دوسرے کے ماننے کی امید نہ ہو، تو پھر زبان سے منع کرنا جائز یا مستحب تو ہوتا ہے، مگر واجب و لازم نہیں رہتا۔

البتہ دل سے برا سمجھنا ہر حال میں فرض رہتا ہے، کیونکہ اس کی فرضیت کبھی ساقط نہیں ہوتی۔

(۳۲)

فتنوں کے وقت زبان کی حفاظت اور گھر میں سکونت کی اہمیت

یوں تو کئی احادیث میں زبان کو قابو میں رکھنے اور اپنے گھر میں رہنے کو بہت سے فتنوں سے نجات وحفاظت کا سبب قرار دیا گیا ہے، لیکن جب فتنوں کا دور دورہ ہو، اور مختلف قسم کے فتنے ہر طرف پھوٹ پڑیں، یہاں تک کہ لوگوں کو زبان سے حق بات کہنا بھی کڑوا لگنے لگے، اور فتنوں کا باعث بن جائے، اس وقت خصوصیت کے ساتھ احادیث وروایات میں لوگوں سے علیٰحدہ اور اپنے گھروں میں رہنے اور اپنی حد تک نیکی کے کام کو اختیار کرنے اور بُرائی سے بچنے پر اکتفاء کرنے کے ساتھ زبان کی حفاظت کی بطورِ خاص اہمیت وتاکید آئی ہے، جس کے متعلق کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

زبان پر قابو اور گھر میں سکونت، نجات اور خوشخبری کا ذریعہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ : اَمْلِکْ عَلَيْکَ لِسَانَکَ، وَلْيَسَعْکَ بَيْتُکَ، وَابْکِ عَلٰى خَطِيْئَتِکَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! نجات کس چیز میں ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھیں، اور آپ کا گھر آپ کو سموئے رکھے (یعنی اپنے گھر میں رہیں، اور بلاسخت ضرورت کے اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں) اور آپ اپنی خطاء (وگناہ) پر روئیں (یعنی شرمندہ ہوئیں) (ترمذی)

---

[1] رقم الحدیث ۲۴۰۶، ابواب الزھد، باب ما جاء فی حفظ اللسان.
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : طُوْبٰی لِمَنْ مَلَکَ لِسَانَہٗ وَوَسِعَہٗ بَيْتُہٗ وَبَکٰی عَلٰی خَطِيْئَتِہٖ (المعجم الصغير للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس آدمی کے لئے (کامیابی اور انتہائی اجر وانعام کی) خوشخبری ہو جس نے اپنی زبان کو قابو میں رکھا، اور اُس کے گھر نے اُس کو سموئے رکھا (یعنی اپنے گھر میں رہا، اور بلا ضرورت باہر نہ نکلا) اور وہ اپنی خطاؤں (وگناہوں) پر رویا (یعنی شرمندہ ہوا) (طبرانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَاھَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰہِ کَانَ ضَامِنًا عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ عَادَ مَرِيْضًا کَانَ ضَامِنًا عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ غَدَا إِلٰی مَسْجِدٍ أَوْ رَاحَ کَانَ ضَامِنًا عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی إِمَامٍ يُعَزِّزُہٗ کَانَ ضَامِنًا عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ جَلَسَ فِيْ بَيْتِہٖ لَمْ يَغْتَبْ إِنْسَانًا کَانَ ضَامِنًا عَلَی اللّٰہِ (صحيح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، تو اللہ پر اُس کی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جس نے کسی مریض کی عیادت کی، تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جو مسجد کی طرف صبح کے وقت گیا، یا شام کے وقت گیا، تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جو امام (یعنی حاکم) کے پاس اُس کی عزت (اور جائز نصرت

---

[1] رقم الحديث ۲۱۲؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ۲۳۴۰.
قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط والصغير، وحسن إسناده(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۸۱۵۲، باب ما جاء في الصمت وحفظ اللسان)

[2] رقم الحديث ۳۷۲،كتاب البر والإحسان،باب ما جاء في الطاعات وثوابها.
في حاشية ابن حبان: إسناده حسن.

ومدد) کے لئے گیا، تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، اور جو اپنے گھر میں بیٹھا (یعنی گھر میں رہا) تو اللہ پر اُس کی بھی (جنت کے لئے) ضمانت ہے، جب تک وہ کسی انسان کی غیبت نہ کرے (ابنِ حبان)

غیبت نہ کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ گھر میں رہ کر زبان کی حفاظت رکھے، کیونکہ گھر میں رہنے سے زبان کے بہت سے فتنوں سے تو حفاظت ہو جاتی ہے، لیکن کیونکہ دوسروں کی غیر موجودگی میں عام طور پر غیبت کا ارتکاب ہوتا ہے، اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا۔

اور ایک روایت میں گھر میں رہنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ دوسرے لوگ بھی اُس کی ایذاء سے سلامت رہیں، اور یہ خود بھی دوسرے لوگوں کی ایذاء سے سلامت رہے۔ [1]

اور ایذاء سے سلامت رہنے میں زبان کی ایذاء سے سلامت رہنا بھی داخل ہے، وہ الگ بات ہے کہ اگر لوگوں کے ساتھ رہنے سے اپنے آپ کو ایذاء پہنچتی ہو، اور لوگوں سے پہنچنے والی ایذاء کو برداشت کرنے کی صلاحیت ہو، تو پھر اس کو برداشت کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ [2]

ان احادیث سے عام حالات میں بھی زبان کو قابو رکھنے اور گھر میں رہنے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی۔

---

[1] عن عبد الله بن عمرو بن العاص، عن معاذ قال :عهد إلينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى خمس من فعل منهن كان ضامنا على الله " :من عاد مريضا، أو خرج مع جنازة، أو خرج غازيا فى سبيل الله، أو دخل على إمام يريد بذلك تعزيره وتوقيره، أو قعد فى بيته فيسلم الناس منه ويسلم (مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۰۹۳)

فى حاشية مسند احمد: حديث حسن.

[2] عن ابن عمر، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :المؤمن الذى يخالط الناس، ويصبر على أذاهم، أعظم أجرا من المؤمن الذى لا يخالط الناس، ولا يصبر على أذاهم (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۰۳۲)

فتنوں کے وقت گھر میں سکونت اور زبان پر قابو رکھنے کا حکم

البتہ احادیث سے فتنوں کے وقت گھروں میں رہنے اور زبان کو قابو میں رکھنے کی خصوصی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْـنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ ذَكَرُوا الْفِتْنَةَ أَوْ ذُكِـرَتْ عِنْدَهُ - فَـقَالَ: إِذَا رَأَيْـتَ النَّـاسَ قَـدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ، وَخَـفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ، وَكَانُوْا هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْـهِ، فَقُلْتُ لَهٗ: كَيْفَ أَفْـعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ، جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ؟ قَالَ: اِلْـزَمْ بَيْتَكَ، وَامْـلِكْ عَـلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْ مَا تَعْرِفُ، وَدَعْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۶۹۸۷، ابوداؤد، رقم الحديث ۴۳۴۳) [۱]

ترجمہ: اس دوران کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، لوگوں نے فتنہ کا ذکر کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فتنہ کا ذکر کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ لوگوں کو دیکھیں، کہ ان کے عہد فاسد ہوگئے ہیں (یعنی عہد معاہدوں کی پاس داری نہیں رہی) اور ان کی امانتیں ہلکی ہوگئیں (یعنی لوگوں نے مال یا عہدہ وغیرہ سے متعلق امانتوں کی اہمیت کو ہلکا سمجھ لیا، اور ان میں خیانت شروع کردی) اور لوگ اس طرح (خلط ملط اور گتھم گتھا) ہوگئے، اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرماتے وقت) اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرلیا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

---

[۱] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح غير هلال بن خباب، فقد روى له أصحاب السنن، وهو ثقة.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُٹھ کر گیا، اور میں نے عرض کیا کہ ایسے وقت میں کیا طرزِ عمل اختیار کروں، اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے گھر کو لازم پکڑلیں (یعنی لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر گھر میں رہنے کا اہتمام کریں، اور بغیر سخت ضرورت کے باہر نہ نکلیں) اور اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھیں، اور جس چیز کو آپ معروف (اور بہتر و نیک) سمجھیں، اُسے اختیار کرلیں، اور جس چیز کو آپ منکر (اور بُرا و گناہ) سمجھیں، اُسے چھوڑ دیں، اور صرف اپنی ذات کے معاملہ کو اپنے اوپر لازم رکھیں (یعنی اپنے کام سے کام رکھیں) اور عام لوگوں کے معاملے کو اپنے سے چھوڑ دیں (مسند احمد، ابوداؤد)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت سحیم بن نوفل فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا اقْتَتَلَ الْمُصَلُّوْنَ قُلْتُ : وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَكَيْفَ أَصْنَعُ، قَالَ: كُفَّ لِسَانَكَ وَأَخْفِ مَكَانَكَ، وَعَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ ، وَلَا تَدَعْ مَا تَعْرِفُ لِمَا تُنْكِرُ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: تمہاری اس وقت کیا حالت ہوگی جبکہ نمازی (یعنی دیندار لوگ) بھی ایک دوسرے کو قتل کریں گے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا ایسا بھی ہوگا؟ تو حضرت عبداللہ

---

[1] عن أبي هريرة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :كيف أنت يا عبد الله إذا بقيت في حثالة من الناس "، قال :وذاك ما هم يا رسول الله؟ قال" :ذاك إذا مرجت أماناتهم وعهودهم، وصاروا هكذا "وشبك بين أصابعه، قال :فكيف بي يا رسول الله؟ قال " :تعلم ما تعرف، ودع ما تنكر، وتعمل بخاصة نفسك، وتدع عوام الناس "(ابنِ حبان، رقم الحديث ۵۹۵۰، ذكر ما يجب على المرء من لزوم خاصة نفسه وإصلاح عمله عند تغيير الأمر ووقوع الفتن)

في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[2] رقم الحديث ۳۸۶۰۵، كتاب الفتن، باب من كره الخروج في الفتنة وتعوذ منها.

بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو (ایسا بھی ہوگا) میں نے عرض کیا کہ (اگر میں وہ زمانہ پالوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟) تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھنا، اور اپنے مکان میں چُھپ جانا اور نیکی کے کام کرتے رہنا، اور کسی بُرائی کی وجہ سے کسی نیکی کو نہ چھوڑنا (ابنِ ابی شیبہ)

اس طرح کی احادیث وروایات سے فتنوں کے وقت زبان کو قابو میں رکھنے اور گھر میں سکونت اختیار کرنے اور بلاسخت ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلنے اور اپنے معاملات تک محدود رہنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

فتنے کے زمانہ میں خاموش رہنا، بولنے سے بہتر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ اَلْقَائِلُ فِيْهِ بِالْحَقِّ خَيْرٌ مِّنَ الصَّامِتِ، وَالْقَائِمُ فِيْهِ خَيْرٌ مِّنَ الْقَاعِدِ، وَإِنَّ بَعْدَكُمْ زَمَانًا اَلصَّامِتُ فِيْهِ خَيْرٌ مِّنَ النَّاطِقِ، وَالْقَاعِدُ فِيْهِ خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: تم ایسے زمانہ میں ہو، جس میں حق بات کو کہنا خاموش رہنے سے بہتر ہے، اور کھڑا ہونا بیٹھنے سے بہتر ہے، اور تمہارے بعد (ایک) ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں خاموش رہنا بولنے سے بہتر ہوگا، اور اس زمانہ میں بیٹھنا کھڑے ہونے سے بہتر ہوگا (حاکم)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ فتنوں کے وقت میں خاموش رہنا، بولنے سے بہتر ہوگا۔

---

[1] رقم الحدیث ۸۳۲۷، کتاب الفتن والملاحم.
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین، ولم یخرجاہ .
وقال الذھبی: علی شرط البخاری ومسلم.

فتنے کے زمانہ میں زبان کا اثر

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کے زمانہ میں زبان کی بات کا اثر تلوار کی طرح فتنہ کا باعث ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ، بَكْمَاءُ، عَمْيَاءُ، مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهُ، وَإِشْرَافُ اللِّسَانِ فِيهَا كَوُقُوْعِ السَّيْفِ (ابو داؤد) [1]

ترجمہ: عنقریب بہرے، گونگے، اندھے فتنے ہوں گے (کہ وہ اپنی لپیٹ میں لینے کے لیے نیک و بد میں تمیز نہیں کریں گے) جو اُن کی طرف متوجہ ہوگا تو وہ فتنے اُن کی طرف متوجہ ہو جائیں گے (اور اُنہیں اپنی طرف کھینچ لیں گے) اور اُن فتنوں کے بارے میں زبان کھولنے کا اثر تلوار کے اثر کی طرح ہوگا (ابوداؤد)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكُمْ وَالْفِتَنَ، فَإِنَّ اللِّسَانَ فِيهَا مِثْلُ وَقْعِ السَّيْفِ (سنن ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فتنوں سے بچو! کہ اس میں زبان کا اثر ایسا ہے جیسے تلوار کا (ابنِ ماجہ)

---

[1] رقم الحديث ۴۲۶۴، كتاب الفتن والملاحم، باب فى كف اللسان؛ المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ۸۹۶۰، الابانة الكبرىٰ لابن بطة، رقم الحديث ۷۷۴.

[2] رقم الحديث ۳۹۶۸، كتاب الفتن، باب كف اللسان فى الفتنة.

قال البوصيرى الكنانى: هذا إسناد ضعيف لضعف محمد بن عبد الرحمن وأبوه لم يسمع من أحد من الصحابة إلا من شرف وله شاهد من حديث عبد الله بن عمرو رواه أبو داود فى سننه (مصباح الزجاجة فى زوائد ابنِ ماجه، ج۴ص ۱۷۶، باب كف اللسان فى الفتنة)

وقال المناوى: (إياكم والفتن) أى احذروا وقعها والقرب منها (فان وقع اللسان فيها مثل وقع السيف) فإنه يؤدى إلى وقع السيف بآخرة (فيض القدير، رقم الحديث ۲۹۰۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ، اَللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک عنقریب فتنے ہوں گے، جو عرب کو گھیر لیں گے، اُس میں قتل وقتال کرنے والے آگ میں ہوں گے، اُن فتنوں کے بارے میں زبان کھولنے کا اثر تلوار کے اثر سے زیادہ سخت ہے (ابوداؤد)

ان روایات کی سندوں میں الگ الگ کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ باہم ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، اور ایک طرح سے دوسری اصولی درجہ کی ان صحیح احادیث وروایات کے مطابق ہیں کہ جن میں فتنوں کے وقت خاموشی کی تاکید واہمیت بیان کی گئی ہے، اس لئے ان کی سندوں کا ضعف ان شاء اللہ تعالیٰ نقصان دہ نہیں ہے۔

فتنے کے زمانہ میں سکون وسکونت اور عزلت کا حکم

بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کے زمانہ میں کم سے کم حرکت کرنے والا، اور اس کے مقابلہ میں سکون اختیار کرنے والا فتنوں سے زیاہ محفوظ ہوگا، اور ظاہر ہے کہ گھر میں رہنے والا بہت سی حرکات اور لوگوں کے ساتھ کلام وگفتگو سے محفوظ ہوتا ہے، اس لئے وہ بھی بہت سے فتنوں سے محفوظ ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ۴۲۶۵، كتاب الفتن والملاحم، باب في كف اللسان، واللفظ لهٗ، ترمذی، رقم الحديث۲۱۷۸؛ ابنِ ماجه، باب كف اللسان في الفتنة، رقم الحديث ۳۹۶۷.

قال أبو داود: رواه الثوری، عن ليث، عن طاوس، عن الأعجم.

وقال الترمذی: هذا حديث غريب، سمعت محمد بن إسماعيل يقول: لا يعرف لزياد بن سيمين كوش غير هذا الحديث، رواه حماد بن سلمة، عن ليث فرفعه، ورواه حماد بن زيد، عن ليث فأوقفه.

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَكُونُ فِتْنَةٌ اَلنَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَقْظَانِ، وَالْيَقْظَانُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِي، فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ (مسلم) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے قریب) عظیم فتنہ ہوگا، جس میں سونے والا بہتر ہوگا، جاگنے والے سے، اور جاگنے والا بہتر ہوگا، کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑے ہونا والا بہتر ہوگا چلنے اور سوار ہونے والے سے، پس جو شخص (اس وقت فتنہ سے بچنے اور الگ رہنے کا) کوئی ٹھکانہ یا پناہ کی جگہ پائے، تو اسے چاہئے کہ وہ فتنے سے بچے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَتَكُونُ فِتَنٌ كَرِيَاحِ الصَّيْفِ، اَلْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي، مَنِ اسْتَشْرَفَ لَهَا، اِسْتَشْرَفَتْهُ (ابن حبان، رقم الحديث ۵۹۵۹، باب ماجاء في الفتن) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب تیز ترین ہواؤں کی طرح فتنے رونما ہوں گے، جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، جو اُن فتنوں میں جھانکے گا، تو فتنہ اُس کو جھانک لے گا (یعنی اُس کو بھی کسی درجہ میں فتنہ پہنچ جائے گا) (ابن حبان)

صحیح بخاری اور مسلم میں بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ کی حدیث ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۲۸۸۶"۱۲"كتاب الفتن واشراط الساعة، باب نزول الفتن كمواقع القطر.

[2] في حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[3] عن ابن المسيب، وأبي سلمة بن عبد الرحمن، أن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي فيها خير من الساعي، ومن يشرف لها تستشرفه، ومن وجد ملجأ أو معاذا فليعذ به(بخاري،رقم الحديث ۳۶۰۱،مسلم، رقم الحديث ۲۸۸۶"۱۰")

مطلب یہ ہے کہ ان فتنوں سے پوری طرح الگ رہنے میں خیر ہوگی، اور سونا، لیٹنا اور بیٹھنا عام طور پر گھر میں ہوتا ہے، اس لئے ان سے گھر میں رہنے کی اہمیت بھی معلوم ہوئی۔

بعض اور احادیث میں اس کی مزید توضیح آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ : تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلنَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمُضْطَجِعِ، وَالْمُضْطَجِعُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَاعِدِ، وَالْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ خَيْرٌ مِّنَ الرَّاكِبِ، وَالرَّاكِبُ خَيْرٌ مِّنَ الْمُجْرِيْ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَتٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ : ذٰلِكَ أَيَّامَ الْهَرْجِ حِيْنَ لَا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ قُلْتُ : فَبِمَ تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ: اُكْفُفْ نَفْسَكَ وَيَدَكَ وَادْخُلْ دَارَكَ قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ دَارِيْ؟ قَالَ: فَادْخُلْ بَيْتَكَ قَالَ : قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِيْ؟ قَالَ : فَادْخُلْ مَسْجِدَكَ وَاصْنَعْ هٰكَذَا - وَقَبَضَ بِيَمِيْنِهٖ عَلَى الْكُوْعِ- وَقُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ حَتّٰى تَمُوْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ (قیامت کے قریب ایسے) فتنے ہوں گے، جس میں سویا ہوا شخص لیٹے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور لیٹا ہوا شخص بیٹھے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے شخص سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا شخص سوار شخص سے بہتر ہوگا، اور سوار شخص (تیز یا لمبا) سفر کرنے والے شخص

---

[1] رقم الحديث ٨٣١٤، كتاب الفتن والملاحم، مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ٢٠٧٢٧.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

سے بہتر ہوگا (اُن فتنوں میں شرکت کرکے) قتل وقتال کرنے والے آگ میں ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ تو فرمایا کہ وہ ہرج (یعنی قتل وقتال) کے دِنوں (اور زمانے) میں ہوگا، میں نے عرض کیا کہ ہرج (یعنی قتل وقتال) کے دن کب ہوں گے، تو فرمایا کہ جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے اُمن میں نہیں ہوگا (اس کے اپنے ساتھی ہی ایذاء ونقصان پہنچانے کے درپے ہوں گے) میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر میں وہ زمانہ پالوں (تو میں کیا کروں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ذات اور ہاتھ کو روک لو، اور اپنے گھر میں داخل ہوجاؤ، وہ (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی (ایسے فتنوں کے زمانہ میں) میرے گھر تک مجھ پر چڑھائی کرنے کے لیے آجائے (تو اُس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے) تو فرمایا کہ تم اپنے (گھر کے اندر) کمرے میں داخل ہوجانا، میں نے عرض کیا کہ اگر وہ میرے کمرے میں ہی گھس آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی مسجد میں داخل ہوجانا، اور یوں کرلینا، پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سمجھاتے وقت) اپنے داہنے ہاتھ کی مٹھی کو زور سے بند کرلیا (یعنی تمہاری طرف سے کوئی دست اندازی نہ ہو) اور یہ کہنا کہ میرا رب اللہ ہے یہاں تک کہ تم اسی حالت میں مَرجاؤ (حاکم)

اپنی مسجد میں داخل ہونے سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ محلّہ کی مسجد میں داخل ہوجائے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گھر کی نماز پڑھنے والی جگہ میں داخل ہوجائے، کہ نماز پڑھے جانے والی جگہ یا مسجد زیادہ عافیت وسلامتی والی جگہ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ

اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا، اَلْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ، قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: كُوْنُوْا أَحْلَاسَ بُيُوْتِكُمْ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے آگے (آنے والے زمانہ میں) اندھیری رات کی تہ بتہ (اوپر نیچے تاریکیوں کی طرح) فتنے رونما ہوں گے، ان فتنوں کی زَد میں آ کر آدمی صبح کو مؤمن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا، ان فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور ان فتنوں میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور ان فتنوں میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، لوگوں نے عرض کیا کہ پھر آپ ہمیں کس چیز کا حکم فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جاؤ (ابوداؤد)

ٹاٹ کیونکہ نیچے کی طرف ہوتا ہے، اور ہر وقت بچھا اور چھپا رہتا ہے، اور گھر کا ٹاٹ بن جانے سے مراد یہ ہے کہ گھر کے اندر رہو، اور وہاں چھپے رہو، جس کا عام لوگوں کو علم بھی نہ ہو۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور احادیث بھی مروی ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۴۲۶۲، كتاب الفتن والملاحم، باب في النهي عن السعي في الفتنة.

[2] عن أبي موسى، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في الفتنة: كسروا فيها قسيكم، وقطعوا فيها أوتاركم، والزموا فيها أجواف بيوتكم، وكونوا كابن آدم (ترمذى، رقم الحديث ۲۲۰۴)

قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب وعبد الرحمن بن ثروان هو أبو قيس الأودي.

عن أبي موسى الأشعري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن بين يدي الساعة فتنا كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل فيها مؤمنا، ويمسي كافرا، ويمسي مؤمنا، ويصبح كافرا، القاعد فيها خير من القائم، والماشي فيها خير من الساعي، فكسروا قسيكم، وقطعوا أوتاركم، واضربوا سيوفكم بالحجارة، فإن دخل -يعني- على أحد منكم، فليكن كخير ابني آدم (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۲۵۹، مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۷۳۰)

في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ قَالَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِيْ وَبَسَطَ يَدَهُ إِلَيَّ لِيَقْتُلَنِيْ؟ قَالَ: كُنْ كَابْنِ آدَمَ (سنن الترمذی) [1]

ترجمہ: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑے ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، انہوں نے عرض کیا کہ اگر (میں اپنے گھر میں ہوں، اور چلنے پھرنے سے بچا ہوا ہوں) پھر کوئی میرے گھر میں داخل ہوجائے، اور مجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے (تو میرے لئے کیا حکم ہوگا؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آدم کے (دو بیٹوں میں سے بہتر) بیٹے کی طرح ہوجاؤ (ابوداؤد)

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے دو بیٹوں میں اختلاف کے وقت ایک نے دوسرے کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا، تو دوسرا بیٹا اس کی طرف قتل کا ہاتھ بڑھانے سے رک گیا تھا، اور وہ خود قتل ہوگیا تھا، یہ بیٹا دوسرے بیٹے سے افضل تھا، اسی کی طرح بننے کا حکم دیا گیا۔

چنانچہ اس بیٹے کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ

---

[1] رقم الحديث ۲۱۹۴، ابواب الفتن، باب ما جاء أنه تكون فتنة القاعد فيها خير من القائم، مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۹.

قال الترمذي: وفي الباب عن أبي هريرة، وخباب بن الأرت، وأبي بكرة، وابن مسعود، وأبي واقد، وأبي موسى، وخرشة وهذا حديث حسن وروى بعضهم هذا الحديث عن الليث بن سعد وزاد في الإسناد رجلا: وقد روى هذا الحديث عن سعد عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير هذا الوجه.

في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

إِنِّیۡ أَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ ،إِنِّیۡ أُرِیۡدُ أَنۡ تَبُوۡءَ بِإِثۡمِیۡ وَإِثۡمِکَ فَتَکُوۡنَ مِنۡ أَصۡحَابِ النَّارِ وَذٰلِکَ جَزَاءُ الظَّالِمِیۡنَ (سورة المائدة، رقم الآية، ۲۸،۲۹)

ترجمہ: اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ پھیلائے گا، تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہ پھیلاؤں گا، بے شک میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے، پھر تو آگ والوں میں سے ہوجائے گا، اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے (سورہ مائدہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

یَا أَبَا ذَرٍّ، أَرَأَیۡتَ إِنۡ قَتَلَ النَّاسُ بَعۡضُھُمۡ بَعۡضًا، یَعۡنِیۡ حَتّٰی تَغۡرَقَ حِجَارَۃُ الزَّیۡتِ مِنَ الدِّمَاءِ، کَیۡفَ تَصۡنَعُ؟ قَالَ : اَللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ أَعۡلَمُ. قَالَ: اُقۡعُدۡ فِیۡ بَیۡتِکَ، وَأَغۡلِقۡ عَلَیۡکَ بَابَکَ . قَالَ: فَإِنۡ لَمۡ أُتۡرَکۡ؟ قَالَ: فَأۡتِ مَنۡ أَنۡتَ مِنۡھُمۡ، فَکُنۡ فِیۡھِمۡ. قَالَ : فَآخُذُ سِلَاحِیۡ؟ قَالَ إِذَنۡ تُشَارِکَھُمۡ فِیۡمَا ھُمۡ فِیۡہِ، وَلٰکِنۡ إِنۡ خَشِیۡتَ أَنۡ یَرُوۡعَکَ شُعَاعُ السَّیۡفِ، فَأَلۡقِ طَرَفَ رِدَائِکَ عَلٰی وَجۡھِکَ حَتّٰی یَبُوۡءَ بِإِثۡمِہٖ وَإِثۡمِکَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: اے ابوذر! آپ کی کیا رائے ہے کہ جب لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں، یہاں تک کہ مقامِ حجارۃُ الزیت (مدینہ میں ایک جگہ کا نام) خون کے سیلاب میں ڈوب جائے، تو ان حالات میں آپ کا کیا طرزِ عمل ہوگا؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں؟ تو

---

[1] رقم الحديث ۲۱۳۲۵، ابن حبان، رقم الحديث ۵۹۶۰.
في حاشية مسند احمد وابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ایسے حالات میں) اپنے گھر میں بیٹھ جانا، اور اپنے گھر کے دروازے بند کر لینا (کہ فتنہ گھر کے اندر تجھے نہ آ پہنچے) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر اس حالت میں بھی مجھے نہ چھوڑا جائے (یعنی کوئی گھر میں آ کر مجھ پر حملہ آور ہو یا مجھے اصرار کر کے گھر سے نکال کر فتنہ میں شریک کرنا چاہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب پھر اپنے لوگوں (یعنی خاندان والے یا رفقاء اور حامیوں) میں پہنچ جانا، حضرت ابوذر نے عرض کیا کہ اگر میں اپنے ہتھیار اُٹھا لوں؟ (یعنی فتنے کے مقابلے کے لیے کھڑا ہو جاؤں) تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب آپ بھی اُن کے ساتھ اس معاملے میں شریک سمجھے جائیں گے، بلکہ اگر آپ کو تلوار کے وار کا اپنے اوپر اندیشہ بھی ہو جائے، تو اپنی چادر کے گوشہ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لینا (اور بغیر مقابلہ کے جان دے دینا) تاکہ حملہ آور اپنا اور تیرا گناہ خود ہی سمیٹ لے (مسند احمد، ابن حبان)

اس طرح کے مفہوم کی اور بھی کئی احادیث ہیں۔ [1]

---

[1] أبا بكرة يحدث، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ": إنها ستكون فتن: ألا ثم تكون فتنة القاعد فيها خير من الماشي فيها، والماشي فيها خير من الساعي إليها. ألا، فإذا نزلت أو وقعت، فمن كان له إبل فليلحق بإبله، ومن كانت له غنم فليلحق بغنمه، ومن كانت له أرض فليلحق بأرضه "قال فقال رجل: يا رسول الله أرأيت من لم يكن له إبل ولا غنم ولا أرض؟ قال: يعمد إلى سيفه فيدق على حده بحجر، ثم لينج إن استطاع النجاء، اللهم هل بلغت؟ اللهم هل بلغت؟ اللهم هل بلغت؟ قال: فقال رجل: يا رسول الله أرأيت إن أكرهت حتى ينطلق بى إلى أحد الصفين، أو إحدى الفئتين، فضربنى رجل بسيفه، أو يجيء سهم فيقتلنى؟ قال: يبوء بإثمه وإثمك، ويكون من أصحاب النار (مسلم، رقم الحديث ٢٨٨٧ "١٣")

حدثنا أبو الأشعث الصنعانى، قال: بعثنا يزيد بن معاوية إلى ابن الزبير، فلما قدمت المدينة، دخلت على فلان - نسى زياد اسمه فقال: إن الناس قد صنعوا ما صنعوا، فما ترى؟ فقال ": أوصانى خليلى أبو القاسم صلى الله عليه وسلم ": إن أدركت شيئا من هذه الفتن، فاعمد إلى أحد، فاكسر به حد سيفك، ثم اقعد فى بيتك "، قال ": فإن دخل عليك أحد إلى البيت، فقم إلى المخدع، فإن دخل عليك المخدع فاجث على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ان احادیث وروایات سے فتنوں کے زمانے میں گھروں میں رہنے کی اہمیت معلوم ہوئی، اور اگر فتنوں کا سلسلہ اتنا بڑھ جائے کہ گھر میں محفوظ نہ رہیں، تو پھر آبادی سے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ركبتيك، وقل بوء بإثمي وإثمك، فتكون من أصحاب النار، وذلك جزاء الظالمين "فقد كسرت حد سيفي، وقعدت في بيتي (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۹۸۲)

في حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

عن سعد بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تكون فتنة القاعد فيها خير القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي خير من الساعي، والساعي فيها خير من الراكب، والراكب فيها خير من الموضع (مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۷۸۹)

في حاشية مسند ابى يعلىٰ: رجاله رجال الصحيح.

خرشة بن الحر، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " :ستكون من بعدي فتنة، النائم فيها خير من اليقظان، والقاعد فيها خير من القائم، والقائم فيها خير من الساعي، فمن أتت عليه فليمش بسيفه إلى صفاة، فليضربه بها حتى ينكسر، ثم ليضطجع لها حتى تنجلي عما انجليت (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۹۷۴)

في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

عن حميد بن هلال، عن رجل، من عبد القيس كان مع الخوارج، ثم فارقهم، قال: دخلوا قرية، فخرج عبد الله بن خباب، ذعرا يجر رداءه، فقالوا: لم ترع؟ قال: والله لقد رعتموني. قالوا: أنت عبد الله بن خباب صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: نعم. قال: فهل سمعت من أبيك، حديثا يحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تحدثناه؟ قال: نعم، سمعته يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنه ذكر فتنة القاعد فيها خير من القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي فيها خير من الساعي، قال ": فإن أدركت ذاك، فكن عبد الله المقتول، قال أيوب: ولا أعلمه إلا قال، ولا تكن عبد الله القاتل. "قالوا: أنت سمعت هذا من أبيك يحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: نعم. قال: فقدموه على ضفة النهر، فضربوا عنقه فسال دمه كأنه شراك نعل ما ابذقر، وبقروا أم ولده عما في بطنها (مسند احمد، رقم الحديث ۲۱۰۶۴)

في حاشية مسند احمد: رجاله ثقات رجال الشيخين، والرجل المبهم الذي روى عنه حميد إن كان ثقة عنده فالإسناد صحيح.

أن رجلا قال له كيف تأمرني إذا اقتتل المصلون؟ قال تدخل بيتك ثم تغلق عليك بابك فمن جاءك فقل هكذا فقال سفيان بيدة فاكتتف وقل: بؤ بإثمي وإثمك (الفتن لنعيم بن حماد، جزء ۱ صفحه ۷۹ واللفظ لهٗ؛ الكنىٰ والاسماء للدولابى، رقم الحديث ۳۵۲)

عن ربعي، قال: قال رجل لحذيفة: كيف أصنع إذا اقتتل المصلون؟ قال: تدخل بيتك، قال: قلت: كيف أصنع إن دخل بيتي؟ قال: قل: إني لن أقتلك (إني أخاف الله رب العالمين) (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۳۸۲۸۹)

باہر نکلنا خیر وعافیت کا باعث ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ، يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عنقریب ایسا (فتنوں کا) وقت آئے گا کہ (ان فتنوں سے بچنے کے لئے) مسلمان شخص کا بہترین مال بکریاں ہوں گی کہ جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹی اور بارش والی جگہوں میں چلا جائے گا، ایسا وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے کرے گا (بخاری)

لوگوں سے الگ تھلگ ہونے کا یہ حکم فتنوں کے زمانے کا ہے، جب لوگوں میں شر پھیل جائے، تو شر سے الگ ہونے کا راستہ یہ تجویز کیا گیا۔ [2]

بہرحال قرآن وسنت کی تعلیمات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زبان کی حفاظت اور اپنے گھروں میں سکونت بہت سے فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اور فتنوں کے زمانہ میں لوگوں سے علیٰحدہ اور گھروں میں رہنے اور خصوصیت کے ساتھ زبان کی حفاظت اور اس کو خاموش رکھنے میں ہی عافیت اور سلامتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جملہ فتنوں سے حفاظت عطا فرمائے۔ آمین۔

---

[1] رقم الحديث ٦٤٩٥، كتاب الرقاق، باب :العزلة راحة من خلاط السوء.

[2] عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ألا أخبركم بخير الناس منزلا؟ قلنا : بلى يا رسول الله قال :رجل آخذ برأس فرسه فى سبيل الله عز وجل حتى يموت، أو يقتل، وأخبركم بالذى يليه؟ قلنا :نعم يا رسول الله، قال :رجل معتزل فى شعب يقيم الصلاة، ويؤتى الزكاة، ويعتزل شرور الناس، وأخبركم بشر الناس؟ قلنا :نعم يا رسول الله، قال :الذى يسأل بالله عز وجل، ولا يعطى به(سنن النسائى، رقم الحديث ٢٥٦٩)

حدثنا أبو هريرة أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :خير الناس رجل تنحى عن شرور الناس(التاريخ الكبير للبخارى، ج٤ص٢٣٥،٢٣٦، تحت رقم الترجمة ٢٦٤٠)

(۳۳)

زبان کے شَر سے حفاظت کی چند مسنون دعائیں

زبان کی حفاظت کی اہمیت اور اس کے شرور وفتن اور آفات کی تفصیل کے بعد زبان کے شَر سے حفاظت کی چند مسنون دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ ان کا بھی وقتاً فوقتاً اہتمام کیا جائے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح بیدار ہونے کے وقت یہ دعاء پڑھی کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا، وَمِنْ أَمَامِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا، وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ نُوْرًا.

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور کردیجئے، اور میری زبان میں نور کردیجئے، اور میرے کانوں میں نور کردیجئے، اور میری آنکھوں میں نور کردیجئے، اور میرے پیچھے نور کردیجئے، اور میرے آگے نور کردیجئے، اور میرے اوپر نور کردیجئے، اور میرے نیچے نور کردیجئے، اے اللہ! مجھے نور عطا فرمادیجئے (مسلم) [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء کیا کرتے تھے کہ:

رَبِّ أَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى

---

[1] رقم الحديث ٧٦٣ " ١٩١ " كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الدعاء فى صلاة الليل وقيامه.

عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَکَ شَكَّارًا، لَکَ ذَكَّارًا، لَکَ رَهَّابًا، لَکَ مِطْوَاعًا، لَکَ مُخْبِتًا، إِلَيْکَ أَوَّاهًا مُنِيْبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ، وَأَجِبْ دَعْوَتِيْ، وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ، وَسَدِّدْ لِسَانِيْ، وَاهْدِ قَلْبِيْ، وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ.

ترجمہ: اے میرے ربّ! میری (اپنی عبادت کرنے میں) مدد فرمائیے، اور اُن (شیطانوں اور انسانوں) کی مدد نہ فرمائیے جو مجھے آپ کی عبادت سے روکیں؛ اور میری (کافروں اور دشمنوں کے مقابلے میں) مدد فرمائیے، اور مجھ پر (میرے دشمنوں) کو غالب نہ فرمائیے، اور میرے حق میں تدبیر فرمائیے، اور میرے خلاف تدبیر نہ فرمائیے، اور مجھے ہدایت عطاء فرمائیے اور ہدایت کو میرے اوپر آسان فرمائیے، اور جو مجھ پر زیادتی کرے اس پر میری مدد فرمائیے؛ اے میرے ربّ! مجھے اپنا شکر گذار، اپنا ذکر کرنے والا، اپنے سے ڈرنے والا، اپنا فرمانبردار، اپنے سامنے عاجز، اور اپنے لیے آہ وزاری اور رجوع کرنے والا بنائیے؛ اے میرے ربّ! میری توبہ کو قبول فرمائیے، اور میرے گناہوں کو دھو ڈالیے، اور میری دعائیں قبول فرمائیے، اور میری حجت کو ثابت فرمائیے، اور میری زبان کو درستگی عطاء فرمائیے؛ اور میرے دل کو رہنمائی عطاء فرمائیے؛ اور میرے دل کی گندگیوں کو دُور فرمائیے (ترمذی) [1]

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس دعاء کے پڑھنے کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَأَسْأَلُکَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ،

---

[1] رقم الحديث ٣٥٥١، ابواب الدعوات، واللفظ لهٗ؛ ابوداوٗد، رقم الحديث ١٥١٠؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٨٣٠؛ مسند احمد، رقم الحديث ١٩٩٧؛ ابنِ حبان، رقم الحديث ٩٣٧.
فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله كلهم ثقات.

وَأَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ، وَأَسْأَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا، وَقَلْبًا سَلِيْمًا، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُکَ مِمَّا تَعْلَمُ إِنَّکَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے (دین میں) ثابت قدمی، اور ہدایت کی پختگی کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ کی بہترین عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے قلبِ سلیم (حاصل ہونے) کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے سچی زبان کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے جو کچھ آپ جانتے ہیں ان کی خیر کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے جو کچھ آپ جانتے ہیں ان کے شر سے پناہ کا سوال کرتا ہوں، اور ان تمام گناہوں سے معافی مانگتا ہوں جو آپ کے علم میں ہیں، کیونکہ آپ ہی علّامُ الغیوب ہیں (ترمذی) [1]

حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ دعاء کیا کرو کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اپنے کانوں کی بُرائی سے، اور اپنی آنکھوں کی بُرائی سے، اور اپنی زبان کی بُرائی سے، اور اپنے دل کی بُرائی سے، اور اپنی منی (یعنی شرمگاہ) کی بُرائی سے (ترمذی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۴۰۷، ابواب الدعوات، مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۱۱۴.
فی حاشية مسند احمد: حديث حسن بطرقه.

[2] رقم الحديث ۳۴۹۲، ابواب الدعوات؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۱۵۵۱.
قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه من حديث سعد بن أوس عن بلال بن يحيى.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کے متعلق سوال کرنے والے شخص کو اس دعاء کی تعلیم دی کہ:

اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَیْبَ، وَقُدْرَتِکَ عَلَی الْخَلْقِ، أَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیَاۃَ خَیْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًا لِّیْ، اَللّٰھُمَّ وَأَسْأَلُکَ خَشْیَتَکَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ، وَأَسْأَلُکَ کَلِمَۃَ الْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُکَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی، وَأَسْأَلُکَ نَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ، وَأَسْأَلُکَ قُرَّۃَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُکَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَأَسْأَلُکَ بَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُکَ لَذَّۃَ النَّظَرِ إِلٰی وَجْھِکَ، وَالشَّوْقَ إِلٰی لِقَائِکَ فِیْ غَیْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّۃٍ، وَلَا فِتْنَۃٍ مُضِلَّۃٍ، اَللّٰھُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَۃِ الْإِیْمَانِ، وَاجْعَلْنَا ھُدَاۃً مُّھْتَدِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے غیب کے علم اور مخلوق پر قدرت کی وجہ سے مجھے اس وقت تک زندگی عطا فرمایئے جب تک آپ کے علم میں میرے لئے زندہ رہنا بہتر ہو، اور جب آپ کے علم میں میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرمایئے، اے اللہ! میں تنہائی میں ہوتے ہوئے اور سب کے سامنے ہوتے ہوئے آپ کی خشیت کا آپ سے سوال کرتا ہوں، اور میں رضامندی میں اور غصے میں درست بات کہنے کا سوال کرتا ہوں، اور تنگدستی اور مالداری میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں، اور میں آپ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں، جو کبھی ختم نہ ہو، اور میں آپ سے تقدیر کے (فیصلے کے) بعد رضاء کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے موت کے بعد آرام دہ زندگی کا سوال کرتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کے چہرے کی زیارت کی لذت کا اور آپ سے ملاقات کے شوق کا نقصان دہ چیزوں

اور گمراہ کن فتنوں سے بچتے ہوئے سوال کرتا ہوں؛ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزیّن فرمائیے اور ہمیں ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنائیے (نسائی) ۱

---

۱ رقم الحديث ۱۳۰۵، ورقم الحديث ۱۳۰۶؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۳۲۵، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۱۹۷۱؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۹۲۳.

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح

قال الحاكم: هٰذا حديث صحيح الاسناد، ولم يخرجاه.

(لقد دعوت فيها) ای: فی آخرها او سجودها (مرقاة، كتاب اسماء الله تعالىٰ، باب جامع الدعاء)

(۳۴)

خاتمہ

زبان کے شَر سے حفاظت اور خیر میں استعمال کا طریقہ

زبان کے شرور اور آفتوں کا ذکر ملاحظہ کرنے کے بعد اب اس چیز کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ وہ کون سا طریقہ ہے کہ جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ زبان کے شرور اور آفتوں سے حفاظت ونجات حاصل ہو، بلکہ اسی کے ساتھ زبان خیر کے کاموں میں بھی استعمال ہو۔

تو اس کے اگر چہ صوفیائے کرام اور بزرگانِ دین نے مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں، لیکن صحیح احادیث سے اس کا مسنون ومختصر اور انتہائی آسان طریقہ جو معلوم ہوتا ہے، اُس کا خلاصہ مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ زبان سے یا تو خیر کی بات کرے، یا پھر خاموشی اختیار کرے۔

خیر کی بات یا خاموشی

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو اُسے چاہئے کہ وہ خیر کی بات کہے، یا خاموش رہے (بخاری)

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعَتْ أُذُنَایَ، وَأَبْصَرَتْ عَيْنَایَ، حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

[1] رقم الحديث ۶۴۷۵، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ : وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ (بخاری) [1]

ترجمہ: میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے، اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کا غیر معمولی اکرام کرے؛ ابوشریح نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! غیر معمولی اکرام کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن اور ایک رات تک، اور (معمولی اکرام کے ساتھ) مہمان داری تین دن تک ہوتی ہے، اور جو اس سے زیادہ ہو، تو وہ اُس پر صدقہ (واحسان) ہوتی ہے؛ اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، تو اُسے چاہیئے کہ وہ خیر کی بات کہے یا خاموش رہے (بخاری)

اس طرح کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان کے شر سے بچنے اور زبان کی خیر کو حاصل کرنے کا مسنون طریقہ ونسخہ دو حصوں سے مرکب ہے، ایک یا تو خیر کی بات کہنا، دوسرے یا خاموش رہنا۔

(۱)......خیر کی بات

زبان کو شر سے بچا کر اچھائی میں استعمال کرنے کا مسنون طریقہ بیان کرتے وقت احادیث

[1] رقم الحدیث ۶۰۱۹، کتاب الادب، باب: من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ.

میں پہلی چیز یہ بیان کی گئی کہ زبان کو خیر کی بات میں استعمال کرے۔

خیر کی بات سے مراد عام مفہوم ہے، جس میں زبان سے اللہ کا ذکر اور زبان کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا ہے، اور اس مفہوم میں اَمر بالمعروف، نہی عن المنکر اور زبان کے وہ تمام اچھے اعمال داخل ہیں، جن کا ذکر کیا گیا۔

اسی لئے بعض احادیث میں آیا ہے کہ اپنی زبان کو ہر وقت اللہ کے ذکر سے تَر رکھا جائے۔[۱]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيْمَانِ قَالَ: أَفْضَلُ الْإِيْمَانِ أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ، وَتُبْغِضَ فِي اللّٰهِ، وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ. قَالَ: وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ، وَأَنْ تَقُوْلَ خَيْرًا أَوْ تَصْمُتَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۱۳۲)[۲]

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ کے لئے محبت رکھیں اور اللہ کے لئے بُغض رکھیں؛ اور آپ اپنی زبان کو ذکر کے عمل میں مشغول رکھیں؛ حضرت معاذ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ (یعنی اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے عداوت رکھنا، اور زبان کو ذکر کے عمل میں مشغول رکھنا) کس طرح ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کہ آپ لوگوں کے لئے اُن چیزوں کو پسند کریں، جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہیں، اور لوگوں کے لئے اُن چیزوں کو ناپسند کریں، جو اپنی ذات کے لئے

---

۱ عن عبد الله بن بسر، أن رجلا قال: يا رسول الله إن شرائع الإسلام قد كثرت علي، فأخبرني بشيء أتشبث به، قال: لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه (سنن الترمذي، رقم الحديث ۳۳۷۵)

۲ في حاشية مسند أحمد: صحيح لغيره.

ناپسند کرتے ہیں (یہ طریقہ تو اللہ کے لئے محبت وعداوت رکھنے کا ہے) اور یہ کہ آپ خیر کی بات کریں، یا خاموشی اختیار کریں (یہ طریقہ زبان کو ذکر کے عمل میں مشغول رکھنے کا ہے) (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ زبان سے خیر کی بات کہنا یا پھر خاموشی اختیار کرنا، یہ زبان کے ذکر میں داخل ہے، اور ایسا شخص ہر وقت زبان سے ذکر کے عمل کو کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

(۲)......خاموشی

زبان کو ہر قسم کے شَر وآفت سے بچانے کا مسنون طریقہ بیان کرتے وقت احادیث میں دوسری چیز یہ بیان کی گئی کہ اگر خیر کی بات نہ ہو، تو خاموشی اختیار کرے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو مخلوق میں سب سے بلند اخلاق کے مالک تھے، اور اس کی گواہی قرآن مجید نے خلقِ عظیم کے الفاظ کے ساتھ دی، لمبی خاموشی اختیار فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

وَكَانَ طَوِيُلَ الصَّمُتِ، قَلِيُلَ الضَّحِكِ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۰۸۱۰) [۱]

ترجمہ: اور (رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لمبی خاموشی اختیار کرنے والے، اور کم ہنسنے والے تھے (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ: مَنُ صَمَتَ نَجَا (ترمذی) [۲]

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: حديث حسن.

[۲] رقم الحديث ۲۵۰۱، ابواب صفة القيامة والرقائق والورع، مسند احمد، رقم الحديث ۶۴۸۱.
قال الترمذی: " هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث ابن لهيعة .وأبو عبد الرحمن الحبلی هو: عبد الله بن يزيد "
فی حاشية مسند احمد: حديث حسن.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے خاموشی اختیار کی، اس نے نجات حاصل کی (ترمذی، مسند احمد)

خاموشی اختیار کرنے سے مراد شر کی بات سے خاموشی اختیار کرنا ہے، اور نجات سے مراد کامیابی حاصل کرنا اور دنیا و آخرت کی آفات و شرور سے حفاظت کا حاصل ہونا ہے۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، ج۷ ص ۳۰۳۸، ۳۰۳۹، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم. فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۸۸۱۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا ذَرٍّ فَقَالَ : يَا أَبَا ذَرٍّ، أَلاَ أَدُلُّكَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ غَيْرِهَا؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصَّمْتِ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، مَا تَجَمَّلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا (مسند ابی یعلیٰ) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوذر سے ملاقات ہوئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! کیا میں تمہیں دو ایسی خصلتیں نہ بتلادوں؛ کہ جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (یعنی اُن پر عمل کرنا بہت آسان ہے) اور یہ

---

[۱] رقم الحديث ۳۲۹۸، واللفظ لهٗ؛ المعجم الاوسط، رقم الحديث ۷۱۰۳؛ مسند البزار، رقم الحديث ۷۰۰۱.

قال الهيثمي: رواه أبو يعلى والطبراني في الأوسط، ورجال أبي يعلى ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۶۷۲، باب ما جاء في حسن الخلق)

وقال المنذري: رواه ابن أبي الدنيا والبزار والطبراني وأبو يعلى ورواته ثقات والبيهقي بزيادة ورواه أبو الشيخ ابن حبان من حديث أبي الدرداء قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا أبا الدرداء ألا أنبئك بأمرين خفيف مؤنتهما عظيم أجرهما لم تلق الله عز وجل بمثلهما طول الصمت وحسن الخلق رواه ابن أبي الدنيا أيضا عن صفوان بن سليم مرسلا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أخبركم بأيسر العبادة وأهونها على البدن الصمت وحسن الخلق (الترغيب والترهيب للمنذري، تحت رقم الحديث ۴۳۴۹، كتاب الأدب وغيره الترغيب في الحياء وما جاء في فضله والترهيب من الفحش والبذاء)

دونوں دوسری خصلتوں کے مقابلہ میں میزانِ عمل میں زیادہ بھاری ہیں؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ضرور بتلایئے!

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اوپر حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق) اور لمبی خاموشی کو لازم کرلو، پس قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ان دونوں خصلتوں جیسی مخلوق نے کوئی زینت اختیار نہیں کی (ابویعلیٰ)

حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَا أَبَا ذَرٍّ، أَلَا أَدُلُّکَ عَلٰی خَصْلَتَیْنِ، ھُمَا أَخَفُّ عَلَی الظَّھْرِ، وَأَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ غَیْرِھِمَا؟ قَالَ : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ . قَالَ : عَلَیْکَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصَّمْتِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِھِمَا (الصمت لابن أبی الدنیا) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے اچھا اور بدن پر سب سے آسان عمل نہ بتلادوں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بے شک میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حُسنِ خُلق (یعنی اچھے اخلاق اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ) اور لمبی خاموشی، آپ ان دونوں کو اپنے اوپر لازم پکڑلو؛ پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، مخلوق نے ان دونوں (اعمال) جیسا کوئی عمل نہیں کیا (ابن ابی الدنیا)

لمبی خاموشی کی وجہ سے انسان فحش، قبیح و بُری باتوں سے محفوظ ہوجاتا ہے، اور فحش اور بُری باتیں

---

[1] رقم الحدیث ۵۵۴، باب ذم الکذب، الناشر: دار الکتاب العربی -بیروت.

قال الالبانی: قلت :وھذا إسناد مرسل حسن لولا أن الجلیس لم یسم، وعلی کل حال، فالحدیث بہ وبحدیث أبی ذر وأبی الدرداء حسن علی الأقل إن شاء اللہ تعالی (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ وشیء من فقھھا وفوائدھا، تحت رقم الحدیث ۱۹۳۸)

بدخلقی وبداخلاقی میں داخل ہیں، لہٰذا جو چیز ان بُرائیوں سے بچنے کا ذریعہ ہوگی، وہ یقیناً خوش خلقی یا حُسنِ اخلاق میں داخل ہوگی، اس لئے حسنِ خلق کے ساتھ لمبی خاموشی کا ذکر کیا گیا۔

حضرت عنبس بن عقبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ عَبۡدُ اللّٰهِ : وَالـلّٰـهِ الَّذِیۡ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، مَا عَلٰی وَجۡهِ الۡأَرۡضِ شَیۡءٌ أَحۡوَجُ إِلٰی طُوۡلِ سِجۡنٍ مِّنۡ لِسَانٍ (المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، زمین پر کوئی بھی چیز زبان سے زیادہ لمبی قید کی محتاج نہیں (طبرانی)

مطلب یہ ہے کہ زبان سے زیادہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کو زبان کے مقابلہ میں لمبا قید رکھا جائے، یعنی زبان کو زیادہ لمبے وقت کے لئے خاموش رکھنا چاہئے، یہی اس کی قید ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق کی توفیق عطاء فرمائے، اور زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور زبان کے شرور وفتن اور آفات سے سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

فقط

وَاللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ

محمد رضوان

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

۱۳/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ۔ 26/جنوری 2013ء بروز ہفتہ

---

[1] رقم الحدیث ۸۷۴۴، ج۹ ص ۱۴۹۔

قال المنذری: رواہ الطبرانی موقوفا بإسناد صحیح (الترغیب والترھیب للمنذری، تحت رقم الحدیث ۴۳۳۱، کتاب الأدب وغیرہ الترغیب فی الحیاء وما جاء فی فضلہ والترھیب من الفحش والبذاء)

وقال الھیثمی: رواہ الطبرانی بأسانید، ورجالھا ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۸۱۸۴، باب ما جاء فی الصمت وحفظ اللسان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیاست وحکومت

قرآن وسنت کی روشنی میں خالق اور مخلوق کی حکومت وحکمرانی میں فرق، انسانی حکومت وحکمرانی کے متعلق اسلام کی جامع تعلیمات وہدایات، نبی ﷺ کی مختلف حکومتوں وحکمرانوں کی پیش گوئی، نااہل، ظالم اور خائن حکمرانوں کے لئے وعیدیں اور اہل، مُنصِف وعادل حکمرانوں کی فضیلت، وزیروں اور مشیروں کے لئے اسلام کی پاکیزہ تعلیمات، جرائم اور اُن کا سدِّ باب، اسلام میں حکمرانوں کے حقوق اور حکومتی قوانین کی حیثیت، ظالم حکمرانوں کے خلاف طرزِ عمل کیا ہو؟ حکمرانوں وافسروں کی رشوت وبھتہ اور ٹیکس خوری، قومی املاک کی حفاظت کی اہمیت اور خیانت کا وبال، اتحاد واتفاق کا حکم اور تفریق کی ممانعت، غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ اور ان کے حقوق، اسلامی ملک کی حفاظت وپاسبانی کی فضیلت واہمیت، انتخاب اور ووٹ کے شرعی احکام وآداب

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان